

GOVERNMENT OF INDIA
DEPARTMENT OF ARCHAEOLOGY
**CENTRAL ARCHAEOLOGICAL
LIBRARY**

CLASS ACC. NO. 2795

CALL NO. 954.16 Fas

D.G.A. 79.

114 Ep

سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو (ہند) نمبر ۲۰۸

تاریخ مکہ

(یعنی صوبہ بہار کی مکمل تاریخ)

جس میں ۶۳۲ھ قبل سچ علیہ السلام سے ۱۹۳۳ء (۱۳۴۲ھ) تک
تمام تاریخی واقعات و حالات مستند کتب تواریخ سے اخذ کر کے
سلسل اور مکمل طور پر اصل مأخذ کے حوالوں کے ساتھ تفصیل دار

درج کیے گئے ہیں۔

954-16
FAS

مرتبہ



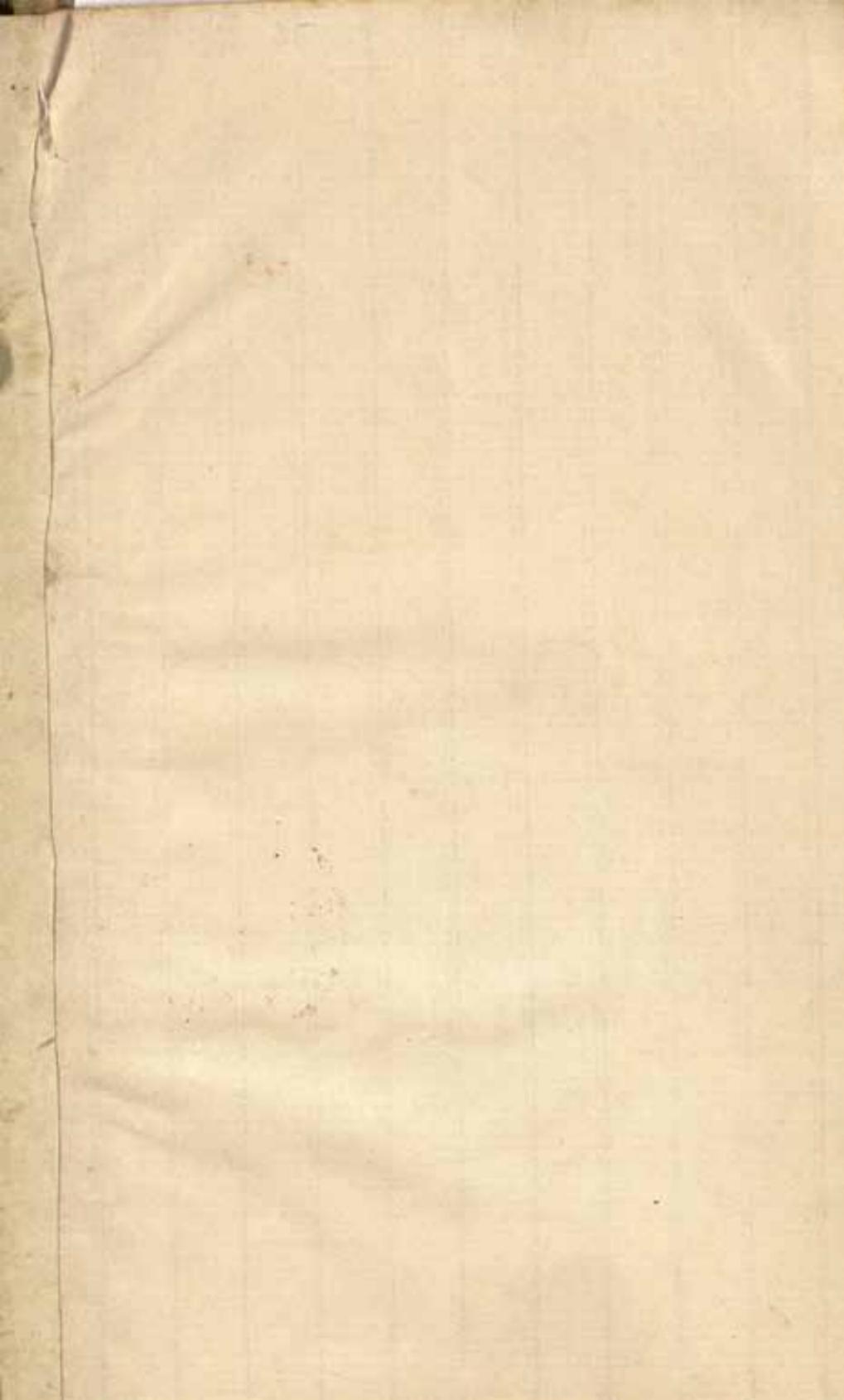
ذوی توحید الدین بحقی صاحب عظیم آبادی

رپونیوا فسر و مجسٹر ریاست سرائے گیلا (اڑیسا)

شائع کردہ 2795

انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی

۱۹۳۳ء



(۴) جس مندر میں قدم کے نشان کا پتھر ہو اس کے قریب تیس فٹ اونچا ایک سنگی پا ہے ہر۔ اس کا کتبہ بہت خوب ہو گیا ہے۔ اس کی عبادت کا خلاصہ یہ تھا کہ اشوک نے تین بار سلطنت اعتماد کے ساتھ جسدی پامملکت ہند کو دیدھست (مددھست) نہیں لیکان کے لیے نذر کیا۔ اور تین یار اپنا خاص خزانہ (ریاضتی مطلع) دے گرو اپس لیا۔ (یہ) قریم شاہی محل (یعنی دارالحکومت) کے ہتھیں ایک سنگی جگہ تھا جو ہر پہاڑی کی طرح نظر آتا تھا اور اندر کئی دس قدم کے برابر وسیع تھا۔ اشوک نے اس کو دیوتاؤں (ریاجنوں) کے ذریعے سے اپنے چھوٹے بھائی ہمندر کے لیے بنوا یا تھا۔ یہ تارک الدنیا نقیر تھا۔

(۵) قریم محل (دارالحکومت) سے اُتر اور جنہم سے (جس کا ذکر نمبر ۲ میں کیا گیا) دکن میں ایک بڑا پتھر کا تاد تھا۔ جس میں کھانا رکھ کر نقروں کو دینے کے لیے اشوک نے دیوتاؤں سے بنایا تھا۔

(۶) قریم دارالحکومت سے دکن پھرم چڑاؤں کا ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جس کے تر پچھے کناروں میں دس میں جھرے ہیں۔ جن کو جنوں نے آپا گپتا اور دوسرا اربٹ (اور ویشو) اس کے لیے بنایا تھا۔ اس پہاڑ کے ایک جانب ایک قریم عمارت (منارہ) کی سنگی نیروں ایک تالاب تھا جس کا لہر تا ہو کیا۔ آئینے کی طرح صاف تھا۔ دوڑو نزدیک کے لوگ اس کو مقدس پانی کہتے تھے۔ اور اس کو پینے والوں سے غل کرنے سے گناہ کا غبارہ حل جاتا تھا۔

(۷) اس چھوٹی پہاڑی سے دکن پھرم پانی استوپ تھے جن کی ساخت

لہ اس کے بعد ہند کے نقیر ہونے کا بسب اور پہاڑی اور جھرے کی تعمیر کا حال ہے۔ تحریر کی کیفیت کسی قدر ناہیں کے بیان میں نذکور ہو چکی ہے۔ اس لیے اس کو مکرر لکھا ضروری نہیں۔

A 2795.

D 27 4 55.

Gell 954 16 Fas.

فہرستِ مضمایں

نمبر شمار	ضمون	صفو	نمبر شمار	ضمون	صفو
			۸	زاتی	راجاءات ستو شے ق م تا
۱۸	مقدمہ				۵۲۶ شے ق م
۲۰	باب اول		۹	پائی پتہ کی بنا اور وجہ تبی	ابتدائی حالات اور شے ق م
۲۶			۱۰	راجاء در سکھے ق م تا	شہزادان کی حکومت شے ق م
۲۴				۵۰۳ شے ق م	
۲۴	ابتدائی حالات		۱۱	راجاء اور شے ق م تا	گھس کے راجاء اور شے ق م کے متعلق
				۳۶۹ شے ق م	
۲۸	ہبھارت کا بیان		۱۲	راجانندی و رضنا اور مہاندی	ہبھارت کا بیان
				شے ق م تا شے ق م	سلطانوں کی تاریخوں میں بعض
۲۸	روایتیں		۱۳	شہزادان کا حال شے ق م	روایتیں
				۳۲۱ شے ق م	راجاسین ناگ شے ق م
۲۹	ہبھارت کو تم بچھ		۱۴	راجا بھیم پارٹ ۵-۱۵۵۵ ق م	جیں دھرم کے بانی ہبھارتی جی
				شہزادا جا کے ستعلق یوتالی تاریخ	
				کا حال	
					اور اربعین دھرم کا اختلاف

کے آئین والا استوپ کہلاتا تھا۔

(۱۲۷) شہر کے دکن پھم کوئے سے دسوی سے کچھ زیادہ فاصلے پر ایک قدیم سگرام کی بنا اور ایک استوپ تھا۔ اس جگہ پر واقع تھے جہاں گزشتہ چار میل بیٹھنے اور ریاضت کرتے تھے۔

مندرجہ بالا بیان طاس ویلس کی کتاب ان دی ٹریوس آف یوان چوائے مطبوعہ روائل اشیاک سوسائٹی لندن ۱۹۰۵ء جلد دوم صفحہ ۶۷ تا ۱۰۵ سے جو اس بارے میں سب سے زیادہ سنتند مانی جاتی ہو ترجمہ کیا گیا۔ مذکروں میں نے اس چینی جاتری کا بیان جوانپنی روپٹ ڈسکوری آف دی اکنکٹ سائٹ آف پائلی پر امطبوعہ ۱۹۱۸ء میں نقل کیا ہے۔ ظاہر ہے مترجم کے ترجمے سے ماخوذ ہو مقابلہ کرنے پر بعض جگہ خفیف فرق پایا جاتا ہے۔ لیکن مطالب کے اعتبارے چندان اختلاف نہیں۔

۱۵۱۔ اشوک کا جہنم

یوان چوانگ کے بیان میں (نمبر ۳ میں) اشوک کے جہنم بنانے کا ذکر اُپر گزر چکا ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہو کہ روايتوں کے مطابق راجا اشوک بُؤددھ دھرم اختیا کرنے سے پہلے بہت ظالم تھا۔ تخت نشینی کے بعد ہی اس نے لوگوں کو عذاب لے اس کے بعد اسا گھوش نامی بحدث کا ایک برجمن کو مناظرے میں شکست ناش بخانگ کوہ ہے۔ ملعہ کتاب دیوی اودا نیں مذکور ہے کہ اشوک نے اپنے محل کی پان مسعودیوں کو ٹالیں جھونکے ہلاک کیا تھا۔ اس کے دزیر انور و دعو نامی نے اس کو متینہ کیا کہ یہ حرکت راجا کے شایان نہیں۔ بہتر ہو کر یہ کام یا نابط طور پر کسی ملازم کے پر کیا جائے۔ (ابقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۷ پر)

پھر نظر نہیں آتی۔ صرف نیجے کا حصہ باقی ہو جو بھر انظر آتا ہے۔ پچھے فاصلے سے دیکھنے میں یہ پہاڑی کے طور پر نظر آتے تھے۔ بعد کو لوگوں نے ان کے سرے پر دفعہ سے چھوٹے استوپ بنائے۔ ہندستان کی کتابوں کے مطابق جب اشوك نے چوری سی ہزار استوپ بنوائے قدیم یادگاروں میں پانچ چیزیں (شینگ) موجود تھیں جن میں سے ہر ایک (شینگ) اکے لیے اس نے ایک عالی شان استوپ بنایا جو وہ سری گھوٹوں کے استوپ سے عمدہ تھا۔ مذہبی اعتقاد نہ رکھنے والوں نے یہ بے ثبوت بات بیان کی کہ ان پانچ استوپوں میں نہ راجا کے سات قیمتی ماں (خزانے) تھے۔ اس کے بعد ایک بدعت مہب راجا اپنی فوج لے کر آیا کہ خزانہ کھود کر کالے لیکن زمین کو زلزلہ ہوا۔ آختاب پر تاریکی چھاگئی۔ استوپوں سے گرج پیدا ہوئی۔ پاہی ہر دوہو ہو کر گرد پڑے۔ اور ہاتھی گھوڑے بھاگ گئے۔ اس کے بعد سے کوتی اس کا لالج نہ کر سکا۔

(۱۱) قدیم شہر سے دکھن پڑب کوتار ایک کوتایسی مُرفا، سنگرام تھا۔ یہ سنگرام بھی اشوك کا بنوایا ہوا تھا۔ یہ بھی منہدم ہو گیا۔ صرف نہماقی تھی۔ اشوك نے بُودھرم اختیار کرنے پر ہمہاں ایک ہزار بھٹھ در دیشوں اور رہبیوں کی مجلس منعقد کی اور ان کے ربی کے لحاظ سے ان کی ضروریات ہیا کر دیں۔ (۱۲) کوکوتار سنگرام کے ایک جانب بڑا استوپ تھا جس کو آملکا استوپ کہتے تھے۔ آملکا (آملہ) ایک پھل کا نام ہو جو ہند میں دو اکے لیے استعمال ہوتا تھا۔

(۱۳) آملکا استوپ سے اُنزیچم ایک سنگرام میں استوپ تھا جو گھنٹا بجا کر ملا۔

لہ اس کا حال اشوك کی مدت حکومت کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے۔

۱۶) راجا ارجن ۲۳۷ء اور چین کا دوسرا و فر

راجا ہرش کے لاولد مر نے پر اس کا دزیر ارجن (آردن آسوہ) حکومت پر قابض ہو گیا۔ اسی زمانے میں بودھ دھرم کی اشاعت کے سلے بیشہنثا و چین کی طرف سے دوسرا و فر ہندستان پہنچا۔ ارجن نے ان کو مخالف سمجھ کر قتل کرایا اور ان کا سارا مال لوث لیا۔ صرف وینگ ہوئن ٹشی (WANG HIUENTH) سرگروہ قاغلہ جو سابق و فر کے ساتھ بھی ہرش کے زمانے میں آچکا تھا کسی طرح بھاگ کرنے پا ہبھا۔

۱۷) ترہت کا محاصرہ ارجن کی گرفتاری اور نیپالیوں کا راج

جب شہنشاہ چین کے وفد کی تباہی کا حال نیپال اور تبت میں معلوم ہوا۔ تبت کا راجا سونگ ٹان گلپو جس نے شا و چین کی لڑکی سے شادی کی تھی چینیوں کا مددگار بن گیا۔ اور اپنے پاس کے بارہ سو منتخب پاہیوں کے علاوہ نیپال کے راجا سے جو اس کا ماتحت تھا، سات ہزار فوج لے کر ان کے ساتھ کر دی۔ اس فوج کی صیحت میں وینگ ہوئن ٹشی نے کوہ ہمالہ سے اُتر کر ترہت کا محاصرہ کیا اور تین دن تک تمام علاقوں میں غارت گری کی۔ ارجن کے تین ہزار پاہی قتل ہوئے اور دس ہزار کے قریب ندیوں میں ڈوب کر ہلاک ہوئے۔ ارجن نے دوسرا

(صفحہ ۲۴۲ کا بقیہ لوت) 'Buddhist RECORDS OF THE WESTERN WORLD BOOK VIII P. 86

صفحہ ۲۴۲ بک مش میں بھی یہ میان ہو۔

WORLD BOOK VIII P. 86

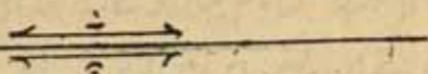
لہ شہر لہار (تبت) اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔ اس نے ہندستان سے بہت نوں کو ٹیکا کر تبت کی زبان

کے حروف تہجی تدوین کرائے (ارلی ہستہی آف انڈیا صفحہ ۲۱۰)

دینے کے لیے ایک جہنم یا قید خان بنوایا، جو بلند دیواروں سے محیط تھا۔ اور اس کے ہر کوئی پر ایک عالی شان منارہ تھا۔ بنظاہر تالاب و باغ وغیرہ سے اس کو دل کش بنایا تھا اور اس کے ساتھ جہنم کے ماند اس میں ایذا پہنچانے کے سامان یعنی دہکتی ہوئی آگ کا تنور اور نوک دار اور تیز دھار کے آلاتِ جراحت وغیرہ جمع کیے تھے اور نہایت جستجو کے بعد چند ریگری نامی ایک مہیب اور شریروادی کو اس جہنم کا داروغہ مقرر کیا تھا۔ ابتداء میں صرف مجرموں کو مزراں میں دی جاتی تھیں لیکن بعد میں اگر کوئی بھولابھکا دھوکے سے آ جاتا تھا تو وہ بھی ہلاک کیا جاتا تھا۔ اور چون کہ اندر اگر کوئی شخص واپس جائے تو پاتا تھا اس میں یہاں کا بھیہ زکھلتا تھا۔ چند ریگری نے بہت لوگوں کو کھو لئے پانی میں ڈال کر آگ میں جلا کر چل کر اور طرح طرح کی ایذا میں دے کر ہلاک کیا تھا۔ اتفاقاً سعد رانامی ایک سرمنہ (درودیش) دھوکے سے یہاں آگر گرفتار ہو گیا۔ داروغہ نے اس کو کھو لئے پانی میں ڈال دیا لیکن وہ پانی سر ہو گیا۔ اور سرمنہ کنوں کے تخت پر بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔ داروغہ نے اشوک کو اس عجیب واقعہ کی خبر دی اور اشوک نے خود اگر اس محضے کا مشاہدہ اور اعتراف کیا جب اشوک واپس جائے لگا، داروغہ نے اس کو یاد دلایا کہ قاعدے کے مطابق کوئی شخص یہاں اگر زندہ واپس نہیں جا سکتا ہے۔ اشوک نے اپنے بنائے ہوئے قاعدے کا احترام کیا اور حکم دیا کہ چند ریگری جو خود اس کے قبل سے یہاں موجود ہو، پہلے ہلاک کیا جائے۔ چند ریگری تنور میں جلا کر خاک کیا گیا اور اس کے بعد اشوک نے اس جہنم کو سمارگرا دیا اور اپنے قانون تعزیرات میں بھی اس قدر سختیاں کھیلے۔

(صفحہ ۱۸۴ کا بقیہ نوٹ)۔ اس پر اشوک نے جیل خانہ بنوایا اور عذاب دیے کہ اپنے قاعدہ انتظام کیا۔ لہ ان دی ٹریلوں اف یوان چوانگ صفحہ ۹۰ سے مخذل ہو۔ سعد رانامی سرمنہ کے متعلق سمجھا ہے کہ یہاں بھی جیسی یاد کے مطابق اس نے جو دسروں سے مٹا ہو چکا کر دیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۸۴ پر)

کا شیرازہ بھر گیا تھا۔ اور ایک زمانے تک اشوب و خدر کی سی
کیفیت رہی۔ اسی برس کی مدت میں جہاں جس کی بن آئی ذہنی قہتا
لوگوں نے اپنا دخل جایا۔ اس زمانے میں مگرہ کے متعلق ایک قابل
ذکر واقعہ یہ ہوا کہ اتنگ یا ایچنگ (HENG) نامی چینی سیاح و
عالم نے ۱۷۴۵ء سے ۱۷۵۶ء تک نالندہ میں قیام کر کے سنگرہت
(پالی) زبان اور بودھ دھرم کی کتابوں کا درس حاصل کیا۔ اس نے
گردھا کو ملا پہاڑی (ماج گیر) بودھ گیا، دیوالی اور (ترہست) وغیرہ کی
بھی سیر کی تھی۔ یہ بھی یوان چوانگ سے کسی طرح کم شہرت نہ رکھتا تھا۔
اس کی کتاب ہندستان اور ملایا (جزیرہ) میں بودھ دھرم کا "دین"
کے نام سے موجود ہے۔ جس کا انگریزی ترجمہ مژرہ کو (MR TAKAKUSU)
نے ۱۸۹۴ء میں اسکفورڈ میں شائع کیا ہے۔ ایچنگ نالندہ سے
بعض قلمی کتابیں بودھ دھرم کے متعلق، اپنے ساتھ چین لے گیا تھا
اوسان میں سے کئی کتابوں کا اس نے ترجمہ بھی کیا تھا۔



لہ جنلی تھک اشنٹ جیو گرانی آف انڈیا۔ مژرہ کا کاتر جر شانع ہونے کے قبل مرتب ہوئی
تمی اس نے اس میں اس کا پچھا جواہر نہیں۔
لہ ارلی ہسٹری آف انڈیا اصفہ ۲۹۲

فوج جمع کر کے پھر مقابلہ کیا۔ یہکن پھر اس دفعہ اسی شکست نافذ نصیب ہوئی کہ اس کے کئی ہزار سپاہی مارے گئے اور یہ خود بھی اپنے تمام اہل دعیال اور بارہ ہزار پاہیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ اور قیس ہزار گھوڑے اور مویشیوں کے علاوہ ارجن کے پانچ سو اسی قبیلے بھی نیپالیوں کے قبیلے میں آگئے۔ کامروپ کا راجا کمار بھی نیپالیوں کا طرف دار ہو گیا تھا۔ اس فتح کے بعد وینگ ہونٹ شی ارجن کو زخمیوں میں جکڑ کر چین لے گیا۔ اور اس کے صلے میں انعام حاصل کیے۔ بعد کو جب سنہ ۱۷۵۴ء کے قریب شاہ چین تائی سونگ ۱۷۵۱ء مراقواس کے مقبرے کے درودیوار پر تبت کے راجا سرون ٹان گپتو اور راجا ارجن کی تصویریں نقش کی گئیں یا

ترہست کے ملائے سنہ ۱۷۵۶ء کے قریب تک تبت کی حکومت میں رہے۔ وینگ ہونٹ شی نے پھر تیسری بار سنہ ۱۷۵۷ء میں ہندستان آگرگلڈھ میں بودھ دھرم کی زیارت گاہ ہول کی زیارت کی۔ اور بودھ گیا وغیرہ میں تیر کر کے شہنشاہ چین کے حکم کے مطابق پوشک نند کی۔

(۸) سنہ ۱۷۵۰ء سے ۱۷۵۷ء تک عام کیفیت

راجا ہرش کے مرنے پر ارجن کی غاصباہ حکومت اور نیپالیوں کا اس کو گرفتار کر کے لے جانا اور پرند کوڑ ہوا۔ حقیقتاً ہرش کے بعد حکومت

لہاری ہرثی آف انڈیا صفحہ ۳۴۶ و ۱۰۲۸۱ میں تحریک کریں ویٹل مندر جہ پرچہ ایسا یہی کو اور ہرثی ریویو بابت جنوری سنہ ۱۹۱۱ء۔

اس کی وجہ تسمیہ تو صحیح معلوم نہیں، لیکن رگ وید میں مقام کیکٹ (KA २८) کو غیر ایمن ایسی اصل یا شدouں کا ملک اور اس کے حکماں کو پر گنڈہ لکھا ہو اور کیکٹ سے یہی مگدھ دیس مراد ہو۔ اس لیے قیاس کیا گیا ہو کہ مگدھ کو مگنده کے نام سے کوئی نسبت ضرور ہے۔

جس جگہ موجودہ قصبہ بہار ہو، سابق میں یہاں ایک بستی تھی جو اُندریہ بیان اتنے پوری کھلا تھی۔ طبقات ناصری میں سلطان شہاب الدین غوری کے مفتوحہ حمالک کی فہرست میں اونڈ بہار بھی لکھا ہو جس سے ظاہر ہو کہ اس زمانے میں اونڈ نام غیر معروف نہ تھا۔ بہر کیف نہیں کے قریب راجا گوپال نے یہاں ایک بڑا دیہارہ بنوایا اور اس کے بعد اس خاندان کے اور راجاؤں نے وقتاً فوقتاً اسی قبیلے کو اپنادار الحکومت قرار دیا۔ اور دیہارے کی تعمیر میں بھی اضافہ کیا گئے انھی دیہاروں کے بدب قبیلے کا نام دیہارہ رہا ہو گیا۔ اور دار الحکومت ہونے کے بعد تمام مگدھ پر اسی نام کا اطلاق ہو گیا۔ یہ بتاناد شوار ہو کہ گوپال خاندان کے کس راجا کے زمانے میں یہ نام قطعی طور پر مشہر ہو گیا۔ کیوں کہ دس گیارہ صدیوں تک تاریخی طور پر سُقل نام بہار ہونے کے بعد بھی کہیں کہیں دیہاتوں میں اس کو مگدھ بولتے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بہار نام ہونے کی ابتداء راجا گوپال کے دیہارے بنوانے کے بعد ہی سے ہو۔

اس صوبے میں اسلامی حکومت کا آغاز چھٹی صدی ہجری ربار ہویں صدی

۱۴۰۰ میں تھا۔ اسی آف انٹریا صفحہ ۱۸، (دووال ۱۴۰۰)

KIKITAH MAGADHAHVAYAH ABHIDHANA

CHINTAMANI IV. 26)

۲۰ اربی ہستری آف انٹریا صفحہ ۱۸ میں تا ۲۰۰۰

باب ششم

پال خاندان کی حکومت تا ۱۹۶۷ء

۱۱، راجا گوپال تا ۱۹۸۵ء

عرضہ دہائیک کوئی باضابطہ حکومت نہ رہنے پر ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء کے درمیان بیکار میں گوپال نامی ایک ذی اقتدار شخص کو لوگوں نے اپنا صدر اعلان کیا۔ گوپال بیودھ دھرم کے ساتھ غلوکھتا تھا۔ کچھ مدت کے بعد اس نے مگدھ پر بھی اپنا اقتدار قائم کر لیا اور اودھ پور موجودہ قصبه بہار میں بڑا دیہارہ تعمیر کرایا۔ گوپال نے پینتالیس سال حکومت کی۔ اس کے متعلق یہ بھی معلوم ہوگا راجپتیان کے بناراجا نے ایک بار اس کو ہزیمت پہنچائی تھی۔

۱۲، مگدھ کا نام بہار ہونا

چین کے جاتریوں کے بیانات سے اور تھام تاریخی واقعات سے ثابت ہو کہ ساتویں صدی عیسوی تک اضلاع پٹنہ و گیاک سر زمین کو مگدھ دیں کہتے تھے۔ لہاری ہشتری آف انڈیا صفحہ ۱۷۳۔ لہ جزل کنگم یو ان چوائگ کے بیان سے مگدھ کے مغربی حد کو کرم ناسندی (ضع شدہ آباد) کیا کرتے ہیں (صفحہ ۱۹۶ آٹھنٹ بیوگرانی آف انڈیا)

تحصیں، اسی راجا نے تحریر کر لایا۔ یہ مقام گنگا کے داہنی طرف ایک پہاڑی پر واقع تھا۔

(۳) راجا دیوپال اور اس کے وزراء

دھرم پال کے بعد دیوپال راجا ہوا۔ پال خاندان کے راجاؤں میں یہ بڑا نام در راجا سمجھا جاتا ہے۔ اس کے پس سالار لاویں نامی نے آسام اور کنگا کو فتح کیا۔ دیوپال موگر گیری ریستی موجودہ موگیری میں بھی دربار کرتا تھا لیکن کریم یہاں سے جاری کیا ہوا اس کا ایک فرمان پایا گیا ہے۔ یہ سخت مستحب بھی تھا۔ بودھ دھرم کے ساتھ غلوٹ کرتا تھا۔ اس نے اس دھرم کے زمانے والوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ اور ان کے چالیس قصبوں کو خراب کر دیا۔ دیوپال نے اڑتالیس برس حکومت کی۔ اس کے بعد اس کے پانچ جانشین اور بیانے جاتے ہیں جن کا حال اپنے تحقیق نہیں ہوا۔ انہی کے زمانے میں ایک پہاڑی قوم نے بھی خود سر ہو کر حکومت کی۔

(۴) کمبوجہ راجا کا ذکر

پال خاندان کی حکومت کے زمانے میں پہاڑی ملاقوں کے باشندوں نے خود سر ہو کر اپنی قوم کے ایک سردار کو راجا بنایا جو کمبوجہ راجا کے نام سے شہر تھا۔ لہ یہ جگہ ہنوز شناخت میں نہیں آئی ہے۔ لیکن بعض محدثوں نے جن میں ڈاکٹر اسماعیلی ہیں قیاس کیا ہے کہ جاہل پور سے بارہ کوس پورب میں پتھر گھٹ میں بکرم سیلا کی عمارتیں تھیں۔ (اولی ہمہری آف انڈیا صفحہ ۲۱۳) پتھر گھٹ کے سفلی انتہی جو گرانی آف انڈیا صفو ۵۳۹ دیکھنا پایے۔

صیوی اکے آخر نانے میں ہوا، اور سلطانوں کی تاریخ میں سوانے بھاریاصوبہ بھائے
مگدھ کا لہیں نام نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطانوں کے نانے سے پہلے مگدھ کا
نام تبدیل ہو کر بھار چوچا تھا۔ طبقات ناصری چوچا^{۱۵۰} ہ کے قریب تکمی گئی
اس میں مگدھ کا نام نہیں دیا گیا۔ اس میں لکھا ہو کہ "تمارت آں حصار و شہر درہ
بھارو بھار بلخت چندی اسم مدرب باشد"

۲۱، راجا دھرم پال ۱۸۷۶ء تا ۱۸۹۰ء

گوپال کے بعد دھرم پال راجا ہوا۔ اس کی مدت حکومت چونٹھ سال بیان
کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر سعید کے خیال میں تیس سال سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتی۔ ڈاکٹر
موصوف نے تاریخناہ (تہذیت کا مورخ) کے حوالے سے لکھا ہو کہ دھرم پال نے
اپنی حکومت کو خلیج بنگال کے ساحل سے دہلی اور جالندھر پنجاب آنک وست
دی۔ اور قنورج کے راجا اندر کو بے دخل کر کے چکر بودھ کو تحفظ نہیں کیا۔ اور
دوسرے راجاؤں نے بھی اس کا استضواب کیا۔ بھاگل پور اور خالم پور میں
دھرم پال کے فرمان کے سعلق تانبے کی دو تختیاں بھی پائی گئی ہیں۔ ۱۸۷۶ء
کے قریب اس راجانے پائی پتھر میں دوبار بھی کیا تھا اور پندرہو دہان میں رچار
مواضعات بطور جائیدادیے تھے جس کا فرمان پائی پتھر ہی سے جاری کیا تھا۔
بکرم سیلا کا دیہارہ جس میں ایک سو سات مندر اور چار منزہی تعلیمگاہیں شامل

لے جزوں کی تعداد دہان کو ضلع پینا میں بتائے ہیں اور ڈاکٹر فرگن اس کو ضلع رنگ پور
میں تحریر کیا ہے۔ (اندی ٹرلوس آف یون چوہانگ صفحہ ۱۸۵)

کے مشہور راہب ایسہ نامی کے ساتھ ایک مذہبی جماعت کو تیت بیج گلہ بودھ دھرم کی مزید اشاعت کی۔ اس کی مذہبی حکومت صحیح معلوم نہیں۔ اس کے بعد اس کے بیٹے و گریوال تے شنة تک حکومت کی۔ اس نے چھیدی خاندان کے گرن نامی راجا کو ایک بارشکت بھی دی تھی۔ اس کے تین بیٹے تھے جن کے نام ہی پال دوم اور سورپال دوم اور رامپال تھے۔

۸۱) ہی پال دوم سنہ ۱۰۸۲ء تا ۱۰۸۴ء

ہی پال دوم نے تخت تیزن ہو کر اپنے دولنوں بھائیوں یعنی سورپال دوم اور رامپال کو سقید کیا اور حکومت کا نظم بھی درست نہ رکھا۔ اس کے شوے تدیر سے ملک میں بغاوت کے اباب پیدا ہوئے۔ شمالی ہنگال کے چاسی کیورت یا ماہیشا کے ایک سردار دیوا، یادیو کا نامی نے باغیوں کی مدد سے ہی پال کو قتل کیا اس کے بعد حکومت انھی باغیوں کے قبضے میں آگئی۔ دیوا کا کے بعد اس کے بھتیجے بھیم نامی نے علاقہ ورندر (بارند) میں اپنی حکومت قائم کی لیکن اس کو بھی قیام نہ ہوا اور بالآخر رامپال نے ان کا خاتمہ کیا۔

۸۲) راجارام پال سنہ ۱۰۸۴ء تا ۱۱۳۰ء

ہی پال اور دیوا کا اوز بھیم کے ہنگامے میں رامپال نے کسی طرح قیدے لے ارلی ہٹھی آف انڈیا صفحہ ۳۶۷۔ ۳۷۰۔ ۳۷۶ دندراب بارند کھلاتا ہے۔ درندر میں اضلاع ناج شاہی۔ بالدہ۔ دینا پچور۔ رنگ پور۔ بوگرا اور بیٹیا شامل تھے۔

اس کی حکومت کا پتا دینا چور میں پھر کے پانچ پر یک کتبے سے دریافت ہوا ہو جس میں ششہ ۶ درج ہو۔ جو ساکن ہونے کی صورت میں ششہ کے برابر ہوتا ہو، پال خاندان کے فریض راجا ہی پال نے مکبوجہ کی حکومت کا خاتمہ کیا۔

۶۱) ہی پال (اول) نامہ تاریخ ۱۸۵۹ء

دیوبال کے جانشینوں کے بعد اس خاندان کا نواں حکمران ہی پال برا شہور راجا ہوا۔ ۱۸۲۳ء کے قریب چولا خاندان کے راجا راجندر نے جس کا دار الحکومت کا پنجی (دراس کے قریب دکن میں) تھا۔ ہی پال کی حملکت پر چڑھائی کی نیکن کوئی ہزیست نہ پہنچا سکا۔ ۱۸۱۴ء میں ہی پال کے زمانے میں بودھ دھرم کی اشاعت کے لیے پنڈت دھرم پال کے ساتھ مگدھ (بہار) سے ایک نبی جماعت تبت کو روانہ ہوئی اور انھی کی سماں سے تبت میں بودھ دھرم کی ازسرنو شوہرنا ہوئی۔ اس راجا کے زمانے کی کتابوں میں سرناحہ ربانس کے قریب (کاکتبہ ۱۸۲۳ء) سمیت بکرمی کا اور اس کے سر جلوس کا کتبہ مقام باگھورہ (کیلا ضلع پڑہ) میں اور دو پتیل کی سورتیوں پر سر جلوس کے کتبے ضلع سرفرازور میں پائے گئے ہیں۔

۶۲) راجا نیپال اور وگرھ پال سوم نامہ تاریخ ۱۸۵۹ء

ہی پال کے بعد نیپال راجا ہوا۔ اس نے بھی ۱۸۲۸ء کے قریب مگھ (بہار) کے بکرم سیلا و بہارہ رجس کا ذکر دھرم پال کے حال میں کیا گیا ہوا) سلہاری ہمڑی آف انٹیا صفحہ ۱۲۳م -

راجا حکومت کرتا تھا اور ۱۹۰۶ء میں اندر من دیوپال مگر رہبار اکا حکم لین تھا۔ مونگیر کا قلعہ اسی کا بنوا یا ہنا بمحاجاتا ہے۔ پال خاندان کے آخر زمانے میں بیگنگاہ کے سین خاندان کے راجاؤں نے پال راجاؤں کو بیگنگاہ کے اکثر علاقوں سے بے دخل کر دیا تھا۔ لیکن ملده (بہار) اور مونگیر کے اطراف میں تمام علاقے محمد بن بختیار خلبی کے حملوں نے قبل تک پال خاندان کی حکومت میں تھے۔ پال خاندان کی حکومت میں بلوڈھ و صرم کی درس گاہیں خوب آباد رہیں۔ اس زمانے میں دھامن اور روپال نامی مصودی، بہت تراشی اور پیل کی سورتیاں ڈھال کر بنائے میں کمال رکھتے تھے۔

محمد بن بختیار خلبی کے حملوں کے وقت اندر من دیوپال خانق ہو گزھاگ گیا اور گنگا کے پار کسی جگہ روپوش رہا۔ اسی کے بعد سے صوبہ بہار میں اسلامی حکومت کا آغاز ہوا۔

۱۱۱) بیگنگاہ کے سین راجاؤں کا مختصر حال نے ۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۹ء (تحفیناً)

بہار میں پال خاندان کی حکومت کے استیصال کے بعد ہی محمد بن بختیار خلبی نے بیگنگاہ کے سین خاندان کی حکومت کا استیصال کر کے شہر کلسونی کو دارالحکومت قرار دیا۔ سین خاندان کے راجا تھیناً ستوبرس سے بیگنگاہ کے اکثر حصہ پر قابض تھے۔ باقی خاندان سامت دیوپال اور ہن تھا ۱۹۰۵ء کے قریب دکھن سے آکر اول سبب ریکھاندی کے کنارے کاسی پور تھی نامی بستی میں جوئی الحال ریاست

نکل کر خاندانی حکومت حاصل کرنے کے لیے ہر طرف معین و مددگار کی جتو شروع کی۔ بڑی سی کے بعد اس نے راشٹر کوت دکھن میں اکے راجا کوئیں کے غائب نہیں۔ اس نے شادی بھی کی تھی۔ اور بعض دوسرے راجاؤں کو اپنا طرف دار بنایا۔ اور ان کی لک سے بھیم کو شکست دے گرتل کیا۔ اس کے بعد ہی اس نے متحلا دیں (یعنی اپنے اپنے چہارن و در بھنگ) اور آسام کو بھی فتح کر لیا۔ یہ راجا بھی بیوی دھرم رکھتا تھا۔ اس نے اس کے زمانے میں مگر بہار ایسا دھرم والوں کے دیوارے اور عبادت خانے خوب آباد ہوئے۔

۱۰۱ پال خاندان کے آخری راجاؤں کا حال نامہ تا ۱۹۶ء

رام پال کے بعد اس کا بیٹا اکار پال راجا ہوا۔ اس نے آسام کی حکومت اپنے ایک وزیر دیدر یہ دلوانا می کو تنقویں کی۔ ڈاکٹر سنتھ لکھتے ہیں، کہ تاریخ اخوند (تبت کا مورخ) اور بعض بنگالی مصنفوں نے رام پال کو پال کا آخری راجا یا کم از کم آخری ذی اقتدار راجا لکھا ہے۔ لیکن بعض سنتھ بے پائے گئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ رام پال کے بعد اس خاندان کے پانچ راجاؤں ہوئے۔ ڈاکٹر موصوف کا بیان بیشتر مسٹر آرڈی بزرگی کی تحریر پالاز اف بنگال مطبوعہ پرچھ ایشانک سوسائٹی بنگال جلد ۵ پاپت ۱۹۱۵ء اور مسٹر ہر پر شاد شاستری کی تحریر صدر جب پرچھ بہار و آڑیسہ ریسرچ سوسائٹی جلد ۵ حصہ دوم ۱۹۱۵ء اور مسٹر بھے۔ ان سندار کی تحریر جو اسی پرچھ میں ہے) سے مانع ہے۔ بہر کیف کمار پال کے بعد دور راجاؤں کے کچھ حالات معلوم نہیں۔ اس کے بعد شاہ عہد گوبنڈ پال

باب سیشم

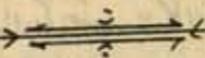
اقطاع بہار میں اسلامی حکومت کا آغاز

۱۱) منیر و بہار میں مسلمانوں کی آمد

صوبہ بہار میں اسلامی حکومت کا آغاز محمد بن بختیار خلجی کی فتوحات سے ہوا جو آیندہ اوراق میں مذکور ہے۔ لیکن بعض و اتعات سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد بن بختیار سے پہلے مسلمانوں نے یہاں قدم جانے شروع کر دیے تھے۔ مقامی روایات کے مطابق منیر (منیر، کو اول اول سلطان محمود غزنوی کے پاہیوں نے فتح کیا۔ محمود غزنوی کی تاریخوں میں کوئی رسم و اعلان پایا نہیں جاتا لیکن ہندستان پر اُس نے جتنے محلے کے ہر ایک کی مغلیہ کیفیت بھی کسی تاریخ میں مذکور نہیں۔ تاہم تاریخ سالار مسعود غازی سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمود غزنوی کے انتقال سے دو ایک برس پہلے اُس کا ایک شکر اس کے ایک بھائی سالار مسعود غازی کے تحت میں ہندستان آیا۔ سالار مسعود نے مقام سترکھیں قیام کر کے شرقی علاقوں پر چڑھائی کی۔ اکثر راجاؤں نے مسجد ہو کر مقابلہ کیا۔ لیکن ان میں بعض ایسے تھے جو پہلے سے سلطان محمود سے ربط رکھتے تھے اور بعض کو گمان تھا کہ ایک شکرگران سود کی ملک کے لیے غزنیں سے روانہ

لہ منیر عظیم آباد پٹنے سے پارہ کوس بیسم شہور تصبہ ہے۔

مورخ ہیں کا یاری کے نام سے مشہور ہو آباد ہوا۔ سامت دیپ اور اس کا بیٹا
ہماثت ہیں معمولی درجے کے سردار تھے۔ ہماثت ہیں کا بیٹا بھی ہیں ہماثتی افتخار
راجا ہوا۔ اس نے سلطنت کے قریب پال راجا کے بعض علاقوں پر قبضہ کر کے
بنگال میں اپنی حکومت کو دست دی اور اپنی چالیس سال حکومت ہیں کلناگار
اڑیسہ میں بھی رسوخ قائم کیا۔ بھی ہیں کے بعد اس کا بیٹا بلاں ہیں راجا ہوا۔
اس نے ہندوؤں کی قدیم ذات کی تقدیم کو از سر زور رائج کیا اور بنگال کے شہر لکھنؤتی
دگوڈنگر کو اپنادار الحکومت بنایا۔ بلاں ہیں کے بعد اس کا بیٹا لکھنؤن ہیں راجا ہوا
اس نے طویل عمر طی اور شہر زندگی کو اپنا استقری بنایا۔ ۱۱۹۹ھ کے قریب محمد بن بختیار
نے اپنیک اس کے محل پر قبضہ کیا۔ لکھنؤن ہیں پریشان حال کی طرح کشتی کے
ذریعے بھاگ کر بکرم پور (صلح ڈھالک) چلا گیا لیکن اس کی خورتیں اور ملازم اکثر
گرفتار ہوئے اور بہت سالاں دستاع محمد بن بختیار کے ہاتھ آیا۔ زندگی کی نفع کے بعد
محمد بن بختیار نے لکھنؤتی پر بھی قبضہ کرایا جو کئی صدی بعد تک بہار و بنگال کے
لیے دار الحکومت تھا۔ طبقات ناصری میں لکھنؤن ہیں کو رائے لکھیں لکھا ہو۔ زمانہ
حال میں بعض مورخوں نے لکھنؤن ہیں اور رائے لکھیں کو دو جدا شخص قیاس کیا
ہے لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔



ہست متفقہ ابزرگان سلف سال آں "دین محمد شد توی"

ان سفینوں کے روزے حضرت تاج فقیہ اور قطب سالار کے آئے سے پہلے ایک مسلمان سوتھن عارف نامی میریں رہتا تھا جس کو راجا منیر سے سخت ایذا میں پہنچتی تھیں۔ موسن عارف نے تک آکر مدینہ کی راہ لی اور وہاں جاگر حضرت تاج فقیہ کو اپنا ماجرہ کہا۔ حضرت تاج فقیہ جن کا اصل دلن خلیل الرحمن ازبرو (HEBRO N) تھا ایک گروہ کو سانحہ کر گز نہیں ہوتے ہوئے میریں بھی اور راجا منیر سے جنگ کر کے میری پر قابض ہوئے۔

پھر حال اس زمانے میں موسن عارف یا کسی مسلمان کا باشندہ میری ہونا اس طور پر قرین قیاس ہو سکتا ہے کہ سعود غازی کے ساتھیوں میں سے کسی نے میری اگر سکونت اختیار کر لی تھی اور اسی کی نسل میں موسن عارف تاج فقیہ اور قطب سالار کے زمانے میں میری کا باشندہ تھا۔ تاریخ آئینہ اودھ (صفو ۱۵۲)

میں مذکور ہے کہ "خواجہ عادل بھی جو سالار سعود کے ہم جد تھے اور محاربہ مجاہد ان سالار سعود میں شریک تھے، ان کی اولاد بہراج میں اب تک موجود ہے۔ اس بیان سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔

منیر کے رہنے والے ایک برہن رحمان گیر نامی نے ایک دعوے کے

لئے وید شرف مولف شاہ فرزند علی سوئی صفحہ ۸۳۔ مذکورۃ الکرام مولف شاہ کبیل الدین احمد صفوی، مم و آثار شرف مولف قاضی سید افروز الحسن صفحہ ۴۷۔ آخر الذکر کتاب میں موسن عارف کے بعد صایک کا اضافہ بھی ہے۔ ممکن ہے موسن عارف بچائے نام کے لقب ہو ۱۲
لئے مولف وید شرف نے اس کو بیت المقدس کا ایک محلہ قیاس کیا ہے لیکن حقیقتاً یہ بگ بیت المقدس سے تمیں میں کے فاصلے پر ہے اور مشہور زیارت گاہ ہے ۱۳

ہو چاہتا ہو۔ بہرحال سعود نے اکثر راجا ڈس کوشکت دے کر ان کی مخدوہ طاقت کا استیصال کیا۔ لیکن بالآخر خود بھی مقتول ہو کر بہرائچ میں مدفون ہوا۔ اس کے بعد تقریباً ایک سو سالہ بر سر تک سلاطین غزنیں کا کوئی شکر ادھرنہ آیا۔ سالار سعود کے شکر کا اطراف بنارس تک آنا صریح طور پر نہ کوئی ہو کر تمام اطراف میں کم تر کوئی مقام ہو گا جہاں ان پا ہیوں نے جنگ نکی ہو۔ سالار سعود کے بعد اس گروہ کے پس ماندہ افراد مختلف اطراف میں منتشر ہو کر رہ گئے یہ جن جن مقاموں میں سعود غازی کے پا ہیوں نے جنگ کی اور مقتول ہو کر مدفن ہوئے عام طور پر گنج شہید ایں کے نام سے مشہور ہیں۔ اطراف کڑھے مانگ پور۔ غازی پور۔ سیوان (ضلع سارن) کے علاوہ خاص قصیدہ منیر میں بھی ایسی جگہ موجود ہو جہاں اس واسطے کی یادگاریں سالاد میل ہوں اکرتا ہو جو حفاظی میان کے نیلے کے نام سے مشہور ہو۔

منیر کے محدود نادوں کے سفینوں سے پایا جاتا ہو کر لکھیا (۱۱۶۷)
 میں حضرت تاج فقید اور قطب سالار نے راجا منیر کو شکست دے کر منیر را پیغام
 کیا۔ قطب سالار کا مزار منیر سے دویں پورب موضع چہداو ان میں سجد کے پس
 پشت میدان میں واقع ہے۔ اس جنگ میں جو سلطان شریک تھے ان میں بھیں
 آدمیوں کے نام بھی سفینوں میں مذکور ہیں اور اس خیج کی تاریخ حسب ذیل ہو۔
 یافت چوں بر راجہ منیر ظفر دادا مام ازوین جہانے رانوی

لہ غلاصہ تاریخ سالار سعود غازی صفحہ ۱۱۲ اور عربی تحقیقات کے لیے درست مسودی اور تاریخ ملک محمد غزنوی دیکھنی چاہیے۔ منیر ہی درگاہ کے امامتے میں ایک تبرکو لوگ سلطان محمود غزنوی کے کسی عزیز تاج الدین کھان ڈگاہ (شاید خاند ڈگاہ) ہے کی قبریتے لیکن اس کی تحقیق حال ہر

دہاں سے بعض مریدوں کے ساتھ پھر بادشاہ غزی کے پاس آئے اور شاہی فوج کی سیاست میں دوبارہ ہندستان آگرہ نواحی دہلی میں مقیم ہوئے۔

^{۵۶۶} میں حضرت تاج فقیہ کامنیر فتح کرنے جاؤ اور مذکور ہوا تاریخی طور پر بالکل صحیح ثابت ہوتا ہے، اس لیے کہ تاج فقیہ مخدوم شیخ مسیحی منیری پدر مخدوم شرف الدین منیری کے جد تھے اور مخدوم شرف الدین منیری اور ان کے معاقر کا زمانہ متعدد تاریخوں اور تذکروں سے ثابت ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ مخدوم شرف الدین منیری کی ولادت ^{۵۶۷} میں ہوئی، اس لیے ان سے اوپر تین پشتون (یعنی یحییٰ ابن اسرائیل ابن تاج فقیہ) کے لیے پچاسی برس کی مدت قریب تیاس اور صحیح معلوم ہوتی ہے۔

بہر حال طبقاتِ ناصری (صفحہ ۱۱۲۰) کے رو سے سلطان شہاب الدین غوری نے بنارس تک فتح کیا اور تاریخ فرشتہ (جلد اول صفحہ ۱۹۵) میں مذکور ہر کہ اس سلطان نے "تابلا دینگال" فتح کر لیا۔

۱۲) اختیار الدین محمد بن بختیار خلجی ^{۵۹۰} تا ^{۶۰۲} میں

(۱۱۹۲-۱۲۰۴)

پہلا شخص جس نے بہار و بنگال میں اسلامی حکومت قائم کی اختیار الدین محمد بن بختیار خلجی تھا۔ محمد بن بختیار خلجی وغور و بلادگر میر کے اکابر میں تھا لیاں منصب میں اول سلطان معز الدین سام رشہاب الدین غوری کے پاس غزی میں حاضر ہوا۔ پھر وہاں سے دہلی چلا آیا لیکن یہاں بھی حب دل خواہ کام نہ بننے پر پہ سالار ہنر الدین حسن اربن کی خدمت میں بداوں پہنچا۔ پھر

ثبوت میں عدالت میں ایک تابے کی تختی پیش کی جس کی روئے قنوج کے راجا گوبند چند رنے پشاں (یعنی پر گند) منیر میں پڑلی نامی ایک موضع ایک بریمن کو عطا کیا۔ اس لوح پر خورست درج ہو حساب کے روے شمس الدین کے موافق ہوتا ہوا اور اس میں یہ ذریان درج ہو کہ اس حکم بخطاب تمام مطالبات مع مال گزاری۔ تجارتی محصول اور ترکوں کا محسول (غابا جزیہ مراد ہو گا) جو تاحال تم ادا کرتے آئے ہوادا کرنا ہے۔ اس لوح کی روے شمس الدین کے قبل ترک لوگ علاقہ منیر میں مال گزاری یا محسول (یا جزیہ) وصول کرتے تھے، اور یہ زمانہ محمد بن جنتیار خلجی کی فتح سے چھیاسٹہ برس قبل کا ہے، لہذا اس کتبے کے اعتبار سے بھی رقم کے بیان کی تائید ہوتی ہے۔

سلطین غزنوی کے عہد میں ایک مسلمان یلح کا اس طرف سے گزرا نا ایک اور روایت سے بھی دریافت ہوا ہے جو اس موقع پر تاریخ آئینہ اودھ (صفو ۱۵۳) کے حوالے سے مختصر انقل کی جاتی ہے۔

"تذکرہ محاربہ جاہدانہ امیر کبیر سید قطب الدین محمد بن جوزعی میں ہوا اور وہ کتب خاتہ اولاد سید فضل اللہ گوشائیں محلہ بارہ دری سن محلات بہار سے ملا تھا۔ شخص اس کا نیہ ہو کر امیر کبیر موصوف رج کر کے جدمہ سے جہاں پر خلیج بنگال ہو گر اس ملک میں داخل ہوئے اور برہا خلکی افغانستان ہو کر وطن جانے کے عزم سے کڑھ مانک کی طرف روانہ ہوئے۔ راہ میں ہندوؤں نے پلچھ پلچھ کہ کر کیسی ٹھیکنے نہ دیا اور سخت ایذا پہنچائی، بالآخر کسی طرح برہا خلکی ماریں وہ اپس ہوئے، اور

لہ اصل عبارت میں انگریزی ترجمہ ۱۹۱۷ء میں جرنل۔ بہار و آڑیسہ ریس چن سوسائٹی کے پرچیز جلد ۲ میں شائع ہو چکی ہے۔

کوئی ان کا مضمون نہ بتا سکا۔

فتح کے بعد محمد بن بختیار مال غنیمت لے کر سلطان قطب الدین ایک کع پاس حاضر ہوا لیکن دربارداروں نے سعدگر کے سلطان کو اس کی بہادری کا استھان لیتے پر آمادہ کیا۔ محمد بن بختیار نے ایک فیل سوت سے مقابلہ کر کے گزر کی ایک ہی زد میں فیل کو بھگا دیا۔ سلطان نے خوش ہو کر اس کو انعام سے سرفراز کیا اور درباریوں سے بھی انعام دلوائے۔ محمد بن بختیار نے تمام انعام کو اسی جلے میں تعمیر کر دیا، اور پھر بہار و اپس آگر ایک شکر فراہم کر کے شہر دیار بھگا لے پر چڑھائی کی اور سین خاندان کے راجا "لکھیت" رکھن میں کوشش کرتے کر بیگوال پر قبضہ کر لیا اور شہر لکھنوتی رگوڑا کو اپنا دارالسلطنت بنالگر سلطان دہلی کا ایک و خطبہ جاری کر کے تمام علاقوں میں سجدیں، مدرے، خانقاہیں، سرائیں اور سڑکیں بنوائیں، اور کچھ مال غنیمت سلطان کے پاس روانہ کیا۔

نهایج الدین سراج مؤلف طبقات ناصری لکھتا ہے کہ "بہار کی فتح کے وقت جب محمد بن بختیار قوت و دلیری سے دروازہ حصار تک پہنچا اہل فرنگا نے دو فہیدہ شخص جن کے نام نظام الدین و صماصام الدین تھے (اور آپس میں بھائی تھے) اس سعر کے میں محمد بن بختیار کے ساتھ تھے انہی میں سے صماصام الدین نے فتح بہار کا چشم دید واقعہ نکلا ہے میں لکھنوتی میں خود بھج سے بیان کیا۔"

بنگال کی فتح کے چند سال بعد محمد بن بختیار نے کوچ بہار کی راہ سے ملک تبت پر چڑھائی کی۔ یہی پہلا شخص معلوم ہوتا ہے جس نے اس راہ سے تبت پر فوج کشی کی۔ اس مہم میں بعض وجوہ سے اس کو سخت ناکامی ہوئی۔ دس ہزار آدمیوں میں سے پہنچ سو سو اسوار سلامتی کے ساتھ واپس آئے۔

پچھے عرصے کے بعد یہاں سے اودھ کی طرف آگرہ کلک حسام الدین اغلبک ملازم ہوا۔ اسی اثنائیں محمد بن بختیار نے گھوڑے اور تھیار فراہم کر لیے اور سلطان سعید الدین سام کے سفتوحہ حمالک سے مقام سہلت و سہلی میں رامز اپور کے قریب اجالیز بھی حاصل کر لی اور یہاں سے نیرو بہار پر ایلغار کر کے ایں غنیمت حاصل کرتا رہا۔

اسی زمانے میں خور و خراسان و عفری و دروے ایک جماعت ہندستان آگر پر آئندہ ہر رسمی تھی۔ محمد بن بختیار کی شہرت سن کر اس کے پاس افرادِ ہم ہری اور محمد بن بختیار کو بھی ان کے آئنے سے بڑی تقویت ہوئی۔ رفتہ رفتہ سلطان قطب الدین ایک کو اس کی شہرت کا حال معلوم ہوا۔ سلطان نے اس کو اپنے پاس بٹا کر بڑی عزت کی۔ اس عرصے میں بہار و بھال میں لوگوں کے دلوں میں محمد بن بختیار کی جنادت کا رعب بیٹھ گیا تھا۔ وہ ایک برس اطراف نیز د بہار پر اچانک حلے کرنے کے بعد محمد بن بختیار نے حصار بہار کو فتح کر لیئے کاہریت کر لیا، اور دوسو سواروں کو ساتھ لے کر غایت دیلمی و بیہادری سے جنگ کر کے قلعہ بہار پر قبضہ کر لیا۔ یہاں کا راجا اندر سن دیوبال بھاگ کر بُلپوش ہو گیا۔

طہران ناصری کے مطابق اس وقت بہار کے اکثر باشندے "سرمنڈے برہمن" رسمی بڑوہ دھرم کے راہب ا تھے جو اسی سرکے میں قتل ہوئے۔ سلافوں نے دیہاروں میں بہت سی کتابیں پاتیں اور بعض گروہ کو طلب کر کے ان کے مطالب کی تحقیق چاہی لیکن راہب قتل ہو پکے تھے اس لیے

(۳) عز الدین محمد شیران ۶۰۳ھ تا ۶۰۵ھ (۱۲۰۴ء-۱۲۰۶ء)

تہت کی ہم پر روانہ ہوتے وقت محمد بن بختیار نے امراء خلج سے عز الدین محمد شیران اور اس کے بھائی احمد اپر ان کو کسی قدر فوج کے ساتھ لکھنوتی وجہا جگر کی طرف رخصت کیا تھا۔ محمد بن بختیار کی واپسی کے بعد جب اس کے حادثے کی خبر مشہر ہوئی محمد شیران نے علی مردان کو اس کی جاگیر نازکوٹ میں گرفتار کر کے بابا اصفہانی کو توال کے حوالے کیا۔ اس وقت تمام امرا اپنی جاگروں پر مستصرف تھے اور محمد شیران غلبجوں میں بر زگ تر تھا۔ اس لیے بھنوں نے اس کی اطاعت قبول کی۔

بنکال کی نخ کے زمانے کا اس کا ایک واقعہ یہ ہو کہ جس وقت محمد بن بختیار نے ندیا پر چڑھائی کی اس کے بعد محمد شیران تین دن مفقود الخبر رہا، اور تمام امرا کو اس کی سخت تشویش تھی۔ آخر معلوم ہوا کہ محمد شیران نے بھل میں رائے لکھیں کے سڑھہ ہاتھیوں کو سچ فیل بانوں کے گرفتار کر کھا ہے۔ اس وقت سواروں کو سمجھ کر محمد شیران نے ہاتھیوں کے ملوایا گیا۔ محمد شیران کا باقی حال قائم ازرومی کے حالات کے ساتھ ذکور ہو گا۔

(۴) قائم ازرومی ۶۰۳ھ تا ۶۰۵ھ (۱۲۰۴ء-۱۲۰۶ء)

عز الدین محمد شیران کی حکومت کے زمانے میں علی مردان خلیجی جس کو اس نے

محمد بن بختیار کی واپسی پر خلیجیوں کی عورتیں اور رام کے جن کے قربت مندرجہ بھئے تھے محمد بن بختیار کو میر راہ گالیاں اور بدؤ عائیں دیتے تھے اور اسی صدرے سے بیچار ہو کر اس نے ۴۰۲ھ میں استقالہ کیا۔ مرلنے سے پہلے کہا کرتا تھا کہ شاید ملک حسام الدین اغلب ک پر کوئی حادثہ ہو تو جوابیاں نے میر اس نامہ چھوڑ دیا ہے۔ واقعی انھی دنوں میں ملک نذکور تسلیم ہوا تھا۔

طبقات ناصری میں ایک اور روایت یہ لکھی ہے کہ محمد بن بختیار کا ایک سردار علی مردان خلبی اپنی جائیگر سے دیوکوت آیا اور محمد بن بختیار کے سکان میں جہاں تین دن سے کوئی اس کو دیکھنے کو نہ گیا تھا داخل ہو کر اس نے اس کے منہ سے چادر اٹھائی اور خبر سے اس کا کام تمام کیا۔^{۱۷}

محمد بن بختیار کی جسمانی ہیئت بھی غیر معمولی تھی۔ اس کے ہاتھ اس تدریجی تھے کہ کھڑا ہو کر ہاتھ چھوڑ دیتا تھا تو الگلیاں گھسنے کے نیچے سکتے بیخی تھیں۔ رائے لکھن میں کو برہمنوں نے پیشیں گوئی کر کے ڈرا دیا تھا کہ اسی ہیئت کا ٹریک اس کی حکومت کا خاتمہ کر دے گا۔^{۱۸}

لہ تاریخ فرضہ جلد ۲ صفحہ ۳۴ میں لکھا ہو کہ اس کا جنازہ بہار میں لاکر دفن کیا گیا۔ یہیں طبقات ناصری میں مدفن کا کوئی ذکر نہیں۔ قصبه بہار میں محلہ عمار پورہ سے پچھم و دکھن جانب ایک کشادہ میدان میں گنبد نامعمارت ہے جس میں چند قبوریں ہیں۔ بعض ذی علم مقامی بزرگوں کی تحقیق میں محمد بن بختیار انھی قبوریں میں سے ایک قبریں مدفون ہیں۔ اس محلے کو نصیر پور بھی کہتے ہیں۔ لہ پوزابیان طبقات ناصری صفحہ ۳۶۱ تا ۳۶۵ میں ماخونم ہے۔^{۱۹}

اسی حالت میں ایک دن علی مردان نے سلطان تاج الدین یلدز کی شکار گاہ میں اس کے ایک سردار سالار ظفر نامی سے کہا کہ اگر تم کہو تو ابھی ایک تیر سے سلطان یلدز کو ہلاک کر کے اسی جگہ تم کو بادشاہ بناؤ۔ سالار ظفر نے ازراہ و انش مندی علی مردان کو اس حرکت سے باز رکھا اور شکار گاہ سے واپس جا کر دو گھوڑے ہوا کر کے اس کو ہندستان واپس نیچھے دیا۔ اس کی واپسی پر قطب الدین ایوب نے اس کو حمالک لکھنوتی (بہار و بہگال) کی حکومت پر مامور کیا۔ اس کے واپس آنے کی خبر پاک رحام الدین عوض حسین نے کوسی ندی تک اکر اس کا استقبال کیا۔ سلطان قطب الدین ایوب کی زندگی تک علی مردان نے اس کی اطاعت کی لیکن شاہزادہ میں سلطان ایوب چوگان بازی میں گھوڑے سے گزر گر گیا۔ اس وقت علی مردان بھی خود سر بن بیٹھا اور اپنا نقب سلطان علام الدین رکھ کر خطبہ دیکھ جاری کیا۔ آخر اس کے عزوف و تعدی سے آزدہ ہو کر امراء خلیج نے سازش کر کے اس کو مارڈا۔^{۱۷}

(۴) حسام الدین عوض حسین ملقب سلطان غیاث الدین

عوض حسین بخطبی شاہزادہ نامہ (۱۲۳۵ء - ۱۲۲۶ء)

ملک حسام الدین عوض حسین ابتدائیں علاقہ گنگوتھی کا جاگیر دار تھا۔

سلیمانی طبقات ناصری صفحہ ۱۵۹ - ۱۶۰ - (رمیاضن اسلامیین صفحہ ۴۹ میں دبلي سے

خوج کا آنابھی لکھا ہے)

قید کیا تھا اسی طرح کوتول کو سازش میں لاگر قید سے نکل بھاگا اور دہلی ہنچ کر سلطان قطب الدین ایوب سے شیران کی خود محنتاری کاشا کی ہوا۔ سلطان نے قائمazar می حاکم اودھ کو بہار و بنگال کے بندوبست کے لیے روانہ کیا۔ قائماز کے آئے پر پہار کے جائیزداروں نے کوئی مزاحمت نہ کی لیکن بنگال میں سوائے ملک حامی الدین عوض حسین خلجی حاکم گنگوترا کے کسی نے اس کی اطاعت نہ کی بلکہ مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ قائماز نے دیوکوت کا علاقہ حسام الدین کو تفویض کیا اور خود بہار کی طرف واپس آیا۔ اس کے پیشہ پھیرتے ہی محمد شیران اور بعض خلجی سرداروں نے دیوکوت پر چڑھائی کر دی۔ قائماز نے بہار سے پھر بنگال جا کر جنگ کی اور مخالفوں کو منہزم کیا لیکن اس کے بعد ہی خلجی سرداروں نے خاذ جنگ کر کے محمد شیران کو مار دیا۔ قائماز نے سلطان کی ہدایت کے مطابق تمام علاقے کو خلجی سرداروں میں تقسیم کر دیا۔^{۱۷}

(۵) علی مردان خلجی شاہ تا ۶۰۵ھ (۱۲۰۶ء - ۱۲۱۰ء)

علی مردان کا قید سے نکل کر قطب الدین ایوب کے پاس پہنچا اور پرمذکور ہوجکہا ہو۔ اس وقت سلطان مذکور یلدز کی ہم پر روانہ ہوئے کا تہیہ کر رہا تھا۔ اس نے علی خوار کو بھی ساتھ لیا۔ علی مردان نے غزنی کے محاصرے میں بھن قابی قدر خدمتیں انجام دیں، لیکن امیر یلدز نے کسی طرح قابو پکر اس کو قید کر لیا۔

(۸) ناصرالدین بن انتش اور سلطان غیاث الدین

عوض حسین ۶۲۳ھ تا ۶۲۷ھ (۱۲۴۸-۲۴)

سلطان انتش نے سلطان غیاث الدین کی مخالفت سے بر جم ہو کر اپنے بیٹے ناصر الدین کو بہار و بنگال کی تختیر کے لیے روانہ کیا۔ ۶۲۴ھ میں ناصر الدین اور ۶۲۵ھ سے عز المک جانی کے فراہم کیے ہوئے شکر کو ساتھ لے کر بنگال کی طرف روانہ ہوا۔ اور لکھنؤتی پنج کراس پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت سلطان غیاث الدین عوض شرقی بنگال میں تھا۔ خبر پاک فوج لکھنؤتی کی طرف واپس آیا۔ شہر سے باہر ناصر الدین کی فوج سے مقابلہ ہوا اور اسی معرکے میں سلطان غیاث الدین عوض قتل ہوا۔ طبقات ناصری میں اس کی مدت حکومت بارہ برس تک ہے۔ اس مدت میں اس نے رفاه کے کام بھی بہت کیے۔ محمد بن بختیار کی بنوائی ہوئی مسجد بودیوکوٹ سے بیر بھوٹ تک دس دن کی راہ ہوا۔ اسی نے مکمل کی ۶۲۷ھ میں مولف طبقات ناصری نے اس کے بنوائے ہوئے پل اور بعض خیرات کے کاموں کے آثار خود بھی دیکھئے تھے۔ اور اس کا بیان ہے کہ اس کے کار خیر کے سبب سلطان انتش ہمیشہ اس کا ذکر تعظیماً سلطان غیاث الدین کے لقب کے ساتھ کرتا تھا۔ بہر کیف اس کی رعایا پروردی، سخاوت اور الوالعزمی کے بسب ہر توڑخ اس کا مادح ہے۔

ناصر الدین بن انتش نے تقریباً دو برس بہار و بنگال میں حکومت کی۔ ۶۲۷ھ میں اس نے بنگال ہی میں انتقال کیا اور اس کی لاش دہلی لے جا کر دفن کی گئی۔ اس کا

قام از زریمی نے اس کو دیکھوٹ کا علاقہ تغوریض کیا۔ علی مردان کے مارے جانے پر حسام الدین بلاکسی مذاہمت کے بر سر حکومت ہو گیا۔ اس نے اپنا القب ملھا^ن غیاث الدین رکھ کر سید و خطبہ جاری کیا اور اڑیسہ اور تربیت پر چڑھائی کر کے بہت سالاں غنیمت اور خراج وصول کیا، لیکن سلطان دہلی کو اس میں سے کچھ نہ بھجا۔ سلطان شمس الدین انتش کو یہ خود سری سخت ناگوار ہوئی ۱۲۳۴ء میں سلطان انتش نے بہار و بنگال پر فوج کشی کی اور بیشتر کسی شدید مذاہمت کے قبضہ کر لیا۔ اس وقت سلطان غیاث الدین حوض حسین نے اُنہیں رنجیر فیل اور ساتھ ہزار سو خراج دینا قبول کر کے صلح کر لی۔ ان شرائط پر سلطان انتش نے بنگال کو سلطان غیاث الدین کے دخل میں رہنے دیا اور بہار اگر بلکہ علام الدین جانی کو بہار کا ناظم مقرر کیا۔ سلطان غیاث الدین عوض کے باقی حالات سلسلے وار ملئے جائیں گے۔

۱۷) علام الدین جانی سلسہ ۱۲۳۴ء

ملک علام الدین جانی غالباً بہار میں کوئی انتظام بھی نہ کرنے پایا تھا کہ سلطان انتش کے پیٹھ پھیرتے ہی سلطان غیاث الدین عوض نے بہار اگر علام الدین جانی کو حدد دہار سے نکال دیا اور بہار و تربیت پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

۱۸) طبقات ناصری میں لکھا ہو گئی درویش کی اشارت سے ملک حسام الدین نے ہندستان آگر محمد بن ختار کی رفاقت اختیار کی تھی۔

۱۹) طبقات ناصری صفحہ ۱۶۳۔ طبقات اکبری جلد اصغر ۵۵ اور دوسری تاریخوں میں بھی یہ روایت ہو لیکن اصلی اخذ طبقات ناصری ہے۔

سلطان نے اول اس کو بعض خدمات کے صلے میں سرستی کی حکومت عطا کی۔ پھر اقطاع بہار کی حکومت دی اور پھر علام الدین جانی کے معزول ہوتے پر بلا رکھوئی کی حکومت اس کے پردہ کر دی۔ اس نے بگال سے چند باتیں سلطان کی خدمت میں روانہ کیے اور اس کے صلے میں بیان ترتیب اخ طاب پایا۔ ۱۳۲۷ء میں اس نے انتقال کیا۔

(۱۱) عز الدین طغل طغنا خان ۱۳۲۹ء تا ۱۳۴۲ء

(۱۳۲۹ء - ۱۳۴۲ء)

۱۳۲۹ء میں جب سیف الدین ایک بہار سے بگال کی حکومت پر مأمور ہوا، عز الدین طغل طغنا نے اس کی جگہ پر اقطاع بہار کی حکومت پائی، اور ۱۳۴۲ء میں سیف الدین کے مرلنے پر طغنا خان بگال میں اس کا جانشین قرار پایا۔

۱۳۴۲ء میں سلطان المنش کے مرلنے پر سلطان رضیہ تخت نشین ہوئی۔ اس وقت طغنا خان بعض قیمتی تحریف بخیج کر چڑھ را بیت محل سے سرافراز ہوا اور اسی کے بعد اس نے ترجمت کے علاقوں سے بھی بہت سال ماحصل کیا۔ بہار و بگال پر پورا سلطنت ہو جانے کے بعد طغنا خان نے ۱۳۴۹ء میں شرف الملک اشتری (راسنہ قری) کو دہلی بخیج کر شاہی فرمان کی استعمالی۔ اس وقت

لہ جقات ناصری صفو ۲۳۹ (بازار سلاطین صفو ۲)، میں لکھا ہو کر لوگوں نے اس کو زبرد کر کے مارٹالا اور اس کی تدبیت حکومت بن سال لکھی ہے۔ لہ جقات ناصری صفو ۲۳۶

مقبرہ جس کو اس کے باپ سلطان المنش نے ۶۲۹ھ میں تعمیر کرایا تھا، مقبرہ غازی کے نام سے شہور ہے۔

۹) عزّالملک علام الدین جانی ۶۲۶ھ تا ۶۳۷ھ (۱۲۳۱-۲۴)

ناصر الدین کے مرٹے پر خلیجی سرداروں نے پھر سر اٹھایا۔ سلطان المنش جوان بیٹے کی اچانک سوت سے سخت غم زدہ تھا اس لیے بہار و بنگار کا کوئی انتظام فوراً نہ کر سکا۔ لیکن دوسرا رے ہی برس ۶۲۶ھ میں ایک بھاری شکر کے ساتھ خود ادھر آیا اور بعض خلیجی سرداروں کو زیر کر کے تمام نظام حکومت عزّالملک علام الدین جانی کو تفویض کیا۔ طبقات ناصری میں سلطان المنش کی فتوحات میں بہار و تربت کے علاوہ "فتح در بجنگ" بھی مذکور ہے۔

بہر کیف سلطان المنش کے واپس جانے کے کچھ عرصے کے بعد علام الدین جانی کسی بسب سے معزز ہوا۔

۱۰) ملک سیف الدین ایک پگان تا ۶۲۹ھ تا ۶۳۷ھ (۱۲۳۲-۳۱)

سیف الدین ایک (خطائی ترک) سلطان المنش کے غلاموں میں تھا۔

اہ طبقات ناصری صفحہ ۱۰۵۔ ۱۰۶ ریاض اسلامیں صفحہ ۶۱ میں اس کی تدبیت حکومت تین سال لکھی ہے، فرشتہ جلد اصلغہ ۱۰۲ میں بھی اس کا ذکر ہے لیکن تدبیت حکومت ہمیں لکھی ہے۔

پر چڑھائی کر کے طنان خاں کو ہزیرت پہنچائی۔ سلطان نے قمر الدین قیران تھر خاں حاکم اودھ کو طغان خاں کی مدد کے لیے بنگال بھیجا۔ تھر خاں کے آئے پر راجا فکت کھا کر پسپا ہوا۔ لیکن خود تھر خاں اور طغان خاں سے ایسی گزری کہ جنگ کی نوبت پہنچی۔ سلطان دہلی کو جب یہ حال معلوم ہوا تو طغان خاں کو اپنے پاس بلوکر اس کو اودھ کی حکومت پر مامور کیا اور تھر خاں کو حمالک بنگال کی حکومت پر بحال رکھا۔ مولف طبقات ناصری اسی طنان خاں کے زمانے میں ۱۸۲۵ء کے آخر میں بنگال آیا تھا اور اسی کی معیت میں ۱۸۲۶ء میں واپس گیا۔ طغان خاں نے ۱۸۲۷ء میں اودھ میں انتقال کیا جو آیندہ سطدوں میں مذکور ہو گا۔

(۱۲) قمر الدین قیران تھر خاں ۱۸۲۶ء تا ۱۸۲۷ء (۱۸۲۵ء)

تھر خاں نہایت خوش رو اور دلیر تھا۔ سلطان انتش نے اس کو ملک فیروز کے

(مخموٰ ۱۱۰ کا بقیہ ثبوت ملاحظہ ہو)

میں لپٹے ہوئے ہیں، اس لیے ان کا نام مادر لا چبھی رکھا ہے۔ ان تھر خاں کا حال اقل سطر اسٹرنگ نے ۱۸۲۵ء VOL XXI ASIATIS RESEARCHES میں لکھا تھا اور بعد میں بیار و اڑیسہ رسیرچ سوسائٹی کے پرچے جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۲۶ء میں بھی مذکور ہے ہے۔ واضح ہو کہ چھوٹا بیگ پور کی جگلی تو میں شل کوں و غیرہ سنگوں ترکوں کی شل سے (یعنی سخوں) سمجھی جاتی ہیں لیکن کب اور کیوں کرمہاں آباد ہوئیں وہ معلوم نہیں ان کی زبان اور عادات بھی ہندستان کے باشندوں سے ملی جدہ ہیں۔

لہ تاریخ فرشتہ جلد ا صفحہ ۸ میں قمر الدین قیران تھر خاں کا نام قرا بیگ تھر خاں لکھا ہے۔ لیکن طبقات ناصری کے مطابق راقم نے لکھ دیا ہے جو یقینی صحیح ہے۔

سلطان علاء الدین سعود بن رکن الدین فیروز سریر اراء سلطنت تھا۔ اس نے طغیان خان کی درخواست کے مطابق تاضی جلال الدین کاشانی کی معرفت چرچعل اور خدمتِ مرخص روائی کیا۔

روز شنبہ ۱۳ ارماں شوال ۱۴۲۷ھ کو جا جنگر (اڑیسہ) کے راجا نے لکھنوتی

لہ طبقات ناصری صفحہ ۲۲۲۔ عزالدین طغیل کے زمانے میں بہار میں کوئی عمارت بنوائی گئی تھی، اب اس کا کتبہ بڑی درگاہ بہار میں موجود ہے۔ اس سویں میں مسلمانوں کے ہند کا قائم ترین کتبہ بھی ہے جو راقم کی نظر سے گزر رہا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے: امر ناہذ نہ انحصارت فی ایام حملت مجلس العالی خان الاعظم خاقان (اس کے بعد کوئی لفظ تھا میکن لمح لوث گئی ہے اور تو ماہزا احمد موجود نہ ہونے کے بعد معلوم نہیں کیا لفظ تھا) عن الحق والدین عیار لا اسلام والملین معین الملوك والسلطانین الی المقتض طغیل السلطان خلد اللہ ملکہ العبد الخاذن بیقبل لله منه فی محروم اربعین دستایہ۔

لہ طبقات ناصری کے فلی نجوس کی اصل عبارت یہ ہے: «کفار جنگران با پیلان و پاکٹ سوار بیار برا بر کھتوتی رسیدند»۔ بداؤنی جلد اصطبھ میں لکھتا ہے: «تیاس ایت کر خداں از راه بتت و خط آمدہ باشد»۔ ایشانک سوسائٹی بیگار لے طبقات ناصری کا جو نجخ شائع کیا ہے اس میں یہ لوث ہر کر اصل نجخ میں کاتب کی غلطی سے بجائے جا جنگر کے چنگیز خاں ہے۔ بادی انتظر میں چنگیز خانی مخلل کا اس طرف آنا خلاف تیاس معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بھی قابل غور یہ کہ کہ بداؤنی نے جس نجخ کو دیکھا تھا اس میں چنگیز خاں ہی لکھا ہوا تھا اور دوسرے نجخوں میں بھی یہی ہے۔ علاوه اس کے شہر پوری کے خیبر جانش مندر کے بیرونیوں کے پاس تاریک پتوں پر لکھے ہوئے جو حالات قدمی زمانے سے موجود ہیں ان میں ایک جگہ یہ بھی لکھا ہوا کہ کہا جا آ ہو کہ کل بیگ میں سوم بنس (یعنی پندر بنس) کے اٹھارہ راجاؤں (وہاں کی نسل نے اتنی بڑی سات سو اکیا سی یہ ر حکومت کی۔ ان میں اول جدھر تھا، اور سوچاں راجا سوچاں دیلو تھا جس کے زمانے میں مغل بادشاہ کے ایسہ رکتا ہوا ہوئے اڑیسہ پر چڑھائی کی، ایک روایت یہ بھی ہے کہ سفل جہاز کے ذریعے سے یہاں آئے اور ہستیں یہ ر حکومت رہے۔ ان تحریروں کو "ماندلا بخی" کہتے ہیں، ماندلا دھوکو کہتے ہیں اور چوں کہ ان پتوں کے بستے ڈھوکیں کی مشکل (باقید نوٹ صفحہ ۱۱۱ پر دیکھئے)

۱۱۳، اختیار الدین یوزبک طغل طغان سلطان ماسٹہ

(۱۲۳۸ء - ۱۲۴۹ء)

اختیار الدین یوزبک سلطان امتش کے ترک غلاموں میں تھا۔ سلطان رضیہ سعید الدین بہرام شاہ اور علاء الدین مسعود کے زمانے میں انگریزی جعلکڑوں میں اس کی بھی شرکت۔ ہی تھی اور مسعود اس کے زمانے میں ایک بار اس کو قید بھی کر لیا تھا۔ بعد کو سلطان علاء الدین مسعود نے اس کو لا ہور کی حکومت دی میکن وہاں اس سے خود مسری کے آثار ظاہر ہونے پر سلطان نے اس کو معزول کیا۔ مگر ان غان نے (جو بعد کو سلطان بلین ہوا) سفارش کر کے اس کو قنوج کی حکومت لوادی۔ کچھ عرصے کے بعد یہاں بھی اس نے تمرد اور مخالفت کی بنا والی اور سلطان نے ملک قطب الدین حن کو ایک شکر کے ساتھ اس کی تنبیہ کے لیے روان کیا۔ اس وقت اختیار الدین یوزبک نے سوائے اٹاں کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ سلطان نے کچھ دن اس کو ادھ کی حکومت پر بحال رکھنے کے بعد ملکت لکھنوتی حوالے کی۔ ملک یوزبک کو مالک لکھنوتی ایسی بہادر بگال میں کوئی مراحمت پیش نہ آئی۔ میکن جا جنگر کے راجا کا داماد جس کا نام سابنتر تھا اور طغان خان کے زمانے میں بھی جیسا کہ اور پرندگوں ہوا لکھنوتی پر فوج کشی کر جکا تھا۔ اب طغل خان کا حریف ہوا۔ طغل نے دو مرکوں میں اس کو شکست دی۔ تیسرا بار یوزبک کو کسی قدر ہریت پہنچی اور اس کا فیل سفید راجا کے قبضے میں آگیا۔

دوسرے سال یوزبک نے امردان پر فوج کشی کی اور راجا کو شکست دے کر قلعہ سامان چھین لیا۔ اس فتح کے بعد اور دو ہفت بیج کر اس نے اپنا القب

بھائی سے خرید کیا تھا۔ رفتہ رفتہ تمرخان بعض قابل قدر اور دیرینہ خدمات کے صلے میں اور وہ کام کام مقرر ہوا اور اسی زمانے میں حدود تھیں میں اس نے بڑی بڑی چیزیں سرکر کے راجاوں سے مال و صول کیا۔ بعد کو جیسا کہ اذپر ذکر ہوا، بیگانہ اگر (۱۹۳۲ء) میں) برسر حکومت ہوا جس طرح تمرخان حکومت میں طخان، خان کا حریف تھا اسی طرح مرنے میں بھی اس کا حریف ثابت ہوا۔ عجیب اتفاق کہ جس دن تمرخان مرا اسی روز طخان خان نے بھی استقال کیا۔ تمرخان کا جنازہ اور وہ لے جا کر طخان خان کی قبر کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ غالباً یہ دونوں قبریں اب جو صیایں موجود ہیں۔

طبقات ناصری (صفحہ ۲۲۶)، میں لکھا ہو کہ "درین معنی سید الالا کابر والا ساغر شرف الدین بنیتے کرده" :-

آدینہ و سخن راہ شوال لقب	خ بود کیم و دال از تایخ عرب
شد کوچ تمرخان و طخان خان نزجہ	ایں اول شب کر شست اس آخر شب

اسی زمانے کے قریب ملک تاج الدین سنجکو تھان جو بہادری اور تیر اندازی میں بے نظیر تھا اور جو اسی کیلئے سیک وقت دھوڑے ساتھ رکھتا تھا، اور اتناے تک دپو میں جست کر کے ایک گھوڑے سے دوسرا گھوڑے پر سوار ہو جاتا تھا۔ اور وہ سے بہار آ کر اچانک پاے حصہ بہار میں تیر سے ہلاک ہوا۔^{۱۷}

^{۱۷} لہ شاہد طبقات ناصری میں کاتب کی غلطی سے یہ کی جگہ میں لکھ دیا ہے، کیوں کہ میں مان لینے کی صورت میں بجاے ۱۹۳۲ء کے ۱۹۴۲ء ہو جاتا ہے۔

تعلق یہ اختلاف ہو کہ طبقات ناصری (صفحہ ۲۲۵) کے مطابق شمس الدین مسعود جانی حاکم لکھنؤتی تھا اور ریاض السلاطین نے اس کا زمانہ جلال الدین سعید جانی حاکم لکھنؤتی تھا اور ریاض السلاطین نے اس کا زمانہ شمس الدین کھا ہو لیکن حال میں اسی کے زمانے کا ایک کتبہ راقم کی نظر سے گزرا جس سے شمس الدین میں اس کا یہاں برسر حکومت ہونا ثابت ہوتا ہو کہ کتبہ جس کی لوح سات فٹ ساٹھے سات انچ لمبی اور سوافٹ کے قریب پورٹی ہے۔ موضع پہلی ضلع مالدہ میں پایا گیا تھا۔ اس کی عبارت یہ ہے:-

أقرب بناء هنـا الـبـقـعـة الـمـبـارـكـة الـسـلـطـان الـمـعـظـم شـمـس الدـنـيـا
وـالـتـدـيـن أـبـي الـمـظـفـر مـلـيـقـتـشـ السـلـطـان يـمـيـنـ خـلـيـفةـ اللـهـ فـاـصـيرـ
أـمـيـرـ الـمـوـمـنـيـنـ أـنـاسـ اللـهـ بـرـهـانـهـ وـثـقـلـ بـالـحـسـنـ مـيـزـانـهـ وـجـدـدـ
الـعـارـسـةـ فـي دـوـلـةـ السـلـطـانـ أـكـلـ عـظـمـ نـاصـوـ الدـنـيـاـ وـالـدـيـنـ
أـبـو الـمـظـفـرـ مـحـمـودـ شـاـهـ السـلـطـانـ نـاصـوـ اـمـيـرـ الـمـوـمـنـيـنـ خـلـدـ اللـهـ
مـلـكـيـاتـ وـسـلـطـنـتـهـ فـي زـيـةـ أـيـالـتـ الـمـلاـكـ أـمـعـظـمـ جـلـالـ الـحـقـ وـالـدـيـنـ
مـلـاـكـ مـلـوـكـ الـشـرـقـ مـسـعـرـ شـاـهـ جـانـيـ بـرـهـانـ أـمـيـرـ الـمـوـمـنـيـنـ خـلـدـ اللـهـ
دـطـهـ فـي غـرـ كـحـرـمـ سـنـةـ سـبـعـ وـارـ بـعـيـنـ وـسـتـيـاـتـهـ

بہر کیف جلال الدین سعید جامی کے بعد عز الدین بلبن نے حکومت کی
اور اس کے بعد ارسلان خان سخن خوارزمی اور اس کے پیٹے تاتار خان نے ۱۲۵۷ء
سے ۱۲۶۴ء تک حکومت کی۔ ارسلان خان نے بغیر کسی شاہی فرمان کے یہاں
اکملک پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور اس کے پیٹے تاتار خان نے ۱۲۶۷ء میں سلطان

سلطان مغیث الدین قرار دیا اور سر پر چتر لعل رکھ کر اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس باعیاد حركت سے تمام خلقت یوزبک سے ناراض ہو گئی آخر دو هفتون کے اندر ہی یوزبک سلطان دہلی کے شکرے ہر اس ہو کر لکھنوتی واپس آیا۔

آخر میں یوزبک نے کامرود رآشام اپر چڑھائی کی۔ راجانے منہزم ہو گر صلح کا پیام دیا اور اطاعت پر راضی تھا، لیکن یوزبک نے کسی طور پر صلح نہ کی۔ آخر راجانے اپنے بچاؤ کے لیے تمام غل زیادہ قیمت دے کر خرید لیا اور رسکی ایسی روک تھام کی کہ یوزبک کی تمام فوج اور جانوروں کے فاتے کی نوبت آگئی۔ اسی منھے میں لکھنوتی کی طرف واپس آتے ہوئے یوزبک تیر سے مجروح ہو کر شکر گرتقار ہوا اور اسی حالت میں راجا کے پاس پہنچ کر مر گئے۔

۱۳، جلال الدین مسعود جانی، عز الدین بلین ازبک

ارسلان خان سنجخوارزمی اور محمد تاتار خان ۶۲۴ھ تا ۶۶۲ھ (۱۲۶۵ء - ۱۳۰۸ء)

اختیار الدین یوزبک کے مرنے پر سلطان ناصر الدین محمود نے بلاو لکھنوتی کی حکومت ملک جلال الدین مسعود جانی کو تفویض کی۔ اس کے زمانے کے

له طبقات ناصری صفحہ ۲۶۲۔ کامرود کے متعلق مولف طبقات نے لکھا ہو کر میں نے لکھنوتی میں قیام کرنے کے زمانے میں ستم لوگوں سے ناتھاگار گرشاپ شاہ عجم جو چین کی طرف گیا تھا، اسی طرف سے ہندستان بھی آیا تھا اور اس زمانے کے بارہ سو خزانے سرہ مہر تھے جو اسلامی شکر کے ہاتھ تھے۔

طغل بجائے پشمیانی کے مخالفت پر آمادہ ہو گیا۔ بلین کو اس کی سرکشی کا حال معلوم ہوا تو اول ملک الپتلگین ہوئے دراز حاکم اودھ کو امین خان کا خطاب دے کر بعض امر کے ساتھ (جن میں فرخان شی)۔ ملک تاج الدین فیحال الدین قندھاری وغیرہ بھی تھے طغل کی سزاد ہی کے لیے روایت کیا۔ طغل نے ان میں سے اکثر امر کو پڑ دے کر مالیا اور امین خان کو شکست دی۔ سلطان کو معلوم ہوا تو اس نے امین خان کو اودھ میں پھانسی دلوادی اور ترمی خان ترک کو ایک بھاری لٹکر کے ساتھ طغل کی سزاد ہی کے لیے روایت کیا۔ اس عرصے میں طغل نے اور بھی طاقت بھم پہنچائی تھی۔ اس نے ترمی خان کو شکست دی۔ پڑ در پڑ شکست کی خبروں نے سلطان بلین کو غصہ سے از خود رفتہ کر دیا۔ سلطان اپنے چھوٹے بیٹے ناصر الدین بخرا کو ساتھ لے کر پ نفس نفس اس مہم پر روایت ہوا اور لگنگا میں کشتیوں کا انتظام کر کے باوجود کثرت بارش اور صعوبت راہ کے طغل کے سر پر آپنچا۔ طغل نے خوف زدہ ہو کر جا جنگر (اڑیسہ) اور تارکیلہ کی راہی۔ سلطان بلین نے بلاہزا حجت بہار و بہکال پر تیغہ کر کے پہ سالار حسام الدین وکیل دار ملک باریک کو (جو ضیا الدین برلنی سورخ تاریخ فیروز شاہی کا جدیداری تھا) ابتدی بیانیت پر دیکی اور خود طغل کے تعاقب میں روایت ہو کاہراہ میں نارکانو کے راجا چھوٹ رائے (یاد نوج رائے) نے سلطان بلین کی ملاز مرست حاصل کی۔

۱۷ تاریخ کیل تاریخ بداؤی صفحہ ۱۲۵ اور غیرہ میں مذکور ہے۔ ۱۸ تاریخ فیروز شاہی مولف مقیار الدین

مرلن صفحہ ۲۶ اور تاریخ فرشتہ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ لیکن ایک نئے میں ملک باریک کو باریک بہلاس لکھ دیا ہے اور تاریخ بداؤی میں لکھا ہے کہ "ملک اختیار الدین بیگ بہلاس را حکم پر تعاقب اور شد" ۱۹

بلبن کے ادول جلوس کے وقت تریسٹھ باتھی اور بعض تھائیں دہلی بھیجے تھے۔
خاص بہار کے متعلق ان حکام کے زمانے کا کوئی واقعہ نظر نہیں آتا اس لیے
اسی قدر بیان پر اتفاقاً کی گئی ہے۔

۱۵۱) مغیث الدین طغل شاہ تاریخ (۶۵-۱۲۸۱ء)

ملک طغل سلطان بلبن کے ترکی غلاموں میں دی عترت سردار تھا ۶۶۵ء
میں سلطان بلبن نے اس کو بلاد لکھنؤتی کی حکومت پر مأمور کیا۔ طغل نے چند
سال کے اندر بہار و بنگال میں خاطر خواہ بندوبست کر کے اڑیسہ پر چڑھائی کی اور
راجا کو شکست دے کر بہت سالاں خدمت اور باتھی حاصل کیے لیکن سلطان
بلبن کو ان میں سے کچھ نہ بھیجا۔ اس زمانے میں سلطان بلبن ضعف پیری کے
بسبب اکثر بیمار رہا کرتا تھا اور ایک ہمیشہ تک محل سے برآمدہ ہوا تھا بلکہ بعض
وقتہ پسندوں نے سلطان کے مرتب کی افواہ بھی اڑا دی تھی۔

بہرحال طغل نے (یہ سمجھ کر کہ سلطان ناتوان ہو چکا ہے اور اس کے فرزندوں
کو منقول کے مقابلے سے فرصت نہیں) اپنے نال دیل پر غزہ کر کے خود سری
اختیار کی لور سلطان مغیث الدین لقب رکھ کر اپنے نام کا بیک و خطبہ بھی جاری
کیا۔ اس اثناء میں سلطان بلبن کی شفا و محنت کی اطلاع بھی وصول ہوئی لیکن

لہ تفصیل کے لیے طبقات ناصری صفحہ ۲۲۰، ۳۱۳، ۳۴۵، ۱۱۳۴۵ اور تاریخ فیروز شاہی مولفہ
خیار الدین برلن صفحہ ۵۲۵ دیکھنا چاہیے۔ ریاض السلاطین نے بلبن از بک کا کوئی ذکر نہیں کیا
ہو حالانکہ طبقات ناصری میں اس کا حال موجود ہے۔ ۱۲

اور اس کو تین من سوتا دے رکھا تھا۔ سلطان بلبن نے اس کو قتل کر کے سونا چھین لیا۔ یہ واقعہ ۶۸۲ھ کے قریب کا ہے۔

اس بیاست کے بعد بلبن نے اپنے چھوٹے بیٹے ناصر الدین بغراخان کو حام لو ازیات شاہی دے کر بہار و بنگال کی حکومت عطا کی اور اس کو حفاظ کر کے مکر پوچھا کہ "محمود تو نے دیکھا" ناصر الدین بغرا اس سبھم سوال کا پچھ جواب نہ دے سکا۔ اس نے سلطان نے کہا تو نے میری بیاست کو دیکھا۔ اس کو خوب یاد رکھنا کہ اگر تو بادشاہ دہلی سے عام اس سے کہ تیرابھائی کیوں نہ ہو سکتی کرے گا تو تیرابھی یہی حال ہو گا۔ اس کے بعد بیٹے کو بہت سی وصیتیں کر کے سلطان دہلی واپس گیا۔ نصیر الدین برلنی مورخ تاریخ فیروز شاہی نے تمام وصیتیں (صفحہ ۹۲، ۹۳) میں نقل کی ہیں طوالت کے غوف سے اس جگ درج ہیں کی گئیں۔

باب سشم

بہار و بنگال میں خاندان بلبن کی حکومت

(۱) سلطان ناصر الدین بغراخان ۶۸۱-۶۹۱ھ تا ۷۹۱-۷۹۳ء

ناصر الدین بغرا نے اپنے باپ سلطان بلبن سے تمام لو ازیات شاہی پا کر بہار

اور تندی کی راہ کو طغیل کے لیے سر و در کھنے کا وعدہ کیا۔

پچھے عرصے تک طغیل کا پچھہ پتاز ملا۔ اتفاقاً ایک دن سلطان کے مقام پر
میں ملک محمد شیرانداز اور اس کا بھائی ملک مقدر تبیں چالیس سواروں کے ساتھ
بگل کورروان ہو تو چند بقال نظر آئے، ان کو گرفتار کر کے طغیل کا پتا پوچھا تو پہلے
انہوں نے بالکل لا علمی ظاہر کی لیکن جب ان میں دو ایک کی گردان ماری گئی تو
انہوں نے اقرار کیا کہ طغیل اس جگہ سے نصف فرخ پر ہوا اور ہم اسے رسد پہنچا کر
آرہے تھے۔ شیرانداز نے ان بقالوں کو ملک بار بک کے پاس معاف کیا اور خود
نے ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر دریکھا تو طغیل کے لشکر کو بالکل نافل پایا۔ اس کے
ہاتھی گھوڑے بھی چڑائی میں مشغول تھے۔ اس فرصت کو غنیمت جان کر تیس
چالیس سواروں سے جو اس وقت موجود تھے اپانک طغیل کی خدمتگاہ پر حل کر دیا۔
ان سواروں نے نعروہ بلند کیا کہ "سلطان بلین کا اقبال تمام رہے" "طغیل نے
خود سلطان بلین کے آپنے کامگان کیا۔ گھبراہٹ میں ٹھہارت خانے کی طرف
سنکل کر بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہو کر ندی کو عبور کرنا چاہا۔ اسی وقت ملک
مقدار نے ایک تیر سے اس کا کام تمام کیا اور اس کا سرکاث کر رکھیا۔ بعد
میں ملک بار بک کا لشکر بھی پہنچ گیا اور طغیل کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے
سلطان بلین کے پاس لے گیا۔ سلطان بلین نے ملک مقدار کو "طغیل کش"
کا خطاب دیا، اور لکھنوتی واپس آگر بازاروں میں دوڑتک سویاں کھڑی کرائیں
اور طغیل کے تمام اہل و عیال اور اعیان و انصار کو مجرم قرار دے کر قتل کرایا۔
انھی میں سلطان قلندر نامی ایک فقیر بھی تھا جس سے طغیل کو بہت عقیدت تھی

ملہ تاریخ فیروز شاہی اضیاء الدین برلنی صفحہ ۹۱، ۱۵۵، ۱۵۶۔ طبقات اکبری صفحہ ۱۰۲۔

تاریخ فرشتہ جلد ا صفحہ ۱۳۱، اور ریاض الصالحین صفحہ ۵، تا ۸۲۸ سے پورا بیان مانجوز ہے ۱۷

خود غرضیوں سے ولی عہد کا کچھ خیال نہ کر کے ناصر الدین بخاری کے نوجوان یہ معززالدین کیقادار کو تخت نشین کر دیا۔ اب باپ تو بہارو سنگلے کا حکمران تھا اور بیٹا افہن شاہ ولی ہوا۔ کچھ دن یونہی گزر گئے آخر بعض بد اندریوں نے کیقادار کو بھایا کہ ناصر الدین کو تابع فرمان بنا ناچا ہے۔ ادھر ناصر الدین بخاری کو بھی کیقادار کی بے اعتدالی۔ ہو ولعب اور غفلت شعراً کی خبر میں ملتی رہتی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ یہی کی جان اور سلطنت کی خیر نظر نہیں آتی۔ غرض اسی کشکش میں ناصر الدین بہارے اور کیقادار ولی سے روانہ ہو کر دونوں اور وہ میں گھاڑاندی کے دونوں کناروں پر نیمہ زن ہوئے لیکن کسی نے عبور کرنے کی جرأت نہ کی۔ آخر عہد سلطان ملبن کے بعض امرا نے درمیان میں پڑا کر صلح کی کوشش کی اور ناصر الدین بخاری نے یہی کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا تو یہ بات قرار پائی کہ بخاری خان صوبے کا حکمران ہونے کی حیثیت سے آداب خادمانہ بجا لاتا ہوا حاضر ہو۔ بخاری خان نے اس کو بھی گوارا کیا لیکن باپ جب بیٹے کے سامنے موڈب ہو کر حاضر ہوا تو یہی نے تعظیم لیں کسی طرح رد ان رکھی اور خود تخت سے اُٹکر باپ کو تخت پر بٹھایا۔ ابن بطوطہ اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے کہ لوگوں نے اس ملاقات کا نام لقا سعد بن رکھا ہے۔ اس سلسلے میں امیر خسرو کے چند اشعار اہل ذوق کی ضیافت طبع کے لیے نقل کیے جاتے ہیں۔

لہ امیر خسرو کی مشنی قران السعدین میں اس داستن سے متعلق دو شعر ہیں۔

بر سر شان شاہ بجوں بخت زاد تاجر پاک گھر سے کیقادار

کرد چود درشش صددہ ہشتاد و شش بر سر خود تاج جد خوش خوش

لہ تاریخ فرشتہ جلد ا صفحہ ۱۲۹ دریاض السلامین صفحہ ۸۷۔

و بینگالے میں آزادانہ حکومت شروع کی۔ سلطان بلین سنتے دربار دہلی کے بعض ذی
لیاقت لوگوں کو بھی بیٹھے کی ملازمت میں چھوڑ دیا تھا۔ انہی میں عہد سلطان ناصر الدین
 محمود کا مشہور و معروف شاعر شمس الدین دیر منشی ملکت بینگالہ و کامروہ مقرر ہوا
 تھا۔ (اس کے ایک مشہور قصیدے کے دو شعراں جگ نقل کیے جاتے ہیں)
 ایں ہمہ کار دلم از تو بہ نادانی خام دادہ دوش هرآ وعدہ ہمانی خام
 پسختے گرد مہربن شب چشم تدا نستم کان طمعی بود اداں گونز کہ میدانی خام
 چند سال حکومت کا نظم نہایت امن و اطمینان سے جاری رہا تھا اک
 شمس ۷۸۵ھ میں سلطان بلین کا بڑا لڑکا شہزادہ محمد جو ولی عہد سلطنت بھی تھا،
 دیباں پور کے قریب سنگلے کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس وقت سلطان کی عمر اتنی
 سال کی ہو چکی تھی اور بیماری اور اس صدر مہاجانکاہ کے سبب زندگی سے بیڑا
 تھا۔ اس نے اپنے چھوٹے بیٹے ناصر الدین بخار کو ولی عہد کرنے کے خیال سے
 بینگالے سے دہلی بلوالیا، لیکن ناصر الدین بخار کو بینگالے کی ہوا ایسی مرغوب ہو گئی
 تھی کہ اس نے چھوٹے بیٹے جوں توں دہلی میں گزارے اور بیاپ کو زرا افاقت کی صورت
 بندھتے ہی شکار کے بہانے سے بینگالے کی راہ لی۔

چرا ن در پر عزم دیا ر خود پا شم چرا ن خاکِ کعب پاے یا ر خود پا شم
 غم غربتی و غربت نمی تو اغم دید بہ شہر خود روم و شہر یا ر خود پا شم
 سلطان بلین کو بیٹے کی یہ طفلاں دھرکت سخت ناگزیر ہوئی۔ اس نے بجا
 بخارا خان کے کنجرو و پسر شہزادہ محمد کو ولی عہد کر دیا۔ ناصر الدین بخار ابھی لکھنوتی
 تک نہ پہنچا تھا کہ (شمس ۷۸۶ھ میں) سلطان بلین نے انتقال کیا اور وزرائی

سلہ یادوی جلد ا صفحہ ۹۴۔

صاحب کے جمع کیے یا کوں اور کتب تواریخ سے
(ADWARD TAMAS)

حہ ذیل خجرو نسب مرتب ہوا ہے:-

سلطان غیاث الدین بنین

ناصر الدین بخارا ۴۹۱ھ شہزادہ محمد شہید

سلطان معز الدین کیقاد	شمس الدین فیروز
رکن الدین کیکاؤس	شمس الدین فیروز
شاہ بنگال ۴۹۲-۵۰۷ھ	شاہ بنگال ۵۰۷-۵۲۲ھ
شہنشاہ دہلی	

شہاب الدین بخارا ناصر الدین شاہ (ثانی) غیاث الدین بہادر شاہ بھورزا
لکھنؤی بنگال (امکن ہے کہ رکن الدین کیکاؤس کی بیٹا ہو)

کتاب میمورس آف گورانیڈ پندو MEMOIRS OF GAVR AND PANDVA
میں سڑا اشپلشن نے شمس الدین فیروز کے ایک بیٹے جلال الدین محمود کی حکومت
۵۲۲-۵۲۴ھ کا بھی پتا دیا ہے۔

(۳) حکومتِ بنگال کے متعلق مغزی سلح این بطور کا بیان

این بطور کے بنگالے آئے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اصل میں بیان کا بادشاہ
ناصر الدین کا بیٹا ایک قباد دہلی میں سلطنت کرتا تھا۔ جب ناصر الدین مر گیا
تو اس کا بیٹا شمس الدین بادشاہ ہوا۔ شمس الدین کے مرے پر اس کا
ولی عہد شہاب الدین بنگالے کا بادشاہ ہوا۔ لیکن اس کے چھوٹے بھائی غیاث الدین

ز ہے ملک خوش چوں دو سلطان یکے شد
پر بیادشا ہے پسر نیز سلطان
کنوں ملک بیس چوں دو سلطان یکے شد
ز بہر جہاں داربی د پادشا ہی
جہاں رادو شاہ جہاں باں یکے شد
یکے ناصر عہد محمود سلطان
ک فرانش دو چار ارکاں یکے شد
در گرشم تعزیر جہاں کیقبادے
د گرشم تعزیر جہاں کیقبادے یکے شد
چند ملا تاؤں کے بعد ناصر الدین نے بیٹے کو اس کی غفلت شعراہی پر
بہت کچھ نصیحتیں کر کے گلے لگا کر رخصت کیا اور اپنی خیمہ کاہ میں آگر تقام دن
اس کی جدائی کے صدرے سے کچھ نہ کھایا اور رو رو کر کہتا تھا کہ آج میں نے
بیٹے اور سلطنتِ دہلی دونوں کو رخصت کیا۔ ناصر الدین بغراۓ ہبادیت امن
وال جہان کے ساتھ حکومت کی اور ۴۹۱ھ میں انتقال کیا۔ واضح ہو کہ اس کے
ایک پوتے تک کا نام بھی ناصر الدین تھا جس کو غیاث الدین تغلق شاہ نے
حکومت عطا کی۔ مورخوں نے دونوں کو ایک شخص سمجھا ہے۔ اس کی مفصل کیفیت
آئینہ اوراق میں مسطور ہو گی۔

۲۱، ناصر الدین بغرائی اولاد و احفاد

دہلی میں سلطان بلبن کے بعد اس کے پوتے کیقباد نے تین برس سلطنت
کی۔ لیکن بہار و بہگالے میں سلطان بلبن کی اولاد و احفاد نے ۶۳۷ھ تک
حکومت کی۔ شاہانِ دہلی کے مورخوں نے ان کا حال بہت کم لکھا ہے اور جو
کچھ لکھا ہے بہم یا غلط طور پر لکھ دیا ہے۔ ۶۳۷ھ کے قریب شہور و معروف
مغزی سیاح ابن بطوطہ بہگالے آیا تھا۔ اس کا سفر نامہ اور ایڈورڈ طاس

اس بیان میں شمس الدین و شہاب الدین و ناصر الدین و غیاث الدین بہادر شاہ کا ذکر نہایت ضروری ہے اس لیے اس کا اعادہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ آئینہ کیا جائے گا۔

(۳) رکن الدین کیکاؤس ۶۹۱ھ تا ۷۰۲ھ (۱۳۰۲-۱۳۹۲)

ناصر الدین بغرا کے بعد رکن الدین کیکاؤس نے تقریباً دس برس حکومت کی۔ اکثر مورخوں نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے اور ابن بطوطہ نے بھی اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ غالباً اس کی حکومت میں کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں گزرا اور ممکن ہے کہ اس کی حکومت برائے نام رہی ہو۔

(۴) شمس الدین فیروز شاہ ۷۰۲ھ تا ۷۲۲ھ (۱۳۲۱-۱۳۴۲)

ابن بطوطہ ناصر الدین بغرا کے بعد شمس الدین کا بادشاہ ہونا لکھا ہے جو اپنے ذکر ہوا۔ دوسرے موقعے پر ۷۱۷ھ میں دارالنگل سے ایک اپر کا بھاگ کر شمس الدین کے پاس آتا بھی بیان کرتا ہے۔ شمس الدین کے ساتھ پر ایک طرف السلطان الاعظم شمس الدین والدین ابوالملطف فیروز شاہ السلطان اور درسری جانب الامام المستعمم امیل الموصیین اور

بھوزا نے اپنے بھائی کو معزول کیا اور اپنے دوسرے بھائی کو
مار دالا۔ اس کے بھائی شہاب الدین اور ناصر الدین بھاگ کر تغلق شاہ کے
پاس پہنچے۔ تغلق شاہ ان کی مدد کے لیے ان کے ساتھ گیا۔ اور اپنے بھائی کو بطور
نائب ولی میں چھوڑا اور بگلے آگر غیاث الدین بہادر شاہ کو قید کر کے دہلی لے آیا۔
لیکن سلطان محمد تغلق اس کے بھائی نے اس کو رہا کر دیا جب اس نے ملک کے
تقیم کرنے میں بد عہدی کی تو بادشاہ نے اس پر چڑھائی کی اور اس کو مار دالا۔“
دوسرے موقعے پر ابن بطوطہ لکھتا ہو کہ ”جب محمد تغلق بادشاہ ہو، غیاث الدین

بھوزا بھی سامنے لا یا گیا۔ سلطان نے اس کو قید میں رہا کرے بہت سالاں اور
ہاتھی گھوڑے دے کر رخصت کیا اور اس کے ساتھ اس کے بھیجے ابراہیم خان کو
بھی روانہ کیا، اور یہ عہد لیا کہ دونوں مل کر بادشاہیت کریں۔ دونوں کے نام سے
جاری ہوں اور یہ بھی شرط کی کہ غیاث الدین بہادر اپنے بھائی محمد المشہور بر بڑا
کو بطور اول بادشاہ کے پاس بھیج دے۔ غیاث الدین بہادر نے اپنے ملک
میں جا کر سب شرطیں پوری کیں لیکن بھائی کو بادشاہ کے پاس نہ بھیجا اور یہ عذر
کیا کہ وہ کہنا نہیں مانتا اور رگتا خی کرتا ہے۔ بادشاہ نے ابراہیم خان کے پاس شکر
بھیجا اور دل چلی تاتاری کو اسی مرمر کیا۔ انھوں نے مقابلہ کر کے بہادر کو مار دالا
اور اس کی کھال کچھو اکر اس میں بھوسہ بھرو اکر ملک میں پھرایا۔“ ابن بطوطہ کے

لئے سفر نامہ ابن بطوطہ مترجم خان بہادر مولوی محمد حسین ام اے۔ سی۔ آئی۔ ای رٹائرڈ جج
صفحہ ۹۱۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ٹھیہاں پر مترجم نے غلطی سے اس کے بھیج کی جائے ”اپنے بھیجے ملکہ دیا ہو۔
۱۱۶ ہری جیاست سے مقابلہ کرنے پر اور تاریخ کو پوش نظر رکھتے ہوئے صحیح یہ ہو کہ ابراہیم خان غیاث الدین
بہادر کا بھیجا تھا۔ لئے سفر نامہ ابن بطوطہ صفحہ ۱۶۰۔ ابن بطوطہ کے بیان کے مطابق یہ واقعہ ۱۷۲۷ء
کے قریب گز رہا لیکن سکون کے مطابق ۱۷۲۸ء میں غیاث الدین بہادر بادشاہیت کرتا تھا۔

ضیاء الدین برلن کے بیان میں سلطان ناصر الدین سے ناصر الدین پر شمس الدین فیروز مراد ہو۔ لیکن بعد کے سورخوں نے اس کو ناصر الدین بخرا پس سلطان بلبن سمجھ لیا ہو۔ ابن بطوطہ کے بیان کے مطابق بھی تغلق شاہ کے وقت میں جو ناصر الدین تھا وہ شمس الدین فیروز کا بیٹا اور ناصر الدین بخرا کا پھٹاٹا بتا ہوتا ہو۔

اسی بارے میں بادلی کا بیان تاریخ فیروز شاہی کے طور پر کسی قدر سیم ہو لیکن خواجہ نظام الدین احمد اور فرشتے کو صریح طور پر غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ ان کا بیان ہو گئی قیاد کے رخصت ہونے پر ناصر الدین بخرا نے بادشاہ دہلی کی ستائی ہی میں اپنی سلامتی دیکھی اور سلطان جلال الدین (خلجی)، سلطان علاء الدین سلطان قطب الدین سے اظہار اطاعت کیا اور چتر شاہی اور خطبہ اٹھا کر امرار کی طرح گزارا کرتا رہا، اور جب سلطان خیاث الدین تغلق بھگائے گیا تو اس نے ناصر الدین کو چڑو دو رہا شد و بارہ رکھنے کی اجازت دی ہے۔

(۱۳۴۳ کا بقید حاشیہ) :-

رکد در اطاعت و بندگی سبقت نموده بود چڑو دو رہا شد داد دلکشی بید و عالت فرد
و باز فرستاد دست کانو و نثار گا فوضیت شد بہادر شاہ ضابط نثار گا فوراً رشت در گرد
انداخت جانب شہر دوال کرد ۱۲

۱۷ تفصیل کے لیے طبقات کبریٰ جلد اصفہن ۱۹۶ و بادلی جلد اصفہن ۲۲۶ و تاریخ فرشتہ
جلد اصفہن ۱۳۱ دیکھا چاہیے۔ ریاض السلاطین صفحہ ۸۹ کا بیان بھی فرشتے کے طور پر ہوا
جلد اصفہن ۲۲۶ کا بیان (ST MARLS HISTORY OF BENGAL) صفحہ ۲۲۶ کا بیان
فرشتہ اور ریاض السلاطین سے مانو ہو، اس لیے اس میں بھی بھی غلطی ہے ۱۸

حاشیہ پر ضرب ہذہ الفضۃ بحضور تکھنوتی مسندہ عشرين
و سیدھا یہ (یعنی ۲۳۷ھ) درج ہوا اور بعض پر ۲۲۷ھ بھی پایا جاتا ہے۔ اس سے
معلوم ہوا کہ اس نے ۲۲۷ھ تک ضرور حکومت کی۔

۲۲۷ھ میں اس کے بیٹے شہاب الدین و ناصر الدین کا سلطان
غیاث الدین تغلق شاہ کے پاس جا کر اپنے بھائی غیاث الدین بہادر شاہ
کی شکایت کرتا، اور تغلق شاہ کا ان کے ساتھ ان کی مدد کو آنا ذکور ہے۔ چون کہ
غیاث الدین بہادر کے لئے ۲۲۷ھ کے پائے گئے ہیں۔ اس سے گمان بلکہ
یقین ہوتا ہے کہ شمس الدین فیروز کی زندگی ہی میں (اس کا بیٹا) غیاث الدین بہادر
(بجوڑا) مشریق بنگالے میں بر سر حکومت تھا۔

۲۶ ناصر الدین شاہ کا ذکر اور ایک تاریخی غلطی کا ازالہ

تاریخ فیروز شاہی مولفہ ضیاء الدین برلنی صفحہ ۱۵۳ میں تغلق شاہ کے حالت
میں مذکور ہو کہ ۲۲۷ھ کے قریب بعض امراء تکھنوتی نے تغلق شاہ سے حکماً
بنگال کی شکایت کی۔ تغلق شاہ خود ادھر چلا آیا اور تربیت پہنچنے پر سلطان ناصر الدین
اس کے پاس حاضر ہوا اور تمام راجاؤں نے بھی بغیر کسی جنگ کے تغلق شاہ کی
اطاعت قبول کی۔ تغلق شاہ نے ناصر الدین کو چتر و دور باش عنایت کر کے اس
کو تکھنوتی کی حکومت حوالے کی اور بہادر شاہ کو گرفتار کر کے دہلی لے گیا اور
اپنے متحف بولے بیٹے تاتار خاں حاکم خفر آباد کو شمار گانو کی حکومت عطا کی۔

لہ ناصر الدین کے ستمتی تاریخ فیروز شاہی کی اصل عبارت یہ ہے۔ سلطان ناصر الدین
ضابط تکھنوتی پر بندگی دچاکری پیش درگاہ آمد و سلطان تغلق شاہ سلطان ناصر الدین
(باقیر حاشیہ ص ۲۰۸ پر)

لیکن بیٹے کو نہ بھیجا، اور یہ عذر کیا کہ وہ کہنا ہنسی مانتا ہے۔ محمد تغلق نے برادر خدا
ہو کر ابراہیم کے پاس شکر بھیجا اور دل چلی تاتاری کو امیر مقزز کیا اور اسی جنگ
میں بہادر شاہ مارا گیا۔^{۱۷}

طاس صاحب کے جمع کردہ سکون کے روئے سے بہادر شاہ نے ^{۱۸}
سے راپنے باپ کی زندگی میں امرشتنی بنتگلے میں حکومت کی اور اس کے بعد
۲۳ میں تمام بنتگلے پر قابض ہو گیا۔ اسی کے بعد تغلق شاہ نے اس کو گرفتار
کر کے دہلی بھیجا۔ بہادر شاہ کے ^{۲۴} میں اس نے سلطان محمد تغلق کا نام بھی شامل کیا ہوا اور
جسے ہیں۔ ^{۲۵} میں اس نے سلطان محمد تغلق کا نام بھی شامل کیا ہوا اور
۲۶ میں اس کے سینے میں صرف اپنا نام لکھا ہر لیکن ^{۲۷} میں پھر محمد تغلق
کا نام زیادہ کر دیا ہے۔

بہر حال اس نے ^{۲۸} تک ضرور حکومت کی چوگی۔ ابن بطوط لکھتا
ہو کہ بہادر شاہ کے بعد اس کا دادا بادشاہ ہوا لیکن فوج نے اس کو مار دالا۔

۱۸) ترہست کے سفر سے ایک مشہور محاورے کا تعلق

طبقات اکبری میں مذکور ہر کرتغلق شاہ جب تھے ہت آیا تو بعض دجوہ سے ناخوش
ہو گراں تھے۔ حضرت نظام الدین اولیا کو کہلا بھیجا کہ میرے آئے سے پہلے دہلی سے
نکل جاؤ۔ شیخ نے اس کا کچھ اندیشہ نہ کیا۔ یہاں تک کہ معلوم ہوا کہ تغلق شاہ
روانہ ہو کر دہلی کے قریب پہنچا چاہتا ہے۔ شیخ نے کہا کہ "ہنوز دہلی دؤرا است"^{۱۸}
اس کے بعد ہی تغلق شاہ دہلی سے ایک منزل پر اپاگنگ چھت کے گرنے سے
ہلاک ہوا۔ بالآخر "ہنوز دہلی دؤرا است" فارسی و آردو میں عام محاورہ ہو گیا۔
چنانچہ میر تقی میر کا شعر ہے شکوہ آبل ایسا سعیر ہے ہر پیارے ہندو دلی دؤر

^{۱۷} ابن بطوط کے بیان میں یہ داععات اور تکھے جنے ہیں تھے طبقات اکبری جلد اصفہن ۱۹۸

۱۷، غیاث الدین بہادر شاہ (بھوڑا) نامہ تاریخ ۳۳۶ھ
 (۱۴۲۷ء)

عام طور پر تمام مورخوں نے غیاث الدین بہادر شاہ کے متعلق صرف اسی
 قدر لکھ کر بھوڑا ہو کر جب دہلی میں تغلق شاہ بادشاہ ہوا تو ۴۲۳ھ کے قریب
 بعض امراء لکھنؤتی نے تغلق شاہ سے حکام بنگالے کی شکایت کی۔ تغلق شاہ خود
 اور حیرل آیا اور ترہت پیش کی پر ناصر الدین اس کے پاس حاضر ہوا اور تعلم راجاوں
 نے بھی اطاعت قبول کی۔ تغلق شاہ نے بہادر شاہ کو گرفتار کر کے اس کے لئے
 میں رستی دال کر دہلی روانہ کیا اور شارگانوکی حکومت اپنے مکتبے میٹے تھاترخان
 (سابق حاکم خفر آباد) کو عنایت کی۔

۴۲۴ھ میں سلطان تغلق ترہت سے واپس ہوتے ہوئے دہلی سے ایک
 منزل پر اچانک ایک لو ساختہ عمارت کے گردانے سے چھت کے نیچے دب کر بیلاں
 ہوا اور اس کا بیٹا محمد تغلق بادشاہ ہوا۔ محمد تغلق نے اپنی تخت نشینی کے وقت
 بہادر شاہ کو رہا کر کے بہت کچھ انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا اور اس کے
 بھیجے ابراہیم کو بھی ساتھ کر دیا کہ دونوں مل کر بادشاہ ترہت کریں اور دونوں کے
 نام پرے جاری ہوں۔ اور یہ بھی شرط کی کہ بہادر شاہ اپنے بیٹے (محمد المشہور یہ برباط)
 کو سلطان کی خدمت میں بھیج دے۔ بہادر شاہ نے اور سب شرطیں پوری کیں

لے یہ بیان تاریخ فیروز شاہی مولف ضیاء الدین بری صفحہ ۴۵ میں موجود ہے اور بعد کے مورخوں نے
 بھی اسی قدر لکھا ہے لیکن یہ صل داقعہ یہ نظر آتا ہے کہ تاریخ ۴۲۴ھ سے بہادر بھوڑا بنگالے کی شرک حکومت
 جیسی مکاریں تھیں۔ ۴۲۵ھ میں سلطان ملا العدن غلبی کے مارے جانے پر خود سرہن میٹھا اور
 سچھہ تک بھی صورت رہی۔

علوم ہو۔ تو اس نے قدر خان حاکم لکھنؤ کو فخر الدین کی سزا دہی کا حکم دیا اور اعza الدین بھی اعظم الملک و حاام الدین ابو رجا وغیرہ امرا کو مکہ بیس روانہ کیا۔ انھوں نے فخر الدین کو شکست دے کر جنگل میں بھگا دیا۔ قدر خان نے فتح مند ہو کر امرا کو رخصت کیا اور خود خزانہ جمع کر لئے میں مصروف ہو۔ جب خزانہ جمع ہو کر دہلی پہنچنے کا وقت آیا۔ فخر الدین نے اچانک چھاپ مارا اور قدر خان کے پا ہیوں کو دہی خزانہ حوالے کر کے لڑنے سے باز رکھا اور قدر خان کو قتل کرا یا۔

۱۲) علام الدین علی شاہ ۳۹۷ھ تا ۴۳۶ھ (۱۳۷۵-۱۴۰۴)

قدر خان کو خدا اسی کے پا ہیوں سے قتل کر کے فخر الدین نے دوبارہ مشرقی بنگال پر قبضہ کیا۔ اور اپنے غلام مخلص نامی کو مخزنی علاقوں (بیتی لکھنؤ) و ترہت وغیرہ اکے ضبط و انتظام کے لیے روانہ کیا۔ جب مخلص ادھر پہنچا قدر خان مقتول کے بختی یاعارض شکر "علی مبارک" نے اس کا مقابلہ کیا اور مخلص کو قتل کر کے سلطان محمد تغلق کو مصلحت آمیز عرض کیا کہ کر حکم کا خواستگار ہوا، مگر سلطان نے اس کو نہ پہچانا۔ اور ملک یوسف کو تو اس دہلی کو بلاد لکھنؤ تی

لہ تاریخ فیروز شاہی صفحہ ۸۰ میں ضیاء الدین برلنی کی اصل عبارت یہ ہے:-
 "بعد نقل بہرام خاں دردیار بنگال فتنہ فخر اخاست و فخر ادشکر بنگال باعثی شدہ قدر خان را یکشند دژن و پچھہ و فیل و تیخ اور امارتار کرد و خزانہ لکھنؤتی غارت شر و مثار گاؤں دست گاؤں ازدست رفت و بدست فخر ادبا غیان دیگر اقتاد و فازان پس در ضبط نیا مدد ۔"

باب نهم

اقطاع بہار و بنگال میں طائف الملوكی اور
آزادانہ حکومت کا آغاز

(۱) ملک بیدار خلجی ملقب بے قدر خان ۲۵ھ تا
۴۳۹ھ (۱۳۳۸-۲۵ھ)

تلخ شاہ کے مرنے پر اس کا بیٹا محمد تلخ (عادل) بادشاہ ہوا۔ اس نے
تامارخان حاکم نارگاتو کو بہرام خاں کا خطاب عنایت کیا اور بہت سات رو
مال دے کر اس کے اعزاز میں اضافہ کیا۔ اور اسی ہنگام میں سلطان ناصر الدین
(پسر شمس الدین فیروز) صالیط لکھنوتی نے انتقال کیا تھا۔ اس کی جگہ پر سلطان
نے قدر خان کو اقطاع لکھنوتی کی حکومت دی۔ اس بندوبست سے ترہت
ولکھنوتی و تمام بلاد بنگالے کا خراج شاہی بے خرشہ دہلی پہنچنے لگا۔
۴۳۶ھ میں تامارخان کے مرنے پر اس کے شمشیر بیدار فخر الدین نے
شرقی بنگالے میں خود سر جوکرا پناہ کے جاری کیا۔ سلطان محمد تلخ کو یہ حال

اعظم الملک جنگ کرده شکست یافت و اباب بجل و خزینه دشمن او بر دست قدس شان
 افتاده چون بر تکال ریده بود و اپان قدرخان سقط گشت و او را پیه ومال بیار جمع
 کرده توده توده پیش کش سلطان در منزل خویش نهاده بود. هر چند
 حسام الدین ابو رجا او را منع نیکرد قدرخان نشود. آخر الامر همان طور شد که
 حسام الدین گفت بود و ملک فخر الدین باز آمد و پاها بیان قدرخان بادیار شده
 صاحب خود را کشته و زرنصیب فخر گشت و حکومت منارگان فوبیک قلم او را
 سلم شد و مخلص غلام خود را بر لکھنوتی نامزد کرد و علی مبارک عارض شکر قدرخان
 مخلص را کشته دم از استقلال زود عرائض مصلحت آمیز پدرگاه سلطان نوشت
 و سلطان ملک یوسف را نامزد کرد و اور راه فوت شد و سلطان را شغل دیگر
 در پیش آمد که دیگر بدان جانب نفرستاد. درین هر تیه علی مبارک بجهت
 عدادت فخر الدین علامات بارشا ہی ظاہر ساخت خود را به سلطان علام الدین
 مخاطب گردانید و ملک الیاس حاجی که صاحب تبیله و حشم بود بعد از چند روز
 با تفاوت بعضی از امرا و ملوک لکھنوتی علام الدین را بقتل رساینه خود را سلطان
 شمس الدین خطاب کرد. ”

(صفحه ۲۳۱) ”در سال ۱۷۴ سلطان محمد بقصد تارگا قورقت فخر الدین را
 با سیری گرفته در لکھنوتی آورد و بقتل رساینه پازگشت. ”
 ملک ابوالفضل آئین اکبری حقه دوم صفحه ۶۵ میں لکھتا ہو کہ ”در هزاریان سلطان
 تعلق قدرخان از جانب اور برگان بود ملک فخر الدین سلاحدار او از آئینه
 دار زرمی بجانشکری خدا و بد خویش ہمت بست و کیس گرفته از هم گز را نیند و بدست
 سرای وحید فروشی نام بزرگی بر خود نهاد و از فرمان دبان دہلی سرباز کشید ملک
 علی مبارک که از سرکشیدگان قدرخان بود سلطان علام الدین خود را نام کرد

کی حکومت کے لیے نامزد کیا۔ اتفاقاً ملک یوسف یہاں پہنچنے سے پہلے ہی حرگیا۔ اور مغربی بیگانہ تمام علی شاہ کے نصرت میں رہا۔ چون کہ اس وقت قحط اور عین الملک کی بغاوت کے بعد سلطان محمد تعلق سخت پریشان تھا اس لیے تربت و بیگانہ کا کوئی نظم نہ کر سکا۔

(۳) مورخوں کا اختلاف

علی شاہ اور فخر الدین کے متعلق مورخوں کے بیانات اس قدر مختلف ہیں کہ اگر ایک کا یقین کیا جائے تو دوسرے کو غلط انتاہی پڑے گا۔ اس زمانے کے واقعات کے متعلق ابن بطوطہ کا بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، اور طاس صاحب کے جمع کیے ہوئے یکوئی سے بھی ابن بطوطہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ تبصرہ کے لیے ہر ایک مورخ کا بیان نقل کیا جاتا ہے۔

۱۔ ضیاء الدین برلنی کا بیان قدر خان کے حالات کے سلسلے میں بطوطہ نوٹ مذکور ہو چکا ہے اور اس میں واقعہ کی صراحت موجود نہیں، اس لیے اس کا اعلان فضول ہے۔

۲۔ شمس سراج عفیف (صفو، ۱۳) لکھتا ہے کہ "سلطان فخر الدین کہ عوام اور فخر اگویند در آن ایام در مملکت نارگانو نیم بود سلطان شمس الدین سلطان فخر الدین راز ندہ گرفتہ و چدر اول لمحہ کشتہ در مملکت نارگانو قابض گئشہ"

۳۔ بداؤنی (جلد اصفو، ۲۲۰) میں لکھتا ہے کہ "در ۱۳۹۷ھ بہرام خاں وقت یافت و ملک فخر الدین سلاحدار اوس بظیغیان برآورده خود را خطاب سلطانی وادو با قدر خان ضایط لکھنوتی پر اتفاق ملک حامم الدین ابو رجا و عز الدین سعید بن

ک بعد از انصرام بر شکال بخدمت سلطان رفت و پیش تخت انبار ہائے زر سرخ دید
 سازد و قصار فخر الدین خبر ایں معنی یافتہ پنهان کان نزد شکر یان فرتاد ہمہ را
 از خود ساخت و عده کرد که هر گاه بر قدر خان فتح یا بزم خزان ائن را بر شما تقیم نایم چوں
 فخر الدین از جگل برآمده متوجه منار گانو شد شکر یان حاصی و اعرا یان با غیاتفاق
 کرده قدر خان را بکشتنند و خزان را برداشتہ به فخر الدین پیوستند فخر الدین و عده
 را و فانحوه خزان را برایشان ارزانی داشت و منار گانو را تخت گاه ساخته بحکومت
 آن دیار شغول گشت و غلام خود مخلص نام را پا شکر یار بفیض لکھنوتی تعین کرد
 علی مبارک ک عارض شکر قدر خان بود ہمیست در زیده د مردانگی نموده از شه خلاص
 دولت خواهی جماعتے را با خود دیار ساخت و با مخلص جنگ کرد و شکت و فتح نام
 و عزیض نزد سلطان محمد تعلق فرتاد که اگر حکم شود ضابط لکھنوتی باشم و سلطان اور
 ندانسته بخواب ملتقت شدہ یوسف شخ زهی راضابط لکھنوتی گردانیده روان کرد
 او آنجا نزدیک متوفی شد و لکھنوتی به علی مبارک شاه ماند چوں ابابا بدشا ہی
 بیتا بود خود را سلطان علاء الدین خطاب داده امادر ہمان زودی ملک الیاس ک
 در آن نواحی می بود شکر مستعد داشت به لکھنوتی تاخته بندگان سلطان علاء الدین
 را بقتل رسایند و خود را به سلطان شمس الدین مخاطب کرده در ۱۳۷۴ شکر بر منار
 گانو کشید و فخر الدین را زنده گرفته به لکھنوتی آورد و مغلق کثیره خطبه و سکر را بنام خود
 گردانید علی مبارک چوں فخر الدین را بقتل آورده با استنفار تمام در لکھنوتی بخان
 گز اشت متوجه بنگال گردید و بعد از چند روز حاجی الیاس ک حاجی پورا ز آثار اوست
 شکر سلطان علاء الدین را با خود متفق ساخته لکھنوتی و بنگال را بخوزه تصرف خود
 در آورد و خود را شمس الدین نامید و مدت سلطنت علاء الدین یک سال و
 چند ماہ بیور

باویزه فخر الدین برخاست و در کارزار او را آنده بگرفته بگوشت نیستی فرستاد حاجی
الیاس که از اهراست بگال بود - چندی راه استان ساخت علام الدین راججان
بشگرد و خود را شمس الدین لقب نهاد^{۲۴}

۲۵ خواجه نظام الدین احمد رطبقات اکبری جلد اصفهان ۲۳۷ لکھتا ہو کر
ملک فخر الدین سلاحدار قدرخان بود و در لکھنوتی ولی نخت خود بعد رکشة
نام سلطنت برخود اطلاق کرد و مخلص نام غلام خود را با شکر آراست باقصاء
بگال فرستاد ملک علی مبارک عارض لکھر قدرخان پر مخلص جنگ کرد اور
شکت و تمام اباب و حشم که همراه او بود متصرف شد و سلطان فخر الدین چوں
نودولت بود از مردم اطہنان خاطر نداشت ملاحظہ کرده برسیر علی مبارک نہ
رفت تا آنکہ علی مبارک سامان خود کرده خود را سلطان علام الدین نام کرد
و در ۱۳۷۶هـ احده دار بیعنی و سمعایت فخر الدین پر لکھنوتی رفت و در جنگ
آمده بدرست علی مبارک بقتل رسید زمان سلطنت فخر الدین مدت دو
سال و چند ماہ بود^{۲۶}

۲۶ فرشتہ اس طرح لکھتا ہو کر ملک فخر الدین که از سلاحداران تدریغاً
حاکم بگال بود شمشیر او با خود می برد اشت چوں تمارخان درستار گاؤ قوت
شد ملک فخر الدین در ۱۳۹۳هـ اور متصرف شد و خود را سلطان خطاب
داده خطبه بنام خواند سلطان محمد براین معنی آگا ہی یافت قدرخان حاکم
لکھنوتی را با جمیع امرا چون اعز الدین وغیره برسرا و نازد کرد - چوں مقابل
شدند فخر الدین نہزم گشتند در جنگل دور دست گرفخت - قدرخان چنانجا
ماند امرا باقطع خود فتاد چوں موسم بر سرگال رسید قدرخان در مقام زر
جع کردن شده از فراهم آوردن سپاه غافل گردید و داعیہ اش آئی بود

اگر بداؤنی - ابوالفضل - خواجہ نظام الدین احمد اور فرشتے کا یقین کیا جائے تو بداؤنی کے مطابق سلطان محمد تغلق نے فخر الدین کو قتل کیا۔ اور ابوالفضل اور خواجہ نظام الدین احمد کے مطابق علی مبارک نے فخر الدین کو قتل کیا۔ اور فرشتے کے مطابق ^{۱۴۲} میں حاجی الیاس نے فخر الدین کو پھانسی دی۔ یہ بیان شمس مسراج عفیف کے بیان کے متوافق ہے، ان سورخوں میں بعض نے لکھا ہے کہ فخر الدین نے قدر خان کو مار ڈالا۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ تاتار خان کو مار ڈالا۔ حالانکہ قدر خان کو بہ طاہر خود اس کے پاہیوں نے فخر الدین کی سازش سے قتل کیا۔ اور تاتار کو کسی نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ جب وہ فرگیا تو فخر الدین نے خود سری اختیار کی۔

دسم، شتر گر رہ کی کیفیت

ایک بات قابل ذکر یہ ہے کہ سورخوں نے جس کو علی مبارک لکھا ہے یہ کوئی میں اس کا نام علاء الدین علی شاہ ہے۔ اور فخر الدین کا نام فخر الدین مبارک شاہ ہے۔ لہذا سورخوں کے بیان میں شتر گر رہ واقع ہوا ہے۔ فخر الدین کے بعد نارنگانو میں اختیار الدین نازی شاہ نے حکومت کی۔ اس کے سیکھ ^{۱۴۳} اور ^{۱۴۵} کے پائے گئے ہیں۔ جن میں سلطان ابن سلطان لکھا ہوا ہے۔ لہذا اگر ہوتا ہے کہ فخر الدین کا بیٹا ہو گا یا شاپی غیاث الدین بہادر شاہ

لہ بداؤنی جلد ا صفحہ ۲۳۱ " درستہ سلطان محمد بقصد تسریخ نارنگانو فخر الدین را با سری گرفتہ در لکھنؤتی آور دو بقتل رسائیدہ بازگشت یہ"

ابن بطوطة کے لگ بھگ ست گانو (بنگال) آیا۔ وہ لکھتا ہر کریمہ کا
بادشاہ فخر الدین ہر جو فخر کے نام سے زیادہ مشہور ہر جب غیاث الدین
بہادر شاہ مارا گیا، اس کا داماد بادشاہ ہوا۔ اس کو شکرے قتل کر دیا۔ ان دنوں
میں علی شاہ لکھنوتی میں پادشاہ بن پیٹھا۔ فخر الدین نے جب دیکھا کہ اس کے
آقا ناصر الدین کے خاندان سے حکومت نکلی جاتی ہر تو اس نے ست گانو
میں بغاوت کی اور اس کے اور علی شاہ کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ گرمی
اور سچھر کے موسم میں فخر الدین نے جہازوں کے ذریعے سے لکھنوتی پر حملہ کیا،
کیوں کہ اس کی بحری طاقت زیادہ تھی۔ اور جب برسات ہو چکی تو علی شاہ نے
فخر الدین پر چڑھائی کی کیوں کہ اس کی بڑی طاقت زیادہ تھی۔

اسی طور پر علاء الدین علی شاہ کے لئے (دارالضرب فیروز آباد) ۱۸۷۲ء میں اور ۱۸۷۴ء کے ملتے ہیں۔ جن پر سلطان الاعظم علاء الدینیا والدین ابوالمظفر علی شاہ السلطان سکندر الزمان المخصوص بعثایت الرحمن ناصریہ المؤمنین لکھا ہوا ہے۔ ان سکوں کی رو سے علی شاہ نے بھی ۱۸۷۲ء سے ۱۸۷۴ء تک ضرور حکومت کی۔

علام الدین نے پچھے دن اس کو قید میں رکھا۔ لیکن پھر اس کی ماں (جو مولا الدین کی رضاعی ماں تھی اکی سفارش سے اس کو رہا کر دیا۔ پچھے عرصے کے بعد حاجی الیاس نے لشکر کو اپنا طرف دار بنانکر خواجہ سراجیوں کے ذریعے سے سلطان علام الدین کو قتل کرایا اور لکھنوتی تمام بیگانے پر قبضہ کر کے اپنا القب شمس الدین رکھا اور سلطان علام الدین کی مدت حکومت ایک برس اور پانچ مہینے تھی۔“

مندرجہ بالا بیان میں حاجی الیاس کی خطا کا جذبہ نظر ہو اس کے متعلق کتاب (Memoirs of aur Pandie BUCHANAN HAMILTON) صفحہ ۲۱ میں مذکور ہو کہ (BUCHANAN HAMILTON) بکانن ہمیشہ نے پندوہ میں سوطوں صدی کی لکھی ہوئی ایک قلمی تاریخ پائی تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ حاجی الیاس نے ملک فیروز کی کسی خودت سے تعلق پیدا کیا تھا۔ اور ملک فیروز نے علی مبارک (علام الدین) کو اعظم الملک عظمت خان حاکم بیگانے کے پاس بھیجا تھا۔ یہاں آکر علام الدین نے کسی اندریشے کے بدب حاکم صور کو قتل کیا اور خود بادشاہ ہو کر بیش برس حکومت کی (غالباً یہ کتاب امپریل لاٹبریری کلکتی میں موجود ہے) یہ بیان بھی غلطی کے احتمال سے خالی نہیں۔ لیکن سلسلہ بیان میں اس کا اعادہ بھی ضروری تھا۔

۱۶) حاجی الیاس ملقب بہ سلطان شمس الدین بھنگرہ

۱۳۹ تا ۱۵۹ (۱۲۵۸ء)

گزشتہ اوراق میں حاجی الیاس کے متعلق مورخوں کا بیان مذکور ہو چکا ہے۔

غامدان میں ہو۔

۱۵) علی مبارک اور حاجی الیاس کے متعلق ریاض الصالحین کا بیان

ریاض الصالحین (صفو ۹۳-۹۵) میں علی مبارک اور حاجی الیاس کے متعلق روایت یوں ہے:-

"کہتے ہیں کہ ابتداءے حال میں علی مبارک ملک فیروز (بادشاہ قیروز) کے معمتم ملازموں میں تھا۔ ملک فیروز سلطان غیاث الدین تغلق کا بھتیجا اور سلطان محمد تغلق کا پھر ابھائی تھا۔ محمد تغلق نے اول سال جلوس میں ملک فیروز کو نائب باربک مقرر کیا تھا۔ انھی دنوں میں حاجی الیاس سے جو علی مبارک کا کوئا تھا کوئی خطاب ہوئی جس کے بسب سے وہ دہلی سے بھاگ گیا۔ ملک فیروز نے علی مبارک سے پوچھا کہ حاجی الیاس کہاں ہے۔ علی مبارک نے حاجی الیاس کو نہ پایا اور ملک فیروز کو کہ دیا کہ وہ کہیں بھاگ گیا ہے۔ فیروز نے ناخوش ہو کر علی مبارک کو اپنے ساتھ سے دودھ ہو جانے کا حکم دیا۔ علی مبارک نے بیگلے کی طرف آگر قدر خان کی ملازمت کر لی اور رفتہ رفتہ شکر کا بخشی مقرر ہوا۔ جب ملک فخر الدین نے بناؤت کر کے اپنے آقا قدر خان کو قتل کیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا، اس وقت علی مبارک نے بھی اپنا القب سلطان علاء الدین رکھ کر بادشاہت شروع کی اور فخر الدین پر چڑھائی کر کے اپنے آقا کے خون کا بدله لیا اور لکھنوتی پر قبضہ کر کے بیگلے کے باقی حصص کے بندوبست میں مشغول ہوا۔ اسی زمانے میں حاجی الیاس بھی پنڈوہ میں دارد ہوا تھا۔ سلطان

سے کوچ کر کے، رتبخ الاول کو یک دارالاکھا محاصرہ کیا۔ یہ یک دارالاکھا میں اس مقام
تھا۔ جس کے تین طرف پانی اور ایک طرف گھنابنگل تھا۔ زمانہ حال کی تحقیقین کے
مطابق پہ مقام موضع بلڈی بائزی اور مسجد آدمیہ کے قریب تھا۔ فیروز نے حکم
دیا کہ کنگھر بناؤ کر پانی کو بجور کیا جائے۔ بہ ظاہر کوئی امید نہ تھی کہ حاجی الیاس
قلعے سے نکل کر مقابلہ کرے گا۔ لیکن اتفاقاً فیروز شاہ نے اپنی خیہہ کاہ کے لیے
ایک دوسرا مقام پنڈ کیا۔ اور اس کے پشتے سے حاجی الیاس نے اس کی
پس پائی کامگان کیا۔ اور اچانک سے فوج قلعے سے نکل پڑا۔ سخت جنگ کے
بعد حاجی الیاس کا چتر و حلم اور چواليں زنجیر فیل فیروز کے ہاتھ آئے۔ اور
بے شمار بیکالی ساہ مقتول و اسیر ہوئی۔ حاجی الیاس نے پس پا ہو کر پھر یک دار
میں پناہ لی۔

بنگالے کی برسات اور پھر وہ کے بعد فیروز شاہ نے اس وقت
اتسی بھی کام یا بھی کو بہت غنیمت سمجھا۔ اور باقی ہجم کو آئندہ سال پر اٹھا کھا۔
شمس سراج عفیف کا بیان ہر کو پردہ نہیں عورتوں نے بے نقاب

لے لفظ کنگھر خود ضیا۔ الدین برلنی مؤلف تاریخ فیروز شاہی نے استعمال کیا ہے۔ غالباً پانی
میں پھر وہ کاڈھیر کر کے چلنے کا راستہ لکھا مراد ہے۔

لہ شمس سراج عفیف مؤلف تاریخ فیروز شاہی نے صفحہ ۱۲۰ میں اس کی تعداد ایک لاکھ
اتسی ہزار سوکھ بتائی ہے۔ ریاض السلاطین ۹۹ میں نگوہ ہر کس زمانے میں شمع رضا بیانی
اتصال کیا۔ اور حاجی الیاس نے بھیس پول کراس کے جنانے کی نمازیں شرکت کی اور فیروز شاہ
سے بھی ملاقات کی اور اس نے نہ پیچا تا۔ سابق الیاس کا خود کو اس طرح ہمکھ میں ٹھاننا ہو رہا
اس کے امراء کا ہوا سابق سے حاجی الیاس کو جمع نہ پیچا تاریخ کے بال میں خلاف تیاس ہے۔

نابالاٹی شاہ اور حاجی الیاس کے درمیان کئی برس تک ستمگش رہی کیوں کہ حاجی الیاس کے سکے ضرب فیروز آباد پنڈوہ میں سے پلے جاتے ہیں۔ ملی شاہ غالب ایک طرف حاجی الیاس اور دوسری طرف فخر الدین سے لڑتا تھا۔ میں فخر الدین کے مارے جانے پر حاجی الیاس تمام مغربی بنگالے کا بادشاہ ہو گیا اور اختیار الدین غازی شاہ کے بعد اس نے مشرقی بنگالے پر بھی قبضہ کیا۔ حاجی الیاس نے اڑیسہ کی طرف بھی اپنی فتوحات کو وسعت دی اور اُتر ترہت اور تجھم بنا رس تک اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔ عظیم آباد کے سامنے گنگا پار قصیدہ حاجی پور حاجی الیاس ہی کا آباد کیا ہوا ہے۔ صوبہ بہار میں ملک ابراہیم حاکم صوبہ تھا، شمس الدین نے اس پر بھی چڑھائی کی۔ (۱۴۵۷ء تا ۱۴۵۸ء) میں سلطان محمد تغلق کے مرے پر فیروز تغلق بادشاہ ہوا۔ فیروز نے شمس الدین پر چڑھائی کا قصد کر کے دسویں شوال ۱۴۵۷ء کو ایک لشکر گراں کے ساتھ دہلی سے کوچ کیا۔ گور کھپور اور کھروہر پہنچنے تک تمام راجا اور زمین دار بھی فیروز کے ساتھ ہوئے۔ اور جگت و ترہت پہنچنے پہنچنے ان علاقوں کے راجا و زمین داروں نے بھی فیروز کی اطاعت کی۔ حاجی الیاس نے اول اودھ کی سرحد سے ہٹ کر ترہت میں پناہ لی تھی۔ اب فیروز کے آدم رأتے آتے ترہت سے پنڈوہ کی راہ لی اور فیروز کے پنڈوہ پہنچنے سے پہلے ہی قلعہ اکالہ میں تھعن اختیار کیا۔ فیروز نے گور کھپور اور ترہت میں فوج کو سختی سے حکم دیا تھا کہ باشندوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ پنڈوہ پہنچ کر بھی اہل شہر کو کسی قسم کی رحمت نہ دی اور بہاں

سوغاتیں اور تازی و ترکی گھوڑے ملک سیف الدین شخند کی سرفت حاجی الیاس کے لیے روانہ کیے۔ میکن شاہی تھائے بہار ہی تک پہنچے تھے کہ اس اتنا میں حاجی الیاس نے انتقال کیا۔ سلطان فیروز کو معلوم ہوا تو اس نے ان گھوڑوں کو امراء بہار میں تقیم کر دیا۔^{۱۰}

حاجی الیاس نے غالباً اٹھارہ برس اور چند ہیئت حکومت کی۔ مگر فرشتے نے اس کی مدت حکومت سول برس لکھی ہے۔^{۱۱}

(۷) ملک ابراہیم بیو ۵۲، ۵۳ ص ۱۳۵۲ء (۱۴۵۲ء)

فیروز تغلق کی حکومت کے ابتدائی زمانے میں ملک ابراہیم بیو بن ابو بکر اقطاع بہار کا حاکم تھا۔ اس کا حال پیر پہاڑی کے کتبوں سے دریافت ہوا ہے۔ ان کتبوں میں اس کو مقطع بہار اور مدار الملک لکھا ہے اور اس میں فیروز تغلق کا عہدہ نکوہ ہے۔ اس لیے راقم نے اس کا زمانہ فیروز شاہ کی تخت نشینی سے شمار کیا ہے۔ اگرچہ اغلب ہر کریم محمد تغلق کے عہد سے مقطع بہار ہے۔ حاجی الیاس نے ملک ابراہیم حاکم بہار پر فوج کشی بھی کی تھی۔^{۱۲}

ملک ابراہیم نے تیرھویں ذی الحجہ روز یک شنبہ کو ۵۲ ص ۱۳۵۲ء میں انتقال کیا۔

۱۰ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۳۱۔

۱۱ حاجی الیاس کے حالات بیشتر ضیا، الدین برلنی کی تاریخ فیروز شاہی صفحہ ۵۹۶ تا صفحہ ۵۹۷ اور شمس سراج حفیظ کی تاریخ فیروز شاہی صفحہ ۱۲۰ آن صفحہ ۱۲۰ سے لخوذ ہے۔

ہو گرا اور سر کے بال کھوں کر قلعے کی فصیل سے گریہ وزاری شروع کی اور فیروز شاہ نے متاثر ہو کر از راہ ترجم خونریزی موقوف کرنے کا حکم دیا۔ ضیار الدین برنی کا بھی بیان ہو کہ سلطان فیروز کو خیال ہوا کہ زیادہ جتنا کرتے ہے بہت سے بے گناہ قتل ہو جائیں گے اور مسلمان عورتیں اور باتوں پاٹکوں اور دھانکوں کے قبضے میں آجائیں گی۔ اور غربیوں، مظلوموں اور عاجزدین کامال شکر کے حکمرے غارت کر دیں گے۔ یہ بیان صحیح معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ فیروز تغلق ایسا شریف نفس تھا کہ محمد تغلق نے جن لوگوں پر کوئی ظلم و ستم کیا تھا، فیروز شاہ نے ہر ایک کو معاوضہ دے کر راضی کیا اور ان سے عفو نامہ لکھوا کہ محمد تغلق کی قبریں دفن کیا ک آخرت کا مواخذہ باقی نہ رہے۔ بہر کیف فیروز تغلق نے اس ہم پر گیارہ مینے صرف کیے اور ۱۲ شبیان ۵۵۵۴ھ کو ہلی واپس پہنچا۔

حاجی الیاس کو آئینہ سال کا دھڑکانگا ہوا تھا۔ اس لیے اس نے دوسرے برس بہت سے تحائف اور پیش کش بیج کر فیروز شاہ کو ادھر آنے سے باز رکھا اور ایک طور سے صلح کر لی۔ اس وقت سے حاجی الیاس پھر آزاد حکومت کرتا رہا۔

۵۵۵۵ھ میں ظفر خان خارسی جو سلطان فخر الدین کا داما د اور سارگانوں کا جاگیر رکھتا، حاجی الیاس سے تنگ اکر دہلی بھاگ گیا۔ اور بعد میں سلطان کا وزیر بھی ہوا اس وقت حاجی الیاس نے ملک تاج الدین کی معرفت بعض تحفے فیروز شاہ کے پاس روانہ کیے۔ فیروز شاہ نے بھی خوش ہو کر بعض نفیں

۱۔ پاٹک اور دھانک اور دھکڑے یہ سب الفاظ خود ضیار الدین برنی نے صفحہ ۵۹ میں استعمال کیے ہیں۔

دیا کر میں خود بھی صلح کو پن کرتا ہوں۔ لیکن میرے یہاں آنے کا منتظر ہو کر نارگانوں کی حکومت بدستور ظفرخان کے عوالے کی جائے۔ سکندر شاہ نے اس شرط کو متظور کیا اور فیروز شاہ نے ملک مقبول کی معرفت ایک قیمتی کلاہ سکندر شاہ کو تھقنا۔ بھیج دی۔ سکندر شاہ نے بھی بعض تحفے فیروز شاہ کے پاس بھیجے اور ہر سال پیش کش بھیجنے قبول کیا۔ اس صلح کے بعد فیروز شاہ محاصرہ اٹھا کر واپس روانہ ہوا۔ یہ واقعہ^{۵۹} کا ہر لکھنے والے ظفرخان دوبارہ نارگانوں نے آیا۔

سکندر شاہ نے بہنگالے میں بہتیری نادر عمارتیں بنوائیں۔ انھی میں مسجد آدمیہ ہر جس کے آثاراب تک قائم ہیں۔ یہ مسجد سلانوں کے عہد کی بہتیں عمارتوں میں شمار کی جاتی ہو۔ پار سو سال فٹ لمبی اور دو سو پچاسی فٹ عرض ہو۔ اس کی چھت تین سو چھوٹ گنبدوں سے آراستہ تھی۔ کتبے کے مطابق^{۶۰} یہ مرتب ہوئی۔ فی الحال ضلع مالدہ میں اس مسجد کے قریب ریلوے اسٹیشن کا نام آدمیہ رکھا گیا ہو۔ مسجد کے ایک حصے میں خاص قیم کا گھلادالان ہو۔ اس کو بادشاہ کا تخت کہتے ہیں۔ بعض اہل قلم نے اس کی تعمیر کے متعلق بہت خامہ فرمائیاں کی ہیں لیکن اصل حقیقت معلوم نہیں ہوتی کہ دالان کس لیے بنایا گیا۔

سکندر کے ایک محل سے سات اولادیں اور دو سرے محل سے ایک لڑکا غیاث الدین اعظم شاہ تھا۔ اعظم شاہ کی سوتیلی ماں نے اس کے خلاف سکندر شاہ کے کان اس قدر بھردیے کہ باپ بیٹے میں سخت آن بن ہو گئی۔ رنجش اس حد کو پہنچی کہ اعظم شاہ نے شکار کے چیلے سے نارگانوں جا کر فوج جمع کی اور باپ سے

لہ تاریخ فیروز شاہی رشم سراج عفیف (صفحہ ۲۹) اریاض اسلامیین اور فرشتے کا بیان بھی نہیں سراج عفیف کے مطابق ہے۔

کتبے میں صدر "چوں محل رفت در دل سنگ از برائے خواب" سے گمان ہوتا ہو کہ یہ شاید اس کے قتل ہونے کا استعارہ ہو۔ اس کے متعلق تین کتبے راقم کی نظرے گزرے ہیں۔

(۸) سکندر بن الیاس شاہ ۵۹، ۹۲ھ (۱۳۹۰-۵۸ء)

حاجی الیاس کے مرلح پر تیرے دن اس کا بیٹا سکندر شاہ تخت نشین ہوا۔ اس کو بھی فیروز شاہ کے حملے کا غوف لگا ہوا تھا اس لیے اس نے چالیس ہاتھی اور بعض تحائف سلطان کے پاس بھج کر اس کو روکنے کی کوشش کی لیکن اس پیش کش کے پہنچنے سے پہلے فیروز شاہ تخت ہنگامے کا قصد کر چکا تھا اور فوج لے کر ظفر آباد (اوڈھ) اگر کثرت بارش کے سبب ٹھیرا ہوا تھا۔ اس کے کوچ کی خبر پاکر سکندر شاہ اپنے باپ کی طرح قلعہ یک دار میں مخفی ہوا۔ فیروز شاہ نے بھکلے پہنچ کر قلعے کا حاصہ کیا اور طفین سے تپرا در منجینیں چلنے لگی۔ اتفاقاً ایک دن قلعے کا ایک برج گردڑا۔ اسی وقت حامی الملک نے پوری فوج سے قلعے پر یورش کرنے کی اجازت چاہی۔ فیروز شاہ نے جواب دیا کہ قلعے میں پر وہ نشین عورتیں موجود ہیں، ابے موقع یورش مناسب نہیں۔ آج صبر کرو، دیکھو کل کیا ہوتا ہو۔ دوسرے دن سکندر شاہ نے اپنے وزرائے مشورے سے صلح کا پیام دیا۔ فیروز شاہ نے جواب

لے کر انہی فی ذاتیں جس کے نام پر ڈالنے کیجئے آباد ہوئے اکتاب (ATHNOLOGY OF BANGAL) میں محفوظ ہیں کہ صلح ہزاری باغ میں چائے چپا گزوں کے سنتال راجائے جس کا نام جنگل ہوا تھا ابراہیم یزدی کی آمد کی خبر پاکر جنگ ابیل و عیال خود کشی کری تھی۔

۱۰۱) بہار کا سلطان دہلی کے زیر حکومت رہنا

سماں و سخون سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطان محمد تغلق کے بعد بیگانے میں جدالگانہ حکومت قائم ہوئی جس کا عالی سابق اور اراق میں گزر چکا ہے۔ لیکن صوبہ بہار سلطان دہلی کے زیر حکومت رہا۔ شمس سراج عفیف اپنی تاریخ (صفحہ ۱۲۳) میں مذکور کی ہم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ سلطان فیروز تغلق نے لکھ کے انتظام کے لیے عادالملک کو خان جہان کے پاس دہلی بھیجا۔ اور خان جہان نے تمام بلاد ملک سے فوج طلب کی۔ اور اسی سلسلے میں بہار و تربت سے بھی فوج مانگی۔ اس وقت بیگانے سے فوج طلب کرنے والے کوئی ذکر نہیں پایا جاتا۔

۱۱۱) غیاث الدین اعظم شاہ ۹۲۷ھ تا ۸۰۰ھ (۱۴۹۸-۱۳۹۲ء)

سکندر بن حاجی الیاس کے بعد غیاث الدین اعظم شاہ سر برائے سلطنت ہوا۔ اس نے نہایت امن و اطمینان اور عیش و آرام کے ساتھ حکومت کی تاریخ فرشتے میں مذکور ہے کہ اس نے بہت سالاں حربین شرپیش کو سچھ کر دہلی رباط اور بیدار س بنوائے۔ دین دار و عادل ہونے کے علاوہ علماء اور اہل کمال کا بھی قدردان تھا۔ حافظ شیرازی کی ایک مشہور عزل میں جو بیگانہ اور سلطان غیاث الدین کا ذکر ہے، اس سے یہی غیاث الدین مراد ہے۔

بزر حکومت کا امطابق کیا۔ سکندر شاہ شکرے کو مقابلے کو نکلا اور اسی کش کش میں
اعظم شاہ کے ایک پاہی کے ہاتھ سے نادانتہ مارا گیا۔^{۱۷}
سکندر شاہ نے چوتیس برس حکومت کی۔ فرنٹ اور ریاض السلاطین نے
اس کی مدت حکومت صرف نوبرس اور چند ماہ تکھی ہے۔ لیکن اس کے سکھتھیہ
اور ۶۹۲ھ کے پانے چاتے ہیں۔^{۱۸}

(۵) سلطان فیروز تغلق کا بہار کی راہ سے سفر کرنا

۶۷۰ھ (۱۳۵۸ء)

شمس سراج عفیف تاریخ فیروز شاہی (صفحہ ۱۴۲) میں لکھتا ہو کہ فیروز شاہ
بنگالے کی ہم سے داپس ہو کر کڑھ کی طرف داپس گیا اور وہاں سے بہار ہوتا ہوا جانجیر
(اڑیسہ) پہنچا۔ یہ واقعہ ۶۷۰ھ کا ہے۔

معلوم نہیں بہار سے اڑیسہ کس راہ سے سفر اختیار کیا گیا۔ قیاس ہو کر
ہزاری یا خ اور چھوٹا ناگ پور ہو کر راستہ ہو گا۔

طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۳۲ میں بھی فیروز شاہ کا "از راہ بہار" سفر کرنا
مذکور ہے۔

لہ ریاض السلاطین صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴۔

۲۷ہ کتاب (MEMOIRS OF GAUR AND PANDUA) میں اٹلیٹن صاحب سے
ان سیکون کی کیفیت لکھی ہے۔ لیکن یہ بھی یاد کھانا چاہیے کہ اس کے ایک پوتے کا لقب بھی
سکندر تھا۔

شکر سکن شوند ہم طوطیان ہند
زین قند پارسی ک بربگال می رود
حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث می سعد
خاشش مشوک کار توازن ال می سعد

(۱۳۳) اعظم شاہ اور قاضی سراج الدین

ایک بار اعظم شاہ تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا۔ اتفاقاً ایک تیر ہک گرسی بیوہ کے لڑکے کے جاگا۔ بیوہ نے قاضی کے یہاں استغاثہ کیا۔ قاضی کو ابھن ہوئی کہ اگر بادشاہ کی رعایت کرے تو خدا کے ہاں ماخذ ہو۔ اور اگر بادشاہ کو طلب کرے تو اس میں بھی دشواریاں اور تباہیں ہیں۔ آخر فحکم ہیں اننا^۷
با العدل کو نصب العین سمجھ کر اس نے پنچ پیادہ کو بادشاہ کی طلبی کے لیے روا
کیا اور خود مند کے نیچے مڑہ رکھ کر حکم میں منتظر بیٹھ گیا۔ غریب پیادہ شاہی محل کے قریب پہنچا تو بادشاہ تک رسائی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ آخر اس کو پیدا بر سو جھی کر محل کے قریب اس نے اذان اور نی شروع کی۔ بادشاہ نے خلاف وقت اذان کی آواز شن کر روزن کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ پیادہ سانے لا یا گیا تو اس نے آدان دینے کا بسب اور بادشاہ کو محکمے میں حاضر ہوئے کا حکم ٹایا۔ اعظم شاہ فوراً پیادہ کے ساتھ محکمے میں حاضر ہو۔ قاضی نے اس کو دیکھ کر کوئی التفات نہ کیا اور شرع کے مطابق حکم دیا کہ یا اس بیوہ کو راضی کر کے استغاثہ اٹھواؤ، یا اپنے کیے کی سزا بھگتو۔ اعظم شاہ نے بہت بچھ نقد دے کر بجاجت سے بیوہ کو دعو اٹھا لیئے پر راضی کیا۔ اور اس کے بعد بغل سے تلوار بکال کر قاضی سے کہا کہ میں شرعی حکم کی تعیل ہی حاضر ہو۔ اگر تم نہ راجحی میری بادشاہی کی رعایت کرتے تو اسی تلوار سے تھا راجح اڑا دستا۔ قاضی نے جواب

۱۱۲) سلطان غیاث الدین اور حافظ شیرازی

ایک بار غیاث الدین اعظم شاہ شرقي بنگالے کی طرف گیا ہوا تھا۔ اتفاقاً اس سفریں کوئی حرض ایسا لاحق ہوا کہ اس کو زیست سے یاس ہو گئی۔ اس وقت اس کی تین بیویاں بھی ساتھ تھیں جن کے لقب سرد محل بگل محل اور لال محل تھے۔ اس نے ان کو وصیت کی کہ میرے مرلنے پر نعش کو تم اپنے ہاتھوں سے غسل دینا۔ لیکن غیاث الدین اعظم شاہ نے مرض سے شفا پائی تو اس کی اور بیویوں نے از راہ طعن ان تین حرموں کو غسال کہنا شروع کیا۔ انھوں نے موقع پا کر اعظم شاہ سے نشکایت کی۔ اس وقت عالم انباط میں اعظم شاہ کی زبان پر برجستہ یہ صفر عہد آیا۔ ”ساتی حدیث سرد و گل ولالہ می رو د۔“ لیکن اس کے برابر کا دوسرا صفر عہد ذہن میں نہ آیا اور دربار کے شرعاً بھی حبِ دل خواہ صفر عہد نہ لگا سکے۔ اعظم شاہ نے یہ صفر طرح ایک قاصد کی معرفت کچھ تحائف کے ساتھ حضرت شمس الدین حافظ شیرازی کے پاس روانہ کیا۔ اور حضرت حافظ کو بنگالے آنے کی دعوت دی۔ حضرت حافظ بھی بنگالے آنے کے سائق تھے لیکن کبر سنتی اور صعوبت سفر کا اندریشہ مانع ہوا۔ تاہم ایک عزل کہ کروانہ کی جس کے تین اشعار کو ہمارے بیان سے خاص تعلق ہو۔ اس لیے اس جگہ نقل کیے جائیں۔ پوری عزل دیوان میں موجود ہر ۵ ساتی حدیث سرد و گل ولالہ می رو د

لہ ریاض السلاطین صفحہ ۵۔ ایں پر واقعہ سفضل مرقوم ہے تاریخ فرشتہ بار دوم ع ۳۲۳
اور بعض تاریخوں میں مختصر آندہ کوہر ہے۔

(۱۵) راجا کانس گنیش، اور اعظم شاہ کے متعلق

مسیر اسٹپلشن کا بیان

انجمن ماہران برکت جات ہند (NUNESNATEC SOUITS OF INDIA)

کے جملے (منعقدہ ٹین ۱۸ ستمبر ۱۹۲۰ء کو مسٹر ای. اسٹپلشن نے بھیت
صدر انجمن ہونے کے ایک مضمون پڑھا جس کا مخفی یہ ہر کو سلطان غیاث الدین
کے عہد میں راجا گنیش نے تھیں ۱۳۰۸ء میں بھگائے کے معاملات میں بڑا
رسوخ پیدا کر لیا تھا اور ریاض السلاطین کے مطابق اس بادشاہ کو فریب سے
قتل بھی کرایا۔ اس کے بعد امراء سلطنت نے بادشاہ کے بیٹے سیف الدین حمزہ
کو تخت نشین کیا۔ اس نے دو برس تک (تھیں ۱۳۰۸ء - ۱۳۱۵ء) حکومت کی اور
اپنا القب سلطان السلاطین ثانی رکھا۔ اس کے بعد اس کا غلام باستغتی شہزادہ دین
با یزید دو برس تک حکمران رہا اور شاید راجا گنیش کے ہاتھوں مارا گیا شہزادہ دین
کے بعد اس کا بیٹا علاء الدین فیروز تخت نشین ہوا اور چوں کہ اس زمانے میں
راجا گنیش کا کوئی برکت جاری ہونا معلوم نہیں ہوتا اس لیے قریبین قیاس ہو کر
سلطان امراراجانی حکومت کے مخالف تھے۔ اور اسی سبب سے حضرت
نور قطب عالم نے سلطان ابراہیم شرقی کو بھگاڑ فتح کرنے کے لیے مبارکا۔ اور
راجا گنیش مجبور ہو کر اپنے بیٹے جدو کو سلطان بنانے پر راضی ہو گیا اور وہ جلال الدین

صاحب موصوف اس مضمون کو کتاب (MENOURS OF GAUR AND PANDUA)

میں بھی شامل کیا ہے

تل تاریخ فر شتمس جد کو جتل اور استوار مس کی تاریخ میں پیش کیا ہے (باقیر نوٹ ص ۱۷۴)

دیا کر میں ذرہ لے کر بیٹھا تھا۔ اگر شرعی حکم کی تعییل میں تم سے زرابجی تقصیر ہوتی تو پر خدا اسی ذرے سے تمہاری بیٹھ لال کر دیتا۔ اعظم شاہ نے خوش ہو کر قاضی کو انعام عطا کیے۔

غیاث الدین اعظم شاہ حضرت نور تطب عالم پسر و سجادہ نشین حضرت مخدوم علام الحنفی پنڈوی کا ہم عصر اور ہم مکتب تھا، اور ان دولوں نے حضرت حید الدین کنج نشین ناگوری سے تعلیم پائی تھی۔ ریاض اسلاطین کے قول کے مطابق اعظم شاہ کو راجا کا نام نے ^{سکھ} میں دغا سے قتل کرایا۔ تاریخ فرشتہ اور ریاض اسلاطین نے اس کی مدت حکومت صرف سات برس اور چند ہیئت کی کمی ہے۔ لیکن اسپلٹن کا قیاس کچھ اور ہے، جو آئندہ ذکر ہو گا۔

۱۳۱ غیاث الدین اعظم شاہ کی اولاد

اعظم شاہ کے مارے جانے پر اس کا بیٹا سيف الدین حمزہ ملقب پر سلطان اسلاطین سکندر شانی تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا شمس الدین المعروف بـ شہاب الدین بائزید اس کا جانشین ہوا۔ اور آخر میں اس کا بیٹا علاء الدین فیروز حکمران ہوا، اور اسی پر حاجی الیاس کے خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ ان بادشاہوں کی حکومت کا صحیح زیاد کسی تاریخ سے واضح طور پر معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن ان میں سے ہر ایک نے تھیں اب رس دو برس سے زیادہ حکومت نہیں کی۔

صوبہ بہار میں حاکم کی حیثیت رکھتا تھا۔ مقبرے کے مجاور جاہلوں۔۔۔ پیسے کمانے کی غرض سے کتبے کے پتھر کو بھوت جملے کا کٹلوا اور اس کے حروف کو جنائی حرف بتاتے ہیں۔

۹۹ میں ضیار الحنی بہار کا حاکم تھا۔ اس کی حکومت کا پتا اس کی بنوائی ہوئی ایک خانقاہ کے کتبے سے ملتا ہے۔ جو قصہ بہار کے شرقی جانب محلہ چوٹا تکیہ میں مقبرے کی دیوار میں لگا ہوا ہے۔ اس کے اشعار یہ ہیں:-

کرد اندر عہد سلطان جہاں محمود شاہ حاکم خطہ غیار الحج بنایں خانقاہ
ہفت صدہ بانواد از سال ججی رفتہ بود شد تم ایں خانقاہ بادا نصیفیان پانیاہ
اس طور کے اور کتبے بھی پائے گئے۔ راقم نے تمام کتبوں کو ایک علیحدہ کتاب میں
درج کیا ہے۔ اس لیے اس تحریر میں ان کو داخل کرنا محض طوال کا سبد ہو گا۔
خواجہ نظام الدین احمد طبیقات الکبری جلد اول صفوہ ۲۴ میں سلطان
ابو بکر شاہ (بن ظفر خان بن فیروز شاہ) اور محمد شاہ بن فیروز شاہ کے جھگڑے
کے بیان میں لکھتا ہے کہ "بعض از امراء فیروز شاہی مثل ملک سرو شجن شهر
و ملک الشرق و نصیر الملک حاکم ملتان و خواص الملک ساکم بہار.... ب محمد شاہ
پیروستند۔" یہ واقعہ ۹۱ھ کا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواص الملک ۹۱ھ
میں حاکم بہار تھا۔ من و م شرف الدین احمد بہاری کے تذکروں میں بھی خواص
ملک کا خانقاہ بنوانا مذکور ہے۔

لقب رکھ کر علاء الدین کے مرلنے پر تخت نشین ہوا۔ ۱۸۱۹ء میں حضرت نور قطب عالم کی دفات کے بعد راجا گنیش نے جلال الدین کو پھر ہندو بنالینے کی کوشش کی لیکن وہ مسلمان ہی رہا۔ تب اس کو قید کر کے گنیش خود تخت نشین ہوا اور اپنا القب دلوچ مردن رکھ کر پنڈوہ (فیروز آباد) سار گانو اور چاٹ گانو سے اپنا ریک جاری کیا۔ گنیش کے بعد ہندو تخت پر بیٹھا لیکن اس کا اور کوئی حال حکوم نہیں اور ۱۸۲۱ء میں جدد عرف جلال الدین قیدے نکل کر ۱۸۲۵ء تک حکمران رہا۔

صاحب موصوف نے اس بیان کی صحت کا کوئی قطعی ثبوت پیش نہیں کیا ہے۔ اگر زمانے کے متعلق تاریخ فرشتہ اور ریاض السلاطین کا بیان تسلیم کیا جائے تو بیف الدین اور شہاب الدین کی حکومتیں ۱۸۰۷ء اور ۱۸۰۸ء میں ختم ہو جاتی ہیں۔ بہرحال یہ بیان مزید تحقیقات کا محتاج ہو اور چوں کہ ۱۸۰۶ء سے صوبہ بہار میں سلاطین شرقیہ کی حکومت شروع ہوتی ہے اس لیے بحث اسی جگہ کے لیے چھوڑ دی جاتی ہے۔

۱۶۰۔ ملک کافی۔ ملک ضیار الحق اور خواص الملک کا ذکر

قصبہ بہار میں مخدوم بدر عالم کے مقبرے کے احلان میں درخت کے نیچے ایک قدیم کتبہ رکھا ہوا ہے۔ یہ کسی عمارت کا لکتبہ ہے جس کو ۱۸۰۹ء میں ملک کافی نے تعمیر کرایا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں ملک کافی (صفوہ ۱۸۰۳ء کا بقیہ) اس کے مسلمان ہونے کا وعدہ ابراهیم شرقی کے حالات کے ساتھ دیکھنا چاہیے۔

(۱) مبارک شاہ شرقی سنه ۸۰۲ھ تا ۸۰۳ھ (۱۷۹۹ء - ۱۸۰۱ء)

ملک الشرق کے مرلنے پر اس کا مستبدنی قرنفل نامی تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنا القب مبارک شاہ رکھ کر حکومت شروع کی۔ اس خود مختاری کی خبر ملی پہنچی تو جادی الاول ۳۳۷ھ میں اقبال خان وکیل سلطان محمود نے اس پر فوج کشی کی اور شمس خان حاکم بیان و مبارک خان و بہادر ناہر اور بیانی (ضلع مرزاپور) کے تمام زمین داروں نے بھی اس کی موافقت کی، لیکن نہ روم ہو کر اٹاوے کی طرف چلے گئے۔ اقبال خان قتوح پہنچا۔ مبارک شاہ بھی مقابلے کو چلا آیا۔ دونوں شکروں نے آمنے سامنے گنگا کے کنارے پر جائے، لیکن کسی نے حلے کی جرأت نہ کی۔ دونوں ہمینے بعد دونوں شکر بیغڑاے بھڑے دا پس ہوئے۔

مارک شاہ جونپور پہنچا تو پچھے دونوں کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ اقبال خاں پھر سلطان محمود کو فوج کشی کے لیے آمادہ کر رہا ہے۔ مبارک شاہ بھی جنگ کے تہیے میں تھا کہ موت نے اس کا کام تمام کیا۔

(۲) ابراہیم شاہ شرقی سنه ۸۰۳ھ تا ۸۰۴ھ (۱۸۰۳ء - ۱۸۰۴ء)

مارک شاہ کے مرلنے پر اس کا بھائی ابراہیم شاہ اس کا قائم مقام ہوا۔ سلطان محمود تغلق نے پھر جونپور پر فوج کشی کی۔ ابراہیم شاہ نے مقابلہ کیا اور چند روز طرفین سے جنگ ہوتی رہی۔ بعض وجہ سے سلطان محمود اپنے وکیل

بادشاہی

صوبہ بہار میں سلاطین شرقیہ کی حکومت

(۱) ملک الشرق خواجہ جہان ۹۶۷ھ تا ۹۸۰ھ
(۱۳۹۲ء - ۹۹۴ء)

سلطان فیروز تغلق کے بعد مالک شرقی پر سلاطین دہلی کا سلطنت برائے نام باقی رہ گیا تھا۔ ۹۴۷ھ میں تاصر الدین محمود بن محمد شاہ تخت نشین ہوا تو اس نے ماہ ربیع ۹۴۸ھ میں ملک سرور الملقب بخواجہ جہان کو سلطان الشرق کا خطاب دے کر قنوج سے بہارتک تمام صوبوں کی حکومت تفویض کر کے میں زنجیر فیل اور لشکر گراں کے ساتھ جون پور روانہ کیا۔ ملک الشرق نے تھوڑی ہی مدت میں ان علاقوں کے تمام نہیں داروں کو منطبق کر لیا۔ بعض حصاء (قلعے) جو خراب ہو رہے تھے ان کو از سیر نو مرمت کر کے درست کر لیا۔ اور ایسی صحوت و خشمت حاصل کی کہ اڑیسہ کاراجا اور سلطان بیگالہ جو مابین میں سلطان فیروز کے پاس پیش کش اور نمدیں بھیجا کرتے تھے، اب ملک الشرق کے پاس جوں پور نہیں گئے۔ ملک الشرق نے چھو برس حکومت کر کے ۹۷۸ھ میں انتقال کیا۔^{۱۰}

اور خود بھی واپس آیا۔ ۱۵۸ھ میں سلطان محمود نے انتقال کیا۔ اس کے بعد ابراہیم شرقي نے کالپی پر بھی قبضہ کر لیا۔

ابراہیم شاہ شرقي نے ایک بار رغالباً ۱۶۰ھ میں بہنگلے پر بھی فوج کشی کی۔ اس کا بدب یہ ہوا کہ اس زمانے میں بہنگلے میں راجا گنیش نے (جس کا ذکر سابق اوراق میں اعظم شاہ اور اس کی اولاد کے حالات میں گزر چکا ہے) بڑا اقتدار پیدا کر لیا تھا۔ جب اس نے ظلم اور بدسلوکی کا انتیرا احتیار کیا تو مخدوم نور قطب عالم پسر مخدوم علام الحق پندوی نے ابراہیم شاہ کو بہنگل فتح کرنے کی دعوت دی۔ ابراہیم شاہ شرقي نے بہنگلے پر فوج کشی کی، اس وقت راجا گنیش سے کچھ بنائے نہیں۔ مخدوم نور قطب عالم کے پاس حاضر ہو کر التجا کی کہ جو آپ حکم دیں کرنے کو تیار ہوں، کسی طرح ابراہیم شرقي کو جنگ سے باز رکھیے۔ مخدوم نے جواب دیا کہ میں ایک مسلمان بادشاہ کو خصوصاً اس صورت میں کہ میں نے خود اس کو طلب کیا ہو تھا میں مقابلے سے باز رکھنے کے لیے کوئی سبب نہیں دیکھتا۔ راجا گنیش نے کہا کہ میں حکومت سے دست بردار ہوتا ہوں اور میرا رضا کا جدوجہاں ہو اس کو مسلمان کر کے تخت نشین کیجیے۔ مخدوم نے اپنے منٹھ کا پان نکال کر لے دیں فیروز گنگی کے بعد اس کے بیٹے اور پوتوں نے رفتہ رفتہ سلطنت کی نیوں کو محلی گردی تھی۔ ۱۵۹ھ سے تا ۱۶۰ھ تک توہی حال رہا کہ سلطان محمود بھی میں سلطنت کرتا تھا اور چند کوس ہٹ کر فیروز آباد میں نصرت شاہ بادشاہ تھا۔ اسی کو دیکھ کر ۱۶۰ھ میں تیمور لنگ آپنیا اور دبی کو فتح کر کے خضر خاں کے پردازی اور خود سمر قند واپس گیا۔ تغلق خاندان کا آخری بادشاہ محمد تغلق (باہم برائے نامہ) تھا میک حکمران رہا۔ خضر خاں نے ۱۶۲ھ میں انتقال کیا۔ اس کے بعد اس کے تین درشا یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے۔ آخری حکمران علاء الدین عالم شاہ تھے نہیں (۱۶۵ھ) میں بہلوں لودی کو سلطنت خود حوالے کر دی۔

اقبال خاں سے بدھن ہو گیا تھا اور ابراہیم شرقي کو اپنا لوگر اور رغائے زاد سمجھتا تھا اس لیے ایک شب کو تنہا پے شکر سے ابراہیم شرقي کی خیے گاہ میں چلا آیا۔ لیکن ابراہیم شرقي نے اپنے خاندان کے ولی نعمت سے بدسلوکی کی۔ سلطان محمود بیزار ہو گر قنوج واپس گیا اور شرقي حاکم کو نکال گر خود متصرف ہوا۔

اقبال خاں کے قتل ہونے پر ۱۷۸۴ء میں سلطان محمود نے پھر جوہنپور پر پڑھائی کی۔ ابراہیم شاہ بھی مقابلے کو نکلا اور چند دن گنگا کے کنارے جنگ ہوتی رہی، لیکن پھر صالح کر کے دونوں شکر و اپس ہو گئے۔ مراجعت کے بعد ابراہیم شاہ قنوج کی طرف روانہ ہوا۔ میباں محمود ترسی جو سلطان محمود کی طرف سے قنوج کا حاکم تھا چار ہیینے تک ابراہیم شاہ سے مقابلہ کرتا رہا۔ بالآخر سلطان محمود کی لکھ نہ آئے پر اس نے قنوج کو ابراہیم شاہ کے پرد کر دیا۔

دوسرے سال (۱۷۸۵ء) نصرت خاں کرک اندازوتاتارخاں پرسانگ خاں و ملک مرجب اعلام اقبال خاں وغیرہ اکثر امرا سلطان محمود سے جدائ ہو گر ابراہیم شاہ سے مل گئے۔ ابراہیم شاہ نے سنبل پر چڑھائی کی اور اسد خاں گماشت سلطان محمود نے قلعہ ابراہیم شرقي کے عوالے کر دیا۔ ابراہیم شاہ بتاتار غالب کو قلعے داری پر دکر کے دری کی طرف روانہ ہوا۔ اسی زمانے میں خبر پہنچی کہ طفرنا حاکم گجرات نے نالوہ پر قبضہ کر کے اپنے خاں پس رد کا اور خاں (مخاطب پر سلطان ہو شگ) کو مقید کر لیا ہے۔ اس خبر سے مضطرب ہو گر ابراہیم شاہ نے جوہنپور کی راہ لی۔ موقعہ پاکر اسی سال ماہ ذت قعده میں سلطان محمود نے سنبل پر چڑھائی کر دی۔ اور بلا اہزاد ہمت قابض ہو گر دوبارہ اسد خاں لودی کو قلعہ دار مقرر کیا

اس عہد میں تصنیف کیں۔ اس بادشاہ کو عمارتوں کا بھی شوق تھا۔
 پر قطب الدین برادرِ پھول شاہ ابراہیم شاہ شرقی کے وزرا سے تھا۔
 سیر المتأخرین اور تذكرة الکرام میں لکھا ہو کہ ان کا ازارِ محدث کچوری بھلی پٹنہ میں ہو۔
 کیفیت العارفین میں شاہ عطاء حسین صاحب نے بھی یہی لکھا ہو۔

(۳) محمود شاہ شرقی ۸۲۷ھ تا ۸۶۲ھ (۱۴۰۸ء تا ۱۴۵۸ء)

ابراهیم شرقی کے مرے پر اس کا بیٹا محمود اس کا جانشین ہوا۔ اسی کے
 عہد میں ۸۳۶ھ میں محمد شاہ بن مبارک شاہ بن خضرخان نے انتقال کیا۔
 اور خاندانِ سادات کے آخری حکمران علاء الدین عالم شاہ نے ۸۵۵ھ
 میں دہلی کی سلطنت خود بہلوں لودی کے پر دکردی۔

امراء سلطان علاء الدین نے جو بہلوں لودی کی حکومت سے راضی
 نہ تھے ۸۵۵ھ میں محمود شاہ شرقی کو دہلی فتح کرنے کی دعویٰ دی۔ اس
 وقت سلطان بہلوں دیپال پور کی طرف تھا۔ محمود شرقی نے جونپور سے دہلی
 پہنچ کر شہر کا محاصرہ کیا۔ خواجہ بازیز ید پر سلطان بہلوں اور بعض امرا قلعے
 میں متھن ہو گئے۔ سلطان بہلوں کو معلوم ہوا تو دیپال پور سے چل کر
 دہلی سے پندرہ کوس پر مقام نیبرہ میں ٹھیک گیا۔ اور اس کے لشکری دوبار
 محمود شرقی کی فوج کے اڈنٹوں اور بیلوں کو چڑاگاہ سے پکڑ لے گئے۔ محمود شرقی
 نے فتح خاں ہروی کو تیس ہزار سواروں کے ساتھ سلطان بہلوں کے مقابلے
 کے لیے تعمیں کیا۔ لودیوں نے لشکر مرتب کر کے جنگ کی اور قطب خاں لودی
 نے جو بڑا مشاق تیرانداز تھا۔ فتح خاں کے ہاتھی کو گھاٹل کر دیا۔ اور وریثان

جدو کے نئے میں دیا اور اس کو سلطان بن اگر اس کا نام جلال الدین رکھا اور ابراہیم شرقی سے معدیرت کی کہیں لے آپ کو راجا گنیش سے لڑائے کو بلایا تھا۔ اب بھٹکا کا بادشاہ سلطان ہوا اس سے لڑتا رہا ہیں۔ ابراہیم شرقی ناخوش ہو کر واپس گیا۔ اس کے بعد راجا گنیش نے پھر اپنا سائب روتی اختیار کیا بلکہ مخدوم کے لیے کو بھی قتل کر دالا۔ اور بہمنوں کے کہنے کے مطابق سونے کی گائے بخواہی اور اس کے خلا کے اندر سے اپنے بیٹے جلال الدین کو گزار کر شدھی کر کے اس کو دوبارہ ہنر و بنائے کی کو شش کی لیکن وہ سلطان ہی رہا۔ تب راجا گنیش نے اس کو قید کر کے خود حکومت شروع کی بعد کو جلال الدین نے قید سے بکل کر ۷۲۴ھ سے ۷۳۵ھ تک بادشاہت کی۔ یہ پورا واقعہ ریاض الصاطین میں مذکور ہو یہ

۷۳۶ھ میں امیر تیمور نے دہلی فتح کر کے خضرغان کے حوالے کی تھی۔ ۷۳۷ھ میں خضرغان نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا مبارک شاہ اس کا قائم مقام ہوا۔ ۷۳۸ھ میں ابراہیم شاہ شرقی بداؤن پر فوج کشی کا فصہ رکھتا تھا لیکن مبارک شاہ کے دبدبے سے باز رہا۔ مبارک شاہ نے مقام چندوار میں ابراہیم شرقی پر شکر کشی کی لیکن جنگ کا کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوا تھا کہ ابراہیم شاہ جو پورا واپس آیا۔

ابراہیم شاہ شرقی نے چالیس سال کے قریب حکومت کی۔ اس کے زمانے میں دہلی کی شان و شوکت جاتی رہی تھی اور جو پورگی ایسی عظمت تھی کہ علماء و فضلا نے جو پورہ ہی کو مرجع قرار دیا تھا۔ قاضی شہاب الدین جو پوری میں نے حاشیہ کافیہ۔ تفسیر بحر المواج اور فتاوی ابراہیم شاہی وغیرہ بہت سی کتابیں

۱۳۵۸ھ سنه ۲۹۴۲ء م) محمد شاہ شرقي

محمد شاہ کے مرنے پر اس کی ماں بی بی راجی نے امرا کے اتفاق سے شہزادہ بھیکن کو محمد شاہ کا لقب دے کر تخت نشین کیا اور سلطان بہلوں سے بھی اس شرط پر صلح کر لی کہ ہر ایک اپنے اپنے مقبوضہ ملک پر قابض رہے۔ اس صلح کے بعد جب بہلوں دہلی پہنچا تو قطب خاں کی ہن شمس خاتون نے بہلوں کو غیرت دلائی کہ قطب خاں کو محمد شاہ شرقي کی قید میں چھوڑ کر صلح کرنا سخت بے مردی نہ اور ذلت ہو۔ بہلوں نے مقام دھنگر سے پھر مراجعت کی۔ ادھر محمد شاہ نے رائے گرنے سے شمس آباد چھین کر پھر جونا خاں کے حوالے کر دیا۔ اس دفعہ رائے پرتاب جو سابق بہلوں کی طرف تھا محمد شاہ سے مل گیا۔ محمد شاہ نے سرستی میں اور بہلوں لودی نے اس کے قریب ہی رابری میں فوج آراستہ کی۔ جنگ چھڑ جانے کے بعد محمد شاہ نے جو نیور کے کوتوال کو لکھا کہ حن خان (برادر محمد شاہ شرقي) اور قطب خاں لودی کو قتل کر ڈالو۔ کوتوال نے جواب دیا کہ یہ دونوں بی بی راجی کی پناہ میں ہیں۔ محمد شاہ نے اپنی ماں کو اس فریب سے طلب کیا کہ ملک کا کچھ حصہ حن خان کے لیے تجیر کر کے اس سے صلح کر دیجیے۔ ادھر بی بی راجی صلح کرانے کی عرض سے رد انہ ہوئی۔ ادھر کوتوال نے حن خان کا فیصلہ کر دیا۔ راجی خبر پا کر تعزیت میں مصروف ہوئی تو محمد شاہ نے ماں کو لکھا کیا میں اپنے سب بھائیوں کے حق میں بھی کرنے والا ہوں اس لیے ہر ایک کی تعزیت کے لیے آمادہ رہو۔

چون کہ محمد شاہ شرقي کی قہاری کے بعد تمام امراے سلطنت بیزار ہو رہے تھے۔ ایک دن شہزادہ حسین خاں (برادر محمد شاہ شرقي) نے سلطان

لودی کو (جو اس وقت محمود شاہ شرقي کی طرف تھا) بھی یہ غیرت دلائی کرتم لو دیوں
کو چھوڑ کر ان کے مخالف کے طرف دار ہوتے ہو۔ دریا خان کے جدا ہوتے ہی
جونخان شکست کھا کر گرفتار ہو۔ رائے گرن نے اس کا سرکاش کر سلطان بہلوں
کے پاس بیجھ دیا۔ محمود شاہ شرقي پیا ہو کر جونپور کی طرف واپس ہو۔ بہلوں
لودی نے اس کا تعاقب کیا اور ٹاؤنے کے قریب پھر جنگ واقع ہوئی۔
لیکن دوسرے ہی دن قطب خان اور رائے پرتاپ کی وساطت سے
یہ بات قرار پائی کہ ہر ایک اپنی اپنی سائب مملکت پر متصرف ہے بہلوں
نے سات زنجیر فیل جونخان ہروی کی جنگ میں ہاتھ آئے تھے، محمود شاہ
شرقي کو واپس دیے۔ اور یہ قول و قرار ہوا کہ بعد بر سات بہلوں لودی
شمس آباد پر (جو محمود شرقي کی جانب سے جونا خان کی حکومت میں تھا)
قابل ہو۔ اس صلح کے مطابق جب بہلوں لودی نے جونا خان سے
شمس آباد داپس لینا چاہا جونا خان لیت و لعل کرنے لگا۔ لیکن بہلوں فوج
لے کر ادھر بڑھا تو جونا خان کو بھاگتے ہی بھی۔ بہلوں نے شمس آباد کو ائے کرنے
کے پرداز کیا۔ اس کے بعد محمود شرقي نے پھر بہلوں پر فوج کشی کی اور قطب خان
و دریا خان لودی نے محمود شرقي کی فوج پر شخون مارا۔ اتفاقاً ظورے کے ٹھوکر
کھانے کے بسب قطب خان گرفتار ہو گیا۔ اور محمود شرقي نے اس کو قید کر کے
جونپور بیجھ دیا۔ (یہ سات برس مقید رہا) بہلوں نے شہزادہ جلال و شہزادہ
سکندر و عمار الملک کو رائے کرن کی مدد پر مستین کر کے خود محمود شرقي سے مقابلہ
کیا۔ لیکن اسی اشنا میں محمود شرقي نے بیمار ہو کر انتقال کیا۔

سے گرتے ہی ڈھیر ہو گیا۔

۴) حسین شاہ ترقی سے ۸۶۳ھ تا ۸۹۳ھ (۱۳۸۹-۱۴۵۸ء)

حسین شاہ نے تخت نشین ہو کر سلطان بہلول سے چار برس کے لیے اس شرط پر صلح کر لی کہ ہر ایک اپنے اپنے سابق مقبوضات پر قبض رہے۔ اس کے بعد حسین شاہ نے قطب خان لوڈی کو اور بہلول نے جلال خان کو رہا کر دیا۔ اسی اشتایں سلطان علاء الدین عالم شاہ (پسر نبیرہ خضرخان) نے بداؤن میں انتقال کیا۔ حسین شاہ تعزیت کو اٹاوسے سے بداؤن پہنچا۔ اور مراسم تعزیت ادا کرنے کے بعد علاء الدین عالم شاہ کے بیٹے کو بداؤن سے بے دخل کر کے خود قابض ہو گیا۔ اور وہاں سے سنبل چاکر مبارک خاں پستا تار خاں کو قید کر کے سارن رو انگ کیا۔ اور خود دریائے جمنا کے کنارے آگرہ مذہب زدن ہنوا۔ سلطان بہلول اس کے مقابلے کو سرہندر سے دہلی آیا۔ کچھ مدت تک طرفین سے جنگ ہوتی رہی۔ اور اکثر معروفوں میں حسین شاہ غالب رہا۔ آخر الامر قطب خان نے کھلایا کہ میں بی بی راجحی کامنون احسان ہوں، بہتر ہو کر صلح کریں جائے۔ حسین شاہ نے صلح کے اعتماد پر جنگ موقوف کر کے کوچ کیا لیکن

لہ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۰۶ تا ۲۰۷۔

لہ سی۔ جی۔ بداؤن صاحب اپنی کتاب کو انس آف انڈر اس فوہد میں لکھتے ہیں کہ رامہ (۱۳۸۴ء) میں بہلول لوڈی نے حسین شاہ ترقی کو جو پورے سے بے دخل کیا لیکن اس کے بعد تیس برس تک حسین شاہ کے سے جاری رہے اور باریک بہلول نے بھی سے جاری کیے۔ لہ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۰۹ میں اس ولقائے کی تاریخ ذی الحجه ۸۹۳ھ لکھی ہے۔

شہزادہ جلال خان ابودھنی کے مشورے سے محمد شاہ کو یہ فریب دیا کہ سلطان بہلوں کا شکر شب خون کے ارادے سے ادھرا رہا ہے۔ اس کو سیر راہ روکنا چاہیے۔ اس حملے سے شہزادہ حسین نے تمیں ہزار سوار اور تیس زنجیریں لے کر محمد شاہ سے علیحدگی اختیار کی اور ایک بھرنے کے قریب ٹھیکر شہزادہ جلال خان کو کہلا دیجوا کر میں تمہارا منتظر ہوں۔ جلد آگر ہمراہ ہو جاؤ۔ اس اثنائیں سلطان بہلوں نے ایک شکر شہزادہ حسین کے مقابلے کو روشن کیا۔ اس پر سلطان شہزادہ نے شہزادہ حسین خان کو صلاح دی کہ یہاں ٹھیکر نامناسب نہیں۔ شہزادہ جلال آگر خود ہمراہ ہو جائے گا۔ حسین خان کے کوچ کرتے ہی بہلوں کا شکر اس جگہ پہنچ گیا۔ شہزادہ جلال جب ادھر آیا۔ اپنے بھنگ مال کی قید تیس آنیا اور بہلوں نے قطب خان کے عوض میں اس کی گرفتاری کو غنیمت بھا۔ اب محمد شاہ کو بہلوں کے مقابلے کی تاب نہ رہی تھی۔ اس پر اس نے قنوج کی ماہ لی۔ بہلوں نے تعاقب کر کے کچھ مال و اباب اس کا چھین لیا۔

شہزادہ حسین خان نے اپنی ماں راجی کے پاس ہینچ کر امرا کے اتفاق سے تحف پر جلوس کیا اور ملک مبارک گنگ و ملک علی گجراتی وغیرہ امرا کو اپنے بھائی محمد شاہ کے مقابلے کے لیے گنگا کے کنارے مقام راج گڑاہ کی طرف روشن کیا۔ اس وقت قریب قریب تمام امرا نے محمد شاہ کی رفاقت ترک کی۔ عالم بے چارگی و بے کسی میں اس نے چرف چند سواروں کے ساتھ ایک باغ میں پناہ لی۔ امراء حسین شاہ نے باغ کا محاصرہ کیا اور محمد شاہ تہذیباتی کو مستعد تھا۔ لیکن اس کے سلاح دار نبی بی راجی کی سازش سے ترکش کے تمام تیروں سے بیکان نکال لیے تھے۔ اس پر بھی اس نے تلوار سے چند آدمیوں کو ہلاک کیا۔ آخر مبارک گنگ نے اس کے لئے پر ایک تیر ایسا مار کر گھوٹے

ولایت بھٹے میں چلا آیا تھا۔ بھٹے کے راجانے چند لاکھ ملنگے اور اس پر فیل بطور پیش کش دے کر جونپور تک کچھ فوج بھی حسین شاہ کے ساتھ کر دی۔ اس کے بعد ہی بہلوں نے جونپور پر پڑھائی کا قصد کیا۔ لیکن حسین شاہ کے ربہ راج گی راہ کے قزوج جانے پر اس نے بھی قزوج جانے کا قصد کیا۔ آپ رہت کے کنارے مقابلہ ہونے پر حسین شاہ نے پھر شکست کھائی۔ اور اس دفعہ اس کی حرم بی بی خوزنا جو علام الدین عالم شاہ کی لڑکی تھی، بہلوں کی قیدیں آگئی۔ بہلوں نے اس کو عزت و حرمت کے ساتھ حسین شاہ کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد ہی بہلوں نے جونپور فتح کر کے مبارک خاں لوحانی کے پرد کیا اور قطب خاں لودی و خاں جہان وغیرہ بعض امرا کو مجھوں میں چھوڑ کر خود بداؤں کی طرف روانہ ہوا۔ حسین شاہ نے موقع پاکر جونپور پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ امراء بہلوں پس پا ہو کر مجھوں پہلے آئے اور مگک کے انتظار میں حسین شاہ سے زمانہ سازی کرتے رہے۔ سلطان بہلوں نے اپنے بیٹے باربک شاہ کو ان کی مگک کے لیے روانہ کیا۔ اور خود بھی جونپور کی طرف متوجہ ہوا۔ حسین شاہ گھبرا کر بہار کی طرف چلا آیا۔ اسی اثنایم قطب خاں لودی کا انتقال ہو گیا اور بہلوں نے پھر جونپور پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے باربک کو تخت نشین کیا۔

^{۹۲} میں سلطان بہلوں لودی نے پر گنہ سکیت میں انتقال کیا اور اس کا بیٹا نظام خاں المعروف بـ سلطان سکندر لودی باادشاہ ہوا۔ بہلوں کے

له سلوم نہیں خوزنا کیا نام ہے۔ اصل عبارت طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۳۱۳ میں یہی نام ہے۔ دکن کی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہو کہ سلطان مرتضی شاہ نظام الملکت بحری

^{۹۴۳} تا ^{۹۹۵} کی ماں کا بھی یہی نام تھا۔

ملہ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۳۱۳۔

بہلوں نے تعاقب کر کے اچانک حسین شاہ کے خزانے پر قبضہ کر لیا۔ اور بعض امراء
نامی مثل قاضی سعید الدین قتلغ خاں کو بھی گرفتار کر لیا۔ حسین شاہ کے بعض پرگنات
بھی بہلوں کے قبضے میں آگئے تھے۔ اس لیے حسین شاہ نے مجبوراً مقابلے پر کمر
باندھی۔ آخر موضع آرام ہجور میں سخت جنگ ہونے کے بعد ایک طور کی صلح
ہو گئی۔

لیکن اس کے بعد حسین شاہ لشکر فراہم کر کے یکاک بہلوں کے سپر
آپنچا۔ موضع سونہار کے پاس سخت لڑائی ہوئی اور حسین شاہ نے ایسی شکست
کھائی کہ اس کا خزانہ لو دیوں کے ہاتھ لگا۔ حسین شاہ نے کسی طرح مابری پہنچ کر
پھر جنگ کا تہبیہ کیا۔ اس دفعہ دھوپامویں بہلوں کی فوج سے مقابلہ ہوا۔
حسین شاہ نے پھر ایسی سخت ہزیبت اٹھائی کہ جنما کو عبور کرتے وقت اس کے
اہل و عیال میں بھی بعض لوگ ہلاک ہوئے۔ آخر اس نے گوایا رکی طرف
اکروہاں سے راجا کیرت سنگھ کو ہمراہ لیا اور کاپی پہنچا۔

اس اشتایم سلطان بہلوں نے اٹاؤہ پہنچ کر ابراہیم خاں برادر حسین شاہ
کو شکست دی اور اس علاقے گوابراہیم خاں پرمبارک خاں لوحانی کے سپر
کیا۔ اور بڑے سامان کے ساتھ حسین شاہ کے مقابلے کو رد اٹھا ہوا۔ موضع را کانو
(از تو ایک کاپی) میں سخت جنگ واقع ہوئی۔

اسی زمانے میں رائے تلوک چند حاکم دلایت بکرہ بہلوں کے پاس
پہنچا۔ اور جس جگہ پرندی پایا ب تھی بہلوں کو لے جا کر پار کیا۔ اس وقت حسین شاہ
لہ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۱۰ میں ہنڑ صاحب کے اپریل گزیر صفحہ ۲۵۰ کے
حوالے سے ڈے صاحب نے جلد اول کے انگریزی ترجمے کے نوٹ میں اس بکرہ بہلوں
کا پنور کے قریب بتایا ہے۔

تھے، شکست کھا کر قلعے میں متھن ہوئے۔ سلطان سکندر اس قلعے کو چھوڑ کر کنٹت کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت راجا بھیدار نے سلطان سے ملاقات کی۔ سلطان کنٹت کو اس کے دخل میں چھوڑ کر خود اریل کی طرف چلا آیا۔ لیکن اس اثنامیں راجا بھیدار کسی بدب سے متھم ہو کر پٹنے کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان سکندر نے اس کا سارا مال و اباب اس کے پاس بھجوادیا اور خود اریل سے کڑہ ہوتا ہوا دلمواگر شیرخان برادر مبارک خان لو حانی کی بیوہ کو اپنے عقد میں لایا۔

^{۹۰۰} میں سلطان سکندر لودی نے راجا بھیدار کی سزاد ہی کے لیے پٹنے کا عزم کیا۔ اور اتنا راہ میں بعض سرگشوش اور تمرود کو قتل داسیر کرتا ہوا اکھاراں گھاٹ پہنچا۔ یہاں زرنگ پر راجا پٹنے مقابل ہو کر جنگ کی لیکن شکست کھا کر پٹنے والیں گیا۔ سلطان سکندر بھی متعاقب پٹنے پہنچا۔ زرنگ سرگچ کی طرف بھاگ کر اتنا راہ میں مر گیا۔ اس لیے سلطان سکندر سرگچ سے نڈھ چلا آیا۔ چوں کہ افیون کو کنار نمک اور روغن نہایت گراں اور کمریاں بھا۔ سلطان کو یہاں ٹھیکنا دشوار ہو گیا۔ مجبوراً جو نپور والیں جانا پڑا۔ اس سفر میں اس کی فوج نے بے حد شقت اٹھائی اور نوتے فی عددی کے قریب گھوڑے اور لوازمات بھی خانع ہو گئے تھے۔ رائے لکھن چندر پر راجا بھیدار بعض زمین داروں نے سلطان حسین کو خبر دی کہ سکندر لودی کی فوج تباہ حال ہو۔ اس وقت اس کو شکست دینا بہت آسان ہو۔ سلطان حسین ایک شکر گراں فراہم کر کے توز نجیب میں لے کر صوبہ بہار سے مقابلے کو روانہ ہوا۔ اس عرصے میں سلطان سکندر کنٹت لہ طبقات اکبری میں کنٹت کے از ملاقات پٹنے کھا ہو۔ ویکھو طبقات اکبری جلد اول ص ۲۱۸

جسہ بداؤں جلد اصفہان ۲۱۵ میں اریل کو ال آباد کے قریب بتایا ہو۔

لہ طبقات اکبری صفحہ ۲۱۵ ندہ از اعمال پٹنے کھا ہو۔ شیخ پٹنے میں پر گز سانڈھ شہور ہو۔

اما میں حسن قریبی ضلع سارن کا حاکم مقرر ہوا۔ غالباً اسی زمانے میں حسین شاہ
کے اڑیسہ فتح کیا۔

(۲) حسین شاہ تشریق اور سکندر لودی ۷۹۳ھ تا ۸۰۵ھ

سکندر لودی نے اول اپنے بھائی باربک پر فوج کشی کر کے اس کو
مطیع کیا اور اس کو جونپور کی حکومت پر بحال رکھ کر اوز پر گنات دوسرے
امرا کے سپرد کیے۔ ۷۹۶ھ کے تریب جونپور کے اطراف میں زین الداروں
نے ایک لاکھ پیادے اور سوار فراہم کر کے شیرخان برادر مبارک خان لوحانی
کو مار ڈالا۔ اتفاقاً مبارک خان بھی مقام جھوسوی میں ملاجئ کے ہاتھ
گرفتار ہو گیا تھا۔ راجا بھیڑ نے اس کو اپنے پاس قید کر لیا۔ باربک شاہ زین الدار
کا غلبہ دیکھ کر جونپور سے محمد قریبی عرف کالا پہاڑ کے پاس دریا باد چلا گیا۔
جب سکندر لودی نے ادھر کا رُخ کیا۔ راجا بھیڑ نے مبارک خان کو اس
کے پاس بھیج دیا۔ سکندر لودی نے جونپور کو پھر باربک شاہ کے ہوا لے کیا۔
لیکن باربک زین الداروں کے غلبے کے سبب جونپور میں قدم نہ جما سکا۔ اس
لیے محمد قریبی واعظم ہایوں و خانانوں لوحانی نے اودہ سے اور مبارک خان
نے آگرے سے جونپور آگر باربک کو قید کر کے سکندر لودی کے پاس بھیج دیا۔
سکندر لودی نے اس کو ہبہ بت خان و عمر خان شروانی کے سپرد کیا اور خود
جونپور سے چنار کی طرف روانہ ہوا۔ حسین شاہ کے بعض امرا جو اس جگہ موجود
تل صفحہ ۲۱۵۔ ۲۲۶ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۱۶ میں راجا بھیڑ راجا پشت لکھا ہو۔ فرنٹ
میں بھی یہ کو بلبحدر لکھا ہے۔ پسند کو بعض لوگوں نے پتہ قیاس کیا ہے۔

بنگال نے سلطان حسین شری کو پناہ دی تھی، سکندر لودھی نے سلطان بنگال سے جنگ کا عزم کیا۔ سکندر لودھی تنقیق پورے ہے پچھا تو معلوم ہوا کہ سلطان بنگال نے اپنے بیٹے شہزادہ دایبال کو مقابلے کے لیے روانہ کیا ہے۔ سلطان سکندر نے بھی محمود خان لودھی اور مبارک خان لوحانی کو جنگ کے لیے تیار کیا۔ لیکن باڑہ پیش کر طفین سے صلح کی گفتگو چھڑ گئی۔ اور بالآخر یہ صلح قرار پائی کہ سلطان سکندر سلطان بنگال کی حملہت میں داخل نہ ہو۔ اور سلطان بنگال سلطان سکندر کے مفتوحہ مالک (یعنی بہار و تربت و سارن) سے کوئی سروکار نہ رکے۔ صلح کے بعد محمود خان و مبارک خان واپس آئے۔ لیکن پیش پیش کر مبارک خان لوحانی نے انتقال کیا۔ سلطان سکندر نے تنقیق پورے دردش پورا اگرچہ مہینے قیام کیا اور اس علاقے کو اعظم ہمایوں کے پرداز کیا۔ اور صوبہ بہار کی حکومت دریا خان پر مبارک خان لوحانی کو تفویض کیا۔

(۸) زکوٰۃ اور زیارتِ هزار کے متعلق سکندر لودھی کا حکم

غالباً ۱۹۰۲ء کے قریب تمام ملک میں غلے کا قحط ہوا۔ سکندر لودھی نے رفاهِ عام کے خیال سے حکم جازی کیا کہ غلے کی زکوٰۃ و موقوف کی جائے۔ یہ اسی زمانے سے صوبہ بہار اور تھام ہندستان میں باوجود قحط ہونے کے بھی غلے کی زکوٰۃ پا انکل موقوف ہو گئی۔ اُسی سال سکندر لودھی نے عورتوں کو هزار روپر جانے کی سخت ممانعت کی تھی۔

لہ طبقات اکبری میں تنقیق پورا ز اعمال بہار لکھا ہو۔ لہ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۳۲۰۔
لہ طبقات اکبری میں تنقیق پورا ز اعمال بہار لکھا ہو۔ لہ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۳۴۲۔

کے پاس گنگا کو عبور کر کے چنان ہو کر بیمار س ہیج گیا تھا۔ اور خان خاتمان کو روانہ کیا تھا اگر دلساوے کر راجا بھیڈ کو بھی لے آئے۔ سلطان حسین کا شکر بیمار سے اٹھا رہ کوس پر پہنچا تو سلطان سکندر نے پیش قدمی کر کے مقابلہ کیا۔ اس اتنا میں راجا سالیا ہن بھی آلات تھا۔ سین شاہ حبِ عادت پھر شکست کھا کر پڑنے والے آیا۔ اس وقت سکندر لووی نے ایک لاکھ سوار فراہم کر کے تعاقب کیا۔ راہ میں معلوم ہوا کہ سلطان حسین نے بہار والے آکر ملک کندو کو حصہ بہار کی حفاظت پرداز کر کے خود محل گاؤں کی راہ لی۔ سکندر لووی نے مقام دبوبار سے ملک کندو کے مقابلے کو ایک فوج متعین کی۔ اس کے پیش ہی ملک کندو سے فرار کیا اور سکندر لووی کے گماشتون نے بلا اہمیت بہار پر قبضہ کر لیا۔

سکندر لووی نے مجت خان اور بعض امرا کو بہار میں چھوڑ کر خود درویش پور میں قیام کیا۔ اور خان خاتمان اور غان جہان لووی کو فوج کی نگہبانی سپرد کر کے بہار سے ترہت کا رخ کیا۔ ترہت کے راجائی اطاعت قبول کر کے چند لاکھ روپی رنگ اخراج دینا منظور کیا۔ لہذا مبارک خان لوہانی کو اس کی وصولی کے لیے تعینات کر کے سکندر لووی پھر درویش پور والے چلا آیا۔

^{۲۹۰} ۱۸ شوال کو خان جہان لووی نے انتقال کیا۔ سلطان سکندر نے اس کے بڑے بیٹے احمد خان کو اعظم چایوں کا خطاب عطا کیا۔ اس کے بعد خود بہار آگر شریف الدین نیزی کے حزار کی زیارت کی۔ اور فقرہ والیں کو بہت سا انعام دے کر درویش پور میں قیام کیا۔ چوں کہ سلطان علاء الدین حسین والی

لہ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۱۵ میں سالیا ہن پر راجا بھیڈ اور تاریخ بداؤنی میں راجا پڑنے لکھا ہے۔ ایٹھ صاحب کی تاریخ جلد بخم صفحہ ۹۳ میں تاریخ خان جہان لووی کے تربیتے میں بجا ہے۔

پڑنے کے پڑنے لکھا ہے۔ ۳ طبقات اکبری جلد اول صفحہ ۲۲۰۔

پاکر چند رنقا کے ساتھ سلطان حسین والی بگالہ کی پناہ میں لکھنوتی کی طرف چلا
گیا۔

بداؤن لکھتا ہو کہ ۳ صفر ۹۱۱ کو سارے ہندستان میں ایسا شدید زلزلہ
آیا کہ بڑی بڑی سماں عمارتیں گزراں اور زمینیں شق ہو کر سوراخ پیدا ہو گئے اور
درخت اپنی جگہ پر قائم نہ رہے۔ واقعات باہری اور دوسری تاریخوں سے معلوم
ہوتا ہو کہ یہ زلزلہ ہندستان تک محدود نہ تھا بلکہ دوسری ولایات میں بھی شدت
سے واقع ہوا۔ اس کی تاریخ حسب ذیل ہے۔

درنہ صد واحد سی عشرہ زلزلہ۔ گردید سواد اگرچہوں مر جلہا
با آنکہ بناہش نے عالی بود۔ از زلزلہ شد عالیہا سافلہا

بَابِ يَازِدِ هَمْ

صوبہ بہار میں پٹھانوں کی حکومت

۱۱) پٹھان کی وجہ تسمیہ

تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۵ میں لکھا ہو کہ افغان جب اول اول
ہندستان آئے تو پڑتے میں سلونت پریر ہوئے۔ اسی سدب سے خود کو پٹھان
کہنے لگم۔ بن اور پڑتے سمعی شر کے ہیں۔ اس لیے راقم کے خیال میں

۹۱) حسین شاہ شرقی کا باقی حال

حسین شاہ شرقی نے اس کے بعد سلطنت کی ہو سکی۔ تاریخ آئینہ اودھ (صفحہ ۱۹۱) میں مذکور ہو کر ۹۱۵ھ میں حسین شاہ نے سکندر لودھی پر شبِ خون مارا اور اس کے بعد ۹۱۷ھ میں سکندر لودھی نے جو پور میں سلاطین شرقیہ کی تمام عمارتیں اور مقبرے سماڑ کر دیے۔ علماء کے کہنے سے صرف مساجدیں سلامت چھوڑ دی گئیں۔

سلطان حسین نے باقی عمر اپنے ہم نام سلطان علاء الدین حسین والی بھگال کی رفاقت میں بسر کی اور اپنے بیٹے جلال الدین کے پاس جو شاہ بھگال کا دادا دھما انتقال کیا۔ جلال الدین نے باپ کی لاش کو جو پور نجیب کر صحن خانقاہ جامع مسجد میں دفن کرایا۔ جب خود جلال الدین مراتواس کی لاش بھی اس کے بیٹے محمود نے حسین شاہ کی قبر کے پہلو میں دفن کرائی۔ (آئینہ اودھ صفحہ ۱۹۱)

۹۱۰) سکندر لودھی کے زمانے کے بعض قابلِ ذکر واقعات

۹۱۰ھ میں سکندر لودھی نے قصبه سارن جا کر بعض پر گناہ کو زینت اور واپس گیا۔

۹۱۱ھ میں سکندر لودھی کے اپنے سنتدوں کے پرد کیا اور خود ہمیل گر کی راہ سے جو پور واپس گیا۔

۹۱۵ھ میں سلطان سکندر نے سین قرملی ضابط قصبه سارن سے پڑھن ہو کر حاجی سارنگ کو اس کی گرفتاری کے لیے تعینات کیا۔ حسین قرملی اس کی خبر

لیکن وہ نہ آیا۔ تب انھوں نے تمام امرا اور حکام کو جن میں دریاخان حاکم و لالات بہار سب سے زیادہ ذی اقتدار تھا اور تیس چالیس ہزار ملازمر رکھتا تھا۔ جلال خان کی اطاعت سے باز رکھا۔ جلال خان نے اول جو پورگو چھوڑ کر کاپی میں لپنے نام سے خطبہ دیکھ چاری کیا۔ لیکن بالآخر بعض جائیروار ہو کر کاپی میں رہنے کو غنیمت سمجھا۔ اسی زمانے میں پانگر سوار قنوج کی طرف اقبال خان نے بغاوت کی۔ سلطان ابراہیم لودی نے دریاخان حاکم بہار کو بھی باعینوں کے مقابلے کے لیے لکھا۔ دریاخان نے باعینوں سے مقابلہ کر کے سعید خان لودی کو گرفتار کیا اور سلطان ابراہیم لودی کو فتح ہوئی۔ لیکن اس وقت میں تمام امرا باغی اور خود مسر ہو گئے تھے۔ زمانے کی ہوا کو دیکھ کر بہار میں دریاخان کو بھی جوش آگیا اور خود منتظر ہو کر حکومت کرنے لگا۔ دولت خان نے سلطان ابراہیم سے متوجہ ہو کر با پشاہ کو پہنچان فتح کرنے کی دعوت دی لیکن با پشاہ کے آئنے سے پہلے ہی دولت خان مر گیا اور اسی زمانے میں دریاخان نے بھی استقال کیا۔

رس، بہادر خلن لوحانی ملقب به محمد شاہ ۹۲۳ھ تا ۹۳۶ھ

(۱۵۳۱ء - ۱۵۴۶ء)

دریاخان کے مرتبے پر اس کا بیٹا بہادر خان حاکم ہوا۔ اس زمانے میں اکثر امرا مثل خان جہان لودی حسن قرملی ضابط قصبد سارن و نصیر خان لوحانی حاکم غازی پور باغی ہو کر بہادر خان سے س گئے جس سے تقریباً ایک لاکھ کی جمیعت فراہم ہو گئی۔ بہادر خان نے علی الاعلان خود مسری اختیار کی اور اپنا القب

پچھے ضرور نہیں کہ پٹنے سے صوبہ بہار کا تھرپنہ مراد ہو۔ عجیب بات یہ ہو کہ بیگنا لے کے اکثر دیہاتوں میں اور تمام اڑیسہ میں مسلمانوں کو پٹخان کہتے ہیں۔ حام اس سے کہ اس کی قومیت کچھ ہو۔ لودی اور سور قبیلوں کی وجہ تسمیہ کے تعلق فرشتہ لکھتا ہو کہ خالد بن عبد اللہ کامل کی حکومت میں ایک شخص اپنے عہدے سے محروم ہو کر بع اہل و عیال کوہ سیلان میں مقیم ہوا اور اپنی لڑکی کی شادی ایک نو مسلم افغان سے کردی۔ اسی کی اولاد میں لودی اور سور نامی دوالٹ کے تھے جن سے یہ دلوں قبیلے مشہور ہیں۔ کتاب مخزن افغانی میں اس کے متعلق کچھ اور روایت ہو۔ اور عزودہ کے مختلم کے واقعات تک مسلمان ملایا ہو۔ پختوزبان میں لودی کے معنی بزرگ کے ہیں۔

بہرحال ان دلوں قبیلوں میں بہاول لودی اور شیرشاہ سوری اور اور ان کی اولادوں نے ہندستان میں سلطنت کی۔

۴۲) وریاخان لوحانی ۹۰۲ھ تا ۹۲۳ھ (۱۵۱۵ء تا ۱۵۷۴ء)

مبارک خان لوحانی کے مرلن پر اس کی خدمات کے صلی میں سکندر لودی نے وریاخان پسر مبارک خان لوحانی کو صوبہ بہار کی حکومت تنفس کی ۹۲۳ھ میں سکندر لودی کے مرلن پر ابراہیم لودی بادشاہ ہوا۔ اس وقت امریے ذی اقتدار کی صلاح سے یہ امیر طریق پایا کہ سلطان ابراہیم سرحد جونپور تک فرماں روا رہے۔ اور اس طرف ممالک شرقی میں جلال خان (برادر ابراہیم لودی) حکمرانی کر رہے۔ لیکن خان چہان لوہانی نے وزرا کو سخت ملامت کی کہ حاکومت کو مشترک تھیں اتنا سخت غلطی ہو۔ ارکان دولت نے تملانی مانفات کے لیے جلال خان کو جیلے سے دبی بلونا چالا

مخدوم سینیری کے حزار کی زیارت کی اور مسجدیں خارا داکر کے بہت سی خیرات کی۔ اور یہیہ و بھوچ پور ہو کر پانچویں رمضان کو آگرہ واپس گیا۔ بہادرخان (محمد شاہ) نے اس کی واپسی کو بہت غنیمت سمجھا ہوگا۔

(۱۵) جلال خان لوحانی ۹۳۶ھ تا ۹۴۲ھ (۱۵۳۹-۱۶۰۱ء)

محمد شاہ کے مرلنے پر اس کا بیٹا جلال خان اس کا جانشین ہوا۔ اس کی کم سنی کے بسب اس کی ماں ملکہ لادو فرید خان رشیر شاہ کی مشورت سے حکومت کا انتظام کرتی تھی۔ فرید خان محمد شاہ کے وقت سے جلال خان کا انتالیق تھا۔ پکھو دلوں کے ملکہ لادو بھی مر گئی۔ اور فرید خان جلال خان کو وجود مغل، بناکر خود حکومت کرنے لگا۔ جلال خان کی حکومت حقیقتاً شیر شاہ کی باوشاہت تھی۔ اس لیے باقی حالات شیر شاہ کی حکومت کے سلسلے میں بیان کیے جائیں گے۔

(۱۶) فرید خان ملقب برشیر شاہ ۹۳۲ھ تا ۹۵۲ھ (۱۵۳۶-۱۶۰۴ء)

اس ذی لیاقت پڑھان کی بدولت صوبہ بہار کو یہ فخر حاصل ہو کر یہاں کا ایک باشندہ معمولی جاگیر دار کی حیثیت سے ترقی کر کے سارے ہندستان کا باوشاہ ہوا۔

فرید الدین خان بن حسن سور قصبه ہر سارم کا رہنے والا تھا۔ حسن سور کا

لہ اکبر نامہ صفحہ ۱۲۹۔ تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۳۰۔ جلد ایں بابر شاہ کا سینیر میں قیام کرنا صریح طور پر مذکور ہے۔

محمد شاہ رکھ کر خطبہ دیکھ باری کیا۔ بہادر خاں (محمد شاہ) کے زمانے میں ۹۳۵ھ میں با برلنے صوبہ بہار پر فوج کشی کی جو آیندہ سطروں میں ذکور ہوگی۔ محمد شاہ نے ۹۳۶ھ میں انتقال کیا۔

(۳) ظہیر الدین بابر شاہ کی آمد اور جنگ ۹۳۵ھ / ۱۵۲۹ء

۹۳۴ھ میں بابر شاہ نے پانی پت کی جنگ میں سلطان ابراهیم لودی کو شکست فاش دے کر ہندستان کی سلطنت حاصل کی۔ ۹۳۵ھ کے کے قریب بابر کو معلوم ہوا کہ جموہ بہار و پٹنہ کے پٹھانوں نے محمود لودی برادر ابراہیم لودی کو بادشاہ بنائیں ایک جمیعت فراہم کر لی ہے اور جنگ کے تھیں میں ہیں۔ بابر نے مرتضیٰ عسکری کو ایک فوج کے ساتھ ادھر روانہ کیا اور چند دنوں کے بعد، ایجادی الاول کو خود بھی روانہ ہوا۔ جنما کو عبور کرنے پر نصرت شاہ والی بنا کا کا اپنی بعض توابیف لے کر انہیاں اطاعت کو حاضر ہوا۔ گھاگڑاندی کے قریب پہنچنے پر بابرے حکم دیا کہ مرتضیٰ عسکری کی فوج دوسرے کنارے پر ٹھیکرے پٹھانوں نے خبر یا کرایک لشکر کے ساتھ دھاوا کیا۔ بابرے کوئی اتنی سواروں سے ان کا مقابلہ کیا۔ اور اسی وقت مرتضیٰ عسکری کی فوج بھی لگ کیں اگئی اور پٹھانوں نے فرار کیا یہ سعکر گھاگڑا اور گنگاندی کے کنارے پیش آیا۔ بابرے اس نفع کے بعد صوبہ بہار کا بندوبست مرتضیٰ عسکری کو سپرد کیا۔ اور خود منیر میں قیام کر کے ۱۵ طبقات اکبری صفحہ ۳۶۶۔ تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۱۷۱، اور اکبر نامہ جلد اول صفحہ ۱۲۱ وغیرہ میں بھی یہ روایت ہے۔

۱۵ تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۲، (اور تاریخخوں میں اکبر نامہ وغیرہ میں بھی اکبر)

ستفکر ہو کر بہادر خان لوحانی ملقب پہ محمد شاہ حاکم بہار کا سہارا پکڑا اور اس کے کم سن بینے چلال خاں کا انتالیق مقرر ہو گیا۔ اسی محمد شاہ کی ملازمت میں فرید خاں نے ایک شیر کو تمیر سے بلاک کر کے شیر خاں کا القب حاصل کیا۔ مغلوں کے آنے سے تمام ملک میں ہل چل مجھی ہوئی تھی۔ شیر خاں اپنی جاگیر کے بندوبست کا حیلہ کر کے کچھ دلوں کی رخصت پر سہرام چلا گیا اور بعد انقضائے میعاد و اپس ن آیا۔ اس وقت محمد خاں سور حاکم جو پورنے رجو شیر خاں کا مخالف اور اس کے سوتیلے بھائیوں کا طرف دار تھا، محمد شاہ حاکم بہار سے تنکایت کی کہ شیر خاں بڑا مکار ہے۔ وہ محمود لوڈی پرسکندر لوڈی کے آنے کا منتظر ہے، بہتر ہو کر اس کی جاگیر اس کے بھائی سلیمان اور احمد کو شدی جلے۔ محمد شاہ نے بلا بد ب تغیر جاگیر کو مناسب نہ بھجا لیکن بالآخر سہام شرعی کے مطابق تقیم جا بدار کی اجازت دے دی۔ محمد خاں سوئنے اپنے غلام شادی نامی کو تقیم جاگیر کے لیے سہرام بھیجا۔ شیر خاں نے جواب دیا اگر مجھ کو ترک دینے میں مدد نہیں لیکن جاگیر شاہی فرمان سے حاصل ہوئی ہو اور حکومت میں شرکت نہیں ہوتی۔ محمد خاں سوئنے برہم ہو کر پاہیوں کو تعین کیا کہ خواص پور مانڈہ کی جاگیر بزور شمشیر سلیمان کو دے دی جائے۔ شیر خاں ہر اس اس ہو کر سلطان جنید برلاس کے پاس رجوبابر کی طرف سے کڑھ مانک پڑھ کا حاکم تھا، چلا گیا اور اس کی مدد سے پھر اپنی جاگیر پر قابض ہوئا۔

محمد خاں سوئنے ہزیمت اٹھا کر رہتا س کے پہاڑوں میں پناہ لی سکن شیر خاں نے از راہ شرافت اس کو کہلا بھیجا کر میں آپ کو چاکی جگ پر سمجھتا ہو۔ مجھے اپنی جاگیر سے غرض تھی۔ آپ سے کچھ پر خاش نہیں۔ شیر خاں جاگیر پر قابض ہو کر جنید برلاس کی ملازمت میں رہنے لگا۔

کا باپ ابراہیم سوراول اول ولایت روہ سے (قندھار کے قریب) اہنستان آگئے
سلطان بہلول لودی کے ایک سردار کا ملازم ہوا۔ سکندر لودی کے چھد
میں جمال خاں حاکم جو پورے حسن سور کو منصب پانصدی اور ہسراہ اور
خواص پور طانڈہ میں جائیں عطا کیں جس سور نے فرید خان کی ماں کے
علاوہ ایک کنیز سے بھی شادی کری تھی۔ خانگی معاملات کی بے لطفی کے بسب
فرید خان گھر سے بیزار ہو کر جو پور چلا گیا۔ اور تحصیل علم میں مشغول ہو کر گاتاں
و گوتاں و سکندر نامے کافیہ مع حاشی اور بعض کتب سیر و تواریخ کے درس
سے فارغ ہوا۔ دو تین سال کے بعداتفاقاً حسن سور جو پور آیا۔ اس وقت بعض
قرابت مندوں نے فرید خان کو باپ سے ملایا اور باپ نے خوش ہو کر جائیگر
کا انتظام فرید خان کے سپرد کیا۔ تھوڑی ہی مدت میں فرید خان سرکش زیندار بود
کو سرکر کے رعب و افتخار قائم کر لیا۔ لیکن اس کے بعد ہی حسن سور نے بعض
و ہجھ سے جائیگر کا انتظام بجائے فرید خان کے اس کے سوتیلے بھائیوں (یعنی
سیمان و احمد) کے سپرد کر دیا۔ فرید خان آزردہ ہو کر اگرچہ چلا گیا اور سلطان سکندر
لودی کے ایک امیر کیبر دولت خان لودی کی ملازمت میں بسر کرنے لگا۔ اور
اسی کی سفارش سے باپ کی جائیگر اپنے نام منتقل ہونے کی سلطان سے درخواست
کی۔ سلطان سکندر لودی نے جائیگر منتقل نہ کی بلکہ یہ جواب دیا کہ جو شخص باپ
سے گلہ رکھتا ہو وہ بد ہو لیکن حسن سور کے مرے پر ابراہیم لودی نے جائیگر فرید خان
کے نام منتقل کر دی۔ فرید خان نے جائیگر پر قبضہ کیا۔ لیکن ابھی اس کو پورا اعلیٰ نہ
ہونے پا یا تھا کہ ۱۵۲۶ھ / ۱۶۱۷ء میں لودیوں کی بساط الرٹ گئی۔ اور سلطان
ابراہیم لودی کے منہزم اور مقتول ہونے پر بابر شاہ بادشاہ ہوا۔ فرید خان نے

بہر کیف شیر خاں مغلوں سے ملوس ہو کر بہار واپس آیا۔ اور بدستور جلال خاں پسر محمد شاہ کا انتالیق مقرر ہو گیا۔ ۹۲۴ھ میں محمد شاہ نے انتقال کیا۔ اور جلال خاں اس کا جانشین ہوا۔ جلال کی کم سنی کے بعد اس کی ماں ملکہ لادو شیر خاں کی مشورت سے حکومت کرتی تھی۔ تھوڑے ہی دنوں میں وہ بھی مر گئی اور شیر خاں مدارالمہام ہو کر حکومت کرنے لگا۔ اس زمانے میں مونگیر حاجی پور اور تربت کے علاقے بادشاہ بنگال کے زیر فرمان تھے۔ نصرت شاہ والی بنگال نے ۹۲۵ھ کے قریب اپنے دو تراہیت مندوں یعنی علام الدین اور مخدوم عالم کو (جو سلطان علام الدین سین والی بنگال کے داماد تھے) تربت اور حاجی پور کا حاکم سقرر کیا تھا۔ ۹۲۳ھ میں نصرت شاہ خواجه سراوں کے باختہ سارا گیا اور اس کا بیسا فیروز شاہ بادشاہ بنگال ہوا۔ لیکن تھوڑے ہی زمانے میں اس کے چھا محدود شاہ نے اس کو قتل کر کے بنگال کی سلطنت پر قبضہ کیا۔ اس اثنا میں شیر خاں نے مخدوم عالم حاکم حاجی پور سے ایسا بیٹا و اخخار پیدا کیا تھا کہ محمود شاہ والی بنگال نے قطب خاں حاکم مونگیر کو مخدوم عالم کی گوشائی کا حاکم دیا۔ شیر خاں نے اول صلح کی افتگلو چھپڑی۔ لیکن بالآخر جنگ کر کے قطب خاں کو شکست دی اور اس کو قتل کر کے تمام مال و اباب چھین لیا۔ اس واقعے سے بہار کے لوچانی چھاؤ نے از راہ خوف وحد جلال خاں کو شیر خاں کی بطریقی کی صلح دی۔ شیر خاں

لہ ریاض اسلامیں صفو ۱۲۸ کے طبق فیروز شاہ نے تمباک برس اور اٹوارش ہوئی اف بنگال صفو ۱۳۱ کے طبق هرف تین ہیئت حکومت کی۔

۱۷ اس کے بعد مخدوم عالم محمود شاہ سے جنگ کر کے مارا گیا۔ ریاض اسلامیں صفو ۱۳۰ اور تاریخ فرشتہ صفو ۱۳۰ (۱۳۰۰)

اس نے مغلوں کے طور پر یقین دیکھ کر اپنے سطہ کی بہت سی باتیں جمل کر لیں۔ انھی دنوں میں اپنے یاروں سے کہا کہ تاتھا کہ مغلوں کو ہندستان سے نکال دینا کچھ بڑی بات نہیں۔ ان کا بادشاہ اپنے کاموں میں خود فکر نہیں کرتا اور وزرا پر دار و مدار رکھتا ہو جو اکثر راشی اور نا حق شناس ہیں۔ اگر ہم افغانوں میں آپس کا نفاق سث جائے تو بادشاہ ہونا تمدن سے کچھ بعید نہیں۔ لہ

جنید برلاس کی سعیت میں ایک دن شیرخان بابر کے دستخوان پر حاضر ہوا۔ اس روز کھانوں میں استخوان ماؤچہ بھی تھا۔ شیرخان نے یہ کھانا پہلے کبھی نہ کھایا تھا۔ اس نے جیب سے چاقو نکال کر اس کے مکملے کرڈے اور پھر اس میں نکوکر چھپے سے کھانا شروع کیا۔ یا بروکی اس پر نظر پڑی تو دریافت کیا کہ یہ پختان کون ہے۔ میرا میر خلیفہ سے کہا کہ اس پختان کی آنکھوں سے فتنہ پکتا ہے۔ اس سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ رائقید کرنا چاہیے۔

شیرخان نے متوجه ہو گرا دھی رات کو فرار کیا اور اپنی جائیگی میں اگر جنید برلاس کو نکھن بھجو کر محمد خان سوار بھئے جا گیرے ہے دخل کرنے کی فکر نہیں تھا اس لیے بلا رخصت چلا آیا ہوں۔ آپ کچھ اور خیال دل میں نہ لائیے۔ یہ آپ کے دولت خواہوں میں ہوں۔

لہ طبقات اکبری جلد ۲ صفحہ ۹۷ زارع رترٹ صفحہ ۲۳۰ اور کٹکچھ میں مذکور ہو۔

لہ طبقات اکبری صفحہ ۹۲، اکبر نامہ صفحہ ۱۶ جلد ۱، اور میر لٹا خدین صفحہ ۱۶ غیرہ تاریخوں میں یہ واقعہ ذکور ہے۔ اس سے بابر کی حوم شناسی کا پتال تھا ہر کیوں کہ بابر کے بعد اس کے بیٹے ہمایوں کے لیے شیرشاہ سے بڑا کھوئی فتنہ تھا۔ اس قسم کا ایک واقعہ پر فیض دہیری کے سفر نامہ میں بھی ذکور ہے۔ دہیری قطبظنی سے سرحد افغانستان تک سلطان کے بھیس میں پنجا یعنی 5 کم درست، محمد خان نے دکھتے ہی کہا کہ از شما یوے کفرمی آیہ۔ اور اس کا یورین میسا یہونا معلوم کریا۔

(۱) شیرخان ہمایوں بادشاہ سلطان محمود لودی اور

سلطان محمود وائی بیگ کال

جس وقت شیرخان چنار کی طرف تھا بہار کے پٹھانوں نے محمود لودی برادر سلطان ابراہیم لودی کو جو اس وقت آوارہ حال پتوں میں تھا بہار بلوا کر بادشاہ بنایا۔ جو منتصر اب بادشاہ کے حال میں مذکور ہو چکا ہے۔ شیرخان نے یہ دیکھ کر کہ پٹھان سب محمود لودی کے طرف دار ہو رہے ہیں، خود بھی ان سے مل گیا۔ پٹھانوں نے تمام علاقوں کو اپس میں تقسیم کر لیا اور ایک حصہ شیرخان کے لیے چھوڑ دیا اور یہ معاہدہ قرار پایا کہ شیرخان محمود لودی کی لکھ کو مستعد رہے اور جو نپور وادیہ مغلوں کے قبضے سے برآورده ہوئے پر صوبہ بہار شیرخان کے لیے تخلص چھوڑ دیا جائے۔ اس کے بعد محمود لودی جو نپور کی طرف روانہ ہوا۔ شیرخان ہرام داپس گیا اور محمود لودی کے بلا نے پر اول تولیت دعل کرتا رہا اور بہت اصرار کے بعد فوج لے کر پہنچا بھی تو ہمایوں سے اجڑت^{۹۲} میں باہر کے بعد بادشاہ ہوا تھا مل گیا۔ محمود لودی شکست کھا کر پھر پٹھنے داپس آیا۔ اور جب ہمایوں نے ادھر کا رُخ کیا، محمود لودی نے اڑیسہ کی راہ لی اور فتح^{۹۳} میں وہیں منتقل کیا یہ۔

محمود لودی کی شکست کے بعد شیرخان نے بظاہر ہمایوں کی متابعت قبول کر کے قلعہ چنارا پنے قبضے میں رکھا تھا۔ اور اپنے بیٹے قطب خان اور شیر خاص عیسیٰ خاں، حجاب کو ہمایوں کی ملازمت میں گجرات کی ہمہ پر رواش کیا تھا۔

لئے اس روز سے آگاہ ہو کر مختلف القوں کو تحریکیں مال گزاری کے حیلے سے مختلف پر گنات میں بھیج دیا اور لودی و سولہ قبیلوں کے پٹھانوں کو ملا کر ایسی جمیعت فراہم کی کہ جلال خان اور لوحانی پٹھانوں سے کچھ بنائے نہ بنتی۔ انہوں نے عاجز آکر محمود شاہ والی بیٹگار کی رفاقت اختیار کی۔ محمود شاہ نے ابراہیم خان پر قطب خان کو شیرخان سے انتزاع حکومت کے لیے مستعين کیا۔ شیرخان اب اور بھی شیر ہو گیا بخدا۔ اس نے شہر کے گرد خندق کھدو اکار اس کی مشی سے حصار مکی تیار کیا۔ ابراہیم خان نے اس بندوبست کو دیکھ کر بیٹگار سے سمجھ مانگی۔

شیرخان نے دیکھا کہ مگر آنے سے پہلے ہی فیصلہ کر لینا چاہیے۔ اس نے کچھ آدمیوں کو تیراندازی کرتے ہوئے حصار سے باہر لکھا۔ اور ان کو یہ ہدایت کی کہ جب ابراہیم خان کی فوج حلڈ آور ہو تو تم خوف و ہراس ظاہر کر کے بھاگنا۔ ابراہیم خان کی فوج تحوزے آدمیوں کو دیکھ کر دوڑ پڑی اور شیرخان کے آدمی بے تربی سے بھاگنے لگے۔ جب ابراہیم خان کی فوج تعاقب میں اپنے نیل اور توپ خانے سے جدا ہو گئی اس وقت شیرخان کی تازہ دم فوج جو ٹیلوں کی آڑ میں دونوں طرف چھپی ہوئی تھی ابراہیم خان پر ٹوٹ پڑی۔ ابراہیم خان مقتول ہوا، اور جلال خان لٹکڑا ہو کر اقتدار و خیزان بیٹگارے واپس گیا۔ اس نتھ سے بہت سامال اب اب شیرخان کے ہاتھ آیا اور اس کے علاوہ اس نے تاج خان حاکم چنار کی ایک بیوہ سے (جو عقیم تھی) عقد کر کے بہت سامال حاصل کیا اور تاج کے لذکوں کی خانہ جنگی کے سبب قلعہ چنار پر بھی قبضہ کر لیا۔

ہر چالیوں نے فوج کو حکم دیا اور خود بھی روانہ ہوا۔ یکھل گئی پہنچ پر معلوم ہوا کہ محمود شاہ کے دولت کے جو شہر گورنر کے محاصرے میں جلال الدین پسر شیرخان کی قید میں آگئے تھے قتل کر دیے گئے۔ محمود شاہ جو پہلے سے زخمی اور رنجور تھا اس اندوہ ناک خبر سے جان برداشت ہوا۔ بہر کیف چالیوں نے ایک دستے چھاں گیر بیگ کے تحت میں تیلیا گڑھی کی طرف روانہ کیا لیکن جلال خان و خواص خان نے اس کو شکست دی اور چالیوں کو دوسرا فوج بھیجنی پڑی۔ اس اشنا میں شیرخان رام جلال خان و خواص خان اہنگلے کا خزانہ اور تمام مال و اسباب نے کر جھار کنڈ کی راہ سے رہتا س کی طرف آیا۔ اور چتنا من داس قلعہ دار رہتا س کو ایک برجمن کی سفارش سے حرم دلا کر خزانہ اور حورتوں کو قلعہ دار رہتا س کے حملے سے ڈالیوں میں پاہیوں کو نجیح کر اچانک اس قلعے پر قبضہ کر لیا۔

چالیوں نے میدان غالی سمجھ کر بنگالے پر قبضہ کر لیا اور دارالسلطنت گور کے نام میں تجسس نہ موسوم ہونے کے بعد اس کو جنت آباد کے نام سے موسوم کیا چند بیسے عیش و عشرت اور سرما غرفتہ دس بیس کرنے کے بعد چالیوں کو معلوم ہوا کہ اس کا بھائی سیرزا اہنگل دہلی کی طرف اپنی بارشاہت کی نکریں ہیں۔ اور شیرخان مغل سرداروں کو قتل کر کے موٹگیر پر قابض ہوا چاہتا ہو۔

چالیوں متروک ہو کر بنگالے سے روانہ ہوا اور موٹگیر کے قریب گنگا کو عبور کر کے

لہ اکبر نام صفحہ ۴۹ میں خود چتناں داں کو رہمن لکھا ہو۔ لیکن اور کسی تاریخ میں ایسا نہیں ہو۔

ٹہ توک جانگیری صفحہ ۲۲ میں لکھا کہ چالیوں کی مریعت کے وقت دلاور خان پر خورد دولت خان لو دی تھا۔ مونگیر میں مقام تھا۔ اور بعد کو شیرخان کی قید میں آگیا تو شیرخان نے اس کو ذکر کر کر لینا پاہا لیکن اس نے قبول نہ کیا۔

لیکن بعد میں یہ محجرات سے بھاگ کر شیرخان کے پاس چلے آئے۔

صوبہ بہار میں شیرخان کی شہزادی کا جعل معلوم کر کے ہمایوں نے ۹۳۷
میں ادھر کا رُخ کیا اور قلعہ چنار کا حاصہ کر کے اس کو مفتوح کیا۔ شیرخان
نے اسی زمانے میں بنگالے کے دارالحکومت شہر گورنگھنوتی اکھاڑہ کیا تھا
محود شاہ والی بنگالے نے ضيق حاصہ سے تنگ آگر مقابلہ کیا اور تھوڑی
لڑائی کے بعد شکست کھا کر کشتی پر سوار ہو کر حاجی پور کی طرف چلا آیا۔ اتفاقاً
اسی عرصے میں شیرخان بھی کسی زیندار کے خادم کے سبب بہار کی طرف چلا
آیا۔ اس کے بیٹے جلال خان بھی اور ایک سردار خواص خان نے بنگالے پر
قبضہ کر لیا۔ اور اس کے بعد ہی شیرخان خود بھی بہار سے فارغ ہو کر بنگالے
و اپس پہنچا۔ محمود شاہ بنگالے مونگیر کے قریب (مقام سورج گڑھ میں)
اس سے مقابلہ کیا۔ لیکن شیرخان کو پھر فتح ہوئی اور محمود زخمی ہو کر ہمایوں
کے پاس پہنچا اور اس سے مدد کا خواستگار ہوا۔

ہمایوں نے بنگالے کا عزم کیا۔ اور جب چنار سے آگے بڑھا، شیرخان نے اپنے
بیٹے جلال خان کو تیلہ اگڑھی اور سکری گلی کی گھاٹیوں پر تعینات کر دیا۔ ہمایوں
کے پڑنے آنے پر برسات آگئی تھی۔ اس لیے اکثر امرا نے برسات تک اس چم کو
ملتوی رکھنے کی صلاح دی۔ لیکن محمود شاہ نے کہا کہ شیرخان کو اب تک بنگالے
میں استقلال نہیں ہوا ہے۔ اس لیے اس وقت اس کو شکست دینا زیادہ آسان

۱۶۔ اکبر نام صفو، ۱۴۔ مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ کے ایک نئے میں اس جگہ بجائے
محود شاہ کے نصیب شاہ لکھ دیا ہو۔ حالانکہ تمام تاریخوں کی رو سے محمود شاہ ہی صحیح ہو اور
نصیب شاہ (نصرت شاہ) اس سے بہت پہلے مارا گیا تھا جو قبل میں مذکور ہو چکا ہو۔

میں مذکور ہر جس کی تفصیل کو خاص اس صوبے کی تاریخ سے چند اس تعلق نہیں۔

شیر شاہ نے ۹۳۶ھ میں خضر خان شروانی کو بھگلے کا حاکم مقرر کیا اور غالباً اسی کے بعد یلمان خان کراں کو صوبہ پہاڑ کا حاکم بنایا تھا۔ خضر خان نے محمود شاہ سابق سلطان بھگلے کی لڑکی سے شادی کر لی اور بادشاہوں کا طرز معاشرت اختیار کیا۔ شیر شاہ اس کی خبر لینے کو آگرے سے بھگلے کی طرف روانہ ہوا اور خضر خان را ہے استقبال کر کے اس کو لے جانے کو آیا تو اچانک قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد شیر شاہ نے امرا کو اپس میں لڑواکر طوائف الملوکی پیدا کر دی اور قاضی فضیلت شاہ کو عام امور کے فیصلے کے لیے چھوڑ کر خود آگرے واپس گیا۔

(۸) قلعہ پٹنہ کی تعمیر ۹۳۹ھ (۱۵۲۵ء)

تاریخ داؤدی میں مذکور ہو کہ شیر شاہ نے بھگلے سے واپس آگرہ میں گنگا کے کنارے قلعہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ معماروں اور خشت سازوں نے پانچ لاکھ روپ اس کے خرچ کا تخمینہ کیا۔ شیر شاہ نے بعض ستمبوں کی نگرانی میں کام شروع کر دیا اور کچھ عرصے میں ستمکم قلاع تیار ہو گیا۔

کرنل ویڈل نے لکھا ہو کر غالباً یہ قلعہ پانچ پیڑز کی اینٹوں سے تیار ہوا۔ اور اس کا سبب یہ بتایا ہو کہ تاریخ شیر شاہی کے مطابق یہ قلعہ دو نیل لمبا تھا۔

له طبقات اکبری اور ریاض السلاطین صفحہ ۳۴۱ میں قاضی فضیلت اور تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۲۲ میں قاضی فضیلہ کھا ہو۔ بداؤنی صفحہ ۲۳۷ جلد اول میں قاضی فضیلت کا اسم باسمی بقاضی فتحت در میان عوام شہور ہو، ”لکھتا ہو۔“

پہنچہ ہوتا ہوا بکسر پہنچا۔ شیرخان نے اپنی فوج ہمایوں کے پیچے لگادی اور صوبہ بہار سے نکلنے کے راستے بھی مسدود کر دیے۔ کچھ مدت تک طفین کی فوجیں چوسا کے قریب خیمد زن رہیں اور صلح کی گفتگو ہوتی رہی۔ بالآخر دو ہمینوں کے بعد شیرخان نے اپنے مرشد شیخ خلیل کو بھیج کر اس شرط پر صلح کی کہ بگالہ و بہار شیرخان کے قبضے میں رہے اور سکو خطبہ ہمایوں کے نام جاری ہو۔ شیرخان "الحرب خدعت" کا قائل تھا۔ اس نے قول و قسم سے ہمایوں کو مطمئن کر کے شب کو اچانک حملہ کر دیا۔ ہمایوں کی فوج کو ہتھیار اٹھانے کی بھی جہالت ملنی اور بدحاسی میں ندی کی طرف بھاگنے لگی۔ شیرخان نے کرنا سہ ندی کا مل پہلے ہی تڑپاڈ والا تھا۔ مغل پاہی جو تیغ کے گھاٹ نہ اترے کرنا سہ اور گنگا میں عزق ہوئے۔ حمزہ محمد زمان۔ مولانا بر علی۔ مولانا قاسم علی صدر اور مولانا جلال سنتوی وغیرہ کئی امرا ڈوب کر ہلاک ہوئے۔ خود ہمایوں اتفاقاً نظام سے کی مدد سے مشک کے سہارے پار اُمر کر چندر رفقا کے ساتھ تباہ حال آگرے پہنچا۔ یہ واقعہ لکھوڑہ کا ہے۔ اس ہنگامے میں ہمایوں کی ایک بیوی حاجی بیگم بھی شیرخان کی قید میں آگئی تھی لیکن شیرخان نے عزت و احترام کے ساتھ اس کو واپس بھیج دیا۔ جان بچانے کے مطے میں سچے نگہری بھر کے لیے ہندستان کی باڈشاہت پائی۔ اور اسی واقعے سے "ستے کی بادشاہت" (یعنی گھری بھر کا عیش یا حکومت) آزاد فریب بان کا محاورہ ہو گیا ہے۔

اس کے بعد ہمایوں کا قنونج کی طرف شیرخان سے شکست کھاتا اور وہاں سے لا ہیور کی طرف جانا، اور وہاں بھی قدم ذبحنے پر مند ہو کر فرار کر کے ایران کی راہ لیننا۔ اور شیرخان کا فتح مند ہو کر ہندستان کے تخت پر جلوس کرنا اور شیر شاہ کا لقب اختیار کر کے پانچ برس سے کچھ زیادہ بادشاہت کرنا تمام تاریخوں

اس کے مرتنے کی تاریخ "زاتش مرد" ہو۔ اس کی لاش سہرام لاکر عالی شان مقبرے میں دفن کی گئی۔ اس نے رفادِ عام کے کام بھی بہت کیے۔ سنار کا قرار دھاکہ سے پنجاب تک ایک مرکب بنوای اور اس کے دونوں جانب درخت نصب کرایا۔ اور جا بجا سڑائیں بنوائیں جہاں ہندو اور سلطان مسافروں کو رسدا رکھنا تادیا۔ چاتا تھا جس وقت شیرشاہ کھلے کو بیٹھتا گئے۔ جایا جاتا تھا جس کی آواز ایک سڑائے سے دوسرا سڑائے تک معا پہنچ جاتی تھی۔ اور اس طور پر سارے ملک میں پہیک وقت کھانا تقیم ہوتا تھا۔ باشم علی خان خانی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ بھیارے انھیں سڑاؤں میں کھانا تقیم کرنے والوں کی اولاد سے ہیں۔

زین کے اقسام کے مطابق مال گزاری کی تشخیص اور بندوبست کے

لہ شیرشاہ کی لاش کا سہرام میں مدفون ہونا تابعی بدافتن صفو ۲۳، جلد اول میں صریح طور پر مذکور ہے۔ اور شطح تاریخ نہ ہوتے ہیں۔

شیر شہ آن کے از منہاست اور شیر بزر آب دا ہم نہ خورد از جہاں رت و گفت پی خرد
سال تابعی آن زاتش مرد

انگریزی حکام نے مقبرے پر ایک کتبہ اس مضمون کا نصب کر دا ہے کہ "مقبرہ خود شیرشاہ نے اپنی زندگی میں تیار کرایا تھا۔ لیکن مقبرے کی عمارت پر عربی میں اصلی کتبہ موجود ہے۔ جس میں صاف و صریح مذکور ہے کہ مقبرہ مسلم شاہ نے ۹۵۷ھ میں تعمیر کیا ہے۔ مصلحت بیان یہ ہے:

"فی عهد الدوّلۃ نصیر الہلت و المُسْلِمِینَ قاطع البدعت وَالجُنُبِ السُّنْتِ الْمُوَلَّدِ
مِنَ السَّمَاءِ الْمُظْفَرِ مِنَ الْأَعْدَاءِ مُسْلِمٌ شاہُ الْأَسْلَاطَاتِ خَلَدَ اللَّهُ مَلْكُهُ وَ
سُلْطَانُهُ أَعْلَى اللَّهِ شَانَهُ بَنَی فِي سَنَةِ تَحْسِيلِیْنَ وَسَتَهُ وَتَسْعَیَةٍ"

اور اتنے بڑے قلعے کے لیے پانچ لاکھ روپ صرف مزدوری کو کافی ہو سکتے ہیں یہ راقم کے خیال میں یہ قیاس صحیح نہیں اس لیے کہ پائی مپڑ کے گھنڈروں میں جواہریں پائی جاتی ہیں وہ اس قلعے کی ایشوں سے بالکل مختلف ہیں۔ اور پائی مپڑ کے خوش نہاتر شے ہوئے پتھروں کا بھی کوئی وجود اس قلعے کے کسی حصے میں نہیں پایا گیا۔ برخلاف اس کے قلعے کا وہ پشتہ جو گنگا کے دھارے سے مکرا تارہتا ہو اور جس کو بشب ہبر لے غلطی سے پہاڑی میلہ بمحاذہ اس کی تعمیر ہو، بہو اس طور کی ہو جیسی راج گیریں بن گنگا نامی نالے کے قریب قدیم ترین قلعے کی نصیل ہو۔ غالباً یہ حصہ راجا جاتاں سڑک کے بنائے ہوئے قلعے کی یادگار رہ گیا ہو جس کی کیفیت اس راجا کے حالات میں بھی مذکور ہو چکی ہو۔ چینی جاتری یوانگ چوانگ کی تحریر سے بھی پایا جاتا ہو۔ کہ ۲۳۵۷ء کے قریب گنگا کے کنارے جو سرآباد تھا وہ نصیلوں سے محیط تھا۔ اس سے بھی قریب قیاس ہو کہ شیر شاہ نے کوئی نیا قلعہ نہیں بنوا�ا۔ بلکہ مپڑ نے قلعے کو مجدد دوست کرایا اور اس کے لیے اس زمانے میں پانچ لاکھ کی رقم کافی ہو گی۔

۹۱۔ شیر شاہ کی موت اور اس کے ورثا کا حال

شیر شاہ نے پندرہ برس حکومت کی اور اس مدت میں پانچ برس سے کچھ زیادہ سارے ہندستان کی بادشاہت کی۔ اور ۱۵۵۶ء مطابق ۱۵۱۴ء میں قلعہ کانجھ کی تحریر میں ایک سرٹگ کے پھٹنے سے باروت سے جل کر انتقال کیا۔

لہڈیکوری آف دی انگریز اکٹ سائٹ آف پائی مپڑ۔ مصنفہ گرل ویل ۱۵۸۶ء

بنگلے بھیجا۔ بہادر شاہ نے جنگ کر کے شہزادئاں کو قتل کیا۔ اور خود بربر
حکومت ہو کر اپنے نام سکد و خطبہ جاری کیا۔ عدلی شاہ نے خود بھگلے پر
فوج کشی کی اور مونگیر کے قریب (غالباً سورج گڑھ میں) سخت جنگ ہوئی
بہادر شاہ نے ۹۴۳ھ میں عدلی کو قتل کر کے اپنے باپ کے خون کا بدلا لیا۔
بہادر شاہ سوڑ نے چھوپرس حکومت کر کے ۹۴۶ھ میں انتقال کیا۔ اس
کے بعد اس کا بھائی جلال خاں سوڑ تین برس حکمران رہا۔ اس کے مرتنے پر
اس کے خود سال بیٹے کو عیاث الدین نامی ایک سردار نے مارڈا۔ اور
خود حکومت کر لے لگا۔ اس وقت سلیمان کراںی حاکم بہار نے اپنے بھائی
تماج خاں کراںی کو بنگلے روائز کیا۔ تماج خاں نے عیاث الدین کو شکست
دے کر بنگلے پر تبعثہ کر لیا۔

جس زمانے میں عدلی نے جونپور پر قبضہ کیا احمد خاں سور اور ابراہیم خاں
سوڑ بھیر شاہ کے بھی عہم میں تھا اور عدلی کی ہن بھی اس کے عقد میں تھی خود
اپنی اپنی سلطنت قائم کرنے کی فکر میں پڑے۔ احمد خاں نے اپنا القب سکندر سوڑ
رکھ کر پنجاب میں حکومت قائم کی اور ابراہیم سور نے دہلی پر قبضہ کر کے سکندر سوڑ
سوڑ سے جنگ کی۔ لیکن مغلوب ہو کر سنبل اور کالپنی کی طرف چلا آیا۔ عدلی کی
فوج نے اس کو بہار سے بیانز کی طرف بھکارا یا جس زمانے میں ہیمو بقال
بیانز کے محاصیرے میں معروف تھا۔

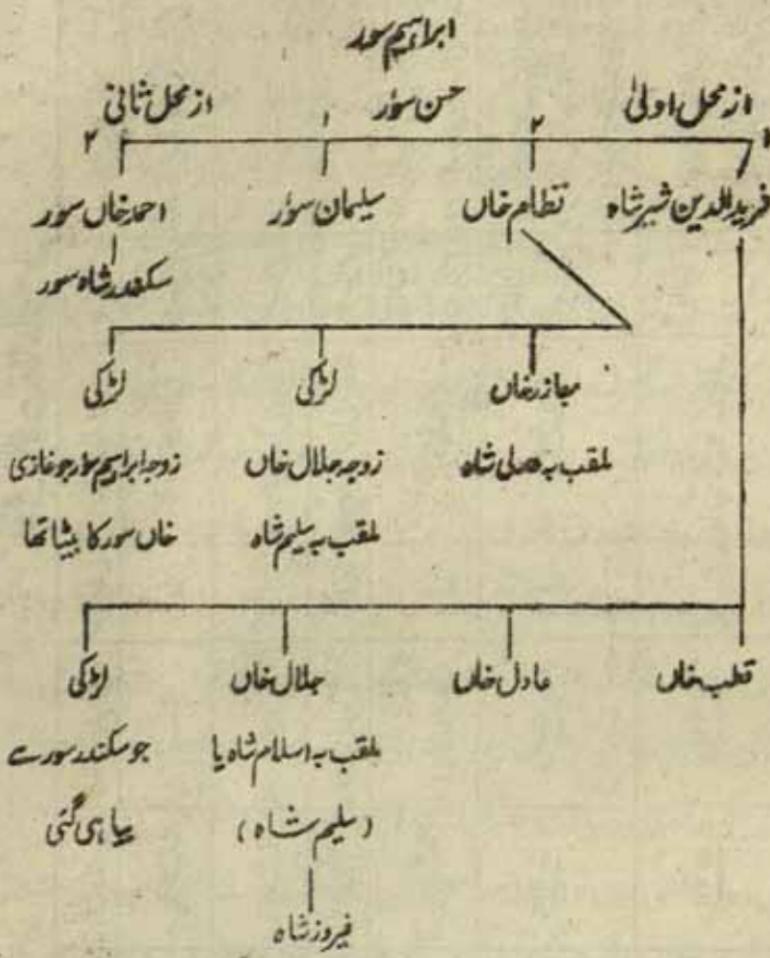
محمد سکر نے جون پور پر چڑھائی کی۔ عدلی نے ہیمون کو بیانز
سے طلب کیا۔ راہ میں آگرے کے پاس ہیمون اور ابراہیم سور میں
 مقابلہ ہوا۔ ابراہیم سور شکست کھا کر پڑنے آیا اور راجا رام چندر سے
جنگ کر کے گرفتار ہوا۔ لیکن راجانے اس سے بادشاہوں کی طرح

آئن جو اکبر شاہ کے زمانے میں زیادہ کمل ہوئے اور بعض ترجمہ کے بعد انگریزی حکومت میں اب تک جاری ہیں، حقیقتاً شیر شاہ کی میجاد سے تھے۔ رعایا کے معاملے میں اس کا عدل و انصاف بے نظیر تھا۔ البتہ مورخوں کا اعتراض ہو کر ہمایوں اور پورن مل کے ساتھ اس نے جہد شکنی کی۔ بعض اہل وطن نے وطنیت کے غلویں ہمہ تو جہیں بیان کر کے اس کے الزام کو سر سے ٹالنا چاہا ہے۔ لیکن جو فعل اپنے نفسہ ندوم ہو کسی طرح سخن نہیں ہو سکتا۔

شیر شاہ کے مرتبے پر اس کا بیٹا سلیم شاہ بادشاہ ہوا۔ اس نے اپنے ایک قرابت مند محمد خان سوڑ کو حاکم بنگال مقرر کیا اور سیلان خان کرلیان کو صوبہ بہار کی حکومت پر بحال رکھا۔ سلیم شاہ کے مرے پر نزدیک میں بیار زخان نے اپنے خرد سال بھائی نیروز خان پر سلیم شاہ کو صریح ظلم سے قتل کر کے تخت سلطنت پر تیغڈ کیا اور اپنا القب عادل شاہ رکھا جو عوام انس میں عدلی کے نام سے مشہور ہوا۔ محمد سور حاکم بنگال نے عدلی کو اپنے آقا کے بیٹے کا قاتل جان کر اس کی خلافت پر گمراہی اور جو نور پر چڑھائی کی۔ عدلی نے اپنے پسر مالا، ہمیون بقال کو مقابلے کے لیے تعینات کیا۔ اس جنگ میں محمد سور مارا گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا خضر خان سور اس کا جانشین ہوا۔ اس نے اپنا القب بہادر شاہ رکھا۔ عدلی نے شہباز خان نامی ایک سردار کو بہادر شاہ کی مقاومت کے لیے

لئے بہادر شاہ کا ایسا مارج ہو کہ اس نے دنخوب التواریخ صفحہ ۳۶۶، اس بادشاہ کے ہند میں پسیدا ہوتے پر ففر کیا ہے۔ لیکن پورن مل کے معاملے میں شیر شاہ کی جہد شکنی کا اعتراف کیا ہے۔ ابو الغفل نے اکبر نامہ صفحہ ۱۴۲ تا ۱۴۷ میں بعض تھسب سے شیر شاہ کا ذکر خلات کے ساتھ کیا ہے اور اس کو ڈاکو اور خاصب بتایا ہے جو مغلوں کے مقابلے میں کسی طرح سمجھ نہیں۔

۱۰۱) شجره خاندان شیرشاه سور



سلوک کیا اور ابراہیم سوئر آزاد ہو کر ادھر ادھر بارے پھرنے کے بعد اڑیسہ پہنچا۔ بالآخر ۹۶۵ھ میں سیلمان کراں نے اڑیسہ فتح کر کے ابراہیم سوئر کو قتل کیا۔ اور اسی طرح آوارہ حال ہو کر سکندر و سوئر کی زندگی کا بھی خاتمہ ہوا۔

لہ طبقات اکبری جلد دو مصفو ۱۲۲ و ۱۲۳ - اکبر نام صفو ۱۲۴ - تاریخ یدادی جلد اول صفو ۲۲۲ - فرشت صفو ۲۲۳ - ریاض السلاطین صفو ۱۵۱ تا ۱۵۳ اور استوار شہنشہی ۱۱ سے پوزابیان لاخونڈ ہو۔ ہشتری آف اڑیسہ مرتبہ بالو آزادی بینزی ۱۹۳ صفو ۲۲۲ میں طبوعہ سری ۱۹۳ میں

HISTORY OF ORISSA BY R.D. BANERJEE

مذکور ہو کہ اڑیسہ کے راجا مکنہ ہری چندن نے ابراہیم سوئر کو پناہ دی تھی۔ اور ایک جا اکیر بھی سقرا کر دی تھی۔ اکبر نے سیلمان خاں کراں کو ملی قلی خاں زماں کی مدد سے بازار بخت کے نیتے راجا مکنہ کو سے یہ مبلغ کر لی تھی کہ اگر سیلمان اکبر کی مقاومت کرے تو راجا نے کو سیلمان کی خلاف لفت کرے۔ لیکن جس زمانے میں اکبر قلعہ پتوڑ کے حاصلے میں معروف تھا۔ سیلمان کراں نے اور اس سوچ پا کر اڑیسہ پر چڑھائی کر دی۔ اور اس سوچ کے میں راجا مکنہ ہری چندن اور ابراہیم سوئر دونوں قتل ہوئے۔

شیخ علامی اور شیخ بڈھ طبیب کا ذکر

سیلم شاہ کے زمانے میں شیخ علامی نے ہدای ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور
طاعب اللہ سلطان پوری درگہ علائیے اس کے قتل کافتو، دیا تھا۔ اس زملے نے
میں صوبہ بہار میں شیخ بڈھ نامی ایک عالم و طبیب حاذق تھا جس سے شیرشاہ کو ایسی
عقیدت تھی کہ اپنے ہاتھوں سے اس کی جوتیاں سیدھی کرتا تھا۔ اور شیخ بڈھ کی
تصنیف شرح ارشاد قاضی بھی ہندستان میں بہت شہرو تھی سیلم شاہ نے اور
علیٰ کو صاحب غرض جان کر شیخ علامی کو شیخ بڈھ کے پاس بہار روانہ کیا کہ اس کے
فتاوے کے مطابق عمل کیا جائے۔ شیخ علامی نے شیخ بڈھ کے گھر میں سرود و ساز اور
بعض خلافت شرع یا تین دیکھ کر اعراء المعروف و ثبی عن المنکر کے اصول پر ان باتوں
کو روکنا چاہا۔ شیخ بڈھ نہادت محرر و قریب پر مرج ہونے کے بعد بات کرنے کی
سکت تھی کہتا تھا۔ اس کے بیٹے اور پوتوں نے جواب دیا کہ ہندستان میں بعض
رسومات و عادات اس طور کی ہیں کہ اگر ان کو روکا جائے تو نقصان دینی و جانی کا
احتمال ہوا اور ہندستان کی ناقص العقل عورتیں اس نقصان کو نتھجہ اعتاب جان گر
کفر اختیار کرنے کو آمادہ ہو جائیں گی۔ ایسی صورت میں فتنہ کفر سے بہتر ہے۔ شیخ
علامی نے جواب دیا کہ یہ خیال فاسد ہو۔ اس لیے کہ جب ان کے عقیدے میں
شرع کی وقعت دنیاوی نقصان سے کم ہو اور امر معروف کو شخصی سوت اور ضرر
مال و جاہ سمجھتی ہوں تو ان کا اسلام ہی کیا ہو اور ان سے تکلیح کب درست ہو کر
ان کی مسلمانی کا انسوس کیا جائے۔ شیخ بڈھ کے لڑکے خاموش ہو رہے اور شیخ بڈھ
نے معذرت اور استغفار کر کے شیخ علامی کی بے حد تھیں کی اور سیلم شاہ کے نام
میں شاید ملک العلما دولت آبادی کی تصنیف ارشاد مراد ہو۔

سورة نبیش مسلم

صوبہ بہار کی حکومت پر ماسور تھا۔ شیرشاہ کے بعد سلیمان شاہ کے عہد میں بھی یہ اپنے عہد و منصب پر قائم رہا۔ جب سور خاندان کی سلطنت کو زوال آیا اور بیگانے میں محمد خان سور کے خاندان کا خاتمہ ہوا۔ اس وقت سلیمان خان نے اپنے بھائی تاج خان کو بیگانے بھیج کر بہار بھی دخل جایا۔ تاج خان کے مرے پر^{۲۹} میں سلیمان خان بلا شرکت احمدی بہار کے علاوہ بیگانے کا بھی بادشاہ چو گیا۔^{۳۰} میں سلیمان نے اڑیسہ فتح کر کے اکثر حصہ کو اپنی حکومت میں شامل کیا۔^{۳۱}

سلیمان شاہ کے مرے پر^{۳۲} میں ہمایوں نے دوبارہ ہندستان آگردہ بی^{۳۳} پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے مرے پر^{۳۴} میں اکبر تخت نشین ہوا۔ زمانے کی نیزگی کو دیکھ کر سلیمان خان نے آشتی و مدار اسے کام لیا اور اکبر کے پاس تحف بھیج کر اس کو راضی رکھا۔ سلیمان خان نے یا وجود خود مختار حکمران ہونے کے بادشاہ کا لقب اختیار نہ کیا اور محض حضرت اعلیٰ کہلانے پر قناعت کی۔

نے^{۳۵} میں اکبر شاہ نے خان زمان علی قلی خاں حاکم جونپور پر اس کی بغلو^{۳۶} کے بدب فوج کشی کی۔ خان زمان نے قبل میں شاہی فوج کو شکست دی تھی لیکن اس وفعہ نہزرم ہو کر حاجی پور میں پناہ لی۔ خان زمان سلیمان کرار ایسی سے توی ربط رکھتا تھا۔ اس لیے اکبر نے حاجی محمد خان سیستانی کو سلیمان کرار ایسی کے پاس اس غرض سے پر طور سفیر روانہ کیا کہ سلیمان کو خان زمان کی مدد سے باز سکے۔ لیکن محمد خان سیستانی قلعہ رہتا سی ہی تک پہنچا تھا کہ پٹھانوں نے جو خان زمان سے اتحاد رکھتے تھے محمد خان کو گرفتار کر کے خان زمان کے پاس بھیج دیا۔ خان زمان محمد خان کا قدیم آشنا تھا۔ اس لیے اس نے اسی کو شفیع بن اکر بادشاہ سے معافی چاہی۔^{۳۷}

اس مضمون کا خط لکھا کہ ایمان سند مہدویت پر موقوف نہیں اور ہدی ہوتے کی
علامتوں میں اختلاف ہو۔ اس لیے شیخ علامی کے کفر و نشق کا فتوا نہیں دیا جاسکتا
غایت یہ ہر اس کا شبدہ رفع کر دیا جائے۔ شیخ بڈھ کے لڑکوں نے شیخ بڈھ کو مجھا یا کہ
یہ فتوا ملا عبد اللہ صدر الصدور کے فتوے کے خلاف ہے اس لیے اس کے بعد
دربار سے یقینی طلبی کافران آئے گا اور اس پیری میں تم دُور و دراز کے سفر کی
مشقت نہ اٹھا سکو گے۔ آخر انہوں نے خواہ مخواہ شیخ بڈھ کی جانب سے خود دو صل
خط سلیم شاہ کے نام اس مضمون کا لکھ دیا کہ اس وقت ملا عبد اللہ بڑا محققِ عالم
ہے۔ اس کا فتوا بہترین فتوا ہے۔

(۱۲) سلیمان خان کرارانی نے ۹۵۰ھ تا ۹۸۲ھ (۱۵۶۲-۳۲)

سلیمان خان کرارانی امارے شیرشاہی میں تھا اور شیرشاہ کے وقت سے

لہ پادوی جلد اول صفحہ ۴۰ میں مختص نہ کرو ہے۔ طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۱۱ میں اور اسی کے
مطابق تاریخ فرشتے میں بھی مختصر پایا جاتا ہے۔ یہ واقعہ ۹۵۹ھ کا ہے۔

طبقات اکبری جلد اصفہن ۲۲۳ میں شیخ بڈھ کا ذکر ہے اس طور پر بھی پایا جاتا ہے کہ ایک
برہمن کے اس قول پر کہ "اسلام حق است و دین من نیز درست است ایں سخن گوش علا
رسید قاضی پیارہ و شیخ بڈھ کہ ہر دو رکھنی تو بوند پتھیف فتوا می دادند" حیدر آباد میں
تاریخ فرشتے کا جو ترجیح شائع ہوا ہے اس میں نظری سے شیخ بڈھ کا دعا بجائے بہار کے ایک
غیر معروف جگہ بتایا ہے۔

لہ اکبر نام اور بداؤنی میں کرارانی اور طبقات اکبری صفحہ ۱۳ جلد دوم میں کرارانی اور فرشتہ د
ریاض اسلامیین میں بھی کرارانی ہے۔ اس اختلاف کا بسب معلوم نہیں۔

میں ساری رات ڈکر و عبادت میں گواریتا تھا۔ قصہ بہار میں مخدوم الملک کی درگاہ کے حلقے کے اندر جو صندل دروازہ مشہور ہے۔ اس جگہ شفیع کا ایک کتبہ ہے جس میں سیمان کا نام بھی مذکور ہے۔

(۱۱۲) بایزید خان ۹۸۰ھ (۱۵۶۷ء)

سیمان گراہی کے مرلنے پر اس کا برٹا لڑکا بایزید اس کا جانتین ہوا۔ لیکن چند ہمیںوں کے اندر اس کے چیزاو بھائی ہائونامی اور بعض پٹھانوں نے دغستے اس کو دیوان غلطی میں قتل کر دیا۔ ہائونا ہاتھا ک تعداد مندیا است پر منکن ہو جائے مگر لوڈی خان افغان نے جو سیمان گراہی کے معتقد سروار دل میں تھا۔ اس کی تعداد بیر پلٹے ندوی تھے۔

(۱۱۳) داؤ خان ۹۸۱ھ تا ۹۸۲ھ (۱۵۶۸-۶۹ء)

ایزید کے مارے جانے پر اس کے چھوٹے بھائی داؤ خان نے تخت نشین ہو کر بہار و بہگار و اڑیسہ میں اپنا خطیب و سکر جاری کیا۔ ابتداء میں داؤ خان نے بہت کچھ مستعدی سے کام لیا۔ لیکن سیمان گراہی کے جمع کروہ خزانے اور فوجی سامان نے جس میں چالیس ہزار سوار ایک لاکھ چالیس ہزار پیاسے بیس ہزار بندوق اور توپیں۔ تین ہزار چھوٹے نیل اور کئی سرفرازے (رجلی کشتیاں) لئے بداؤنی جلد دوم صفحہ ۱۶۳ و ۳۰۰۔ ۵۲ بداؤنی صفحہ ۱۶۳ و ۳، جلد دوم کے سطحیں بایزید پائیں جسے جیتنے حکمران نہ پا اور باسو بایزید کا ہوتی تھا۔

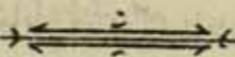
اسی زمانے میں اکبر نے عین قلب خزانچی اور چاپاٹ کو بوبشیر شاہ اور سلیم شاہ کے درباریوں میں تھا۔ اور فنِ حوسیقی اور ہندی شاعری میں بھی بے عدلی تھا، پس توکیل مقرر کر کے راجا کے پاس اس منشاء روانہ کیا کہ اس کو خان زمان کی مرد سے باز رکھئے اور سیلمان کرا رانی سے بھی سازی باز نہ رکھئے۔ راجا نے کورنے ان شرطوں کو خوشی سے قبول کیا اور بعض تحفے اور ہاتھی بھی اکبر کے پاس روانہ کیے۔

۲۹۷ میں سیلمان کرا رانی نے قلعہ رہتاں کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ فتح خان افغانی قلعے دار رہتاں نے اکبر کی حکمت علی کا حال معلوم کر کے اپنے بھائی حسن خان کو اس کے پاس بھیج کر یہ درخواست کی کہ کوئی سعید شاہی عمل یہاں بھیج دیا جائے تو قلعہ اس کے پر و کر دیا جائے۔ اکبر نے اس قلعے کے یوں چفت ملنے کو غنیمت بھیج کر جونپور سے قلعہ خان کو حسن خان کے ساتھ روانہ کیا۔ سیلمان کرا رانی نے اس کی خبر پاکر خود محاصرہ اٹھایا۔ اس کے ہٹ جانے پر فتح خان نے خفیہ اپنے بھائی حسن خان کو اطلاع دی کہ قلعے میں زخیرہ بہت کافی جمع ہو گیا ہے۔ کسی جیل سے جلد وابس چلے آؤ۔ اس اثنامیں قلعہ خان چلا ہی آیا۔ تب فتح خان نے ظاہری مدارات اور زبانی اخبار اطاعت سے کام لیا۔ لیکن قلعہ خان اس کے نفات سے آگاہ ہو کر بغیر قلعے پر قبضہ کیے واپس گیا۔
۲۹۸ میں انتقال کیا۔ یہ اپنے زمانے میں نہایت سلماں کرا رانی نے

بیدار صخر اور ہر دل عزیز حکمران تھا۔ اس نے صوبہ بہار دہکال و اڑیسہ میں خود منتداہ حکومت کی۔ علا، اور مشاخ کا بھی قندهان تھا۔ اس کی جلسوں میں ستون ڈیڑھ سو مشاہیر علامہ و مشائخ موجود رہتے تھے۔ اور یہ اکثر ان کی صحبتوں

اور جب ان کی فوج چڑھ آئے گی پھر کچھ بنائے نہ بنے گی۔ اور اگر ان سے جنگ ہی ہی کرنا ہو تو پیش دستی کر کے اول خود ہی حملہ کر دو کہ اس کا اثر کچھ اور ہو۔ داؤ دخانے ان باتوں کو غرض آلو دسمحکم گرلو دی خان کو قتل کرائے اس کا سارا مال ضبط کر لیا۔

شرانط صلح سے اکبر کی نارضامندی اور داؤ دخان کی بیزاری اور لو دی خان کے قتل کا حال معلوم گئے کہ خان خانان ان شکر گران کے ساتھ پٹنہ پر چڑھ آیا۔ داؤ دخان نے سون اور گنگلے کے ملاپ کی جگہ کے قریب مقابلہ کیا۔ لیکن اول ہی حملے کے بعد پس پا ہو کر قلعہ پٹنہ میں جس کو اس نے مرتبت کر کے مستحکم پتار کھاتھا قلعہ بند ہو گیا۔ خان خانان نے اس کا محاصرہ کیا۔ لیکن داؤ دخان کے سامن کو اپنے اندازے سے زیادہ دیکھ کر اکبر سے مک کی استدعا کی اور خود بادشاہ سے نفس نفیس اس مہم پر آئے کی درخواست کی۔



۱۰ طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۲۸۲ و بداؤ نی جلد دوم صفحہ ۱۱ اور تاریخوں میں بھی ہر۔

۱۱ بداؤ نی جلد دوم صفحہ ۲۸۴۔ طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۲۸۳ و اکبر نامہ جلد دوم صفحہ ۱۱۳۔

شامل تھے، رفتہ رفتہ طبیعت میں اتنا نیت پیدا کر دی۔ اس نے اکبر پادشاہ کی کچھ پروانہ کی اور تختے و عراض جو سلیمان کے وقت سے دربار شاہی کوار سال کیے جلتے تھے یک قلم سو قوف کر دیے اور قلعہ زمانیہ (صلح غازی پورا) پر جس کو خان زمان حاکم جو پورتے آباد کیا تھا اور اس وقت حاکم شاہی کی خرتی سرحد پر ایک مرکزی مقام تھا پر زور قبضہ کر لیا۔

اکبر کو گجرات (قلعہ سورت) میں اس کی خبر پہنچی تو فوراً منعم خان خان خانان حاکم جو پور کو داؤ دخان کی تنبیہ اور ملک بہار کی تنجیر کا حکم دیا۔ خان خانان نے لشکر گرائیں ساتھ نے کر بہار پر پڑھائی کر دی۔ اس کے پشت اور حاجی پور پہنچنے پر تھوڑی سی چھپڑی چھاڑ کے بعد داؤ دخان کے نامی سردار لودی خان نے در میان میں پڑ کر اس شرط پر صلح کر دی کہ داؤ دخان دو لاکھ روپ نقد اور لاکھ روپ کی اشیا پیش کش دے کر اکبر کا بلج گزار رہے۔ خان خانا نے سلیمان کرار اینی کا قدم آٹا ہونے کے بہبوب میں صلح قبول کر لی اور جلال خان کروڑی کو سمجھ کر پادشاہ سے اس کی منتظری چاہی۔ اتفاق سے یہ صلح اکبر اور داؤ دخان دو میں سے کسی کو پت نہ آئی۔ اس اشتاییں قتل خان حکیم اڑیسہ اور سریدھر بنگالی کے بہکانے سے داؤ دخان نے بدھن ہو کر لودی خان پر خان خانان سے ساز بازار کھنے کا گمان کیا۔ لودی خان اس وقت تلعہ ہتا اس پر قابض تھا۔ داؤ دخان نے کسی چیلے سے اس کو گرفتار کر کے سریدھر بنگالی کے ہوابے کیا۔ لودی خان نے قید خانے ہی سے قتل خان اور سریدھر کو مجھیا کر آگر مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو قتل کرو۔ لیکن مغلوں سے صلح نہ کر دے گے تو بھتافج

پہنچ سے ٹکل کر بادشاہی فوج سے جنگ کی اور شکست کھا کر با را گیا۔ اکبر نے پھر سا سے موشن دو منی رعلائقہ بھرج پور اپنی کر قاسم خان کو خان خانان کے پاس روانہ کر کے دریافت کیا کہ اب کس راہ سے آنماں سب ہو۔ خان خانان نے اطلاع دی کہ شاہی سوری بذریعے کشتی اور باتی لشکر بڑا شکی چلا آئے۔ ۱۶۰۷ء فتح الشانی شہزادہ کو اکبر پہنچ کے قریب پہنچا۔ خان خانان نے استقبال کر کے اس کو اپنی فرودگاہ میں تھیرا لایا اور خداں بہانہ دریں پیش کیں یہ

۲۱ حاجی پور کی فتح ۹۸۲ھ

اب تک خان خانان نے ہر چند پڑا ازور لگایا تھا لیکن قلعہ پہنچ مفتوح نہ ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اہل قلعہ کو حاجی پور سے بذریعے کشتی تمام ضروریات بھم سخنچی تھیں اور خان خانان اس کی روک تھام سے باجز تھا۔ امرا سے مشورہ کر کے اکبر نے ۱۶۰۷ء فتح الشانی کو خان عالم چله بیگ نے کوتین ہزار پیاہ اور لوازمات تلعہ گیری کے ساتھ مستعد دشمنیوں پر حاجی پور روانہ کیا اور راجا گھنٹی زمین دار صوبہ بہار کو بھی لکھ کر اس تعمیقات کیا باوجود یہ اس موسم یعنی ماہ اگست میں گنگا کا پائی کنی میں کا ہوتا ہو۔ خان عالم نے گنگا پار پہنچ کر خشکی و تری ہر دو طرف سے حاجی پور کا سحاصرہ کیا۔

اکبر نے پہنچ میں گنگا کے کنارے شاہم خان چلا تر کے سورپتے پر ایک

ملہ یداؤنی جلد دوم صفحہ ۹۱۴۔ طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۲۸۳۔ اکبر نام جلد سوم صفحہ ۱۱۳۔

لئے خان عالم چله بیگ پر ہدایا کوکہ مرزا کا هر ان برادر ہمایوں بادشاہ۔ اس کا

حال ماڑا لامرا میں موجود ہو۔

باب دوازدهم

بہار و بنگال میں شہنشاہِ اکبر کی حکومت

(۱) پٹنسہ میں اکبر کی آمد اور فتح ۹۸۲ھ (۱۵۷۳ء)

خان خاناں کے اتحاد پر اکبر ۲۹ صفر ۹۸۲ھ (مطابق ۱۵ جون ۱۵۷۴ء)
 کو بذریعے کشتی آگرے سے روانہ ہوا۔ اس سفر میں شہزادوں اور بعض اہل حرم
 کے علاوہ راجا بھلگوan داس، راجا ان سنگھ، شہباز خاں، راجا بیریل، قائم
 خان امر بحر وغیرہ وغیرہ انتیں امرا ساتھ تھے۔ اس لیے متعدد بڑی بڑی
 کشتیاں خاص اہتمام سے تیار کرائی گئی تھیں اور شاہی فوج بر ایمنی خشکی
 کی راہ سے روانہ کی گئی تھی۔ ۲۳ ربیع الاول ۹۸۲ھ کو اکبر نے پریاں ہنچ
 کر کہاں عالی شان عمارت تیار کرنے کا حکم دیا اور شہر کا نام ال آباد رکھا اور
 ۲۵ ربیع الاول کو بنارس آکر شیرپیگ تو اپنی کو ایک سرینع السیر کشتی میں روانہ
 کر کے اپنے پٹنسہ آنے کے متعلق خان خاناں کی صلاح دریافت کی۔ خان خاناں
 نے جلد تشریف لائی کی صلاح دی۔ اس لیے ۲۶ ربیع الشانی کو عورتوں اور
 شہزادوں کو جنپوز بھیج کر اکبر خود چوسکی طرف روانہ ہوا۔ اس عرصے میں فوج
 بھی جو خشکی کی راہ سے روانہ ہوئی تھی۔ غازی پور کے قریب آگئی۔ ۲۷ ربیع الشانی
 کو چوسا پہنچ کر خان خاناں کی تحریر سے معلوم ہوا کہ میسی خان تیازی نے قتل

سب کچھ موجود تھا۔ اس نے بزرگی کو راہ دی، اور ۲۱ ربیع الثانی روز یک شنبہ کو آدمی رات گئے کشتی پر سوار ہو کر قلعے سے مکل بھاگا۔ سریدھر بنگالی جس کو داؤ دخان نے بکریا جیت کا القب دیا تھا، مال و خزانہ کشتی پر لاد کر چکھے چیچے ساتھ ہو ہیا اور گوجرانے فیلوں کو لے کر فتوحہ کی طرف سے خشکی کی راہ اختیار کی۔ ہل پل اور گھیراہٹ کے بدب کچھ لوگ دریا میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے اور کچھ خندق اور گڑھوں میں گر کر ہاتھیوں سے پا جمال ہو گئے۔

بس وقت گوجرانے پن پن ندی کے قریب (فتحہ) پہنچا۔ آدمیوں کے ہجوم کے بدب پل بج سے ٹوٹ گیا۔ بھل گئے والوں نے بے بسی میں اپنے سامان اور ہتھیار پھینک دیے اور کسی طرح تیر کر پا رہو گئے۔ اکبر نے میں مذکور ہو کر دوسرا سے روز عالم الناس نے ندی میں اور ادھر ادھر پہت سے ہتھیار اور اشراقیاں پائیں۔

آخر شب میں اکبر کو داؤ دخان کے فرار کا حال معلوم ہوا۔ علی الصباح بادشاہ نے دہلی دروازے (یعنی چھپم دروازہ) سے قلعے میں داخل ہو کر چار گھروں قیام کر کے شہر میں امن و امان کی منادی کرمی۔ اس کے بعد خان خانا ن کو یہاں چھوڑ کر خود گوجرانے کے تعاقب میں سوار ہوا۔ پن پن ندی سے گزر کر اکبر نے موضع دریا پور (از پٹنہ بست و شش کرودھ) پہنچ کر ریاگ روک لی۔ اور یہاں سے شہباز خان سیر بخشی اور مجنوں خان قاتال کو گوجرانے کی تلاش میں روانہ کیا۔ انہوں نے سات کو س آگے جا کر معلوم کیا کہ گوجرانے افتاب و خیزان کل بھاگا۔ اکبر نے چھوڑنے دریا پور میں قیام کیا۔ اس اشتان میں خان خاتا ن بھی پٹنہ سے یہاں چلا آیا۔ پٹنہ میں علاوہ اور مالی غنائمت کے داؤ دخان کے چھپن ہاتھی شاہی فوج کے ہاتھ آئے تھے۔ اس تعاقب سے

بلد میلے سے جنگ کا معانی کرنا چاہا۔ لیکن دوڑی اور دھتوں اور گرد و غبار کے سبب کچھ صاف نظر آیا اس لیے عصر کے قریب کچھ آدمیوں کو تین کشیوں میں بھاکر تحقیق حال کے لیے روانہ کیا۔ پٹھان ان کشیوں کو دیکھ کر متعدد کشیوں پر مقابلے کو نکل آئے۔ لیکن یہ تینوں کشیاں صحیح وسلامت خان عالم تک پہنچ گئیں۔ خان عالم نے حاجی پور فتح کر کے فتح خان بارہ قلعہ دار اور اس کے ساتھیوں کے سرکاث کراکبر کے پاس بھیج دیے۔ اس فتح کی تاریخ حسب ذیل ہے۔

چہرہ شہ دین بہر کشاو پٹنہ	انداخت چو سای در سوا د پٹنہ
مشی خس د فتح بلاد پٹنہ	فی الحال رقم ز دا ز پٹنہ تائیخ

۵۹۸۲

(۳) داؤ دخان کا فرار اور اکبر کا تعاقب

اکبر نے فتح خان اور اس کے ساتھیوں کے سرداروں کو داؤ دخان کے پاس بھیج دیا کہ دیکھو اب تمہارا بھی یہی حال ہونے والا ہو۔ سرداروں کے مشاہدے سے داؤ دخان کے پارے ثبات میں بغرض اگئی۔ اس نے فی الفور صلح کا پیام دیا لیکن اکبر نے جواب دیا کہ داؤ دخان تنہا اگر اعتذار کرے۔ یا اگر رہمت رکھتا ہو تو تنہا بمحض س مقابلہ کرے۔ یہ بھی نہیں تو اپنے کسی سردار کو نہیں کسی سردار سے تنہا الظروار کر دیکھی یا کم از کم اپنائوئی با تھی ہی سیرے ہاتھی سے بھرا کر دیکھ لے۔ جس طرف غلبہ ہو ملک اسی کارہے ہے۔

باوجود دیکھ اس وقت داؤ دخان کے پاس میں ہزار سوار اور فیل و توپاں

۱۔ طبقات اکبری جلد دوم ص ۲۸۷۔ بدلتی جلد دوم ص ۱۵۹۔ اکبرنامہ جلد دوم ص ۱۳۱

۲۔ یہ سکالر ریاض السلاطین صفحہ ۱۵۸ امیں صراحت کے ساتھ منکور ہے۔

اس کے سر کے اڈ پر سے گزر گیا۔ اس لیے اس کا بیان اس بارے میں زیادہ توجہ کے قابل ہو۔ خواجہ نظام الدین احمد مؤلف طبقات اکبری اور بدراوی دو نوں کا بیان بھنسے اس جگہ نقل کیا جاتا ہو۔

(طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۱۴۷) دہم تاریخ ذکور کہ ہیزد ہم ماہ ربیع الثانی ۹۸۲ھ پا شد حضرت شہریار جہاں بعزم ملاحظہ قلعہ و اطراف دھماکی شہر بکھل سوار شدہ برخی پہاڑی نام جائے کہ حمازی قلعہ واقع است برآمدند۔ و این ریخ پہاڑی پنج گنبد بست کہ کفر و در سوابق ایام پخت پخت برقطار ہم برآوردند۔ و آنحضرت اطراف و جوانب قلعہ را به نظر احتیاط ملاحظ فرمودند۔ و افغانان را کہ از بالائے بازوئے حصاء و بروج قلعہ پشم برخشم بادتا ہی و کوکہ شاہنشاہی اقتاد و مرگ خود معاشر نموده پیغام و انتدہ ک کطم ارجمند شان بمحییہ شد و نہال امید از ریخ اقتاد و بایوجد آن حرکت المذکوری نموده چنان ضریب زن بجانب پہاڑی اندراختندہ از وسطیں گزندے پرستیج کس نہ رسیدہ۔

(پہاڑی جلد سوم صفحہ ۱۰۹) در شانزد ہم ایس ماہ قریب برخ پہاڑی کہ بدوس کردہ پشنه ریخ گنبدیست متغارب بلند کہ کفار سابق ہند نشد پختہ برآورده بودند و در منزل خان خانان نزول واقع شد۔ . . . (صفحہ ۱۸۹) در دزدیگر برخ پہاڑی برآمدہ نظر اجمالي بر قلعہ پشنه اندراختہ اطراف و جوانب آن لما حاضر فرمودند و افغانان حرکت المذکوری کرد، مرگ خود را نسب العین گردائندند تو پہاڑے بزرگ می اندراختند کہ از سافت سکرده در آرد و می افتاد و تو پے از بالائے سرفیکر در خیمه سید عبد اللہ خان چوگان بیگی (حاکم بیانہ و بخونہ می بروم گزشت و حق تعالیٰ نگہ راست و چند روز ہملت یا فتح

چار سو ہاتھی اور بھی قبضے میں آگئے۔ اکبر نے اپنی ہمراہ فوج سے دس ہزار
سوار اور تمام کشتیاں جو ساتھ آئی تھیں خان غانمان کی لکھ میں دے دیں۔
اور فوج کی مختواہ میں تیس وچالیس فی صدی کا اضافہ کر کے خان غانمان کو تما
بھاروں مکالے کے بناء پرست پرہام اور کیا۔

دریا پور سے واپس ہوتے ہوئے اکبر نے قصیدہ غیاث پور میں چاروں
قیام کیا۔ اور مظفر خان تربتی اور فتحت خان کو قلعہ رہتاں کی طرف روانہ
کر کے خود سراجہاد الاول ۹۸۲ھ کو قلعہ پٹنہ میں واپس آیا۔ اور دوسرے روز
یہاں سے فتح پور، حصہ جاکر، رجہادی الاول کو جنپور واپس گیا ۹۸۴ھ
داود خان کی اس شکست کی تاریخ سورخون نے اس طرح لکھی ہے۔

ملک سیلان زوال اور فتح

۹۸۴

۱۳۶ تاریخ پہاڑی کا ذکر

داود خان کے فرار سے پہلے تاریخ ۲۵ امرداد کو اکبر نے پٹنہ میں تاریخ پہاڑی
پڑھ کر اطرافِ حوالی قلعے کا معاینہ کیا۔ اس وقت پٹھانوں نے قلعے کے حصہ
اور برجوں سے توہین چھاتیں۔ لیکن اس حرکت المذبوحی سے کسی کو کوئی گزندشتہ
پہنچی۔ انگریز سورخون نے اس تاریخ پہاڑی کا ذکر تاریخ ہند مرتبہ AND FORT
DAWSON جلد پانچ کے حوالے سے لکھا ہے۔ اور گور منٹ گریٹر میں بھی اس
کا ذکر ہے۔ لیکن ان سب کا خذ طبقات اکبری ہے۔ پھر کہ بداؤنی اس وقت اکبر
کی فوج کے ساتھ خود پٹنہ میں موجود تھا۔ اور وہ لکھتا ہے کہ توب کا ایک گولہ

تعینات کیا۔ لیکن یہ دونوں جنید خان سے مغلوب ہو کر اسے گئے۔ ٹوڈر مل نے اور بعض امرا کو ساتھ لے کر مقابلے کا قصد کیا۔ لیکن جنید خان خود بھاگ کر جنگل کی طرف چلا گیا۔ ٹوڈر مل مدنی پور میں قیام کر کے آگے بڑھنے کے تہبیہ میں تھا۔ اتفاقاً اسی زمانے میں محمد قلی خان برلاس نے بیوار ہو کر انتقال کیا۔ اور اسی کے بعد قیا خان گنگ کسی خفیف بدب سے رنجیدہ ہو کر شاہی فوج سے میجیدہ ہو گیا۔ خان خاناں کو یہ حال معلوم ہوا تو شاہم خان جلائر، شکر خان میز سخنی و خواجہ عین الدین جنگ کو راجا ٹوڈر مل کی گلک کے لیے روانہ کیا۔ اور یہ لوگ برداون پہنچ کر راجا نذکور سے لمحہ ہوئے۔ ٹوڈر مل نے بھماجھا کر قبا خان کو بھی ساتھ لے لیا۔ جاموسوں نے اطلاع دی کہ روانہ خان اہل و عیال کو گلک میں چھوڑ کر خود جنگ کے تہبیہ میں ہے۔ اس وقت خان خاناں خود ٹوڈر مل سے آملہ اور کوچ کر کے اڑیسہ کی طرف روانہ ہوا۔

پٹھالوں نے مقام بھجورہ ضلع بالا شد کے قریب خندق بنائی جنگ کی تیاریاں کی تھیں۔ خان خاناں کے پہنچنے پر خواہی نہ خواہی جنگ چھڑا گئی۔ ۱۵۱۵ء مارچ ۲۳ء کو طرفین نے صافیں آبراست کیں۔

اس دفعہ پٹھالوں نے ایسی زبردست یورش کی کہ خان خاناں کی فوج بالکل درہم برہم ہو گئی۔ میں سرکر میں گوجر خان نے قریب پہنچ کر خان خاناں کو چند ضرب شمشیر سے زخمی کیا۔ اور ہر چند خان خاناں نے کوڑے سے اس کا جواب دیا۔ لیکن پٹھان دعا کرتے ہوئے نصف میل تک بڑھ آئے۔ قریب تھا کہ شاہی فوج کو شکست ہو جائے۔ لیکن اتفاقاً کسی جانب سے ایک تیر آکر گوجر خان کے لگا۔ اور اس کے گرتے ہی پٹھالوں

لہ پر جنگ ضلع بالا سور میں داقع ہوئی۔ غالب تکریزی نامی بھتی کے قریب۔

اگرچہ معلوم نیست کہ اس امہال تاں جوواہر بود۔

۱۵) منجم خان خانان ۹۸۳-۸۲ھ (۱۴۷۴-۱۴۷۵ء)

پٹنے کی فتح کے بعد منجم خان خانان سپہ سالار نے داؤ خان کا تعاقب کیا۔ داؤ خان نے پٹنے سے فرار کر کے تلیا آگرہ صی کو مستحکم کیا اور یہاں سے ٹانڈہ پہنچا۔ خان خانان کی فوج نے دعاوہ کر کے موں گیر بھاگل پور اور کھل گاؤں تک قبضہ کر لیا۔ اور تھوڑے مقابلہ کے بعد تلیا آگرہ صی کو بھی فتح کر لیا۔ شاہی فوج کے پہنچے کی خبر پاکر داؤ خان نے ٹانڈہ سے بھی فرار کیا اور اڑیسہ جاکر سامن جنگ درست کرنے میں مشغول ہوا۔

پٹھانوں نے آگ محل راج محل اکی گھاٹیوں کو بہت سخت کر کھا تھا۔ لیکن شاہی فوج نے غیر سلوک راہ سے گزر کر ٹانڈہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور پٹھانوں کے ہٹ جانے پر محمد قلی خاں برلاس نے ست گاؤں تک لپٹے دخل میں لے لیا۔

خان خانان نے ٹانڈہ پر قبضہ ہو جانے کے بعد راجا ٹوڈر مل کو داؤ خان کے تعاقب میں روائی کیا۔ مقام مدارن ہنچ کر ٹوڈر مل نے مکن طلب کی اور خان خانان نے محمد قلی خاں برلاس۔ محمد قلی تو قیامی مظفر خاں مغلوں وغیرہ کئی سرداروں کو ٹوڈر مل کی مکن میں روائی کیا۔ اس شامیں داؤ خان کا چھازاد بھائی جنید خاں کردار اپنی جو اکبر کی ملازمت میں تھا۔ بھاگ کر داؤ خان کا مدد کر ہنگائے چلا آیا۔ خان خانان نے ابوالقاسم اور لفڑیہار، ڈوسرداروں کو حرض ہرہار کے قریب جنید کی مقاومت کے لیے

اڑیسے کو تمہارے خرچ کے لیے گھوڑ دیتا ہوں۔ اور بادشاہ بھی ضرور اس بات کو منظور کرے گا۔ اس کے بعد یہ کہ کہ اب تم بندگان شاہی سے ہو۔ اپنی طرف سے ایک شمشیر مرصع داؤ دخان کی کمر سے پاندھ دی۔

(۱) خان خاناں کی موت

صلح کے بعد اڑیسے سے واپس آگر خان خاناں نے بجائے ٹانڈہ کے گوڑ (لکھنوتی) سابق دارالحکومت بنگالے میں سکونت اختیار کی۔ اس کا خیال تھا کہ یہاں کی عظیم اشان عمارتوں کو درست کرانے اور مقام گھوڑا گھاث سے قریب رہ کر بنگالے کے فتنے و فاد کی روک تھام کرے۔ لیکن یہاں اُنہیں ہی آب و ہوا کی خرابی کے بدب پا ہی اس کثرت سے مرلنے لگے اُنہیں اُنہیں اٹھانے والا کوئی نہیں ملتا تھا۔ ہر چند سرداروں نے خان خاناں کو یہاں سے ہٹ جانے کی صلاح دی۔ لیکن اس نے کسی کی نمائی۔ آخر خود بھی بیمار ہو کر ۹ رب جمادی ۹۸۳ھ کو انتقال کیا۔ امراء نے جو اس وقت یہاں موجود تھے۔ شاہ عالم خان جلالر کو اپنا سردار بنانے کا بکر کو اس حدائقے کی خبر دی۔

(۲) حسین قلی خان خان جہان ۹۸۳ھ تا ۹۸۶ھ (۱۵۶۸ء - ۱۵۷۱ء)

خان خاناں کے مرے کی خبر پاکرا کبرے حسین قلی خان خان۔ ان حاکم پنجاب کو خان خاناں کا قائم مقام نام زد کیا۔ خان جہان کو لاہور سے بنگالے

لے پس پا ہو کر فرار کیا۔ ان کا سارا سامان خان خانان کے ہاتھ تباہی

۶۱، داؤ و خان اور خان خانان کی ملاقات و صلح

داؤ و خان نے شکست کھا کر کٹک کی راہ لی۔ اور خان خانان نے خود زخم کے علاج کے لیے تھبیر کر فوج کو داؤ کے تعاقب میں رواد کیا۔ چند دنوں کے بعد خان خانان خود بھی کٹک کی طرف جا کر ہماندی کے قریب خمیدن ہوا۔ داؤ و خان نے دیکھا کہ صوبہ بپار جا چکا۔ بنگالے پر بھی شاہی فوج نے قیضد کر لیا اور یہ سہ بھی ہاتھ سے نکلا جاتا ہو۔ اور گوجر خان بھی اب نہ رہا۔ مجبور آخان خانان کو پیاس دیا کہ بنگالے کے وسیع ملک میں ایک گوشہ ہماری اوقات بسری کے لیے چھوڑ دیا جائے تو ہم بھی اس پر قناعت کر کے بادشاہ کے دولت خواہوں میں رہیں گے۔ راجا گودرمل اور بعض امرا کسی طرح صلح پر راضی نہ تھے۔ آخر بڑی روکوک کے بعد خان خانان نے یہ فیصلہ کیا کہ داؤ و خان خود حاضر ہو کر ملقات معاہدہ کرے۔

یکم محرم ۱۷۹۴ھ کو داؤ و خان بڑی شان و خوکت کے ساتھ حاضر ہوا۔ خان خانان نے بھی نہایت کرد فر سے مرید ربار استقبال کر کے اس کو اپنے برادر بھائیا۔ داؤ و خان نے یہ کہ کہ جب آپ کو زخم لگا تو میں بھی سپاہ گری سے بیزار ہوں۔ اپنی تلوار کمر سے کھول کر خان خانان کے سامنے رکھ دی۔ خان خانان نے اس تلوار کو قورچی خانے میں رکھوادیا۔ اور بڑی قواضیع کے بعد داؤ و خان سے کہا کہ جب عہد کر کے بادشاہ کے دولت خواہوں میں شامل ہوئے تو میں لے طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ جلد دوم صفحہ ۱۹۵۔ اور اکبر نامہ جلد سوم صفحہ ۱۵۵۔

خانِ جہان ابھی مظفرخان اور راجا نوڈر مل اور سرداروں کو ساتھ لے کر بناگ کے
تمہیں ہی میں تھا کہ داؤد خان نے قلعے سے برآمد ہو کر لڑائی چھپیر دی۔ اتفاقاً
خانِ جہان کی طرف سے توپ چلتے ہی پہنچ گولے میں جنید خاں کی ٹانگ اڑ گئی
داخراں صدر سے سے وہ دوسرے دن مر گیا، اور داؤد خان کا ایک اور نامی
سردار کالا پہاڑ بھی زخمی ہوا۔ پٹھانوں کی صفائی ایسی در ہم بر ہم ہو گئیں کہ
داؤد خان کو باہر نکلنے کا راستہ نہ ملا۔ اور اس کا گھوڑا چنہ میں پھنس گیا۔ اسی
جلگھن بیگ نامی نے اس کو گرفتار کر کے خانِ جہان کے پاس حاضر کیا۔
داؤد خان نے پیاس کی شدت میں پانی طلب کیا تو کسی پا ہی نے جوتے میں
پانی بھر کر پیش کیا۔ لیکن داؤد خان نے از راہ خود داری نہ پیا۔ تب خانِ جہان
نے اپنی خاص صراحی سے اس کو پانی پلایا۔ داؤد خان حسین خوش رو اور خوش
اخلاق تھا اس لیے خانِ جہان اس کو قتل کرنے نہ چاہتا تھا۔ لیکن امر نے اصرار
کیا کہ اس کے زندہ رکھنے میں فتنہ و فساد کا اندر یہ ہے۔ مجبوراً خانِ جہان نے
قتل کا حکم دیا۔ داؤد کی گردن پر تلوار کی دو چوٹیں کچھ کار گزہ ہوئیں تو پاہیوں
لئے بلے دردی سے اس کا سر کاٹ ڈالا۔ اور اس میں بھروسہ بھر کر اور خوش بُن
مل کر بعدِ اللہ خان کے ہاتھ بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ داؤد خان بہار و بیکل
کا آخری خود سفر بان رو آگزرا ہو۔ اقل بار بیکلے سے بے دخل ہو کر پھر اس
کے دوبارہ قابض ہو جانے سے ظاہر ہو کر یہ ذی اثر اور ذی اقتدار حکمران تھا۔
خانِ جہان نے شہزادہ کے اختتام پر بیکلے میں بیمار ہو کر انتقال کیا۔
اس کے زمانے میں اصف خان (مرزا قوام الدین جعفر) پٹنه میں شاہی
مکال کا افسر اعلیٰ مقرر ہوا تھا۔

آنے میں کچھ دیر لگی۔ اگرچہ اکبر نے تاکیدی حکم بھیج کر زیادہ التوا کا موقع نہ رہا۔ لیکن اس اثنامیں اکثر شاہی امرا بہنگلے کی وبا سے گھبر کر پٹنہ و حاجی پور چلے آئے۔ اور داؤ دخان نے خان غانمان کے مرلنے پر خود کو معاہدے کی پابندی سے آزاد سمجھ کر دوبارہ بہنگلے پر قبضہ کر لیا۔

بہرحال خان جہان نے بہنگلے آکر اول تیلیا گڑھ میں پٹھانوں کو شکست دی۔ اس کے بعد مانہڑہ کے قریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ داؤ دخان راج محل کے قلعے میں تھعن ہو کر بادشاہی عمال سے برسر جنگ ہو اور اسی جگہ کے قریب خواجه عبداللہ نبیرہ خواجہ عبداللہ احرار پٹھانوں سے لڑکر بارا گیا۔ خان جہان نے پوری کیفیت بادشاہ کو لکھنہ بھیجی۔ اور اکبر نے مظفر خان تربتی کو جو اس وقت چوہا سے تیلیا گڑھ تک تمام علاقوں کی گرانی پر مأمور تھا۔ صوبہ بہار کی فوج اور جاگیرداروں کو ساتھ لے کر خان جہان کی گلک کے لیے پہنچنے کا حکم دیا۔ اور اگرے سے پانچ لاکھ ترپن نقد اور متعدد دکشتوں میں غلے بھی شکر کے خرچ کے لیے روانہ کیے۔

اتفاقاً اسی زمانے میں راجا گچیتی زمین دار صوبہ بہار نے صوبے میں بدائمنی دیکھ کر آرہ کے تھا نے پر چڑھائی کر دی۔ اور فرحت خان جاگیر دار ضلع آرہ اور اس کے بیٹے میرک روای کو قتل کر دالا۔ اور اس ضلع سے آمدورفت کی راہ مسدود کر دی۔ اکبر ان واقعات سے خبروار ہو کر ۲۵ ربیع الآخر ۹۸۷ھ کو خود بہنگلے کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن اگرے سے ایک ہی منزل طو ہوتی تھی کہ عبداللہ خان گیارہ دن میں بہنگلے سے مزدہ فتح اور داؤ دخان کا سر لے کر بیٹھ گیا۔ اس فتح کی کیفیت یہ ہو گکہ ۱۵ ربیع الآخر ۹۸۷ھ کو مظفر خان صوبہ بہار سے پانچ ہزار سواروں کو ساتھ لے کر محلہ گانو کے پاس خان جہان کے شکر سے لمبی ہو گیا۔

۱۰۱ صوبہ بہار و بنگالے میں بغاوت

صوبہ بہار کے شاہی حاملوں نے سفلہ پن اور زیادتی سے تمام سپاہ و رعایا کو برہم کر دیا۔ معصوم خان کابلی کی جاگیر بھی ضبطی میں آگئی تھی۔ وہ چاروں ناچار باخیوں کا سراغنہ بن گیا ۔^{۱۷}

اکثر جاگیرداروں و سرداروں نے خفیدہ سازش کر کے بجائے اکبر کے حکم کو باڈشاہ بنانا چاہا۔

علماء اور فہمی پیشواؤں کا فرقہ باڈشاہ کی پدمتہ سے اس قدر بیزار تھا کہ ملا محمد رزدی نے بجنبو سے فتویٰ صادر کیا کہ ایسے بے درین باڈشاہ پر خروج واجب ہے۔ اور اس بنادر پر محمد معصوم فرخ خودی و میر سعید الملک و شیابت خان دعوب بہادر (جاگیردار سہرام) نے میان سے تیغیں نکال کر تمام علاقوں میں جدال و قتال شروع کر دیا ۔^{۱۸}

مظفر خان نے بنگالے میں بایا قاتال اور غالدی خان اور اکثر امراء کی جاگیریں بازیافت کر لی تھیں۔ اتفاقاً اسی زمانے میں روشن بیگ ملاظم مرزا حکیم کابل سے اکر قاتال کے گھریں ٹھیکرا ہوا تھا۔ مظفر خان نے شاہی حکم کے مطابق سردار بار اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور بایا قاتال سے بھی درستی سے پیش آیا۔ قاتالوں نے آزر دہ ہو کر بغاوت پر کمر باندھی۔ اور سپاہ بھی

لے بداؤنی لکھتا ہو کہ پل سے رارنجا یندہ معصوم خان را بزور بیانی ساختند۔ ۳۵ بداؤنی جلد دوم صفحہ ۲۴۹، بعد کو اکبر نے ملا محمد رزدی کو جو چور سے اور قاضی یعقوب کو بہادر و بنگالے سے طلب کر کے خفیدہ ہلاک کر دیا اور اسی طرح کام عالم اور عمل اکے ساتھ بھی پیش آیا۔ کسی کی کشتی غرق ہو گئی۔ کسی کا کچھ پتائے ملا۔ عرب بہادر کا جاگیر داد سہرام ہوتا اثر الامر صفحہ ۲۶۸ میں مذکور ہو۔

۹۸۶ھ تا ۹۸۷ھ (۱۵۸۰ء - ۱۵۸۱ء) منظفر خان تریتی

خان چہان کے مرنے پر اولین ۹۸۶ھ میں اکبر نے منظفر خان کو جو اس وقت
ہی دربار میں دیوان کے عہدے پر منتاز تھا۔ بنگالے کا حاکم مقرر کیا۔ اور اس
کے ساتھ رضوی خان لوئیشی اور حکیم ابوالفتح کو صدر اور رائے پرداں و میر دہم
کو پر شرکت یک دیگر بنگالے کا دیوان نام زد کیا۔

صوبہ بہار کے لیے اس کے کچھ پہلے ہی (شووال ۹۸۷ھ میں) ملاطیب
دیوان صوبہ بہار و حابی پور اور رائے پر کھو تم بخشی اور طما مجددی (جو سابق میں
سیلم شاہ کا پروانہ نویں تھا) میں اور شمشیر خان خواجہ سرا، متمم خالص مقرر ہے
تھا۔ اور انھی دلوں میں مخصوص خان کابلی کو کہ هرزا حکیم (برا در اکبر شاہ) مرتز
ذکور سے رنجیدہ ہو کر اکبر کی ملازمت میں آیا تھا۔ اکبر نے اس کو منصب غلیقی
دے کر صوبہ بہار میں جا گیردی تھی۔^{۱۰}

اس زمانے میں شاہی دیوان خلنے سے حکم صادر ہوا کہ ہر ایک منصب
اپنے منصب و جاگیر کے مطابق گھوڑے پیش کر کے داغ دلوائے۔ اور جو
لوگ اپنی جاگیر کا استحقاق ثابت نہ کر سکیں ان کی جاگیر میں ضبط کر لی جائیں۔
مزید برآں یہ ہوا کہ اکبر نے ایک خاص مذہب ایجاد کر کے اس کا نام
ذہب الہی رکھا تھا۔ اور اسلام کے اکثر مناسک مثلًا نماز کی آذان تک کو
منور کر دیا تھا۔

ملاظبیں بخشنی اور پرکھوتم سے مقابل ہوئی، اور ان کو ہنریت پہنچا کر بھائی پر مجبور کیا۔ چند دنوں کے بعد پرکھوتم نے ایک جمیعت فراہم کر کے چوسے اگے ان باغیوں کے مقابلے کا قصد کیا۔ لیکن عرب بہادر نے پیش دستی کر کے اول ہی محلے میں پرکھوتم کا کام تمام کر دیا۔

بنگالے میں قاتلاؤں نے بہار کی بغاوت کا حال شن کر ان باغیوں سے خط کتابت شروع کی اور ان کو اپنی مردمیں بلایا۔ معصوم خان کا بی جس کو شاہی مورخوں نے اس کے ہم نام معصوم فرنخودی کی طرح لفظ عاصی سے تعسیر کیا ہے۔ تیلباگڑھی میں شمس الدین خان خوانی کو شکست فاش دیتا ہوئا قاتلاؤں سے جاملا۔ اس وقت وزیر جمیل اور خان محمد بہبودی وغیرہ چند افراد تاہی بھی منظر خان سے ٹوٹ کر باغیوں سے مل گئے۔ منظر خان عالم بے کسی میں ٹانڈہ کے قلعے میں مستحسن ہوئے۔ اور باغیوں نے حکیم ابوالفتح و خواجہ شمس الدین خوانی وغیرہ کو بھی گرفتار کر لیا۔ لیکن انہوں نے کسی طرح خلاصی پا کر پاپیدہ

(صفحہ ۲۰ کا بقیہ نوٹ)

سواروں کے ساتھ اس قافلے کے ساتھ کر دیا۔ اس کے چوپان پہنچنے پر عرب بہادر نے بعض باغیوں کو بہذہ بھین لیا۔ اس کے بعد پرکھوتم دیوان سے جو بکسریں پاہ فراہم کر رہا تھا جنگ کر کے اس کو قتل کیا۔ اس کے درمیان دن محب علی خان کے پہنچنے پر عرب بہادر نے فرار کیا۔ پھر جب شہیاز خان صوبہ بہار آیا عرب بہادر نے دلپت او جنیس زمین دار بحقوج پور کے علاقے میں پناہ لی۔ شہیاز خان نے قلعہ جیجے گڑھ (از تویج روہاں) میں مرتاپور کو سعادت خان کے سپرد کیا۔ عرب بہادر نے دلپت زمین دار کو ساتھ کر سعادت خان سے جنگ کی۔ اور اس کو قتل کیا۔ پھر معصوم فرنخودی کی میتی میں اس نے دوبارہ شہیاز خان سے جنگ کی۔ اور بالآخر شکست کھا کر سنبھل کی طرف چلا گیا۔ لیکن وہاں بھی رٹھیر سکا اور بہار کی طرف واپس آیا۔ آخر میں خان اعظم سے شکست کھا کر جعنیور آیا۔ اور ۹۹۷ھ میں ارا گیا۔

ان کی طرف دار ہو گئی -

انھوں نے لکھنؤی میں مجمع کر کے لوزٹ مارنے کا شروع کر دی۔ اور مظفر خان کا مال و اساب چہاں پایا اپنے قبضے میں کر لیا۔ مظفر خان نے کشتیاں فراہم کر کے حکیم ابو الفتح اور پتر داس کو ان کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ لیکن یہ دونوں بزم کے یار تھے رزم سے آشناز تھے۔

اکبر نے قاتشال کی بغاوت کا حال سن کر مظفر خان کو تهدیدی فرمان بھیجا کہ طائفہ قاتشال قدیم الحیرست دولت خواہوں میں ہیں۔ تم نے ان کو ناخوش کیا۔ اچھا نہ کیا۔ اب جس طرح مناسب ہوان کی جا گیریں واپس کر کے ان کو راضی کرو۔ یہ فرمان عین اس وقت پہنچا کہ مظفر خان ان کا مقابلہ کر رہا تھا۔ قاتشالوں کو حرب اس فرمان کی خبر پہنچی انھوں نے مظفر خان کو پیام دیا کہ رضوی خان د پتر داس کو پیچ دو کہ عہد و پیمان کر کے ہماری خاطر جمعی کر جائیں۔

مظفر خان نے ان دونوں کو میر ابو الحاق کے ساتھ روانہ کیا۔ قاتشالوں نے ان تینوں کو مقید کر کے اور زوروں سے جنگ شروع کر دی۔

(۱۱) معصوم خان کابلی کی بغاوت

اُدھر بنگالے میں شاہی حکام با غیوب سے عاجز ہو رہے تھے۔ ادھر بہار میں مخصوص خان کابلی عرب بہادر اور سعید خان بدھشی کو متفق کر کے لہ بیداؤنی جلد دوم صفحہ ۲۸۰ و طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۳۴۹۔ لہ بائز الامر ایں عرب بہادر چاگیرہ اور سعید خان بیوں کو کھا ہر کچھ سبیں قلی خان کے مرے پر مظفر خان نے اس کا مال و اساب دوبار کو روانہ کیا۔ بہار سے محب ملی خان نے جیش خان کو کچھ ربعی نوٹ صفحہ ۲۷۶ پر،

حاکم جنپور تین ہزار سوارے کر گک کے لیے حاضر ہوا۔ لیکن اس کے حرکات
 و سلکنات سے بغاوت کے آشار غایاں تھے۔ اس لیے راجائے اس کو دم دلائے
 میں رکھ کر بادشاہ کو اس کا حال لکھنے بھیجا۔ موئیز پانچ کر راجا کو معلوم ہوا کہ باعثی
 تین چالیس ہزار سوار اور پانچ سو ہاتھی اور توپ خانہ و جنگی کشتیاں لے کر
 چنگ کو آمادہ ہیں۔ اس نے اپنے شکر پر پورا اعتماد نہ ہونے کے بدب کھلے
 میدان میں مقابلہ کرنا مناسب نہیں بھا اور قدم قلعہ کے دور میں لیک اور قلعہ
 تیار کر کے موقع کا منتظر ہا۔ چار ہیئتے تک راجا کو سخت کش کش رہی۔ اور اس
 عرصے میں ہر روز طرفین سے کچھ آدمی مقابلہ ہو کر جنگ کرتے رہے۔ اس نت
 میں اکبر نے تھوڑے تھوڑے وقفے کے ساتھ بدفعات لاکھ لاکھ روپیہ کے
 ذریعے سے ثاہی شکر کے خرچ کے لیے راجا کے پاس روانہ کیے۔ اتفاقاً اسی
 زمانے میں خواجہ منصور دیوان حمالک ثاہی نے ہمایوں قریبی و ترخان دیوان
 و معصوم فرنخودی کے ذمے بعض ثاہی مطالبات عايد کر کے تهدیدی فرمان
 جاری کیے تھے اس لیے ہمایوں قریبی و ترخان دیوان آنرودہ ہو کر باغیوں سے
 مل گئے۔ پڑا ہر ٹوڈر مل کو کام بابی کی امید نہ تھی لیکن علاقے کے ہندو
 زمین داروں نے اس سے مستفی ہو کر رسکی ایسی روک تھام کی کہ باغیوں کو
 انجام لانا دشوار ہو گیا۔ اور ٹانڈہ میں بابا قاتال کی بیماری اور موت کے بعد
 جیسا ہی اور جنون قاتال جو باغیوں کے رکن رکین تھے ٹانڈہ کی طرف چلائے۔
 ان واقعات سے باغیوں کی جماعت میں سخت کم زوری اگئی۔ معصوم خاں
 کا بی بیٹ کر بھار چلا آیا۔ اور عرب بھاود نے ایلنگار کر کے ثاہی خزانے پر
 چھاپ مارنے کے قصد سے پٹنہ کا رخ کیا۔ اس کے پہنچتے ہی بھار خال عرف
 سید عارف قلعہ پٹنہ میں سخت ہو گا۔ اور راجا ٹوڈر مل نے معصوم فرنخودی اور

حاجی پور کی راہ لی۔ اب مقصوم خان نے مظفر خان کو علی الاعلان پیام دیا کہ سیری ملازمت میں حاضر ہویا ہے چندے سے دست بردار ہو کر کہ محظہ چلے جاؤ۔ مظفر خان نے پوشیدہ آٹھ ہزار اشتر فیاں بیچ کر اپنے تنگ ناموس کی حفاظت چاہی۔ اس سے باعده پر اس کا بھرم بھل گیا۔ انہوں نے کسی چیلے سے اس کو قتلے سے ہر نکال کر عقوبت کے ساتھ متن کر دالا۔ اس کے ماں و اباں پر تقدیر کے تمام لک بنگال و بہار کو آپس میں تقیم کر لیا۔ اور سیریز اشرف الدین حسین کو (جو شاہی حکم کے بموجب کاپی سے بنگالے لا کر مظفر خان کی قید میں رکھا گیا تھا) رہا کر کے سردار بنایا۔ باقی واقعات سلسلہ بیان میں ملتے جائیں گے۔

(۱۲) راجا ٹوڈر مل شہ ۹۸۹-۱۵۸۱ھ (۱۵۷۴ء)

اکبر کو ان حادثات کی اطلاع میں تو راجا ٹوڈر مل کو بہار و بنگالے کا فتنہ و فساد دفع کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اور محمد صادق خان و ترسون خان و شیخ فرید غان بخاری و اُلغ خان جبشی و باقر و طبیب پسران طاہر خان و تیمور بدخشی اور چندر اهر کو بھی راجا نذکور کی مدد میں ساتھ کر دیا۔ اور محب علی قلعہ دار رہتاں و مقصوم فرنخوی حاکم جونپور اور تمام جاگیر داروں و زمین داروں کو بھی راجا کی لکھ میں رہنے کا حکم دیا۔ راجا ٹوڈر مل ابھی راہ ہی میں تھا کشاہم خان جلاترے سعید بدخشی سے جنگ کر کے اس کو قتل کیا۔ راجا کے جونپور وہ پختہ پر مقصوم فرنخوی ملے آٹھ ہزار اشتر فیاں بیچنے کا حال ریاض اسلامیں میں مفصل مذکور ہوا در واقعات طبقات اکبری و بدایوی و اکبر نامہ میں مذکور ہے اور واقعات

سال ۹۷۸ھ رابانوڈر مل اور شاہی علی بھی برسات گزارنے کو حاجی پور چلے آئے تھے۔ محمد معصوم فرنخوی نے بواب تک راجائی سیمت میں تھا بلارخصت حاصل کیے ہوئے وہ اپنے جا کر بغاوت شروع کی۔

دوسرے سال ماہ ذی قعده ۹۸۹ھ میں بہادرخان پرسیدہ بخشی نے جو ترہت کافوج دار رہ چکا تھا باعثی ہو کر تمام زر محاصلات پاہیوں میں تقسیم کر کے خدا پنے نام ترہت میں خطبہ و سکد جاری کیا۔ اس نے اپنے سکے میں حسب فیل بمحض درج کیا تھا۔

بہادر ابن سلطان بن سعید ابن شہ سلطان

پرسلطان پیدہ سلطان نہیں سلطان بن سلطان

آخرخان اعظم کے لونگروں نے بہادر کو گرفتار کر کے قتل کیا۔

خان اعظم اور شہزادگان نے حتی المقدور باغیوں کو شکست دے کر صوبہ بہا
سے بدر کیا۔ اس اشنا میں اکبر کابل کے سفر میں تھا۔ اس کے واپس آنے پر
۹ محرم ۹۹۶ھ کو خان اعظم اور تمام امرا صوبہ بہار سے اگرہ واپس جا کر دربار
میں حاضر ہوئے اور خان اعظم نے بہار بنگالے کے احوال مشروح آیاں کیے۔
اکبر نے خان اعظم کو معصوم خان کابلی کے استیصال کے لیے بہار بنگالے کا
حکم دیا۔ اور کابل سے جو شاہی فوج واپس آئی تھی اس کو بھی تک میں ساتھ
کروایا۔

خان اعظم اور امرا بہار کے سخت پور جانے پر صوبہ بہار میں میدان خالی
پاکر باغیوں نے پھراؤ صحم چاہی۔ معصوم خان کے ملازم خبے نامی نے ترغیان
لے بمحض کاشغہ داؤنی جلد دوم صفر ۹۸۷ھ میں ناقام درج ہو۔ مائن الامر اصفهان ۲۳ میں بھی
اس کی کیفیت موجود ہے۔ شعر کی خوبی تو ایک طرف اس کے معنی بھی بسی میں نہیں آتے۔

بعض امراء کو اس کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ ان کے آئے پر عرب بہادر محاصرہ اٹھا کر راجا چھپتی کے علاقے میں چلا گیا۔ راجا لٹور مل نے امراء کو ساتھ لے کر بہار میں مصصوم خان کابلی سے مقابلے کا قصد کیا۔ معصوم خان نے آدمی رات کو شب ٹون مار کر صادق خان کے قراول ماہ بیگ نامی کو بلاک کیا۔ اور حتی المقدور جنگ کر کے بالآخر لوت مار کرتا ہوا عیسیٰ خان زمین دار اڑپس کی پناہ میں چلا گیا۔^{۱۷} باعیشوں کے آوارہ دشت ہوتے ہی شاہی فوج نے تیلیا گلہ می پر دوبار قبضہ کر لیا۔

(۱۳) خان اعظم مرزا عزیز کوہ ۹۸۸ھ تا ۹۹۲ھ (۱۵۸۳-۸۰ء)

بہار بہگالے کی غداریوں سے اکبر نے اپنی پالیسی کی غلطیاں محسوس کیں۔ اس نے درشت خوخا جہ منصور کو تبدیل کر کے وزیر خان ہروی کو شاہی دروان مقرر کیا۔ اور اپنے برادر رضا عی خان اعظم مرزا عزیز کو جو بعض دیوه سے اس وقت تک نظر بندی میں تھا ازاد کر کے پانچ ہزار سواروں کے ساتھ بہار و بہگالے کے نظم کے لیے روانہ کیا۔ اور مرزا پیدا استیاط کے لیے شہباز خان کنبوکو بھی راجپوتانہ سے بلوکر خان اعظم کی لگک میں تعینات کیا۔ خان اعظم نے حاجی بیوی میں قیام کر کے باعیشوں کی خبری چھپتی شروع کی۔ اس عرصے میں شہباز خان نے راجا چھپتی پر حضرت حامی کر کے عرب بہادر کو اس کے علاقے سے نکال دیا۔ اس

^{۱۷} طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۳۵۲۔ و بداؤنی جلد دوم صفحہ ۲۸۲۔

^{۱۸} بداؤنی جلد دوم صفحہ ۲۸۵۔ و طبقات اکبری جلد دوم صفحہ ۳۵۳۔

میں پٹھانوں سے سخت کش کش رہی۔ مگر خاص صوبہ بہار کے متعلق کوئی واقعہ قابلی ذکر نہیں معلوم ہوتا۔

۱۵۸۶ء میں ریلف فچ RALF FITCH انگریزی سیاح کا بیان

۱۵۸۶ء

۱۵۸۶ء میں ریلف فچ نامی لندن کارپنے والا تجارت پیشہ سیاح آگرہ سے پڑنے آیا۔ اس نے اپنے چشم دید حالات کے سلسلے میں لکھا ہو کہ پڑنے بہت بڑا اور طویل شہر ہو۔ مکانات زیادہ تر غام اور سادہ و منع کے ہیں۔ اور ان کے چھپر پھوس کے ہیں۔ سرکیں و سینی ہیں۔ شہر میں روئی اور سوئی کپڑوں کی تجارت پکثرت ہو۔ شکر بھی افراط سے ملتی ہو۔ جو بھگالے اور تمام ہندستان میں بھی جاتی ہو۔ افیون اور غلے بھی بہت ملتے ہیں

آگے چل کر لکھتا ہو کہ میں نے پڑنے میں ایک جعلی بنی کو دیکھا جو سر بازار گھوڑے پر اس طرح پھرتا ہو کر گویا نیند سے سویا ہوا ہو، لوگ اس کے قدم کو چستتے اور اس کو بہت واجب التنظیم جانتے ہیں۔ لیکن بلاشک یہ مکار اور مفتری ہو۔ میں اس کو اسی حالت میں سوتا چھوڑ آیا۔ اس لمحے کے لوگ اس قسم کے مکاروں کی بڑی حضرت کرتے ہیں (غالباً اس نے کسی ایسے نقیر کو دیکھا ہو گا جس کو عقیدت مسند مجاز و ب صحبت ہیں)

لہ واخچ ہو کر چھپر بند مکانوں کے متعلق بدؤلی جلد دوم صفحہ ۸۲ میں اس کے چند سال قبل پڑنے کے چشم دید حالات میں لکھتا ہو کر از جملہ غرائب اس است کہ دراں ملک بیٹھے خانہ نہ پر پہنڈی را می گویند کہ پسی ہزار نو چل ہزار روپی می بر آیہ۔ بالاں کر چوب پوش باشد۔

دیوان و سرخ بخشی کو ساختے کر راجی پور احمد بعض علاقوں پر قبضہ کر لیا۔
بالآخر صادق خان و محب ملی خان نے مقابلہ کر کے خبر کو قتل کیں۔

۱۷۹۱ء میں باعیوں کا جماعت بالکل ٹوٹنے لگا۔ معصوم کا بیل اور قاتلوں میں
پھوٹ پڑ گئی۔ اور خان اعظم نے ان کو ملا کر بہار و بنگال میں اسی قائم کر لیا۔
توہست میں نور محمد پر ترخان نے بھی سخت ضاد پھیلار کھانا نہیں ہی عمل
نے اس کو گرفتار کر کے فتح پور بھیج دیا۔ اور وہاں شاہی حکم کے مطابق斂خاس
میں قتل کیا گیا۔

خان اعظم نے شیخ فرید بخاری اور بعض امراء کو تسلیخان حاکم اڑیسہ
کے پاس مصالحت کی غرض سے روانہ کیا لیکن تاریخوں سے کسی خاطر خواہ
کام یا بیکا پتا نہیں ملتا۔ باقی واقعات کو صوبہ بہار کی تاریخ سے کم تر تعلق ہے۔
خان اعظم نے اب وہ لوگی خرابی کے بعد بنگال میں رہنا پسند کیا۔ اس
لیے اکبر نے شہباز خان کو اڈھر روانہ کیا۔

(۱۳) شہباز خان ۹۹۲ھ / ۱۵۸۸ء - ۹۹۶ھ / ۱۵۹۲ء

خان اعظم کے زمانے میں شہباز خان کا ذکر گزر چکا ہے۔ بعض وجود سے
اکبر نے اس کو نظر بند کر رکھا تھا۔ لیکن بنگال و اڑیسہ پر پورا شاہی تسلط نہ ہوا
تھا۔ اس لیے اس نے شہباز خان کو رہا کر کے بنگال کی ہم پر روانہ کیا۔ اکبر
خود بھی اس ہم پر آئے کا تصدیر کھاتا تھا۔ لیکن ال آباد میں اس کو شاہی فوج
کی کام یا بیوں کے اخبار میں اس لیے وہیں سے لوٹ گیا۔ شہباز کی اڑیسہ

ستھنے میں مان سنگھ نے اڑیسہ پر فوج کشی کی۔ اول پٹھانوں نے راجا کے بیٹے جگت سنگھ کو گرفتار کر لیا تھا۔ لیکن قتلوغان کے مرلنے پر انہوں نے جگت سنگھ کو راجا کے پاس واپس بھیج دیا۔ اور اس کے بعد ہی راجانے اڑیسہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ راجامان سنگھ کی بہن شہزادہ سلیم رجہاں گیرا کے عقد میں آئی تھی۔ جب اس کے بطن سے شہزادہ خسرو پیدا ہوا اور مان سنگھ مبارک باد کو دربار میں حاضر ہوا تو اکبر نے صوبہ اڑیسہ کو خسرو کی جائیگیر مقرر کر کے مان سنگھ کے بھانجے کی نیابت پردازی کی۔

مان سنگھ ۱۵۷۴ء تک بہار و بنگالے کا صوبے دار رہا۔ اس بدت میں اس نے اکثر صوبہ بہار یا جیسریں قیام کیا۔ اور اپنے نائبوں کے ذریعے بہار و بنگالے کا نظم جاری رکھا۔ استوارث صاحب اپنی تاریخ میں اس کے مدح ہیں۔ اور رجہاں گیر نے تذکرہ میں اس کی بے اخلاصی کی بے حد تکایت کی ہے۔ لیکن اس کی حکومت کے تعلق کوئی شکایت معلوم نہیں ہوتی۔ راجامان سنگھ کے زمانے میں اکبر نے یعقوب خان سلطان کشمیر اور اس کے بیٹے یوسف کو جلاوطن کر کے صوبہ بہار میں رکھا تھا۔ بدائلی کا بیان ہر کان دونوں نے مالیخوں میں بتلا ہو کر یہیں انتقال کیا۔

(۱۶) سعید خان مغل کا ذکر

راجامان سنگھ کے زمانے میں سعید خان مغل پر طور نائب بہار و بنگالے میں حکومت کرتا تھا۔ کچھ عرصے تک سعید خان پٹنہ کا فوج دار بھی تھا۔ قصہ بہا میں اس کی بنوائی ہوئی ایک مسجد بھی ہر ۱۵۷۳ء میں سعید خان نے عیسیٰ خان

غیر بہار و بگلے کی بغاوت کے زمانے کے قریب آیا تھا۔ اس نے یہ بھی لکھا
ہو کہ پنڈ سے بنارس تک لٹپوں کے بدب راہ نہایت خطرناک ہو۔

(۱۶) راجامان سنگھ ۹۹۶ھ تا ۱۰۱۳ھ (۱۴۸۹ء - ۱۵۰۵ء)

۹۹۶ھ میں اکبر نے راجامان سنگھ کو بہار و پنڈ و حاجی پور کا حاکم مقرر کیا۔
اور دوسرے سال بھگال بھی اس کی حکومت میں شامل کر دیا گیا۔
مان سنگھ نے حاجی پور اکر اول راجا پور مل کی خبری۔ پور مل نے
پونی شکست کھائی۔ اور اپنی مرکشی پر کف افسوس مل کر سارا مال و اسباب
راجا کے سامنے پیش کر دیا۔ راجا نے اس کی رینداری اس کو واپس کر دی۔
مان سنگھ کے زمانے میں بگلے کے باعیوں نے پھر کچھ فتنہ و فساد برپا
کرنا چاہا۔ اس لیے مان سنگھ نے اپنے بیٹے جگت سنگھ کو اودھ روانہ کیا۔ جگت سنگھ
کے وہ سفہ پر باعی اپنا سارا سامان گھوڑا گھاٹ میں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور
ان کے چوتھے ہاتھی اور اکثر سامان آگرہ مجھ دیا گیا۔
مان سنگھ کو بگلے کی آب و ہوا مخالف نہ آئی۔ اس لیے اس نے صوبہ
بہار ہی میں قیام کیا۔ کچھ دن پہنچنے کے قلعے کو حربت کر کے یہاں ٹھیکرا اور اس
کے بعد قلعہ رہتاں میں حالی شان عمارتیں اور باغ آرائش کر کے ہاں سکونت
اختیار کی۔ قلعہ رہتاں میں اس کے وقت کی ستادیع کی بنی ہوئی عمارت
پر کتبہ موجود ہو۔

سلہ بداؤنی جلد سوم صفحہ ۳۴۲

سلہ منتخب الباب (خاقانی خان) جلد اول صفحہ ۲۳

باب سیزدهم

جہانگیر بادشاہ کا دور ۱۷۰۹ء تا ۱۷۱۰ء

(۱) قطب الدین خان کو کلتاش ۱۷۰۹ء (۱۷۱۰ء)

میں شہزادہ سلیمان نے رجو بعد میں جہانگیر بادشاہ ہوا اپنے باپ کی مرثی کے خلاف الدا باد آکر خود مختاراً حکومت شروع کی اور کالپی سے حاجی پورنگ متصروف ہو کر اکثر حصہ مالک کو اپنے خاص امرا اور معاصیوں کی جاگیر مقرر کر دیا۔ اسی سلسلے میں صوبہ بہرہ قطب الدین خان (نوادرخت شیخ سلیمان چشتی) اکی جاگیر قرار پایا۔ یہ وہی قطب الدین خان ہو جو ۱۷۰۸ء صفر ۱۷۱۰ء کو بر بھان میں علی قلی شیرا فلکن شوہر مہر النساء کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس واقعے کے ستعلق بہت کچھ افانے شہود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ قطب الدین خان نے جہانگیر بادشاہ کے ایسا سے شیرا فلکن کو یہ صلاح دی تھی کہ مہر النساء کو طلاق دے کر فوراً آگرے بیج دے۔ واقعہ کی اصلاحیت جو کچھ ہوئے بظاہر بات کی بات میں قطب الدین اور شیرا فلکن میں ایسی بگڑائی کی آئتا فاناً فاناً تلوار جیل گئی۔ اور دونوں مقتول ہوئے۔ قطب الدین کا کوئی ملکی استظام کرنا معلوم نہیں ہوتا اور بہار کی جاگیر داری بھی برائے نام ہی تھی۔

لہ ترک جہانگیری صفحہ ۹۔

زمندار بغلے کی جانب سے بہت سالاں اور ہاتھی اکبر کے پاس بطور میش کش روانہ کئے۔

۱۸) آصف خان جعفر بیگ تاریخ (۱۵۰۳ء)

ستہ سے شہزادہ سلیم رجہاں گیرا نے باپ کی مریضی کے خلاف الاباد آکر خود مختاری حکومت تحریم کی۔ اور کالپی سے حاجی پورہ بہارتک تمام علاقوں کو اپنے مصاحبوں کی جائیدار مقرز کر دیا۔ جو آینہ مذکور ہو گا۔ بعد میں شہزادہ نادر ہو کر باپ کے پاس حاضر ہوا۔ تو باپ نے چند ہنڈے ۲۱، کو محل میں نظر پندرہ کو کرجات کی حکومت کے لیے نام زد کیا۔ اور آصف ذہانی و صوبہ بہارت کی حکومت پر مادر کیا۔ اس کا اصل نام قوام الدین جعفر بیگ تھا۔ سابق میں ۹۹۷ھ کے قریب یہ پٹنسہ کی ولکاں کا افسر اعلیٰ تھا۔ اور منظہ خان تربیتی کے زمانے میں باغیوں نے اس کو بھی گرفتار کر لیا تھا۔ لیکن اس نے کسی طرح مخلصی پائی۔ باعث بانی کا بے حد شائق تھا۔ اکثر اپنے ہاتھوں میں کداں لے کر کیا ریوں میں گلاب کے پوڑے اور تجمیں لگایا کرتا تھا۔ عجب نہیں پٹنسہ سے تین میل شرق میں ہل غ جعفر خان اسی کی یادگار ہو۔ کیوں کہ آصف خان بعد کا خطاب ہو۔ اس کے پٹنسہ آتے کے بعد ہی اکبر نے انتقال کیا۔ اور جہاں گیر بادشاہ ہوا۔ آصف خان جہاں گیر کی تبارک باد کے لیے آگرے گیا۔ اور اس کی جگہ پر بہان دوسرا صوبے دار مقرر ہوا۔

۱۳) جہانگیر قلی خان ۱۵۰۶ھ تا ۱۵۱۳ھ (۱۶۰۷ء - ۱۶۱۵ء)

جہانگیر بادشاہ نے تخت نشین ہونے کے ایک ہیئت بعد جہانگیر قلی خان کو بہار کا صوبے دار مقرر کیا۔ جہانگیر قلی کا اصل نام لال بیگ تھا۔ اس کا باہ نظام خان ہمایوں بادشاہ کا کتاب دار تھا اور لال بیگ چون ہی سے جہانگیر کی خدمت میں تھا۔

صوبہ بہار میں جہانگیر قلی خان کو شکر امام نامی راجا سے جو چار ہزار سوار اور بے شمار پیادے رکھتا تھا سخت سعکر میش آیا۔ اس راجا کا علاقہ بھی ناہم مقام میں واقع تھا۔ بالآخر جہانگیر قلی خان کو فتح ہوئی اور راجا مذکور مارا گیا۔ اس فتح کے سلے میں جہانگیر قلی خان کا منصب چہار ہزار و پانصدی کرویا گیا۔ قطب الدین خان کو کلتاش کے مارے جانے کی خبر بادشاہ کو اول اول جہانگیر قلی خان ہی کے خط سے معلوم ہوئی جو اس نے اسلام خان کو اگر میں لکھ بھجا تھا۔ اسی کے بعد جہانگیر قلی خان قطب الدین خان کی جگہ پر بنگلے کا صوبے دار ہوا۔ لیکن وہاں جا کر تھوڑے ہی دنوں میں اس چہان سے گزر گیا۔ آدمی دیانت دار، وفادار اور قوی الجہة تھا۔^{۱۷}

پہنچ میں اسپریل بنک کے احلٹ میں پچھم جانب ایک بلند قبر سر جو جہانگیر قلی خان کی قبر کی جاتی ہے۔ لیکن اس صوبے دار کا یہاں مدفون ہونا

^{۱۷} ترک جہانگیری صفحہ ۱۰۰۔ م وجہانگیر نامہ صفحہ ۲۲ راجا شکر امام کے بیٹے راجا روزنافر ز کا حال ابراہیم خان فتح جنگ کے حالات کے بعد مذکور ہو گا۔

^{۱۸} ترک جہانگیری صفحہ ۵۵۔ ۱۰۰ اثر اعلام۔

۱۰۸ سنه میں رائے کشور دیوان بلنگ میں لاکھڑی حاصل خانصات صوبہ بہار سے اگرہ کوے جاتا تھا۔ شہزادہ سیم نے یہ رقم چھین کر اپنے تصریف میں لے لی۔

(۲) شریف خان سنه ۱۱۱۳-۱۱۱۲ (۱۷۰۳-۱۷۰۴)

کچھ دن آزادانہ حکومت کر کے ۱۱۱۲ سنه میں جب شہزادہ سیم نے بالآخر باپ کی ملاقات کا تصدیکیا۔ اس وقت اپنے معتمدوں میں سے شریف خان (پسر خواجہ عبدالصمد شیریں قلم) کو صوبہ بہار کا نظم و نسق پروکیا۔ اکبر کے مرئے پر ۲۳ ربیعہ ۱۱۱۲ سنه کو جہانگیر تخت نشین ہوا۔ اس وقت شریف خان بھی دربار میں حاضر ہو کر منصب نیجہ وزاری اور خطاب امیر الامرائی سے سرفراز ہوا۔ واضح ہو کہ جہانگیر جب باپ کے پاس حاضر ہوا اکبر نے اس کو چند دن نظر بند کر کر گھرات ہانے کا حکم دیا اور آصف خان کو بہار کا صوبے دار مقزز کیا تھا جو سابق سطور میں مذکور ہو چکا ہو۔

لہ ترک جہانگیری صفحہ ۹۔ لہ ترک جہانگیری صفحہ ۱۱ میں اصل حالت یہ ہے:-
”شریف خان کہ از خود سالی بام کلاں شدہ و درایام شہزادگی اور اخطاب خانی مادہ بودم در وقتی کہ ازالہ آباد متوجہ خدمت پدر بزرگوار خود شدم۔ نقارہ و نواب و توغ بد و مرحدت نہودہ بہ منصب دوہزاری و پانصدی اور اصرفار نہودہ و حکومت دار اسے صوبہ بہار دھل دعقد آئے ولایت یہ تبضدا اختیار اور گذاشتہ ہے آنصوب مرخص گردانیم“

علامہ ابوالفضل) نے بہار کی صوبے داری پائی۔ اسی زمانے میں کشور خاں (اپر قطب الدین خان کوکلتاش کو رہتا س کی قلعہ داری تفویض ہوئی۔ لے راجا سنگرام جس کا مارا جانا تھا انگریز خان کے حالات کے ساتھ ذکور ہوا، اس کا علاقہ ایک سال کے لیے اسلام خاں کی جاگیریں دے دیا گیا تھا۔ اب دوسرے سال کے لیے افضل خاں کی جاگیر مقرر ہوا۔ لے

اس زمانے میں صدر خاں بھی صوبہ بہار میں کسی عہدے پر منتاز تھا۔ ۲۲ روز یقuded ۱۷۱۸ء کو بہار سے واپس جا کر اس نے ایک ہاتھی اور متاثر فیاض ہر طور پریش کش بادشاہ کی نذر کیں۔ لے

ابتداء سال جاؤں میں جہانگیر نے خواجہ سلیمانا یا ان کی خرید و فروخت کرتا بدریع فرمان اپنی حملکت میں منوع کر دیا تھا۔ افضل خاں نے اپنی صوبے داری میں دو شخصوں کو اس جرم میں گرفتار کر کے شاہی دربار کو روشن کیا۔ بادشاہ نے ان کو جس دوام کی سزا دی۔ لے

افضل خاں کے زمانے کا عجیب غریب واقعہ ہے میں جعلی خسرہ کا ہنگامہ ہو جو آئندہ سطروں میں مفصل ذکور ہو گا۔ افضل خاں ۱۷۱۸ء تک بہار میں صوبے دار رہا۔ اسی سال ۱۹ محرم کو اس کی پیش کش شاہی دربار میں پہنچی۔ اس میں تیس ہاتھی، سانچھ گھوڑے، بیکالے کے نیس کپڑے، چوب متنل دعوہ اور تک کے نلفے وغیرہ تھے۔ ۱۹ محرم ۱۷۲۲ء کو افضل خاں صوبہ بہار سے واپس جا کر دربار میں حاضر ہوا۔ لے

لے جہانگیر نامہ صفحہ ۲۳۶ و ۲۴۰۔ ترک جہانگیری صفحہ ۴۹۔ ۲۷ ترک جہانگیری صفحہ ۷۰۔

لے ترک جہانگیری صفحہ ۸۰۔ ۲۷ ترک جہانگیری صفحہ ۵۵۔ ۲۷ ترک جہانگیری صفحہ ۱۰۱۔

لے ترک جہانگیری صفحہ ۱۶۷۔ ۱۷۰ پر فرانسیسی یا جو شاہ بھاں کے عہد میں (بقبیہ نوٹ مکا ۲۰۰ پر)

کسی تاریخ میں مذکور نہیں اور قبر پر کوئی کتبہ بھی نہیں ہو۔

دسم، نواب اسلام خان شاہ تاریخ ۱۴۰۶ھ (۱۹۸۷ء)

جہانگیر قلی خان کے بنگالے جانے پر اسلام خان بہار کا صوبے دار مقرر ہوا۔ اس کا اصل نام علاء الدین تھا اور حضرت شیخ سیلم چشتی کا نواسہ تھا۔ جہانگیر نے اس کو اسلام خان کے خطاب سے مخاطب کیا۔ اس صوبے دار کے نمائیں ارادت خان برادرِ اصف خان کو صوبہ پٹش و حاجی پور کی بخشی گری جلت ہوئی۔ اور اسی کے ہاتھ بادشاہ نے اسلام خان کے لئے کے کے لیے شمشیر مرصع روانہ کی۔ اسی زمانے میں پودر پوتلی کے فرمان آتے پر راجا مان سنگھ نے قلعہ رہتاں (صوبہ بہار) سے واپس جا کر ستوز بجیر فیل میش کش کیے۔ جہانگیر پر روز نامچے (ترک جہانگیری صفحہ ۴۶۶ و ۴۷۰) میں لکھتا ہو کہ ان میں سے ایک ہائی بھی شاہی فیل غانے کے لائق نہ تھا۔

جہانگیر قلی خان کے مرلنے پر اسلام خان بنگالے کا صوبے دار ہوا۔ بہار کی صوبے داری کے متعلق اس کا کوئی خاص واقعہ معلوم نہیں لیکن بنگالے جا کر اس نے بڑے بڑے کار غایاں کیے۔

افضل خان شاہ تاریخ ۱۴۰۲ھ (۱۹۸۱ء)

اسلام خان کے بنگالے جانے پر عبدالرحمن مخاطب افضل خان (پسر

لہ ترک جہانگیری صفحہ ۳۵۰ و ۳۵۱) جہانگیر نامہ صفحہ ۲۔

کو حقیقت حال سے آگاہی ہوئی۔ فوراً فوج لے کر ٹپنے کی طرف روانہ ہوا۔ اس کی خبر پاکر بدمعاشوں نے اپنے کچھ آدمی قلعے میں منعین کر دیے اور باقی بھتے کو ساتھ لے کر پن پن ندی کے کنارے فوج آلات کر کے آمادہ پیکار ہوئے۔ لیکن افضل خان کے مقابلے کی تاب نلاکر پھر قلعے میں واپس آئے۔ افضل خان بھی منعاب آپنیجا تو انہوں نے اس کے مکان میں بند ہو کر اندر سے تیر چلائے شروع کیے۔ اور تیس آدمیوں کو ہلاک کیا۔ بالآخر سپرہ تک ان کو منتشر کر کے افضل خان نے جمل ساز کو کرتار کیا اور فی المغور قتل کر دالا۔ یہ واقعہ ۳ صفر ۱۴۲۲ھ کا ہوا۔

جہانگیر کو اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو حکم دیا کہ شیخ بنارسی وغیرہ جن جن شاہی عاملوں سے قلعے کی خلافت میں غفلت اور نامروہی خاہ ہوئی، ان کے سرادر دار ڈھیاں اور موچیں منڈوا کر اور ڈھنی اڑھا کر اٹے گدھے پر سوار کر کے روانہ کرو۔ اور راہ میں شہروں اور قصبوں سے گزرتے ہوئے ان کو اسی ہتھیت سے پھراوگہ دوسروں کو عبرت ہو۔

۱) ظفر خان سلطنت ۱۰۲۳ھ (۱۶۱۳ء)

افضل خان کے بعد ظفر خان کو بھار کی صوبے داری تفویض ہوئی۔ ظفر خان باشاہ کے کوک زادوں میں تھا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ ظفر خان کو لہ دستہ ترک جہانگیری صفحہ ۸۵ و ۸۶۔ جہانگیر نامہ صفحہ ۳۲۔ ۳۳۔ ایسٹ میٹ کی تاریخ ہند جلد ششم صفحہ ۲۲۱ میں بھی خکور ہو۔ سہ میسوی کے مطابق یہ واقعہ ۱۰۲۳ھ کا ہوا۔

(۶) پٹنہ میں جعلی خسر و کاہنگا مہ سنتہ ۱۰۱۸ھ (۱۶۱۷ء)

سنتہ ۱۰۱۸ھ میں افضل خان صوبے دار بہار قاہد پٹنہ کو شیخ حسین بنارسی و غیاث بیگ دیوان اور چند متعددیوں کے پروکر کے خود اپنی جاگیر کے انتظام کے لیے گورکھ پور کی طرف کیا تھا۔ اتفاقاً قطب نامی ایک مجہول الاصل پٹھان ساکن اورچھ جو شاید شہزادہ خسر و پر جہاں تکریر سے کچھ مشابہت رکھتا تھا، درویشانہ وضع بننا کر اول بھوج پور کی طرف آیا اور وہاں سے چند فتنے پن دوں کو متفق کر کے پٹنہ چلا آیا۔ اس نے خود کو شہزادہ خسر و بتا کر بیان کیا کہ میں شاہی قید خانے سے نکل کر آیا ہوں اگر تم لوگ میرا ساتھ دو گئے تو آئینہ تم کو دولت و حکومت میں شریک کر دوں گا۔ اس کے چھرے پر کوئی نشان تھا اس کو اس نے آنکھوں پر کٹوری باندھنے کا شان بتا یا۔ بھوج پور سے بعض بھارجے ساتھ آئے تھے۔ شہر پٹنہ کے بعض نکتے لفگے اس کے ساتھ ہو گئے۔ لوگوں نے شاہزادہ خسر و کا بغاوت کرنا اور قید ہوناٹا ہی تھا۔ عوام الناس نے یقین کیا کہ دراصل یہ شہزادہ خسر و ہے۔ اس پٹھان نے سوار اور پیادوں کی ایک جمیعت فراہم کر کے قلعہ پٹنہ کا رخ کیا۔ شیخ بنارسی اور غیاث بیگ دیوان سے گھبراہٹ میں کچھ بن ن آئی۔ قلعے کے دریچے سے نکل کر کشتی پر سیدھے گورکھ پور فضل ہا۔ کے پاس چلے گئے۔ یہاں متعددوں نے میدان خالی پاکر قلعے پر قبضہ کر لیا۔ اور افضل خان کا سارا سامان اور شاہی خزان لٹٹ لیا۔ جب افضل خان

رد ۲۲۹ کا بقیہ نوٹ) ہندستان آیا تھا۔ پہنچنے سفر نامے میں پٹنہ کے حالات میں لکھتا ہو کر میں نے یہاں ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳ کے نامے خرید کیا۔ عموماً بھوٹی میں اور زیماں نامے لائکزروخت کرتے تھے۔

(۹) راجا روز افزون پس راجا سنگرام کی واپسی

راجا سنگرام کا علاقہ جہانگیر تلی خان کے زمانے میں فتح ہوا تھا۔ اور ایک سال کے لیے اسلام خان کو اور دوسرے سال افضل خان کو بڑھ رجاء کی مرحمت ہوا تھا۔ سنگرام کا بیٹا راجا روز افزون مشرف بر اسلام ہو کر جہانگیر کے دربار میں رہتا تھا۔ ۱۷۳۶ء میں جہانگیر نے راجا سنگرام کا تمام علاقوں کے لیے روز افزون کو واپس کر کے وطن جانے کی رخصت دے دی اور ایک ہاتھی مرحمت کیا۔ روز افزون صوبہ بہار کے معتبر راجاؤں اور بادشاہ کے قدیم الحمد ستمدوں میں تھا۔ جب شہزادہ خرم نے بغاوت کی تو جہانگیر نے اذل اسی راجا روز افزون کو شہزادے کی فہاشی کے لیے رواد کیا تھا۔

(۱۰) فتح ولایت کو کھرہ اور ہیرے کی کان کا حال

ابوالحیم خان نے ولایت کو کھرہ فتح کر کے ہیرے کی کان دریافت کی۔ ولایت کو کھرہ سے صوبہ بہار کے متصل چھوٹا ناگپور کا جگلی علاقہ مراوہ ہو۔ بریڈلی بڑٹ (B.R.D. BRADLEY) اپنی کتاب میں صرف اس قدر لکھتا ہو کہ جہانگیر نے اپنے روز ناپچے میں چھوٹا ناگپور کو کھرہ لکھا ہو۔ تزک جہانگیری میں جہانگیر لکھتا ہو کہ "تو ایج صوبہ بہار میں ولایت کو کھرہ ہو۔ یہاں ایک پہاڑی نامے میں پتھروں اور کنکریوں کے ساتھ اماں کے ٹکڑے بھی پائے جاتے ہیں۔ لوگوں کو تجربے سے مسلوم ہو کر نامے میں جس جگہ اماں ہوتا ہو

آرزو تھی کہ کوئی خدمت طی نہ کر سپرد ہو کر وہ اپنی کارگزاری دکھانے کے اور منصب بھی چاہتا تھا کہ اس کی آزمائش کروں۔ اس لیے اس کو سہ زاری منصب سے کہ بہار کا صوبے دار مقرر کیا گیا۔

ابراهیم خان فتح جنگ ۱۰۲۷ھ تا ۱۰۲۵ھ ۱۴۱۳ء - ۱۳۱۲ء

ظفر خان کے تبدیل ہونے پر ۱۲ صفر ۱۰۲۷ھ کو جہاگیر نے ابراہیم خان کو خلعت واپس دے کر بہار کی صوبے داری عنایت کی۔ چند دنوں کے بعد ابراہیم خان کے لیے ایک فیل بھی دریار سے روات کیا گیا۔

اس زمانے میں سریک حسین اخویش خواجہ شمس الدین اصرار بہار کی بخشی گری و قلعے نویسی پر مقرر ہوا۔ اس زمانے میں ایک منصب دارہست صدری نظام الدین خان بھی تھا جو کسی شاہی عہدے پر اس صوبے میں سنتیں ہوا تھا۔ ابراہیم خان کے زمانے کے اور واقعات جو تاریخی اہمیت سے خالی نہیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تذکرہ جہاگیری صفحہ ۱۱۳ و صفحہ ۱۵۱۔

۲۔ تذکرہ جہاگیری صفحہ ۱۳۲ و صفحہ ۱۳۳۔

۳۔ تذکرہ جہاگیری صفحہ ۱۳۲۔

۴۔ تذکرہ جہاگیری صفحہ ۱۵۰۔

تیمت لاکھڑپ کے قرب بُغیری لے۔

ہیرے کی کان کے تعلق اپنے روند نامے میں ایک دوسرے مقام پر جہانگیر لکھتا ہو کہ کوکھڑہ ملک بہار کی حدود میں ہو۔ یہاں ہیرا کان سے نہیں لکھتا بلکہ ایک پہاڑی نامے میں پایا جاتا ہو۔ یہاں ایام بارش میں پہاڑ سے پانی آتا ہو۔ لوگ پتھر کھ کر اس کو آگے سے بند کر دیتے ہیں۔ جب سیلا بگزر پکتا ہو اسی نامے سے الماس نکلتے ہیں۔ تین سال سے یہ ملاقو بادشاہی عمال کے قبیلے میں ہو۔ یہاں کی آب و ہوا ایسی سمووم ہو کہ بیرونی لوگ زندگی بسر نہیں کر سکتے۔

ترذک جہانگیری ہی سے معلوم ہوتا ہو کہ ۲۶ نامہ میں جہانگیر قلی خاں دشمنی، صوبے دار بہار نے اپنے بیٹے پیرام خاں کے ہاتھ کوکھڑا سے چند ہیرے کے مکرے بادشاہ کے پاس بیجئے۔ اسی زمانے میں ابراہیم کے بیجے ہوئے پیرے بھی حکاکوں کے تراش کر پیش کیے تھے۔ یہ نگینے نیل گوس (یعنی نیلم سے ملنے) تھے۔ جو ہر بیوں نے ایک نگینے کی تیمت تین ہزار روپ لگائی۔ اور یہ کہا کہ اگر اس کارنگ سفید ہوتا تو بیس ہزار روپ کا ہوتا۔

۱۔ ترذک جہانگیری صفحہ ۱۸۶ راجدار بن سال کے درخوا خلیع رلبھی میں رہتے ہیں۔ ان میں ایک بڑے زمیندار نے رقم سے کوکھڑا کے ہیرے کی کیفیت اور بانکوک کے دل چپ واقعات بیان کیے کو را ہر دگا تھا نامیں ایک پرگنہ کا نام ہو۔
۲۔ ترذک جہانگیری صفحہ ۱۸۷ کے ترذک جہانگیری صفحہ ۲۳۶۔

وہاں پشہ کے قسم کے پنکھے جن کو ہندی میں جیونگل کہتے ہیں بہترت اڑتے رہتے ہیں۔ یہ علاقہ درجن سال کے تصرف میں تھا۔ بعض صوبے داروں نے اس پر فوج کشی کی لیکن راہ کے احکام اور جگل کی کثرت کے سبب انہوں نے اس زمیندار کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔ اور دو ایک ہیرے حاصل کرنے پر قناعت کی۔ جب ظفرخان کے بعد ابراہیم خان صوبے دار مقرر ہوا تو ہم نے اس کو رخصت کرتے وقت کہ دیا تھا کہ اس علاقے پر قبضہ کرنا ہو گا۔ ابراہیم خان نے بہار جا کر زمیندار پر چڑھائی کی۔ حسب وستور سابق زمین دار نے چند الماس دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن خان نہ کوئی توجہ نہ کی اور راستے نکال کر چڑھائی کر دی۔ زمیندار کو اپنی جمیعت فراہم کرنے کی فرصت نہ ملی۔ گھبرا کر پہاڑوں میں جہاں اس نے اپنا مکن بنایا تھا، چھپ گیا۔ ابراہیم خان کے آدمیوں نے تلاش کر کے اس کو اس کی ماں بھائی اور چند عورتوں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ ہیرے جو اس وقت اس کے پاس موجود تھے ان کے علاوہ تیس زنجیر فیل بھی اس فتح میں ہاتھ آئے۔ اور اس کے صدیں ابراہیم کو فتح جنگ کا خطاب عنایت ہوا۔ اور اس کا منصب بھی چہار ہزاری کر دیا گیا۔ خان موصوف کے ماتحت اور شاہی ملازم بھی اپنی خدمات کے مطابق اضافہ مناصب سے مرفراز کیے گئے۔ اس کے بعد لکھا ہو کر اب جو ہیرا نکلتا ہے ہمارے پاس پہنچتا ہو اور حال میں جو ہیرا آیا ہو اس کی قیمت پچاس ہزار روپیہ ہو گی یعنی

^{۱۲۶} میں ابراہیم خان نے اس کان کے لفڑی دہارے باوشاہ کے پاس بیجے۔ ان میں ایک بڑا ہیرا دوزن میں سائز چودہ ٹانک تھا جس کی

ان میں ایک شاہی فیل خلے میں داخل ہوا اور باقی شاہی حکم کے معاون تھیں
کر دیئے گئے۔ خود دربار میں حاضر ہو کر جہاں گیر تلو خان نے ساشرنیاں اور
سوارنپ کی رقم پیش کش کی یہ

(۱۲) مقرب خان شاہ تاریخ (۱۶۲۰ء)

مقرب خان بادشاہ کے مقربوں میں تھا۔ اصل نام شیخ حسین رپسر
شیخ بہا تھا۔ بہار کی صوبے داری کے ساتھ بادشاہ نے اس کو خلعت اسپ
و خجمر صح اور پچاس ہزار روپی نقد بھی عنایت کیے ہیں^۱
اسی ہنگام میں سردار خان کو منگیر میں جائی ر عطا ہوئی اور حسن علی
خان سابق جاگیر دار منگیر پا ضاف منصب ایراہیم خان کی لکھ میں بنگا
بیجھ دیا گیا۔ اسی حسن علی خان ترکمان نے آئندہ سال اڑیسہ کی صوبے داری
پائی۔

مقرب خان کے زمانے میں سید مبارک رہتاں کا قلعے دار مقرر
ہوا۔ اور مقیم خان خلعت و فیل و اسپ و خجمر پاکر کسی متاز عمدے پر
صوبہ بہار آیا۔^۲

منتخب الباب (صفحہ ۱۲۹۸ء) میں مذکور ہر ک شاہ تاریخ دار
ظاہر ہوا جو کئی ہفتتوں تک منودار ہوتا رہا۔ یہ زمانہ بھی مقرب خان کی صوبے داری
کا تھا۔

۱۔ ترک جہاں گیری صفحہ ۲۸۶۔ ۲۔ ترک جہاں گیری صفحہ ۳، ۲۷ و جہانگیر یاد صفحہ ۱۱۳
۳۔ ترک جہاں گیری صفحہ ۲۵۵۔ ۴۔ ترک جہاں گیری صفحہ ۲۸۵

(۱۱) جہاں گیر قلی خان دوم تا ۱۰۲۶ھ تا ۱۰۲۷ھ (۱۶۱۸-۱۶)

۱۰۲۶ھ میں ابراہیم خان بھار سے تبدیل ہو کر قاسم خان کی جگہ پر بھائل کا صوبے دار ہوا اور بھار کی صوبے داری جہاں گیر قلی خان کو دی گئی۔ اس جہاں گیر قلی خان کا اصل نام شمس الدین تھا اور یہ اعظم خان کا بیٹا اور الایاد کا جاگیر دار تھا۔ اس صوبے دار کے زمانے میں خواجہ ابو الحسن کا خویش جس کا نام محمود تھا، صوبہ بھار کا بخشی و وقاری نویں مقبرہ ہوا۔^{۱۹}

اسی زمانے میں سید حاجی جاگیر دار کو بادشاہ نے ایک لکھوڑا بہ طورِ انعام مرحدت کیا۔ بادشاہ نامہ (صفوی ۱۰۴۶ و ۱۰۴۸) سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰۲۷ھ میں جب بادشاہ نے چپور پر چڑھائی کی۔ اس محرکہ میں سید حاجی حاجی پوری بھی گماں میں موجود تھا، اور راما امر سنگھ کے مکاں میں اس نے انتولہ نامی مقام پر تھا نہ فائم کیا۔

۱۰۲۷ھ کے قریب راوت شنکرنے ہو سوبہ بھار میں کسی عہدے پر ممتاز تھا، انتقال کیا۔ بادشاہ نے اس کے بیٹے کو جس کا نام مان سنگھ تھا، ہزاری منصب سے سرفراز کیا۔^{۲۰}

جہاں گیر قلی خان کے زمانے میں اس کے بعض اتر بانے رعیت پر بے جا ہجوم اور تعدی کی اس لیے بادشاہ نے اس کو واپس بلوالیا۔ واپس جانے سے پہلے اس نے بیس ہاتھی بہ طور پیش کش شاہی دربار کو رد ان کیے

۱۹۔ ترذک جہاں گیری صفوی ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶۔ ۲۰۔ ترذک جہاں گیری صفوی ۱۰۴۹۔

۲۱۔ ترذک جہاں گیری صفوی ۱۰۴۹۔ ۲۲۔ ترذک جہاں گیری صفوی ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶۔

۲۳۔ ترذک جہاں گیری صفوی ۱۰۴۶۔

چاہتا ہو۔

۱۸۲۷ء میں پٹنہ کو آتش زدگی سے سخت نقصان پہنچا۔ بعض یورپی تاجریوں کے مکان بھی جل گئے۔

(۱۳) شاہزادہ پرویز نامہ تا ۱۰۳۲ھ (۱۶۲۵-۲۲)

جہاں گیرے مقرب خان کو تهدیل کر کے ۱۰۳۲ھ میں صوبہ بہار کو شاہزادہ پرویز کی جائیگیر مقرر کر دیا۔ اور راجہ سازنگ دیلو کو پٹور سزاویں تعینات کیا اک شاہزادے کو اڑ آباد سے پٹنہ لے جائے۔ شاہزادہ خود محرم ۱۰۳۲ھ میں پٹنہ آیا۔ میکن اس کے علی پہلے سے آکر انتظام میں صروف تھے۔ انگریزوں کے بیان سے پایا جاتا ہو کہ شاہزادے کے علموں کے آئے پر اُن کے لیے مکانوں کی حاجت ہوئی اس لیے بہت سے لوگوں کو اپنے مکانات خالی کر دینے پڑے۔ اسی سلسلے میں انگریزوں کو بھی اپنا مکان چھوڑ کر خانہ بدبوش ہونا پڑا۔

شاہزادہ پرویز کے ہند میں نظر پھادر خوشی نے قلعہ مجھولی فتح کیا اور

HISTORY OF BENGAL, BIHAR AND
ORISSA UNDER BRITISH RULE, p. 2

۱۰

از سعی دلایت یہ نعمایت لتو صلوم ہوتی ہو۔ ۱۰ ترک چھاگری سقوف ۱۸۲۷ء جاگیر نامہ

۱۱

HISTORY OF BENGAL, BIHAR AND
ORISSA UNDER BRITISH RULE, p. 3

۱۰ مجھول فلیخ گور کمیور میں ایک مقام ہو۔

مقرب خان ہی کے زمانے میں اول اور انگریزی تجارت پٹنہ آئے۔

(۱۱۳) پٹنہ میں انگریز تاجر وں کی آمد اور تجارت کی ابتدا

۱۶۲۰ء

انگریزوں کے پٹنہ آنے سے پہلے یہاں اور یورپ میں قومیں خصوصاً پڑکا^{لہ}
ڈچ (ولندیز یعنی ہولینڈ والے) اور فرانسیسی تجارت تجارت کرتے تھے۔ (۱۶۲۰ء)
(۱۶۲۹ء) میں رابرت ہویز اور جان پارکر نامی (ROBERT HUGHES & JOHN PARKER)
آگرے سے پٹنہ آئے۔ ہیوز کے پاس چار ہزار روپ نقد سرماں کا بندوبست
موجود تھا۔ اور پارکر بھی کچھ تجارتی مال ساتھ لایا تھا۔ ان کا نشانہ کہ پٹنہ میں
آڑھت یا تجارتی کوٹھی کھولی جائے۔ لیکن آگرہ اور سورت تک مال۔ یعنی
کا خرچ اور دیگر مصارف جوڑنے پر کوئی منافع نظر نہ آیا۔ اس لیے دوسرے
ہی سال تجارت بند کر دی گئی۔

انگریز مورخوں کا بیان ہو کہ مقرب خان ان فوجوں اور انگریزوں کے
ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آیا اور اس نے ان کی تجارت سے بھی خاص
دل تپکی ظاہر کی۔ یہ بھی بیان ہو کہ مقرب خان نے ہنگلی سے جہاں پڑکاں
تجارت رہتے تھے، ایک جسموں پا دری کو پٹنہ ملبوا کر جانا بنوانے کا خیال ظاہر
کیا۔ اور میں افراد کیا کہ میں خود مقام گوا میں عیسائی ہو کر اصل طباغ حاصل
کر چکا ہوں لیکن پادری نے اس کو باور نہ کیا۔ اور یہ گمان کیا کہ مقرب خان
پر تگا یوں کو پٹنہ ملبوا کر ان کی تجارت سے مالی فائدہ اٹھانا

۱۵) صوبہ بہار پر شاہزادہ خرم شاہ جہاں کا باعثیان

قضیہ ۱۳۲-۳۳ سے ۱۶۲۵-۲۳ ع

جہاں گیر نے غالباً نور جہاں بیگم کے کہنے سے شہزادہ خرم کی جاگیر شہزادہ
شہریار کے نام تبدیل کر دی۔ اور اس قضیہ میں قلعہ دھوول پور کی طرف دونوں
شہزادوں کے علوں میں سخت نزاں اور خون ریزی ہو گئی۔ شہزادہ خرم نے
اپنے دیوان افضل خان کو بادشاہ کے پاس بیچ کر اس فاد کو مٹلے کی کوشش
کی لیکن اس سے کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوا۔ بلکہ ایسا معلوم ہوا کہ دربار میں اس
کے خلاف بعض خفیہ ساز شہیں عمل میں آرہی ہیں۔ خرم نے مایوس ہو کر
خود مری اور بغاوت پر مکر باندھی۔ اول اگرے کا قصد کیا۔ لیکن ادھر کچھ
کام یابی کی آمید نہ بندھی تب دکن سے فوج نے کراڑیسہ فتح کرتا ہوا بہنگا لے
میں داخل ہوا۔ یہاں ابراہیم خان فتح جنگ صوبے دار تھا۔ خرم نے اوقل
کچھ و عددہ و عیندہ سے اس کو ملا لینے کی کوشش کی۔ لیکن اس نے صاف جواب
دیا کہ میں نے اتنی عمر بادشاہ کی خدمت میں صرف کی ہر اب جو کچھ باقی ہو
اس کو بھی بادشاہ کی خدمت میں صرف کرنا عین سعادت مندی سمجھتا ہوں۔
اس جواب کے بعد خرم کی فوج نے پر زور بروائی پر تبند کر لیا۔ ابراہیم خان
سے کچھ بنائے نہ بنی۔ آخر ایک مقبرے میں پناہ لے گرنا فاعت کو آمادہ ہوا۔
تمہور طی سی جنگ کے بعد خرم کی فوج نے اس کا قصد تمام کیا۔ اور اس کا
سارا سامان جس میں متعدد ہاتھیوں اور توپوں کے علاوہ چالیس لاکھ روپڑی
نقد بھی تھے شہزادہ خرم کے ہاتھ آیا۔ خرم نے اس وقت بیگ دارا بخت

اس کی یادگاریں ایک سجدت پر کھڑائی جو محل سلطان امیر خوجہ کے دریں ان
مرٹک سے اُتر پھر کی سجدہ کے نام سے مشہور ہو اور اب اسی سجدہ کے نام
سے پورا محلہ بورہ ہو گیا ہے۔
اوائلی صاحب کے پنڈنگزیر صفحہ ۳۳ مطبوعہ ۱۹۲۸ء میں اس سجدہ
کو خاص شہزادہ پرویز کی بنوائی ہوئی تھکھہ دیا ہے اور اسی طرح بابو رام نالہ ہنا
لے کتاب پائلی پتر کے ضمیر صفحہ ۲۵ میں بھی لکھا ہے۔ حالانکہ سجدہ کی کتبہ
میں صدر "کرد ایں بنائے خاص نظر خوبی کی کہست" صاف موجود ہے۔
کتبہ کی پوری عمارت اس طرح پر ہے۔

پرویز شاہ عادل دیاں بعقل دراء	در عهد نور حشم جہاں گیر بادشاہ
بر تخت حملکت پوں سکندر جہاں کشائے	یخسرد زمانہ و جمشید سلطنت
در پریوی شریع محمد چوکہ پاے	کروں بنلے خاص نظر خوبی کی کہست
سدار ساخت تلمذ مجہولی دبت کده	درست چوبیت کدہ شدیں نکوناے
گفتا بگو خرامی خیر المقام جائے	کرم سوال بنا یش ن پیر عقل
نظر پہاڑ خوبی کی شاہ جہاں کے عہد میں ایک مشہور و معروف امیر تھا۔	شاہ جہاں نامہ جلد اول صفحہ ۵۸۰ و ۵۸۱ اور جلد دوم صفحہ ۱۰۳ و ۱۳۳

میں اور کئی جگہ اس کا نام مذکور ہے۔ پھر کی سجدہ کا کتبہ شاہزادہ پرویز کی وفات
کے بعد لگایا گیا کیوں کہ غاہزادے نے ۱۹۲۵ء میں برہان پور کی طرف
انتقال کیا۔

"وفات شاہزادہ پرویز" اس کی وفات کی تاریخ ہے۔

شاہزادہ پرویز کے زمانے کا ایک بڑا واقعہ یہ ہوا کہ شاہزادہ خرم (شاہ جہاں)
نے باپ سے بغاوت کر کے ہنگار و بہار پر قبضہ کر لیا۔

ویکھ کر جدال شاہزادہ خرم کو پھر رہتا س داپس نایا۔ انھی دنوں میں شہزادہ مراد قلعہ رہتا س میں پیدا ہوا تھا۔ خرم نے تین دن تسلیمیں قیام کر کے خرم کی حفاظت خدمت پرست خان کے سپرد کی اور خود پھر دکن کی طرف داپس گیا۔ اس کے جانے پر شہزادہ پر دیزج فوج صوبہ بہار میں چلا آیا۔

شاہزادہ خرم نے پہنچے داراب خان کو لکھا تھا کہ بیگنگا لے کی فوج لے کر جلد لکھ میں حاضر اؤ۔ لیکن داراب خان نے سیل سازی کی اور رہ آیا۔ خرم نے اس کا معاملہ عبد اللہ پر چھوڑا^۱ اور عبدالشاد خان نے داراب خان کے بیٹے کو قتل کیا۔ بعد کو جب شہزادہ پر دیزج اور ہبابت خان نے بیارو بھگا لے پر قبضہ کیا تو بادشاہ نے داراب خان کو بھی اس کی دغاکی پا داش میں قتل کرایا۔

خرم نے دکن پہنچ کر اعتذار کر کے بادشاہ سے عفو جراہم کی درخواست کی۔ جہاں گیر نے عفو جراہم کے لیے بندگی اور شرطیہ بھی لکھتے بھی کر مظفر خان و رضا بہادر قلعہ داران رہتا س تلعہ مذکور کو شاہی مالموں کے سپرد کر کے شہزادہ مراد کو ساتھ لے کر دربار میں حاضر ہوں۔

۱۔ ترک جہاں گیری صفحہ ۳۰۰، ۳۰۱۔ جہاں گیر نام صفحہ ۲۱۵ و شاہ جہاں نام صفحہ ۳۰۴، ۳۰۵

و صحیح الظباب بلڈ اوں صفحہ ۳۰۵ د ۳۰۶ و بادشاہ نام صفحہ ۲۹۲۔ شہزادہ مراد شب

چہار شنبہ ۲۷ ذی الحجه ۱۳۷۳ کو قلعہ رہتا س (صوبہ بہار) میں پیدا ہوا تھا۔

۲۔ ترک جہاں گیری صفحہ ۳۰۰۔

پرسنан خاتان کو نظر بند رکھا تھا۔ اب قول و قسم لے کر اس کو بگلائے کی صوبے داری پر مأمور کیا۔ اور راجا بھیم پھر اٹا گئے کو فوج کے ساتھ بطور پیش خدمہ پڑھنے روانہ کیا۔ اور عقب میں خود بھی عبد اللہ خان فیروز جنگ اور بعض امراء کو ساتھ لے کر ادھر چلا آیا۔ اس وقت شہزادہ پرور ز کا ایوان علیخان شاہ اللہ آباد میں تھا۔ اور صوبہ بہار و پٹنہ کا انتظام الہیار پر اخخار خان اور شیر خان ایک سہموی سردار کے پردہ تھا۔ راجا بھیم کے آتے ہی ان دونوں نے ال آباد کی راہی سا در شہزادہ خرم نے یہاں احمد صوبہ بہار پر تینفہ کریا۔ علاقے کے زمین داروں اور جاگیر داروں نے حاضر ہو کر خرم کی ملازمت کی اور سید مبارک ناٹک پوری قلعہ دار رہتاں نے اس قلعے کو خرم کے حوالے کر دیا۔ شاہزادے نے اپنے خرم کو قلعہ رہتاں میں بھی ستمتوں کی نگرانی میں رکھ کر عبد اللہ خان کو ال آباد کی طرف روانہ کیا۔ عبد اللہ خان نے جھوسی کے قریب لشکر آلات کیا۔ اس اثناء میں شاہزادہ خرم بھی بگلائے کی جنگی کشتیاں (نواڑہ) ساتھ لے کر پٹنہ سے جھوسی پہنچا۔ شاہزادہ خرم کے پاس اس وقت یہ جمیع الوجود وس ہزار سپاہ سے زیادہ نہ تھی۔ اور دوسری طرف اس کی مقابلت کو شاہزادہ پروردہ اور رہابت خان چالیس ہزار فوج لے کر آئے تھے۔ تھوڑی سی جنگ کے راجا بھیم بارا گیا۔ اور شاہزادہ خرم کے گھوڑے کو بھی ایک تیر لگا۔ جنگ کا نقشہ دگرگوں

لہ ترک یہاں گیری صفحہ ۳۹۳۔

لہ قلعہ رہتاں کی مفصل کیفیت شاہ یہاں نامہ صفحہ ۱۱۸۵ اور منتخب المباب صفحہ ۲۳۹ میں مذکور ہے۔

باب چہار دھم

شاہ جہاں بادشاہ کا دور ۱۰۳۶ھ تا ۱۰۷۹ھ

۱۱، خان عالم حرز ابرخوردار ۱۰۳۶ھ (۱۶۲۶ء)

مرزار ستم کی جگہ پر خان عالم پہار کی صوبے داری پر مابور ہوا لیکن چند چینے کے بعد ہی بر طرف و معزول کیا گیا۔ بادشاہ نامہ (صفحہ ۲۲۸) میں مذکور ہو کہ زیادہ افیوں کھانے کے بعد اس سے کوئی کام نہ ہو سکتا تھا۔
 ۲۵ روزی الحج ۱۰۳۶ھ کو شاہ جہاں نے مید جعفر پارہ کو خطاب شجاعت خانی و منصب سر ہزاری اور ترہت کی فوج داری مرحمت کی ہے اسی زمانے میں ممتاز خاں کوئی امیر مونگیر کی طرف نام زد ہوا تھا۔

۱۲، سیف خان حرز اصافی ۱۰۳۶ھ تا ۱۰۴۱-۴۲ھ (۱۶۲۶-۱۶۴۷ء)

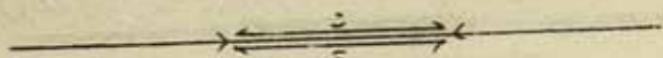
شانہ میں سیف خان حاکم صوبہ ہو گکر آیا۔ شاہ جہاں کی بیوی ممتاز محل (بس کے نام سے آج تماج محل آگرہ دنیا میں مشہور ہے) کی بہن ملک بانو سیف خاں نے شاہ جہاں نامہ جلد اول صفحہ ۲۰، ۲۱ و بادشاہ نامہ صفحہ ۲۵ اور ۲۲۸ و منتخب اللباب حصہ اول صفحہ ۲۹۸۔ ۳۵ شاہ جہاں نامہ جلد اول صفحہ ۳۱۲

۱۱۶) هرزا رسم صفوی (۱۴۲۶ھ / ۱۰۳۶ء)

شاہزادہ پرویز کے انتقال کے بعد هرزا رسم صفوی کو صوبہ بہار کی حکومت تفویض ہوئی۔ هرزا رسم ایران کے شاہان صفویہ کی نسل میں تھا۔ اُس کا نبض اس طور پر ہے۔

مرزا رسم بن سلطان حسین مرزا ابن بہرام مرزا ابن شاہ اسماعیل صفوی مرزا رسم کی صوبے داری میں جہاں گیرے سنہ ۱۴۲۶ھ میں انتقال کیا، اور آصف ظی کی تدبیر سے شاہزادہ خرم نے بادشاہ ہو کر ابوالمظفر شہاب الدین شاہ جہاں کا لقب اختیار کیا ہے۔

اس وقت بہار سے هرزا رسم اپنے دو بیٹوں (عرز امداد اور عرز حسین) کو ساتھ لے کر تخت نشینی کی مبارک باد کو حاضر ہوا۔ هرزا رسم کو برنسی اور نعمت کے عارضے کے بدب چل پھرنا سکتا تھا۔ اس لیے ساہ جہاں نے اس کو ملازمت سے معاف رکھا۔ اور مبلغ ایک لاکھ میں ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔



لہ جہاں گیر کے مرتبے کی تاریخ "جہاں گیر از جہاں رفت" اور شاہ جہاں کے جلوس کی تاریخ "در جہاں بادتا جہاں باشد" ہو۔

۷ شاہ جہاں نامہ جلد اول صفحہ ۳۰۹ پادشاہ نامہ صفحہ ۵۰۵

جزلِ مغلیم خاں میر جمل اور شاہزادہ شجاع کے سحر کے بھی اسی صوبے بہار سے شروع ہوئے۔ سلطنتِ مغلیہ کے آخری دور میں فرخ سیر کی تاج پوشی اول اول عظیم آباد پٹنہ ہی میں ہوئی۔ مغلوں کی حکومت کا آخری جلوہ بھی صوبہ بہار میں شاہ عالم کی سرگزتی ہے۔ اراہیوں پر تمام ہوا۔

پیش نظر کتاب میں ۱۷۲۷ء قبل سچ سے ۱۹۴۶ء تک اس سرزین کے متعلق تمام تاریخی واقعات و حالات سند تواریخ کتب سے اخذ کر کے سلسلہ بکل طور پر اصل مأخذ کے حوالوں کے ساتھ تفصیل وارد درج کیے گئے ہیں۔ سلسلہ بیان میں مگر وہ بہار کے علاوہ بنگال اور بعض حصیں ہند کا ذکر بھی پختاً آگیا ہوا اس لیے کہ بعض زناشوں میں عموماً سارے ہندستان کی تاریخ اور بالخصوص بنگال کی تاریخ اس سرزین کی تاریخ سے دابستہ رہی ہے۔

۱۷۲۷ء ق م تک مگدھ کے حالات اہل ہند کی نسبتی اور بعض مقبول عہد کتب میں خصوصیت کے ساتھ مذکور ہیں۔ اس کے بعد سے موریاخاندان کی حکومت شروع ہوئی اور اس زمانے میں مگدھ کا دارالحکومت سارے ہندستان کا دارالحکومت تھا اور یوتا نیوں کے بھی اس ملک سے یا سی تعلقات تھے اس لیے ان کی تاریخوں میں بھی پائیں پڑتی اور اس کے حکمران کے حالات واضح طور پر مذکور ہیں۔ موریاخاندان کے بعد ۱۸۵۷ء ق م سے ۱۷۲۷ء ق م تک سونگاخاندان اور ۱۷۲۷ء ق م سے ۱۷۴۶ء ق م تک کانواخاندان نے مگدھ میں حکومت کی اور ان کی تباہی پر مخفیتاً تین صدیوں تک مگدھ مختلف ناتھوں کی جولان گاہ نظر آتا ہے۔ اس وقت میں نہ صرف مگدھ بلکہ سارے ہندستان کی تاریخ بڑی چھان بین اور چھان پیش کی محتاج ہے۔

یسری صدی میسوی کے اختتام کے قریب مگدھ میں گپتا خاندان کی حکومت

سے بیا ہی تھی، اس لیے سیف خان بادشاہ کا ہم زلف تھا۔ اس نے پھنڈ میں بڑے آن بان سے حکومت کی اور رفاه عام کے کام بھی بہت کیے۔ اس کے عہد میں ایک بڑی عید گاہ بنوائی گئی جو محل صادق پور سے اتر پچھم اب تک قائم ہے۔ اور چوک سے پورب لپ دریا ایک بڑا مدرسہ اور مسجد تعمیر ہوئی۔ مدرسے کی یادگار اب صرف اس محلے کا نام رہ گیا ہے۔ لیکن سجداب تک موجود ہر اور شہر بین نہایت پُر فضاظماں ہے۔

سیف خان کے زمانے میں خواجہ قاسم مخاطب پر عقیدت خان صوبے کا دیوان تھا ۱۰۲۴ھ میں اس نے سات ہاتھی شاہی دربار کو رواؤ کیے ہے۔

(۲) ترہت کے دو عجیب برسمن شاعر ۱۰۲۸ھ

۱۰۲۸ھ میں یمن الدولہ آصف خان نے شاہ جہاں کے دربار میں ترہت کے رہنے والے دو عجیب برہمنوں کو پیش کیا۔ جو بادشاہ کی ہنسی پروری کا شہرہ سن کر اپنے دل سے آئے تھے۔ ان میں کمال یہ تھا کہ ہندی شعر کے دس مختلف شعر جو پہلے کبھی نہ مئے ہوں، صرف ایک بار منٹے سے ان کو از بزر ہو جاتے تھے۔ اور یہ انھی اشعار کو اپنی زیان سے دہرا کر ان کے وزن اور قافیے اور مطالب کے جواب میں وس اشعار فی العبد یہ کہ کر رپھتے تھے۔ بادشاہ نے مکر ان کا امتحان لیا اور آزمائش میں پورے اُترنے پر ان کو ہزار

ہزار روپیہ الغام اور خلعت دے کر رخصت کیا ہے۔

زوال کے بعد بالآخر انگریزوں کے ہاتھ آئی ۔

ناٹ بہار محمد بن بختیار نے بھار فتح کرنے کے چند سال بعد بنگال فتح کر کے شہر کھنٹوی (گور) کو بہار دی بنگال کا دار الحکومت بنایا ۔ ۱۳۲۳ء تک بنگال کے ساتھ بہار کا پیوند قائم رہا مگر حکام بنگال کی خود مری کے سبب ۱۳۲۵ء میں سلطان تمش نے بہار کو بنگال سے جدا کر کے ولایت بہار کے لیے علیحدہ حاکم مقرر کیا لیکن نظم چند دنوں سے زیادہ قائم نہ رہ سکا اور حاکم بنگال نے پھر بہار کو بنگال کے شامل کر لیا اسی طور پر ۱۳۲۶ء میں غیاث الدین تخلق نے تربت ہجخ کر بہار دی بنگال کے لیے علیحدہ حاکم مقرر کیے لیکن یہ نظم بھی ناپابند اور ٹھیکرا اور امراء بنگال کی بخاوت اور خانہ جنگی حاجی الیاس کی خود مر حکومت کا میش خیمد ثابت ہوئی حاجی الیاس نے بنگال کے حلاوہ تربت اور بعض حصیں بہار پر بھی قبضہ کر لیا تھا اس کے ورثا نے تختینا ۱۳۴۷ء تک آزاد ادارہ حکومت کی اپنی میں اس کا پوتا غیاث الدین اعظم شاہ تھا جس کے دربار کے اشتیاق میں بیل شیرازیوں زمزہ پر پداز ہو ۔

حافظ زشوق مجلس سلطان غیاث الدین خاش مشوک کار توازنال سیروڈ تغلق خاندان کے آخری بادشاہوں میں سلطان محمود نے ۱۳۹۳ء میں جونپور سے بہار تک تمام مشرقی علاقوں کی حکومت اپنے محمد خاص ملک سرو ملقب ب سلطان الشرق کو قفویض کی ۔ سلاطین شرقیوں نے ایک صدی کے قریب صوبہ بہار پر حکومت قائم رکھی ۔ ۱۴۰۵ء کے تریب سلطان سکندر لودھی نے حسین شاہ شرقی کو شکست دے کر بہار کی حکومت ایک پٹھان سردار کے پردگی سکندر لودھی کے بعد ابراہیم لودھی کے عہد سے صوبہ بہار کے پٹھان حکام نے خود مر ہو کر حکومت کی ۔ انھی میں صوبہ بہار کا باشندہ فریخان (شیر شاہ) سر تھا جس نے سلطان بنگال کا استیصال کر کے ہمایوں پسر بابر شاہ کو شکست نااش دی اور آخر را

شروع ہوتی۔ اس نامدان کا تیسرا راجا مادر گپتا جس کوڈاکٹر استھنے ہندستان کا پہلوین قرار دیا ہو، عظیم اثاثاں راجا تھا۔ اس کے عہد میں مدد کی قسمت نے پھر کروٹ لی۔ مگر اس کے بیٹے نے بعض وجہ سے بجائے پانچ پتر کے ابودھیا کو دارالحکومت بنایا۔ اس وقت سے پانچ پتر کی رونق میں کمی آگئی۔ اتفاقاً اسی زمانے سے مدد میں چین کے جاتری آئے گئے جن میں فاہیان اور یوان چوانگ رہیونگ شانگ، خاص طور پر قابل ذکر ہیں کیوں کہ بیشتر انھیں سیاحوں کی تحریر سے آثار قدیمہ کا سراغ پایا گیا ہے، گپتا خاندان ہی کے عہد میں پانچویں صدی عیسوی میں نالندہ کی شہر و معروف درس گاہ قائم ہوئی جو بعد حصہ دھرم کی تعلیم کے لیے ہندستان سے چین تک علوم کا مرکز اور طالب علموں کا مرجع تھی۔ گپتا خاندان نے ساتویں صدی عیسوی کے کچھ بعد تک حکومت کی لیکن ان کی حکومت کا آخری زمانہ کچھ بے رونق سانظر آتا ہے۔ سنتھ کے قریب کارن سوارن ریگال، کے راجا سلابنکا نامی نے مدد پر چڑھائی کر کے بودھ دھرم والوں کی عبادت گاہوں اور زیارت گاہوں کو خاک میں ملا دیا اور اس مذہب کی ایسی بخشش کی کہ بودھگیا کے مقدس درخت کو جس کے سامنے میں حضرت گوم بدھ کو حقانیت اور روشن ضمیری حاصل ہوئی تھی۔ مجرد سے کاٹ کر چلوادیا۔

سنتھ کے قریب ریگال کے پال نامی راجا نے مدد پر تقاضہ کر لیا۔ راجا پال کے بعد اس کے دراثا نے چار صد یوں سے زیادہ حکومت کی۔ لیکن اس خاندان کے آخری راجا حکومت کے اہل نہ تھے اور اسی زمانے میں سلطان فاتح کا سیلا ب ہندستان کے شرقی علاقوں تک پہنچ گیا تھا۔ سنتھ کے قریب اختیار الدین محمد بن اختیار خلجی نے بہار فتح کر کے اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی جو پھر سو بر سے زیادہ سلطانوں کے قبضہ اقتدار میں رہ کر مسلمانوں میں کے

طرح انگریزوں کے بے جا اسٹلٹ کو پسند نہ کیا۔ اور یہ زوران کے استیصال کا قصد کیا۔
 چند میرکوں کے بعد میرقاسم کے شکست کھانے پر ۱۸۶۵ء میں لارڈ کلائیون نے ایسٹ
 انڈیا کمپنی کے لیے شاہ عالم سے دیوانی کا فرمان لکھوا لیا اور اس زمانے میں ۱۸۷۰ء
 کے فدر تک کمپنی نے حکومت کا نظم چاری رکھا۔ فدر کے بعد کمپنی کے تمام بقیہ ضمانتا
 براؤ راست سلطنت برطانیہ کے پیشے میں لے لیے گئے۔ انگریزوں نے سابق
 نظم میں کسی تبدیلی کو مناسب نہ بھاوس لیے ۱۹۱۱ء تک بہار بنگال کے شامل
 رہائیں بنگال میں سیاسی بیجان پیدا ہونے کے بہب شہنشاہ جارج پنجم نے
 اپنی تاج پوشی کے موقع پر سیاسی اصلاحات کے سلسلے میں یہ بھی اعلان کیا کہ
 صوبہ بہار بنگال سے جدا ہوگر۔ بہار والٹریس ایک میلحدہ صوبہ قرار دیا گیا۔ لیکن یہ
 تبدیلی بھی کچھ پاکدار ثابت نہ ہوتی اور ۱۹۳۵ء کی اصلاحات کے نفاذ کے ساتھ
 اٹریس ایک جدا گانہ صوبہ قرار دیا گیا۔

بہر کیف اس مختصر دیباچہ میں اجمالی طور پر تاریخی واقعات و حالات کا ذکر
 کر کے اصل کتاب سے ناظرین کا تعارف کرانا مقصود ہو۔ تفصیل کے لیے اصل
 کتاب کے تمام صفحات اہل شوق کی توجہ کے محتاج ہیں۔

بیش نظر کتاب کے علاوہ اسی سلسلے میں دو کتابیں اور بھی زیر ترتیب ہیں
 جو عنقریب اشارہ اللہ ناظرین کی نظر سے گزریں گی۔ اول الذکر کتاب میں مگرہ
 پامنی پڑ، بہار عظیم آباد پنڈ کے جغرافی حوالات سر زمین کی ہمیت آثار قدیمه
 اور عمارت کی کیفیت اور سینکڑوں کتبے جو بڑی ججو اور محنت سے حاصل ہوئے
 ہیں درج کیے گئے ہیں اور آخر الذکر کتاب میں تمام شاہ بیرجن کے حالات مرتب کیے گئے ہیں۔
 احوال ماڑ حوصلہ نامہ بیش بود لختے زحال خویش ہے یہاں نوشتہ ایم
 بخختی محلہ پڑنے سٹی۔ راقم فصیح الدین بخشی

سارے ہندستان کا بادشاہ ہوا۔ ابراہیم لودھی کو شکست دینے کے بعد بادشاہ کا صوبہ بہار میں قصہ نیز تک آتا تاریخ میں صریح طور پر مذکور ہے۔

بہر کیف سوریوں کا دور ختم ہونے پر ۱۵۴۲ء کے قریب سیلماں خان کراپی

نے خود مختار ہو کر بہار و بنگال میں آزاداں حکومت شروع کی یعنی اس زمانے میں سلطنتِ مغلیہ کا عروج شروع ہو گیا تھا اس لیے سیلماں خان کا بیٹا راؤ خان خود مختار ازاد حکومت کو قائم نہ رکھ سکا اور ۱۵۴۵ء میں اکبر شاہ نے خود پنڈ آگرداڑہ کو شکستِ فاش دی اور بالآخر تمام بہار و بنگال سلطنتِ مغلیہ کی قلمروں میں شامل ہو گیا۔ سلاطینِ مغلیہ میں اکبر نے بہار کو بنگال کے شامل رہنے دیا لیکن جہاں گیر کے عہد سے صوبہ بہار کے لیے علیحدہ صوبے دار مقرر ہوتے رہے اور یہی نظم اور نگہ زیر کے آخری زمانے تک کم و بیش قائم رہا۔

۱۵۴۶ء میں محمد شاہ بادشاہ نے صوبہ بہار کو پھر بنگال کے شامل کر دیا اسی وقت سے صوبے داروں نے اپنی منصوبے یا زی سے بہار و بنگال کی حکومت کو ذاتی و سوروی حکومت بنانے کی کوشش کی اور سلطنتِ مغلیہ میں بھی آتامد ن تھا کہ ان کی مدافعت کرنے۔

اٹھارویں صدی کے وسط میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے تجارت کے علاوہ ملک کے یا سی و فوجی امور میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ حکومتِ بنگال نے اس کو رد ارکھنا کسی طرح گوارا نہ کیا اس لیے انگریزوں سے خواہ مخواہ مقابلہ کی نوبت آئی۔ کلائیو نے نواب سراج الدولہ کے مخالفوں سے خفیہ ساز باز کر کے نواب کو شکست دی اور اس وقت سے بہار و بنگال کے نظم میں انگریزوں کا ہاتھ کام کر لے رکھا۔ لیکن جن نوابوں کی حکومت کا دار و مدار انگریزوں کی پشت پناہی پر محصر تھا انہیں میں سیر قاسم ایک ایسا خود سر حکمراں تکلا جس نے کسی

(MR ERNEST JOHN MARSHALL) اور سٹارنٹ میکے (MR ERNEST JOHN MARSHALL) نے دریائے سندھ کی تراوی کے قریب ہنجوار و سندھ (سندھ) اور ہرتا (MACKAII) (ہنگاب) میں قدیم شہر اور آبادی کے آثار کھو دکر نکالے ہیں جن میں مرود عورت کی تصویریں، خوش نمائشیں، کھلوٹے، برتن، مہر میں اور بعض چیزیں جن پر کچھ عبارت بھی لکھی ہوئی ہیں۔ دو منزلے اور سر منزلے مکان، پختہ راستے، بڑے بڑے زین دوز نالے وغیرہ وغیرہ اتنی کافی چیزیں منظر عام پر آگئی ہیں جن سے شہر اور اہل شہر کی طرزِ معاشرت کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات صریح طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ یہ چیزیں پانچ ہزار برس سے کم کی تعداد ہو سکتیں۔ اور ایرین قوم کے یہاں آنے سے پہلے مصر فلسطین اور عراق کی طرح یہاں بھی تہذیب و شانگی کا ایک دوسرگز چکا ہے۔

ڈاکٹر رس ڈیوڈس نے لکھا ہے کہ "ایرین لوگوں کو بتدریج ہندستان نے کریئنے میں جن قوموں سے مدد کا رہا ان کو وحشی سمجھ لیتا قدیم ہندستان کے متعلق تباہی خلیج پر پانی پھیننا ہے، بعض قبیلے ایسے بھی تھے مثلاً پہاڑی قبیلے، خان بدشہ لوگ جنگل کے شکار پر گزار اگرنے والے وغیرہ، لیکن ان کے علاوہ متعدد فرقے بھی موجود تھے جن کی سوچی حالت اعلیٰ درجے کی منظم تھی اور مال و دولت بھی اس قدر کافی رکھتے تھے کہ فاتحوں کی حرمس کو ابھار سکے۔ ان میں اکثر امن و آسائش کی زندگی کے ایسے خوازگر ہو گئے تھے کہ جنگ کی صورت میں طوالت پیدا ہوئے پر زیادہ عرصے تک تاب مقاومت نہ لاسکتے تھے لیکن باس ہمہ اتنے طاقت و رضور تھے کہ بعض صورتوں میں ابھی آنادی کو ایک حد تک قائم رکھ سکیں

لہ تفصیل کے لیے سرجان مارشل کی کتاب ہنجوار و سندھ سویں بیش دیکھا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحيم

تاریخ مکہ، پائلی پیتر، بہار، وعظیم آباد پٹنہ
 (یعنی صوبہ بہار کی تکمیل تاریخ)

باب اول

(ابتدائی حالات اور ۶۲۲ھ قبل مسیح سے تبدیل خاندان
 کی حکومت تک ۳۲۰ھ قبل مسیح تک)

(۱) ابتدائی حالات

کسی مقام کی تاریخ کا آغاز اس زمانے سے ہو ناچاہیے جب سے دہان
 ان ان کی آبادی پائی گئی ہو یہیں ان ان کب اس سر زمین میں آباد ہوا۔ اس کا
 سراغ لگانے کے لیے اُس وقت کے قلم بند کیے ہوئے تاریخی حالات تو کہیں
 موجود نہیں۔ اب جو کچھ کسی پرانی کتاب یا قدیم آثار کو دیکھ کر قیاس کیا جائے
 اسی سے ابتداء ہو سکتی ہے۔

عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ ہندستان میں علم و تہذیب اول
 اول ایران یعنی ہندوؤں کے آئے پر شروع ہوئی یہیں حال میں سرجان ماشیل

بدہشت جامک رکتاب پیدائش کے متعلق ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ "یاسی نہ بھی اور تمدنی حالات جوان میں مذکور ہیں وہ صاف طور پر تند اور موریا خاندان کی حکومتوں کے زمانے سے جب کہ پاٹھی پڑسارے ہندستان کا دارالحکومت تھا قبل کے ہیں چنانچہ ان کتابوں میں ان دو حکومتوں کا کہیں ذکر نہیں اور ان میں کسی ایسی بڑی حکومت کے متعلق جس میں سارا ہندستان یا اس کے بیشتر حصہ شامل ہوں، کوئی واقعیت نہیں پائی جاتی۔^{۱۶}

۱۲۱۔ گلہ کے راجا جراسنہ کے متعلق ہما بھارت کا یاد

کتاب ہما بھارت بھا پرب باب ۲۱۴ میں گلہ دم کے راجا جراسنہ کا ذکر ہوا اس میں ایک روایت یہ ہو کہ "سری کرشن جی سے ساتھیوں نے عرض کی کہ ہنس ڈینک دنت بکرا۔ کروش۔ میگ یا چین اور پنڈوک جراسنہ کے ساتھ ہیں اور اس کی طاقت اور عالی خاندانی کے قابل ہیں اور بھونج ہنس کے اخبارہ راجا اس کے رعب سے اُتر سے پھیپھی جاگ گئے ہیں" اور ہنس اور ڈینک جب تک اس کے ساتھ ہیں اس کو شکست دینا دشوار ہے۔

راجا جراسنہ کی پیدائش کے متعلق یہ روایت ہے۔

"راجا برہر تھا اس کا باپ تھا۔ اس نے کاشی میں راجا کی دو لڑکیوں سے شادی کی تھی لیکن کسی سے اولاد نہ تھی۔ آخر یہ ان دونوں کو لے کر کسی فقیر کامل کے پاس پہنچا۔ فقیر نے ایک آم دیا کا نصف نصف ہر ایک عورت کو کھلا دیا جائے۔"

اور بعض حالتوں میں اس نئی قوم پر جو اس مقاومت کے بعد پیدا ہوئی اپنے خالاً
دستور اور آئین کو جا سکیں ۔ ۷۰

قدیم ہندو راجاؤں کے عہد کی کوئی باقاعدہ تاریخ موجود نہیں لیکن ان کی
مذہبی کتابوں میں صفتًا مگدھ دیس کے بعض راجاؤں کے نام اور بعض مقاموں
کے حالات پائے جلتے ہیں اور بعض فانے کی کتابوں میں بھی ایسے قصے مذکور
ہیں جن کا جوڑ توڑ درست کرنے پر ایسی کڑیاں تیار ہو گئی ہیں جو ابتدائی تاریخ
کے سلسلے سے وابستہ کی جائیں ۔

جس طرح بہمنوں کی کتابوں میں حکومتوں کا ذکر آگیا ہو جین دھرم اور
بودھ دھرم کی کتابوں میں بھی مگدھ کی تاریخ کے متعلق حالات خصوصیت کے
ساتھ پائے جلتے ہیں اس لیے کہ ان دونوں مذاہب کا ایجاد اور ان کی شروعات
خاص مگدھ ہی میں ہوتی ۔ قدیم ترین تحریریں یا کتابے جو ابتدائی حالات کے
لیے مأخذ قرار دیے جاسکتے ہیں ۔ بیشتر بودھ دھرم والوں کی سی کانٹیج ہیں ۔
چنان چہ ڈاکٹر رس ڈیلوڈس لکھتے ہیں کہ ”غالباً یہ سمجھنا غلط نہ ہو کہ بہمن تحریریں
کے ذریعے اپنی کتابیں شائع کر دیئے کو جن سے وہ ذاتی طور پر منفع ہوتے تھے حص
لہ پر وائی ہی سے نہ دیکھتے تھے بلکہ ایک ایسے طریقے کے جوان کے غیر مشترک حقوق
کے لیے خطرناک تھا سختی کے ساتھ مخالف تھے“ اور ہمارے لیے کوئی تعجب کی بات
نہیں کہ قدیم ترین تحریریں جو درخت کی چھال یا تار کے پتوں پر ہندستان میں
پائی جاتی ہیں وہ بدہشت لوگوں کی ہیں اور تمام قدیم ترین تحریریں جو پھر یا کسی
دھات پر کندہ کی ہوئی تھیں وہ سب بھی بدہشت لوگوں کی ہیں اور ان ہی نے
اول اول اپنے مذہبی احکام کے لیے تحریر دے کام لینا راجح کیا ۔ ۷۱

ہندو شدہ کے نام و نسل سے ملک کا آباد ہونا اور ہند کے بیٹے پورب دنگل کا پورب و بنگال کو آباد کرنا مذکور ہے اور پورب کی نسل میں کشن نامی کے بیٹے ہڑاج کا بھار کو آباد کرنا اور اس کے بیٹے فیروز رائے کا دو بار بیہار میں بے شمار خیرات کرنا اور قصبہ منیر آباد کرنا لکھا ہوا دران میں سے اکثر کی تدبیح حکومت کئی گئی سو بر س لکھی ہے اور فیروز رائے سے تین راجاؤں کے بعد کیدار برہمن کے زمانے میں شنگل نامی پہلوان کا جو افراسیاب کا ہم عصر تھا نواح کوچ سے خرونج کر کے بنگال و بیہار پر قابض ہونا درج ہے۔ حقیقتاً یہ مختلف زمانوں کی مستند و غیر مستند روایات ہیں جن کو ناموں کے آٹ پھیر اور تبدیل و تنج کے بعد انتہائی مبالغہ کے ساتھ تاریخ میں شامل کر دیا ہے اور ان کے بعد دوسروں نے اس بارے میں محض تقلید سے کام لیا ہو بیہار تک کہ تاریخ ریاض اسلامیین میں جو ۱۳۰۲ھ میں لکھی گئی اسی روایت کو نقل کیا ہے۔

۱۳۲ سالہ قبل مسیح راجا سیس ناگ

ڈاکٹر ونست اسٹھ لکھتے ہیں کہ ”تیس پرا ان اور والی پرانی بجو قدیم حکمرانوں کی فہرست ہے اس میں سب سے پہلا خاندان جس کی کچھ اصلاحیت معلوم ہوتی ہے میں ناگ ہے۔“

”بانی خاندان میں ناگ نامی بظاہر ایک معمولی سارا جا معلوم ہوتا ہے۔ جس کی حکومت اصلاح پڑنے دی گیا تک محدود تھی۔ اس کا دار الحکومت راج گیر تھا۔“

۱۴ تاریخ فرشتہ صفوہ تا ۱۲

۱۵ دیکھو صفوہ ۵۶ ریاض اسلامی

۱۶ اولی ہستی آف انڈیا صفوہ ۲۲ و صفوہ ۳۱ تا ۱۵

اس کے بعد وہ دونوں حاملہ ہوتیں ہیکن بچے جو پیدا ہجئے ہر ایک کا نصف دھڑ
تھا اس لیے یہ پھکوا دیے گئے۔ ان کو جرنا می ایک دیوار نے اٹھا لیا اور دونوں دھڑوں
کو ملا یا تو ایک سموچا لڑکا بن گیا جو نہایت وزنی تھا۔ دیوئے اس کو گھونٹا رات تو
لڑکا زد سے چلا اٹھا۔ اُس کی آواز شہ کر راجانے اُس کو گھر میں بھوالیا۔ جرا دیوئے
سارا ماجرہ بیان کیا اور اُس لڑکے کا نام جڑا شندہ رکھا (یعنی جرا کا بنایا ہوا) جب
لڑکا بجوان ہوا اس کا باپ اپنی رانیوں کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور راج جڑا شندہ
کے پرد کیا۔ ہبھارت میں لکھا ہو کر جڑا شندہ کو بھیم پنڈھ نے مارا

(۳) مسلمانوں کی تاریخوں میں بعض روایتیں

مسلمان مورخوں میں الیر ولی (ابوریحان محمد بن احمد) جو محمود عززنوی کے
زمانے میں ہندستان آیا تھا سنکرت زبان کا زبردست عالم اور بہترین مورخ گزرنا
ہو۔ اس کی کتاب ہندوؤں کے عام طرزِ معاشرت اور علوم و فنون پر
کافی روشنی پڑتی ہو لیکن خاص مگدھ کے یاسی حالات لکھنے کے لیے چند اسناد مفید
نہیں۔ اس فخر روزگار مورخ کے علاوہ اکثر مورخ سنکرت زبان سے نابلد تھے۔
ان کو جس قسم کی روایتیں لمیں سلسلہ بیان میں داخل کرتے رہے اور ان کے بعد
دوسرے مورخوں نے اُس زمانے کے حالات کے لیے انھی کی تحریروں پر
انحصار کیا۔

بہر حال تاریخ فرشتہ میں مگدھ کے جڑا شندہ را بجا کو "دلایت بھارو پٹنہ
کاراجا جراسنگ لکھا ہوا اور ہندستان کی آبادی کے متعلق حام بن نوح کی اولاد

۱۰۳۸ھ تاریخ ۱۶۳۸ء (۳۱) فیروز جنگ سلطنت عبداللہ خان

سید خان کے بعد عبداللہ خان فیروز جنگ صوبے دار ہوا۔ یہ وہی عبداللہ خان ہر بوجٹاہ جہاں کی شہزادگی کے زمانے میں بغاوت کے وقت شہزادے کی معیت میں بھار آیا تھا جس کا حال اپنی جگہ پر مذکور ہو چکا ہے۔ تاریخوں سے معلوم ہوتا ہر کر خان موصوف نے آٹھ برس اس صوبے میں حکومت کی لیکن اس غیر معمولی مدت میں اس نے سلسل اس صوبے میں قیام نہ کیا۔ عبداللہ خان کے زمانے کے بعض کتبے محلہ درگاہ شاہ ارجان کے قریب راقم کی نظر سے گزرے۔ جن میں اس کا نام بھی مذکور ہے۔ عبداللہ خان کے زمانے میں بچیٹ (ازدواج صوبہ بھار) کے زینتدار لے جس کا منصب ہفت صد یا صد صد عوارض تھا۔ ۱۰۳۸ھ یعنی ششم سال جلوس شاہ جہاں میں انتقال کیا۔

۵ ربیع ۱۰۳۸ھ کو شاہ جہاں نے محل دار خان دکنی کو منصب چارہ زاری و خلعت و فیل و اسپ و گھپوہ مریع عنایت کر کے سرکار رونگیر کا جائیگیر دار مقرر کیا۔ باادشاہ نامہ (جلد دوم صفحہ ۱۲۳) میں مذکور ہر کر محلہ ارغان دوسرے ہی سال گورکھپور کا فوج دار مقرر ہوا۔

لہ باادشاہ نامہ صفحہ ۱۲۴م و شاہ جہاں نامہ جلد اول صفحہ ۸۶م و منتخب الباب حد

اول صفحہ ۹۴م بلہ باادشاہ نامہ جلد دوم صفحہ ۲۱۔

گہ لفظ گھپوہ پیشہ رکن میں مستعمل تھا۔ ایک قسم کے خبر کو کہتے ہیں۔

۷ شاہ جہاں نامہ جلد اول صفحہ ۹۲۔

اس کے متعلق کوئی تاریخی واقعہ معلوم نہیں۔ صرف اس قدر مذکور ہر کار اس پلے پنے
بیٹھے کو بنا رہا اور خود گیری درج راج گیرا میں قیام کیا۔ اس کی ترتیب
حکومت صحیح طور پر معلوم نہیں۔ ڈاکٹر موصوف نے اس کی تخت نشینی کا زمانہ ۵۵۲ھ
قبل صحیح قیاس کیا ہے۔ میں ناگ کے بعد تین راجا اور ہوتے جن کے نام (ا) کا کٹ
دھرم (۲۲) کھیم اجیت یا گھڑاوجس تھے۔ ان کے کارنامے کچھ معلوم نہیں۔

(۵) راجا بھیم بار ۵۵۲ھ تا ۵۵۳ھ قبل صحیح

میں ناگ خاندان کا پانچواں حکمران بھیم بار (منزیکا) زیادہ مشہور ہوا۔
اس نے مدد کی حکومت کو وسعت دے کر انگار ضلع بھاگل پور اور غالباً مومنگر
تک بڑھایا اور راج گیر کے پرانے قلعے کے باہر اتر جانب ایک نیا شہر آباد کیا۔
جس کا نام کوئی پور یعنی کوس گھاٹ و لالا شہر تھا۔

بھیم بار نے کو سلا (اوده) کے راجا پار سنجست کی بہن کو سلا دیوی سے
شادی کی تھی اور دوسری شادی دیدیہ (ترہت) میں بھاوی خاندان کے راجا
کی لڑکی سے کی تھی۔ بھیم بار نے انھائیں برس حکومت کر کے راج اپنے بیٹھے
اجات سرود کے جو دیدیہ کی رانی کے بطن سے تھا سپرد کیا۔ اس کا بسب یہ ہوا

لے انگار چپا ضلع مومنگر بھاگل پور کے قدیم نام ہیں جو ہبھا بھارت اوہ پرب صفو ۱۰۷ میں
مذکور ہیں۔ جزء کنگلم کی اشینیٹ جیوگرا فی آف انڈیا صفو ۵۲۴ د ۲۲، میں بھی بھی لکھا ہو۔

۳۲ اولی ہستی آف انڈیا صفو - ۳۲

۳۳ کو سلا اوہدہ کا قدیم نام ہو دیکھو اشینیٹ جیوگرا فی آف انڈیا صفو ۲۰۸

۳۴ دیدیہ ترہت کا قدیم نام ہے۔ دیکھو اشینیٹ جیوگرا فی آف انڈیا صفو ۱۸،

فتح بھوچ پور ۱۰۳۶ھ سالہ ۱۶۳۷ء

عبداللہ خاں کے زمانے میں ایک اہم واقعہ اجنبیہ ربحوچ پور کی فتح ہوئی۔ یہاں کا راجا جس کا نام پرتاپ تھا دربار شاہی میں منصب ڈیر طھہزاری ذات وہزار سوار سے سرفراز تھا۔

ماہ ربیع سالہ ۱۰۳۶ھ میں دربار سے خصت ہو کر اپنے وطن کو داپس آیا۔ اور یہاں پہنچ کر اس نے علم بغداد بلند کیا۔ عبداللہ خاں نے اس پر فوج کشی کی۔ شاہی حکم کے مطابق باقرخان بخم ثانی صوبے دارالآباد بھی لکھ میں حاضر ہوا۔ اور فدائی خان (ہدایت اللہ) جاگیر دار گور کھپور نے اس موقع پر شاہی فوج کے ساتھ جان نثاری کرنا اپنا فرض بمحض کربلا تاں شرکت کی۔ مختار خاں جاگیر دار مونگیر بھی چند زینداروں کو ساتھ لے کر شاہی فوج سے آملا۔ اتفاقاً دوسرے ہی دن مختار خاں کو اس کے ایک نمک حرام ملازم نے قتل کر دیا، اس لیے وہ جنگ میں شریک نہ ہو سکا۔ بہر کیف شاہی فوج نے قصیدہ بھوچ پور کا محاصرہ کیا لیکن قلعہ کے استحکام اور اہل قلعہ کے حسن انتظام کے بسب چھوٹی میتے تک قلعہ سفتوج نہ ہوا۔ آخر شاہی فوج نے پورا زور لگا کر پورش کی اور بہت سے بھوچ پوریوں کو مقتول و مجرم دائر کر کے قلعے پر قبضہ کیا۔

راجا پرتاپ نے اہل دعیال کے ساتھ اس قلعے سے نکل کر بھوچ پور کے قدیم قلعے میں پناہ لی۔ عبداللہ خاں نے اول اس علاقے کے دوسرے لہٹیاں بیلی کی تاریخوں میں بھوچ پور کا نام اجنبیہ لکھا ہوا دراس کی کیفیت یوں ہے ”ان دولایت اجنبیہ آں محال صوبہ بہار مراد است کہ زیر حکومت راجا بھوچ پور بود یا“

اپنی صوبے داری کے زمانے میں عبداللہ خان نے شاہزادہ میں بہار سے زینبناور جاکر پھر نامی زیندار کو منہزم دستیح کیا۔ اور اسی سال ۱۷۶۰ء کو دربار میں حاضر ہو کر چھبیس ہاتھی اور تھائی جنگی جمیعی قیمت چار لاکھ روپیتھی پر طور پیش کش پیش کیے۔ اور زیندار نے ذکور ہے بھی لوز ہاتھی اور دولاکھ روپی نقد پیش کیے۔ شاہ جہاں نے عبداللہ خان کو اس کا رگزاری کے صدر میں خلعت خاصہ دا سپ و فیل عطا کر کے پٹنہ روانہ کیا لیکن ابھی یہ راہ ہی میں تھا کہ اس کو دوسرا فرمان پہنچا کر جھوہر سنگھ بندیلہ کے مقابلے کو روانہ ہو۔ خان مرقوم بندیلہ کی مہم سے فارغ ہو کر دکن کی طرف گیا اور بالآخر ۱۷۶۴ء رجوع الاول شاہزادہ کو پھر صوبہ بہار کی طرف واپس ہوا۔^{۱۷} شاہ جہاں کے دو سویں سال جلوس یعنی ۱۷۶۵ء کے واقعات سے پایا جاتا ہو کہ اس زمانے میں یہ سعادت اللہ حاجی پوری بھی ریک منصب دار تھا جو زیندار ڈھنڈھنڈہ کی تبدیلہ کے سلسلے میں تعینات ہوا تھا۔ اس کا نام منصب داروں کی فہرست میں بھی پایا جاتا ہو۔^{۱۸}

اسی زمانے میں عبد الرحیم بیگ (برادر عبد الرحمن بیگ) جو سابقًا نذر محمد خاں والی لمحے کے بڑے بڑے کے عبد العزیز کا اتابیق تھا۔ صوبہ بہا کے جاگیرداروں میں تھا۔ شاہ جہاں نے اس کے منصب میں اضافہ کر کے اس کو صوبہ بہار روانہ کیا۔^{۱۹}

میں آئی۔

۱۶۳۱ء میں پٹنہ میں پٹیر منڈی نامی انگریزی تاجر کی آمد

عبداللہ خان کے زمانے میں پٹیر منڈی نامی انگریز تاجر تجارت کی عرض سے پڑنے آیا۔ اس کا بیان ہو کہ پٹنہ میں شراب نیچنے کی سخت حماقت ہے۔ اور ہنود اپنے مردے گنگا کے پار لے جا کر جلاتے ہیں۔ چھروں اور رہزوں کے سبب دریا اور خلکی کی راہیں سخت خطرناک تھیں۔ لیکن عبد اللہ خان نے ان بد معاشوں کو قرار داتی سزا دی۔ ان کے سرکشو اکر عبرت عامر کے لیے پختہ میناروں میں لگادیے جاتے تھے۔ جو اسی عرض سے تعمیر کیے گئے تھے۔ پٹیر منڈی نے کان پور تک ایسے دو تسویہ میناروں کا خود مشاہدہ کیا تھا۔

سلہ پورا بیان شاہ جہاں ناسہ جلد دوم صفوہ ۲۳۰ تا۔ ۲۴۰، اور بادشاہ ناسہ جلد دوم صفوہ ۲۴۰ تا۔ ۲۵۰ سے مانع نہ ہو۔ ہسترسی اُف بیگان بہار اینڈ اڑیسہ

BENGAL, BIHAR & ORISSA UNDER BRITISH P. 46

میں راجا پرتاپ کو ڈراماون کے راجا کا سورث اعلیٰ بتایا ہو۔ منتخب اللباب صفوہ ۲۵۰ کے مطابق راجا پرتاپ کے ضبط شدہ مال سے چھتیس ہاتھی اور بیچاں گھوٹے شاہی دربار کو رواد کیے گئے۔

HISTORY OF BENGAL, BEHAR & ORISSA UNDER
BRITISH RULE P. 45

قلعوں پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ اور قلعہ تریجہاں (یعنی تین برج و لے قلعے کو) مفتوح کر کے مخالفوں کے بہت سے آدمیوں کو ہلاک کیا۔ اس کے بعد ہی زبردست خان اور صوفی بہادر نے عبداللہ خان کے حکم کے بموجب قلعہ کالاکار کا محاصرہ کر کے ایک بیسینے کے اندر اس کو مفتوح کیا۔ وس قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد شاہی فوج نے بھوچ پور کے قدیم قلعے کا اڑخ کیا۔ جب شاہی فوج یورش کر کے دروازے پر پہنچ گئی۔ راجا پرتاپ نے ہاتھی کی آڑ میں قریب آگر مقابلہ کیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر میں پس پا ہو کر ایک نئی عمارت میں جو اسی حصار کے اندر تیار کی گئی تھی مختصر ہوا۔ اس یورش میں راجا کے دو ہاتھی سچ نقادر و نفیر شاہی فوج کے ہاتھ آئے۔ لیکن شاہی فوج میں چند پا ہیوں کے علاوہ زبردست خل کے دو بیٹے منظفر بیگ و فریدون بیگ بھی حصار میں داخل ہو کر کام آئے۔ ۸ رذی الجھ شمس نہاد سے وعدوں کی سلسلہ جنگ نے راجا کے پائے شبات میں تزلزل پیدا کر دیا۔ اس نے اول جوہر کرنے کا قصد کیا۔ لیکن بالآخر اس ارادے کو فتح کر کے فرار پر کمر باندھی۔ اور خود ضرف ایک نشگی باندھے ہوئے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر حصار سے باہر نکلا۔ عبداللہ خان کا ایک ملازم ان دونوں کو گرفتار کر کے خان موصوف کے پاس لایا۔ اس نے ان کو مقید رکھ کر بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ نے راجا کے قتل کا حکم دیا اور اس کا تمام مال عبداللہ خان کو بطور انعام عطا کیا۔ عبداللہ خان نے مال کو جو پاہ کے ہاتھ آگیا تھا باز یافت ہا کیا۔ راجا کی بیوی بھی مسلمان ہو کر عبداللہ خان کے پوتے کے عقد

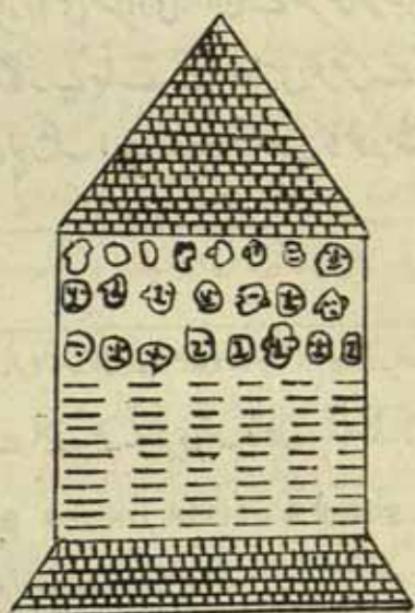
لے خیرت مند راجپوتوں کا ستور تھا کہ ما یوس ہو کر اہل دھیال کو آگ میں زندہ جلا رہیتے تھے اور جان پر کھیل کر لڑا مرتے تھے۔ اسی کو جوہر کہتے ہیں۔

۱، نواب شایستہ خان شاہ تاریخ (۱۰۵۲ھ-۱۶۳۱ء)

عبداللہ خان کے بعد شایستہ خان اپر آصف خان برادر نور جہاں بیگم (حاکم صوبہ حیران) مقرر ہوا۔ شایستہ خان کے زمانے کا قابلِ ذکر واقعہ پلامون پر فوج کشی ہو۔ ۱۰۵۲ھ میں شایستہ خان نے وشوار گزار جنگلوں کو کاٹ کر راست بنایا اور پلامون پہنچ کر قلعے کا حاصروہ کیا۔ یہاں کا راجا پرتاب نامی جنگلوں اور پیاروں کے سبب اپنے قلعے کو نہایت محفوظ بھتا تھا۔ شایستہ خان نے حاصروہ کے اس کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ مجبوراً راجا نے اطاعت اختیار کی اور بعد برسات استی ہزار روپ پیش کش لے کر پہنچ میں صوبے دار کے پاس حاضر ہوئے کا وعدہ کیا۔ شایستہ خان ہی کے زمانے میں (۱۰۵۲ھ) شاہ جہاں نے آتش خان جبشی کو منصب دو ہزاری مع خلعت اور دس ہزار روپ نقد بطور انعام دے گز بھاگل پور کا فوج دار مقرر کیا۔ پلامون کی چڑھائی میں اس نے بھی کار گزاری دھائی۔ در حمل آتش خان سلاطین دکن کا ملازم تھا۔ اول اول جہاں گیر کے دربار میں اگر منصب سے سرفراز ہوا تھا۔ اور لاثتہ میں فوت ہوا۔

۱، شاہ جہاں نامہ جلد دوم صفحہ ۲۳۴ پلامون پر اس کے بعد بھی چڑھائیاں ہوئیں، جو نواب اعتماد خان اور داد خان ترشی کے حالات میں مذکور ہوں گی۔ اس زمانے میں پلامون میں چیزوں قوم کے راجا کی حکومت تھی۔ چیزوں درد بین قوم کی ایک شاخ کی حالت ہو جو سابقہ نبانے میں گورکھ پورست بندیں کھنڈ مک پھیلی ہوئی تھی۔ فوج پلامون کے گزیں میں مفصل گیفت موجود ہے۔

نقشہ چورمنارہ جس کا پیٹر منڈی نے معاہنہ کیا تھا۔ جو سابق صفویں
ذکر ہے۔ اس میں چوروں، ڈاؤں اور رہزوں کے سرکاٹ کر لئے جائے
تھے کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو۔



میں واخیل ہو گئی پر تاب کا ساتھ دیا اور بعضوں نے بھائی کراپنی راہ لی۔ اور تج
رائے سخت صرگردانی و پریشانی میں بنتا ہوا۔ زبردست خان اس کی خبر پا تے ہی
نہایت چھٹی وہ لیری سے جنگل کی دشوار گزار گھاٹیوں پر دوڑ پڑا، اور تمام مندوں
کو گرفتار کر کے سیر راہ تسلی کرنا شروع کیا۔ اجاپر تاب نے خان مرقوم کو لکھا
کہ میں دولت خا ہوں میں شامل ہوتا چاہتا ہوں، اگر ہندو پیمان سے مظہر
کرو کر مجھ کو کوئی ایسا شپنچے گی تو اطاعت کے لیے حاضر ہوں اور تمہارے
ساتھ اعتقاد خان سے لوں گا۔ زبردست خان نے ہر طرح لاجاکی خاطر جسی
دول دہی کی اور اعتقاد خان کا ہری چند نامہ بیجع دیا۔ اس کے بعد ۷ رمضان
۱۹۴۷ء کو پر تاب زبردست خان سے ملا اور اس کے ساتھ اعتقاد خان کے
پاس پہنچ آیا اور ایک ہاتھی مندر کر کے ہر سال ایک لاکھ روپیہ پیش کشی ہے کا
وعددہ کیا۔ اعتقاد خان نے پلڑ راواقعہ بادشاہ کو لکھ دیجیا۔ شاہ جہاں نے پر تاب
کو منصب ہزاری عطا کیا، اور پلامون کی جمع ایک کروڑ امام بالا نہ خیر اکار اس
کو پر تاب کی جاگیر مقرر کروایا۔^{۱۰۵۳}

۲۶۔ سفر ۱۹۴۷ء کو شایستہ خان نے ال آباد سے اور زبردست خان
نے چند سے جاکر پر تاب زیندار کی طرف سے ایک ہاتھی اور دو ہزار اشرفی
بادشاہ کے نذر کی اور زبردست خان کی طرف سے بھی تھوڑے جاہر اور
مرخص آلات نظرے گز رے ہے۔^{۱۰۵۴}

سخ ماہ ربیع الثانی ۱۹۴۷ء میں شاہ جہاں نے پر گنہ بھوچ پورا تو ایج
صوبہ پہاڑ (کوفو الفقار خان کی جاگیر (تیول)، مقرر کر کے خان مرقوم کو بھوچ چکا
لے بادشاہ نامہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۰۔ ۲۵۰۔ شاہ جہاں نامہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۸۔

گله شاہ جہاں نامہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ شاہ جہاں نامہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰۔

رہ، نواب اعتماد خان سے ۱۰۵۵ھ تا ۱۰۵۷ھ (۱۶۴۵ء - ۱۶۴۷ء)

۱۰۵۷ھ میں شایستہ خان عبداللہ خان کی جگہ پر ال آباد بیج دیا گیا اور اعتماد خان جنپور سے تبدیل ہو کر بہار کا صوبے دار مقرر ہوا۔ یہ پلامون کے راجا پرتاپ نے شایستہ خان سے جو معاملہ کیا تھا اس کو پورا کیا۔ اس لیے اعتماد خان اس کی تنبیہ کی فکر میں تھا۔ اسی زمانے میں پرتاپ کے چچا دریارائے اور تج رائے نے اعتماد خان سے ملاقات کی۔ اور پرتاپ کو گرفتار کر کے خان نذکور کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا۔ اس قرارداد کے بعد تج رائے پلامون پہنچا تو پرتاپ کو لنظر بند کر کے خود راجا بن بیٹھا۔ اعتماد خان کو معلوم ہوا تو فوراً زبردست خان کو ایک زبردست فوج کے ساتھ پلامون روانہ کیا۔ زبردست خان نے تلعہ دیوگڑھ پر جو اس علاقے میں سب سے بڑا تھا نے تھا قبضہ گر لیا اور بیل دار مقرر کر کے جنگل کٹوانا شروع کیا۔ تج رائے نے پچھو سو سوار اور سات ہزار پیادے فراہم کر کے زبردست خان پر شب خون مارنے کا تہیہ کیا۔ خان موصوف اس کی خبر یافتے ہی وہ منوں پر ٹوٹ پڑا اور ایک گروہ کو مقتول اور بعضاً کو اسیر کیا۔ اعتماد خان کو اس لڑائی کی خبر پہنچی تو اس نے اپنی ماتحت فوج کے ساتھ عبداللہ خان بھج خانی کو کک میں رو ان کیا۔ اتفاقاً اس لشکر کے پہنچنے کے قبل ہی ایک دن تج رائے (۲، رمضان ۱۰۵۷ھ) شکار کے ارادے سے قلعے سے باہر نکلا۔ اسی وقت صہدت سین وغیرہ اہل قلعے نے راجا پرتاپ کو قید سے رہا کر کے قلعہ اسی کے حوالے کر دیا۔ تج رائے کے ساتھیوں میں سے بعضاً نے قلعے

ہوا۔ شاہ جہاں نے اس کی خدمات کے لحاظ سے اس کو بیمار کی صوبے داری کے لیے نامزد کیا۔ لیکن ۱۰۷۴ھ کے حالات سے معلوم ہوا تھا کہ سعد الدین خان بہادر بیٹھ فر جنگ صوبہ بہار سے شاہ جہاں کے پاس پہنچا اور اسی سال کا بل سے سعید خان کے انتقال کی خبر آئی۔

(۱۱) عمدة الملک جعفر خان سال ۱۰۷۳ھ تا ۱۰۷۴ھ (۱۶۵۲ء - ۱۶۵۳ء)

جعفر خان نواب صادق خان کا پوتا اور بہرام خان کا بیٹا تھا۔ اس کی صوبے داری کے زمانے میں اس کا چھوٹا بھائی مرتضیٰ الدین بہرہ مند خان بھی صوبہ بہار میں کسی ممتاز عہدے پر مقرر ہوا تھا۔ سیلمان شکوہ پسر شہزادہ دارا شکوہ کی شادی بہرہ مند خان کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ اور اسی تقریب کے موقع پر بہرہ مند خان پٹنہ سے ملوایا گیا تھا۔

جعفر خان کے زمانے میں میر جعفر نام (از سادات حسنی استرا یادی) بوسان میں محمد قلی قطب الملک کا ملازم تھا اور ترک ملازمت کر کے چودہ سال سے پٹنہ میں درویشوں کی طرح زندگی بسر کرتا تھا۔ جمادی الثانی ۱۰۷۳ھ میں نواب جعفر خان کے ساتھ شاہ جہاں کے دربار میں حاضر ہوا اور نصب ہفت صدی صد سوار و خلاحت و مجدھرو شمشیر یا براق طلا میتا کار و اسپے بھی

روانہ کیا۔

غیر شعبان ۱۰۵۶ھ کو اعتقاد خان صوبہ بہار سے تبدیل ہو کر بہنگالے کی
صوبے داری پر مامور ہوا۔

(۱۹) اعظم خان (میر محمد باقر ۱۰۵۷-۱۰۵۶ھ (۱۶۳۸ء))

اعقاد خان کے بہنگالے جلن پر اعظم خان بہار کا صوبے دار ہوا، اس
کے زمانے کا کوئی خاص واقعہ اس صوبے کے متعلق نظر نہیں آتا۔ غالباً یہ
صوبے دار کوئی انتظام بھی نہ کر سکا۔ کیوں کہ ۱۰۵۹ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔
شاہ جہاں نامہ (جلد ۲ صفحہ ۵۵) کے مطابق اس زمانے میں بہنگالے
کی جمع پچاس کروڑ دام اور صوبہ بہار کی جمع چالیس کروڑ دام اور اڑیسہ کی
جمع میں کروڑ دام تھی اور سارے ملک کی شاہی جمع آٹھ سو انٹی کروڑ دام
یعنی آٹھ ارب اور اسٹی کروڑ دام تھی۔

(۱۰) سعید خان ۱۰۵۷ھ (۱۶۳۸ء)

ہمار رجب ۱۰۵۷ھ کو سعید خان لخ سے آگر بادشاہ کی خدمت میں حاضر

لئے شاہ جہاں نامہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۵

لئے شاہ جہاں نامہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹۔ ماژرا الامر صفحہ ۲۱۸ سے معلوم ہوتا ہو کہ کشیر
کی صوبے داری کے لیے منتخب ہو کر طلب کیا گیا تھا۔

۱۳ صوبہ بہار میں دارالشکوہ۔ شجاع اور اورنگ زیب کے معز کے ۱۰۶۶ھ تا ۱۰۷۹ھ (۱۶۶۱-۱۶۸۷ء)

۱۰۴۶ھ میں شاہ جہاں نے ضعف پیری کے بعد تمام امور سلطنت اپنے بڑے بیٹے دارالشکوہ کے سپرد کر دیے تھے۔ یہ امر اور شہزادوں کو ناگوار ہوا۔ شہزادہ مراد نے بُجھرات میں خود سر ہو کر اپنے نام کا بیک و خطبہ جاری کیا۔ اور اورنگ زیب دکن سے فوج لے کر دارالشکوہ کے استیصال کو رو انہ ہوئے، اور شجاع نے بنگالے سے بہار پر فوج کشی کی اور اللہ دری خان کو جو دارالشکوہ کی طرف سے صوبہ بہار کا انتظام کرتا تھا ملکا کر پٹنہ و صوبہ بہار پر قبضہ کر لیا۔ اور یہاں سے فوج فراہم کر کے دارالشکوہ کے مقابلے کو چلا۔

۱۰۴۷ھ الاول محرم کو دارالشکوہ نے اپنے بڑے بیٹے سلیمان شکوہ کو شجاع سے لڑنے کے لیے روانہ کیا۔ یکم جمادی الاول کو بنارس سے پچھ آگئے موضع بہادر پور میں جنگ واقع ہوئی اور شجاع شکت کھاکر پھر پٹنہ واپس آیا اور یہاں سے منگیر جا کر قلعے کے احکام میں مصروف ہوا۔ لیکن سلیمان شکوہ کی فوج تعاقب میں آرہی تھی اس لیے یہاں بھی قدم دھما سکا۔ اور ناچار بنگالے واپس گیا۔ سلیمان شکوہ نے پٹنہ و منگیر پر قبضہ کر لیا اور شجاع کے بعض ملازموں کو جو اس معز کے میں گرفتار ہوئے تھے۔ اکبر آباد بھیج کر سخت سزا میں دلوائیں۔

له عالم گیر ناصر صفوی ۲۳۱۔ اثر الامراء میں بہادرخان باتی بیگ کے حالات میں لکھا ہوا کہ دارالشکوہ نے ۱۰۷۹ھ میں اس کونا ب صوبے داربنائکر سلیمان شکوہ کے ساتھ پٹنہ میں تعین کیا تھا۔ ۱۰۷۹ھ عالم گیر ناصر صفوی ۲۹ تا ۳۲۔

بازیں نقرہ اور پانچ سو ہر کے انعام سے سرفراز ہوا۔

غزوہ جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ کو عکری نامی دیوان صوبہ بہار تبدیل کیا گیا۔

اور اس کی جگہ پر تارا چند مقرر ہوا۔

۱۲) اخلاص خان تھینا ۱۰۷۵ھ - ۱۰۷۸ھ (۱۶۵۸-۱۶۵۵)

عمدة الملک جعفرخان کے بعد شیخ فرید مخاطب بـ اخلاص خان ٹنڈوار مقرر ہوا۔ اس کا ذکر ضمناً عالم گیر نامہ صفحہ ۱۹۲ و ۱۹۱ میں اس طور پر ہے کہ اکبر آباد کے واقعات ایسی دارائشکوہ کی شکت، شاہ جہان کی نظر بندی اور اورنگزیب کے تسلط کے بعد اونگزیب نے اخلاص خان کو لکھا کہ اللہ آباد آکر خان دوران کی لگک میں موجود ہے اور چوں کہ احمد خویشگی بھی اخلاص خان کے خطاب سے مخاطب تھا، اس لیے شیخ فرید احتشام خان کے لقب سے ملقب ہوا۔

شاہ جہان نے ۱۳۱۷ھ کے قریب بنگالے کی حکومت شہزادہ شجاع کو دی تھی اور اس کے بعد ۱۳۱۶ھ کے قریب صوبہ بہار کی حکومت شہزادہ دارائشکوہ (ولی عهد) کے پردکی۔ اور شہزادہ کی جانب سے الہ وردی خان کو نائب صوبے دار مقرر کیا۔

کے لشکر سے مقابل ہوئی۔ اور ابتدائی جنگ میں کسی قدر کام پایا کے بعد بالآخر مقام کجھوہ میں شکست فاش اٹھا کر پس پا ہوئی۔ اور زنگ زیب نے شہزادہ محمد سلطان اور میر جمل کو شجاع کے تعاقب میں روانہ کیا۔ شجاع نے اول پہنچ داپس آکر اپنے بڑے لڑکے زین الدین کی شایی ذوالفقار خان کی لڑکی سے انعام دی اور اس کے بعد ۲۱ جادی الشانی ۱۷۹ھ کو موئیگر پہنچا ہیاں شہر کے سامنے پھانوں کی بنوائی ہوئی دیوار اور خندق تھی۔ شجاع نے اس دیوار میں تیس تیس گز کے فاصلے پر برجیاں بنوائیں اور خندق کو ندی سے ملا کر بجا بجا توپیں نصب کر دیں، اور کھڑک پور موئیگر کے راجا بہر دز کو موئیگر سے اکبر نگر تک تمام دشوار گز اور غیر مسلوک را ہوں اور گھاٹیوں کی محافظت پر دیکی۔ اس اثناء میں میر جمل اور شہزادہ محمد سلطان بھی اوہر آپنے۔ میر جمل نے موئیگر کا محاصرہ فضول سمجھ کر شجاع کے بندگیے جانے کی راہ سدود کرنے کے لیے راجا بہر دز کو سازش میں لا کر عام راستے سے علیحدہ کھڑک پور کے پہاڑوں کے بائیں جانب جنگل کی راہ اختیار کی۔ شجاع نے میر جمل کے بندگیے بانے کا گمان کیا۔ اور ۲۱ جادی الشانی کو موئیگر سے خود بندگیے کی طرف روانہ ہوا۔ میر جمل موئیگر سے بیس کوں موضع پیالا پور تک پہنچا تھا کہ اس کو شجاع کے آئنے کا حال معلوم ہوا۔ فوراً پھر موئیگر کی طرف پلت آیا اور اس اثناء میں شہزادہ محمد سلطان بھی موئیگر کے قریب آکر ٹھیک گیا۔ شجاع موئیگر سے نکل کر تیس کوں پر بیوضع رانگانہ میں جس کے ایک طرف ندی اور دوسری جانب پہاڑ ہو فضیل بننا کر ٹھیک گیا اور میر جمل کے داپس آئے کی خبر سے اس کے جنگل میں بھٹکنے کا گمان کیا اور اپنے ملازم اسفندیار معموری کو سچھ کر خواجه کمال افغان

ہنوز سیمان شکوہ اور شجاع کا معاملہ طور پر اتنا تھا کہ اورنگ زیب نے داراشکوہ کو شکست دے کر ہلی پر قبضہ کر لیا۔ داراشکوہ بھاگ کر لاہور چلا گیا اور سیمان شکوہ کو بھی لگکے لیے طلب کیا۔ اورنگ زیب نے شاہ جہاں کو نظر بند کر کے سلطنت کا انظم اپنے ہاتھ میں لے لیا اور شجاع کو اپنی طرف ملا لینے کے لیے صوبہ بہار و بنگلہ کی حکومت کا فرمان خاص شاہ جہاں کی ہر سے میرک گز بروار کی سرفت شجاع کے پاس بیج دیا۔ شجاع نے مصلحت اس کو قبول کیا لیکن پڑنے آکر از سر فوج فراہم کر کے اورنگ زیب کے مقابلے کا قصد کیا۔ اورنگ زیب بھی غافل نہ تھا۔ اس نے بھی اپنے دولت خواہوں کو لگار کھنے کے لیے یکم شوال ۱۷۸۷ھ کو سید شیرخان بارہ کو اس کے سابق منصب میں اضافہ کر کے منصب سہزاری ہزار و پانصد سوار اور ترہت کی فوج داری تقویض کی اور اسی طرح ۱۷ ربيع الثانی ۱۷۸۸ھ کو میر ابوالعلائی پسر ہزاری جالیر دار علاقہ بہار کو بھی خلعت دا سپ دفیل (صحیح زدین جھول) و خطاب میرزا خانی و منصب سہزاری دانام رئیس ہزار پونقدا سے سرفراز کیا۔ اورنگ زیب کو جب شجاع کا قلعہ معلوم ہوا اپنے بیٹے شہزادہ محمد سلطان کو ساتھ لے کر مقابلے کو روشن ہوا۔ اس وقت معظم خان المعرفت بہ سیر جمل بھی آملا۔ شجاع جب پڑنے سے چل کر قلعہ رہتاں (سہسراں) کے قریب پہنچا۔ رام نگہ ملازم داراشکوہ نے داراشکوہ کے خفیہ ایما سے اس قلعہ کو شجاع کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد شجاع کی فوج آگے بڑھ کر اورنگ زیب

لہ عالم گیر نام صفحہ ۲۱۱ و ۲۲۳ - ۲۳۵ عالم گیر نام صفحہ ۱۳۲ و ۲۰۰ (منتخب الباب مفہوم جلد ۲) باشر الامراء صفحہ ۱۳۶ میں مذکور ہو کہ سہزادہ رہتاں کے مرسلہ پرمیر ابوالعلائی ترجمت کا فوج دار مقرر ہوا۔ لہ عالم گیر نام صفحہ ۲۲۵ -

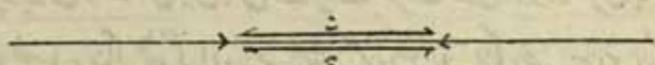
باب پانزدهم

اورنگ زیب کا عہد ۱۰۴۹ھ تا ۱۱۱۷ھ

(۱) داؤد خان قریشی ۱۰۴۹ھ تا ۱۰۵۳ھ (۱۶۶۵-۶۹)

داوود خان پسر شیخ بھیکن قبل میں دارالشکوہ کا ملازم تھا۔ اورنگ زیب اور دارالشکوہ کی جنگ میں ترک ملازمت کر کے اورنگ زیب کا ملازم ہوا اور اورنگ زیب نے اس کو پٹنہ کی صوبے داری کے لیے نام زد کر کے معظم خان (میر جمل) کی لکھ میں رہنے کا حکم دیا جس وقت معظم خان اکبر نگر (راج محل بھگال) میں شہزادہ شجاع سے جنگ کر رہا تھا۔ داؤد خان بھی حرب الحکم یکم رمضان ۱۰۴۹ھ کو رشید خان و میرزا خان وہادی داد خان و قادر داد خان و خواجه عنایت اللہ اور صوبہ بہار کے تمام جاگیر داروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور اپنے بھتیجے شیخ محمد حیات کو پندرہ سو سوار اور دو ہزار پیادے حوالے کر کے پٹنہ میں اپنا نائب چھوڑا۔ چوں کہ اکثر ناکوں اور گھاٹیوں پر مخالفوں نے پورا بندوبست کر کے جا بجا جنگی کشتیاں متین کر دی تھیں۔ اس لیے ضلع مومنگیر و بھاگل پور تک داؤد خان کو اکثر راحل طوکرنے میں دیرگی۔ اس وقت تک شیخ بھیکن حصار فیروزہ کے شیخ زادوں سے تھا اور خان جہان لوڈی کے معمول ملازموں میں تھا۔ ماثلاً مراد جلد ا صفحہ ۴۲ -

زیندار بیز ہوم کو میر جمل کے سدراہ ہونے کی تاکید کی۔ ۳۷ جمادی الاول ۱۰۷۹ھ
 کو میر جمل نے مونگیر پر قبضہ کر کے محمد معین سلیمان کو قلعہ مونگیر کی حراست پر منعین
 کیا اور اورنگ زیب سے حکم کا منتظر ہا۔ حکم آئے پر میر جمل بیز ہوم کی طرف روانہ
 ہوا جو اچھے کمال افغان نے کوئی حداخت نہ کی۔ لیکن اسی زمانے میں بعض فتنہ
 پشتوں نے اورنگ زیب کی شکست اور داما شکوہ کی فتح کی خبر مشہور کردی اور
 راجپوتوں نے اس کا یقین کر کے ۱۶ ارجب کو میر جمل سے ملیحدگی اور مخالفت
 شروع کر دی۔ شجاع نے موقع پا کر اکبر نگر آنے کے بعد سے گنگا کو عبور کیا۔
 اور اسی زمانے میں اس نے اللہ دردی خان اور اس کے بیٹے سیف اللہ
 کو جو پڑنے سے اس کے ساتھ ہوئے تھے اور اب میر جمل کے شریک ہوا چاہتے
 تھے۔ قتل کر کے ان کے تمام مال و اساب پر قبضہ کر لیا۔ بعد کے واقعات کو
 بنگالے کی تاریخ سے تعلق ہو۔ صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہو گا کہ شجاع
 نے اول شہزادہ محمد سلطان کو خفیہ سازشوں سے ملا کر اپنی لڑکی سے اس کی
 شادی کر دی لیکن شہزادہ محمد نے پیشمان ہو کر شجاع کا ساتھ چھوڑا۔ پھر بھی
 اورنگ زیب نے اس کو قید کر کے قلعہ گولیماریں بیٹھ رہا۔ بالآخر شجاع میر جمل
 سے پورپور شکست کھا کر ارکان (ارخنگ) کے راجا کے پاس پہنچا اور اس کی
 دخاں سے مارا گیا۔ میر جمل نے بھی رمضان ۱۰۸۰ھ میں کوچ بہار میں آب و ہوا
 کی خرابی سے بیمار ہو کر انتقال کیا۔



پاگیر دار چین پور اور راجا بہروز زیند ار موگیر اور بعض ذی اقتدار لوگوں کو مک
میں ساختے کر پٹنے سے روشن ہوا۔ راجا پرتاب کے آمیوں نے قلعہ کوٹھی کو
(جو گیا کے جنوب میں واقع ہے) چھوڑ کر فرار کیا اور ہرمضان نتھی کو
داود خان نے بلا مزاحمت اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے آگے قلعہ گندہ ایک
محکم مقام تھا۔ داؤ دخان نے باش کے جھکل کٹا کر راست بنوایا اور اس
عرصے میں دشمنوں نے اس کو بھی خالی کر دیا۔ اس لیے ہر شوال کو اس پر
بھی قبضہ کر کے اس کی محکم فصیلوں کو منہدم کر دیا۔ اس وقت بر سار کاموں
قریب آپنچا تھا اس لیے داؤ دخان نے آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا اور
کوٹھی اور گندہ کے قریب میلان ہر تیس کوس پر مٹی کی فصیل بنو کر پاہیوں
کے لیے چھاؤتیاں تیار کر لئیں اور ہر ایک چھاؤتی میں تلو سوار اور پچھا پیادہ
اور پیغمی متین کر دیے۔ راجا نے اس بندوبست کو دیکھ کر صلح کی گفتگو
شرط کی لیکن داؤ دخان نے ایک نہ شنی

بر سات گزر جانے پر غرہ رنج الاول ائمہ کو داؤ دخان نے پلا مون
کی طرف قدم بڑھائے۔ میرنا خان کو سات سو سوار اور دو سو پیادوں کے
ساتھ ہراول اور تہور خان کو سات سو سوار اور تین سو پیادوں کے ساتھ برق نقار
اور اپنے بھتیجے شختاتار کو پانچ سو پاہ دے کر اور راجا بہروز کو منچ چار سو سوار
اور ڈیڑھ ہزار پیادے شامل کر کے جرنیقار قائم کیا اور خود دو ہزار سواروں کے
ساتھ صدر لشکر ہو کر پانچ سو کا ایک اور لشکر پشت کی جانب متین رکھا۔ پھر
کاٹ کر راہ کو ہموار کرنے کی غرض سے بیل داروں کی ایک جماعت پہلے
سے روشن کی گئی تھی۔ اس انتظام کے بعد آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر وہ رنج الاول

برسات بھی ختم نہ ہوئی تھی کہ اکثر نالے اور ندیاں بھری ہوئی تھیں۔ اس لیے داؤ دخان کو کچھ دن مقام قاضی گرہیہ رجھاگل پور کے سامنے میں قیام کرتا پڑا۔ اسی اثناء میں شہزاد شجاع نے دبارہ اکبر نگر پر قبضہ کر لیا تھا۔ پس داؤ دخان گنگا کے اس پار آکر کھل گاؤ کے قریب ٹھیر گیا۔ بعد کو جب برسات گز ربانے پر معظم خان اور شہزادہ شجاع میں پھر جنگ شروع ہوئی۔ داؤ دخان بھی گنگا کے پار جا کر مانڈہ کی طرف جہاں شجاع اپنی پوری فوج کے ساتھ ٹھیرا ہوا تھا معظم خان کی مک میں پہنچ گیا۔ جب شجاع شکست کھا کر ڈھاکر کی طرف چلا گیا اور اکبر نگر، مانڈہ اور تمام بھگال معظم خان کے قبضے میں آگیا۔ اور نگ زیب نے ماہ صفر تا ۱۰۷۴ھ میں داؤ دخان کو بہار کا صوبے دار مقرر کر کے بنگال سے داپس آنے کا حکم دیا۔ داؤ دخان کی صوبے داری میں ایک بڑا واقعہ پلامون کی فتح ہو۔ جس کی کیفیت حسب ذیل ہے۔

۱۲۱ پلامون کی فتح تا ۱۰۷۴ھ (۱۶۶۱-۱۶۷۳)

سابق اور اسی میں شایست خان اور اعتقاد خان کی صوبے داری کے زمانے میں پلامون کے راجا پرتا ب کا ذکر ہو چکا ہے۔ راجا مذکور نے ایک لاکھ روپیہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کر کے صلح کی تھی لیکن یہ رقم ادا نہ کی۔ اونگ زیب نے داؤ دخان کو پلامون پر چڑھائی کر کے قبضہ کرنے کا حکم دیا۔ اور صوبہ بہار کے جاگیرداروں، زمینداروں اور فوج داروں کو بھی مک میں حاضر ہونے کی تاکید کی۔ ۱۰ شعبان ۱۰۷۴ھ کو داؤ دخان۔ میرزا خان فوج دار در بھنگر تہوڑا

کر کے ندی کے کنارے جس کے دوسری جانب گھنا جنگل تھا مورچال بنائی۔ داؤ دخان نے جنگل کٹوا کر پہ قدر ضرورت راست بنوایا اور اپنے بھتیجے شیخ ساتار اور شیخ احمد اور راجا بہروز۔ هزارخان ہنورخان اور شیخ صفی وغیرہ کو حلقہ کا حکم دیا۔ دو گھری سخت جنگ کرنے کے بعد دشمنوں نے شکت کھائی۔ ان میں بہترے مارے گئے۔ اکثر زخمی ہو کر جنگلوں میں چھپے گئے اور باتی پس پا ہو کر حصہ رکے اندر چلے گئے۔ داؤ دخان چاہتا تھا کہ جو کچھ قبضے میں آگیا ہو اس کا احتفاظ و بندوبست کرنے کے بعد آگے قدم بڑھا۔ لیکن لشکر نے اپنی بہادری کے زخم میں دشمنوں کا تعاقب کیا اور سواروں نے ندی کو عبور کر کے حصہ رکہ پر حملہ کر دیا۔ دشمن یہاں بھی قدم نہ جاسکا اور بھاگ کر پلاموں کے نئے اور پر لئے قلعوں میں پناہ گزیں ہوا۔ راجا پرتاپ نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ تمام مال و اسباب کو جنگل میں بھیج دیا۔ شاہی فوج شہر کو تاراج کرتی ہوئی قلعے کے دروازے تک پہنچ گئی۔ محصورین قلعے نے کچھ رات گزرنے تک توپ و نفنگ سے مقابلہ کیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد راجا پرتاپ قلعے کے پھیلے دروازے سے لکل کر جنگل میں بھاگ گیا اور پلاموں کے دونوں قلعے شاہی فوج کے دغل میں آگئے۔ اس معمر کے میں شاہی فوج کے اکٹھ پاہی کام آئے۔ اور ایک سوترا دمی زخمی ہوئے۔ راجا کے آدمیوں نے ان قلعوں سے فرار کر کے مقام دیلو گاؤں میں پھر ایک جمیعت فراہم کی لیکن صفی خان نے بالآخر اس پر بھی قبضہ کر لیا۔^{۱۰}

اس فتح کے بعد داؤ دخان شاہی حکم کے مطابق ان قلعوں کی حراثت

کو دس کوس طوکر کے فوج نے نرسی (شايد مقام لہر سی مراد ہو جو پلامون سے
 بارہ کوس پر واقع ہو) میں قیام کیا۔ راجلے خوف زدہ ہو گرا پے محمد
 غاص صورت سنگھ کو داؤ دخان کے پاس روانہ کیا۔ اور ایک لاکھ روپیہ
 بادشاہ کو پیش کش اور پچاس ہزار داؤ دخان کو نذر دینے کا وعدہ کیا۔
 داؤ دخان نے ساری کیفیت بادشاہ کو لکھنیجی۔ ہنوز شاہی حکم وصول نہ
 ہوا تھا کہ راجا کے کچھ لوگوں نے داؤ دخان کی فوج کی رسالت دی۔ اس
 واقعہ سے داؤ دخان سخت برسم ہوا۔ ہر چند راجائے لاعلمی خاہر کے بڑت
 چاہی اور پچاس ہزار روپیہ پیش کر کے معافی کا خواستگار ہوا لیکن داؤ دخان
 نے کوئی التفات نہ کی اور ۲۴ ربیع الثانی کو پلامون کے قریب قیام کیا۔
 راجا کی فوج مستعد ہو کر مقابلے کو نکل کھڑی ہوئی۔ اس وقت اورنگزیب
 کا یہ حکم وصول ہوا کہ اگر راجا اسلامی روتی اختیار کرے تو اس کی زمین داری
 اس کو دے دی جائے ورنہ اس کا استیصال کیا جائے۔ داؤ دخان راجا کو
 اس حکم سے مطلع کر کے جواب کا منتظر تھا لیکن اس کی فوج جنگ کے لیے
 بے قرار تھی۔ اس اثناء میں داؤ دخان کے بینر حکم ۲۴ ربیع الثانی کو تہوڑخان
 برلاس نے اچانک حملہ کر دیا اور چاروں ناچار داؤ دخان کو بھی جنگ کرنی پڑی۔
 اس نے دشمن کی فوج سے تھوڑے فاصلے پر مورچال بنائی اور اسی جگہ
 صبح سے شام تک سخت جنگ ہوتی رہی تپورخان کی طرف سولہ آدمی
 مارے گئے اور پچاس آدمی زخمی ہوئے۔ شب کو دشمنوں نے دو بڑی
 توپیں اپنے مورچال کے اوپر نصب کر دیں۔ لیکن صبح کو داؤ دخان نے
 اس تہلکہ سے نکل کر ایک پہاڑی پر پناہ لی اور توپیں چڑھا کر دشمنوں کی
 مورچال کو اپنی زدیں کر لیا۔ ۲۵ ربیع الثانی کا داؤ دخان نے فرار

ھر شبیان سکھ کو مخصوص خان خلف شاہ فواز خان جو قورنگی (داد و نہ
سلاخ خانہ شاہی) اپر مأمور تھا تبدیل ہو کر ترہست کا فوج دار مقرر ہجھدا اور
خلعت و اسپ "باز طلاقی" سے سرفراز ہوا۔ اور اسی روز ہزرخان
قلعہ دار رہتا س کی جگہ پر خواجہ نذریہ مقرر کیا گیا۔^{۱۰}
مارڈی الجھٹ کنہ کو منکلی خان کے جگہ پر میر رضی الدین سکار سان
کی فوج داری پر مستعين ہوا۔ اور خلعت کے حلاوہ اس کے منصب میں
اضافہ کر کے ہزار دیانحدی ہشت صد سوار کا منصب عنایت ہوا۔^{۱۱}
انھی و نقوں میں مارڈی الجھٹ کو سادات خان (اڑکو مکیان صوبہ بہار)
حسب طلب بادشاہ کے پاس حاضر ہوا۔^{۱۲}
داود خان کے زمانے میں سکھ کنہ میں پہنچ میں دارالعدل تعمیر
ہوا۔ جس کے کتبے کی لوح فی الحال تھا نہ خواجہ کلان میں لگی ہوئی ہے۔
اس میں یہ شعر کندہ ہے۔

بہر عدل و داد مظلوم ان زدست ظالمان

ساخت دارالعدل جعفر بندہ داؤد خان

۴۴۳

۱۳) فتح پلامون کا مرقع اور اہل پلامون کا کچھ حال
گیا میں سری منوال لائبریری میں فتح پلامون کا ایک نادر مرقع ہے

لہ عالم گیر نامہ صفحہ ۸۵۲ تھے عالم گیر نامہ صفو ۸۵۲ تھے عالم گیر نامہ صفو ۸۵۳
تھے عالم گیر نامہ صفو ۸۶۳ تھے ضلع گیا میں قصبه داؤد نگر اسی کا آباد کیا ہے کا ہے۔
سیر المتأخرین میں بھی داؤد خان کو صاحب داؤد نگر لکھا ہے۔

اور پلامون کی فوج داری مکلی خان کے سپرد کر کے خود پٹنہ واپس آیا۔

(۳) داؤد خان کے زمانے کے بعض قابل ذکر واقعات

بیہ پیک

۱۷۰۴ء کے آخر میں وزوالقدر خان قلعے دار رہتا سے نے انتقال کیا۔ اور اس کی جگہ ہزار خان مقرر ہوا۔ بادشاہ نے اس کو خلعت اور سابقے اضافہ کر کے ڈیڑھ ہزاری منصب عطا کیا ہے۔
غزوہ شعبان ۱۷۰۵ء میں پلامون کے خدام میں سے دو زنجیر فیل دہلي
بچھے گئے اور بادشاہ کی نظر سے گزرے ہے۔

داوود خان کی کارگزاریوں کے صلیہ میں ۲۴ ذی الحجه ۱۷۰۶ء کو بادشاہ نے اس کے منصب میں اضافہ کر کے چہار ہزاری چہار ہزار سوار روازان جملہ دو ہزار سوار دو اپس سے اپس (مقرر کیا ہے۔

۱۷۰۷ء جمادی الآخر ۱۷۰۷ء کو صوبہ بہار کے وقایع بگاروں نے بادشاہ کو خبر دی کہ ہزار خان فوج دار در بھنگ جو پلامون کی فتح میں شریک ہوا تھا اور اس کے بعد شاہی حکم کے مطابق زیندار مورنگ (پوری نہ سے اوتھر ہمالیہ کی تراجمی کا علاقہ) کی تنبیہ کو روانہ ہوا تھا جب طبیعی سے فوت ہوا۔

۱۷۰۹ء میں مکلی خان کو اوزنگ زیرب نے ساری کی فوج داری بختلت و منصب ہزار پانصدی عطا کیا اور عالم گیر نام صفوہ (۳۳۹) ۲۷ عالم گیر نام صفوہ ۳۴۰ میں عالم گیر نام صفوہ ۲۹۵ کے عالم گیر نام صفوہ ۵۵، ۲۷ عالم گیر نام صفوہ ۵۵، ۲۷ اوزنگ سے وہ علاقہ مراد ہے جو ضلع پوری نہ سے اتر کوہ ہمالیہ کی تراجمی میں واقع ہے۔

یاد کردہ جلے محمد بخشی ماتا نام گرفتے جائے ذیرہ زینداران (۱۶) جائے گولان
کہ از جانب راجا چنگ می کر دندرا ز نام گواران پلامون یاد کردہ (۱۷) استصل قلعہ
جنوب رو یہ کوہ واقع است بالائے آں دیوار پختہ کیڑہ اند (۱۸) جائے باغات
انہے وجہے قلعہ بالائے کوہ نموده (۱۹) باغات گرد واقعہ کوہ ہا دریا نموده -
یہ مرقع داؤ دخان کے در شار کے پاس تھا۔ حکام انگریزی اس کو پانچ ہزار
مرپد سے کر غالباً برٹش میوزیم کے لیے خریدنا چاہتے تھے۔ لیکن مالک مرقع نے
نہ دیا۔ بعد میں ان کے کسی دارث نے نالیا قفتی سے اس کو سوسا سوسنڈی کو
سری منوالاں کے کتب خلائی میں نجع ڈالا۔ لائبیری میں ضروری طور پر اس کی حفاظ
کی جاتی ہے۔ سری منوالاں کے بیٹے لایق وغایق شخص ہیں۔ انہوں نے راتم کو اس
کی تصویر یک چینخوانے کی اجازت دی لیکن سامان مصوری اعلیٰ قسم کا نہ تھا اس لیے
عبارتیں صاف غایاب نہ ہوئیں۔ بہر حال رقم ان کا ممنون ہے۔

پلامون کی وجہ تسمیہ تین طور پر بیان کی جاتی ہے۔ اول بیان یہ ہو کہ یہ لفظ
پلانا سے مانعذ ہو جس کے معنی استقامت نہ کرنے کی جگہ کے ہیں۔ دوسری بیان
یہ ہو کہ یہ پل۔ ام۔ او سے مانعذ ہو جس کے معنی دانت و اے قلعے کے ہیں۔ اس
لیے کہ چہرہ قوم نے جو قلعہ ندی کے کنارے بنایا۔ اس ندی میں پچھر بڑے
دانستوں کی شکل میں غایب ہیں۔ شاید یہ لفظ ڈراو یہڑیں زبان سے مانعذ ہو۔
تیسرا بیان کے مطابق یہ نام "پلامو" سے مانعذ ہو۔ جس کے معنی ہیں "ٹھنڈا کا
مارا ہوا" ان میں سے کون سی نسبت صحیح ہو معلوم نہیں۔ پلاموں کے علاقوں
میں چہرو۔ ارادوں اور کھدار قوم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر
ایک کو اپنے عروج کے زمانے میں فاتح اور صاحب حکومت اور قلعہ رہتا س
(ضلع آرہ) کا بانی ہوتے کا دعویٰ ہو۔ کھدار کو اپنی قوم کے راجا پرتاب دھوں

یہ مرقع موسے کی پڑیے پر بنا ہوا ہو جس کا طول تقریباً ۳۰ فٹ اور عرض آٹھ فٹ
ہو۔ جا بجا تصویروں کے ساتھ حسب ذیل عبارتیں بھی لکھی ہوئی ہیں۔ جن سے
قلعہ پلامون کی کیفیت اور جنگ کا حال ظاہر ہوتا ہے۔

۱۱) پلامون کہ میان شہر واقع است سگین۔ دور و اطراف یک ہزار دیک
صد و نو درع۔ ارتفاع ۲۳ درع و برج ۱۲ درع۔ ۱۲) امارت پناہ داؤ دخان
دریں جا بایں طرح مسجدے بنامی کنند ۱۳) باغات گرد قلعہ واقع است۔

۱۴) جائے اندر و نو قلعہ توپ غاز و حوالی ہائے شہر نموده است ۱۵) کھڑکی جانب
جنوب ازیں راه روز خفت پر شب زمیندار پلامون گریخت ۱۶) بیرون قلعہ در باغات
لپ دریا بایں طرح مسجدے دوم انداخت ۱۷) امارت پناہ داؤ دخان در مراع جنگ
پیادہ شدہ جائے کمان و روست وجائے تلوار و جائے بر پیل سیاہ درست لوائے
جنگ برداشتہ است ۱۸) سواران لشکر اسپان خود را گزاشت پیادہ شدہ بکوہ
برآمدہ پر مقہوران پلامون بچک پیوستند ۱۹) جائے سورچلان مقہوران پلامون
نموده است ۲۰) جائے خیمه ہاتھور خان حرزا خان صفوی خان امارت پناہ داؤ دخان
شیخ تاتار و شیخ احمد برادرزادہ ہائے داؤ دخان راجا بہروز ۲۱) امات پناہ داؤ دخان
بر قلعہ پلامون یورش نموده دائرہ بانگاہ داشتند ۲۲) جائے سورچل ممقہوران پلامون
نموده ۲۳) روز یک امارت پناہ داؤ دخان سورچل بالائے کوہ طیار ساختہ توپ ہارا
برآورده بر سورچل باعہ مقہوران توپ نموده آں بد طینتاں بنی تو اشتند
استقامت نمود سورچل خود را گزاشت پر سورچل دوم بالائے کوہ استقامت نموده
بچک کہ پیوستند ۲۴) تعییناں زخم گول خورده افتاد۔ ابراہیم عورلی اذتابینان امارت
پناہ داؤ دخان از زخم گول بکار آمد ۲۵) روز یک امارت پناہ داؤ دخان بر قلعہ پلامون یورش
نموده فوج سحب دائرہ لشکر گزاشتند۔ لشکر شاہی را بنام بند ہائے شاہی

کے راجا کو شکست دے کر اس کی دارالحکومت ڈولیا کو بردار کر دیا۔ عاجاپرتا ب جس کو داؤد خان نے شکست دی۔ اسی عالمی رائے کا بیٹا کہا جاتا ہے۔ س وقت سے پلامون سلسل مسلمانوں کے قبضے میں رہا۔ محمد شاہ بادشاہ نے ضلع پلامون میں دو پرگنے یعنی چپلا اور بلوچ پرواب ہدایت علی خان پدر نواب غلام حسین خان مؤلف تاریخ سیر المتأخرین کو بطور جاگیر دیے تھے۔ نواب ہدایت علی خان نے قعبہ حسین آباد آباد کیا احمد بالآخر ہیں مدفون ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد ہی ۴۵۶۱ء میں غلام حسین خان مؤلف سیر المتأخرین نے مرشد آباد جاگر نواب ناظم بگالہ سے ان پر گنوں کی سدا پتے نام لکھوا لی۔ اسی سال نواب ناظم بگالہ نے اپنے اختیارات انگریزوں کے پردازی کیے۔

۴۶۲۱ء کے قریب چیروراجا کے خاندان میں گذی نشیشی کے متعلق جھکڑا پیدا ہوا۔ اول جوش رائے نے رنجیت رائے کو قتل کر کے خود کو نشیش کیا تھا۔ چند سال بعد رنجیت رائے کے ادمیوں نے جوش رائے کو قتل کر کے چھتر جیت رائے کو راجا بنایا۔ جوش رائے کے پوتے گوپال رائے نے پشنہ ہنچ کر کپتان کیمک ۱۸۴۸ء سے مدد کی ات رعائی۔ چھتر جیت رائے اُنگریزوں کا مخالف تھا۔ اس لیے کپتان نے کورسے پلامون پر چڑھائی کی۔ لیکن پورا نور لگانے پر بھی قلعہ مفتوح نہ ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ جب انگریزی لوہیں کارگر نہ ہوئیں تو گوپال رائے کے ساتھیوں میں ادونت رائے نامی نے کہا کہ مدنی رائے بانی قلعہ نے قلعے کی فصیل میں ایک خفیہ راست ایسا رکھا ہے کہ وقت پر اسی راستے قلعے میں آمد و رفت کی جائے اور وہ مقام مجھ کو معلوم ہو۔ آخر اس کے بتائے ہے اُنگریزی نوج اسی راستے داخل ہوئی۔ اور چھتر جیت رائے نے فرار کر کے شرگھو کی راہ لی۔ اس کے بعد اتفاقاً گوپال رائے نے ادونت رائے کو

کے کامناموں پر بڑا فخر ہو جو شاید بارہویں صدی عیسوی میں حکمران تھا۔ اراون قوم کا دعویٰ ہو کر یہ کرناٹک (ادکن) سے اگر آباد ہوئیں اور رہتاں گزٹھ کو تعمیر کیا۔ ان کا بیان ہو کر سلطان ایک عرصے تک ان پر فتح نہ پاسکے۔ آخر ایک پرب کے موقع پر راجا کے تمام لوگ خوشی مناکرنے میں مددجوش تھے۔ سلطان پہلے سے ایسے موقع کے منتظر تھے۔ اچانک ان کو قتل کر کے قلعہ رہتاں پر قابض ہو گئے اور مفتوح قوم کے جو افراد نج گئے تھے۔ بھاگ کر علاقہ پلاموں و راج محل میں آباد ہوئے اور راج محل والے مال پلریا اور چھوٹا ناگ پورہ والے اداوں کہلائے۔ یہ بیان تاریخی ثبوت ہے غالی ہونے کے بعد نہ معلوم ہوتا ہے۔ چیزوں قوم پلاموں پر کب قابض ہوئی۔ اس کی حقیقت معلوم نہیں۔

۱۵۲۸ء کے قریب شیرشاہ نے مبارتو چیرونامی سردار کی خود سری کے سبب اس کی تبدیلی کے لیے فوج روشنی کی اور اس کو سرکر کے اس طویل اور مشہور و محروف راہ کو جو شیرشاہی سڑک یا گرینڈ ٹرینک روڈ ہی جاتی ہے۔ رہ زمی و غارت گری سے محفوظ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ چیزوں قوم نے رکھیل خاندان کے راجپوت راجا کو شکست دے کر پلاموں پر قبضہ کیا تھا، اور اس راجپوت راجا کو شکست دیئے ہیں بارہ ہزار چیڑ اور اٹھارہ ہزار کھروار شاہی تھے۔ یہ بھی بیان ہے کہ چیزوں قوم خاندان کے باچویں راجا ہبیل رائے (RAI ۱۵۲۸ HSR) نے مسلمانوں کو بہت ہزیمت پہنچائی تھی۔ بالآخر سلطان اس کو گرفتار کر کے ہٹلی لے گئے اور دہان بادشاہ نے اس کی طاقت کی شہرت سن کر اس کو تنہا ایک شیر سے لڑوا کر اس تحان لیا۔ اس ہبیل رائے کا بیٹا بھلکوت رائے اول پلاموں پر قابض ہنوا۔ چیزوں قوم میں مدینی رائے بھی ایک مشہور راجا تھا جس کو اس قوم کے لوگ عادل کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ مدینی رائے اپنی فتوحات کو بھی وسعت دی اور چھوٹا ناگ پور

۱۹۶۶ء میں یورپین سیاح ٹیورنیر اور برنسیر کا بیان

۱۹۶۶ء میں ٹیورنیر اور برنسیر افرانیسی جو ہری و طبیب، پڑنے آئے تھے۔ ان مشہور و معروف یاتا جوں کے سفر نامے چھپے ہوئے تھے ہیں۔ ٹیورنیر اگرہ سے ہو کر پڑنے آیا۔ اور برنسیر بھی اس سفر میں اس کے ساتھ تھا۔ برنسیر کے سفر نامے سے علوم ہوتا ہو۔ ۶ جنوری ۱۹۶۶ء کو اس نے راج محل میں ٹیورنیر کا ساتھ چھوڑا۔ ٹیورنیر لکھتا ہو کہ پڑنے ہندستان کے بہت بڑے شہروں میں ہر یہ گنگا کے کنارے پر کسی قدیم چھم طرف واقع ہو۔ اور طول میں دو لیگ (یعنی تین ۳۲ کوس) سے کم نہیں۔ لیکن ہندستان کے اور شہروں کی طرح یہاں بھی مکانات بیشتر پاس اور بچوں کے بننے ہوئے ہیں۔ ہالینڈ کپنی (ولندیز) نے شورہ کی تجارت کی بدولت یہاں مکان بنایا ہو۔ شورہ چھپرہ نامی (اس کو چور لکھا ہو) ایک بڑے قبیلے سے صاف ہو کر آتا ہو جو گنگا کے کنارے پڑنے سے دس لیگ کے فاصلے پر ہو۔ چھپرہ سے واپس ہوتے ہوئے پڑنے میں ہالینڈ زیستے صاحب سلامت کے پیے سیراہ ہماری گاڑی رکوائی اور ہم لوگوں نے شارع عام ہی پر دو ہتلیں موشیرازی کی لندھالیں تباہ کر دیں۔ اس ملک میں یہ بات قابل لحاظ نہیں سمجھی جاتی اور لوگ نہ استی تکلفی سے آزادانہ ملتے ہیں۔ میں نے پڑنے میں آٹھ دن قیام کیا۔ ایک اور مقام پر لکھتا ہو کر میں نے ایک سفر میں سات ہزار چھو سو تھر ملک کے نامے خرد کیے جس کا وزن درجہ زار پانچ سو ساڑھے تاوان اونس تھا اور ان سے ۳۳۲ اونس ملک نکلا۔^{۱۰}

دفاترے مارڈا۔ اس کے وارثوں کے استفانے پر کپتان کیک نے گوپال رائے کو گرفتار کر کے پینڈ میں قید کیا اور اس نے ۱۸۵۶ء میں پٹنسہ ہی میں انتقال کیا۔ گوپال رائے کی جگہ پر اس کا بھائی چرامن رائے راجا ہوا۔ اس کی ناقابلیت کے بعد ۱۸۵۷ء میں سخت بغاوت و فنا دی پیدا ہوا، اور گرزل جونس ایک فوج لے کر وہاں پہنچا تو مددوں نے سرگجہ کی راہی۔ گورنمنٹ کی مال گزاری وصول نہ ہونے پر ۱۸۵۸ء میں گورنمنٹ نے ان علاقوں کو نیلام کر کے خود خرید لیا۔ اور سیحر فنج کی سفارش پر تمام علاقے 'دیو، ضلع گیا کے راجا گھنام سنگھ کو بعض خدمات کے ملے میں دے دیے۔ لیکن راجا نکور سے ناطر خواہ بندوبست نہ ہو سکا۔ اس لیے ۱۸۵۹ء میں گورنمنٹ نے پھر سب علاقے واپس لے کر ضلع رام گڑھ میں شامل کر لیے۔ ۱۸۶۰ء میں کوئی لوگوں کی بغاوت کے وقت چیزوں قوم کے بعض لوگوں نے بھی باغیوں کا ساتھ دیا۔ ۱۸۶۳ء میں گورنمنٹ نے پلاموں کو ضلع لوہر دگام میں شامل کر دیا اور ۱۸۶۴ء میں پلاموں لوہر دگام کا سب ڈویزیون قرار پایا۔ ۱۸۶۵ء کے فادر کے وقت کھڑا رقوم کے بھلتا لوگوں میں دونامی اشخاص پتھر سا ہی دلبر سا ہی نے علاقہ پلاموں کے اکثر حصص پر قبضہ کر لیا تھا لیکن چین پور کے زمیندارش سنگھ و دیال سنگھ کی مدد سے گورنمنٹ نے غدر فرو کرنے میں جلد کامہابی حاصل کی عرضہ کے بعد گورنمنٹ نے پتھر اور تلمبہ کو گرفتار کر کے پھانسی کی سزا دی۔ ۱۸۶۹ء میں گورنمنٹ نے ملی گنج کو پلاموں کا صدر مقام قرار دیا۔ لیکن انگریزوں کو اس کی آب و ہوا راس نہ آئی، اس لیے ۱۸۷۰ء سے ڈالٹن ٹائپ چورکنل ڈالٹن کا آباد کیا ہوا ہو صدر مقام بنایا گیا۔ بالآخر سرزین کی آبادی اور رعیت کی ترقی کو دریکھ کر ۱۸۹۲ء میں گورنمنٹ نے پلاموں کو لوہر دگام سے میعادہ کر کے ایک خاص ضلع قرار دیا جس کا صدر مقام یہی ڈالٹن ٹائپ ہو۔

کیا۔ ۲۴ صفر ۱۰۸۳ھ کو پلامون کی حکومت ملکی خان سے تغیر ہو کر برادر است شکران صوبے دار پٹنہ کو تغیر پیش ہوئی۔ اسی زمانے سے اب تک پلامون صوبے بہار میں شامل ہے۔

اسی تاریخ گورجت خان آرہ کا فوجدار مقرر ہو کر خلعت اور سایق سے اضافہ کر گئے منصب دو ہزاری نہ صد سوار سے سرفراز ہوا۔

تاریخ ۱۲ ذی الحجه ۱۰۸۴ھ کو محصوم خان معزول شدہ فوجدار ترمیت بادشاہ کے پاس حاضر ہوا۔

امیر اہم خان ۱۰۷۹ھ تا ۱۰۸۲ھ (۱۷۶۲-۱۷۶۵ء)

شکران نے تبدیل ہونے پر امیر اہم خان صوبے دار بہار ہوا۔ اس کا منصب سابق سے اضافہ کر کے چھ ہزاری چھ ہزار سوار مقرر ہوا۔ اس صوبے دار کی حکومت کے متعلق کوئی خاص واقعہ تاریخوں میں نہ کوئی نہیں لیکن اس کی صوبے داری کے زمانے میں ۲۵ ربیع اثنی سانہ ۱۰۸۱ھ (رسالہ جلوس) کو اورنگ زیب نے ایک فرمان شیخ غلام محمد سوطن بلده پٹنہ کے نام صادر کیا جو سلسلہ پسلہ بخشی الملک اس خان کے دیوان خلنے سے جاری ہو کر امیر اہم خان صوبے دار و محمد قاسم دیوان صوبہ بہار کے پاس ۱۰ جماد اثنی کو پہنچا۔ اس فرمان کو حال میں راقمہ نخود کیجا گا۔ عافی خان کے بیان کے مطابق ۱۰۷۹ھ میں سیوا جی مرہٹہ دہلی سے بھاگ کر اطراف بہار و پٹنہ سے گزرتا ہوا خفیر قطب الملک عبد اللہ کے پاس چید کیا اور

لہ عالم گیر نامہ صفحہ ۹، ۱۰ -

لہ ماڑ عالم گیری صفحہ ۱۰ -

بر شیر لکھتا ہو کہ بنگال شورہ کی تجارت کا مخزن ہو جو کثیر سقدار میں پٹنے سے لایا جاتا ہو۔ یہ گنگاندی کے ذریعے نہایت آسانی سے پہنچتا ہو۔ اور ڈیج اور انگریز تجارتی طور پر کثیر سقدار میں "انڈیز" کے مختلف حصوں اور یورپ کو رواش کرتے ہیں۔

دوسرے مقام پر مذکور ہو کہ پٹنے یا بہادر میں آٹھ سرکاریں اور دو سو پیٹاں پر گئے شامل ہیں جن کی آمدی پچانوے لاکھ اسی ہزار روپی ہے۔ (ان آٹھ سرکاروں سے سرکار شاہ آباد۔ سرکار بہتراس۔ سرکار بہار۔ سرکار حاجی پور۔ سرکار سارن۔ سرکار چپارن۔ سرکار نرہست اور سرکار موگیرہزادہ ہو۔ جو این اکبری میں بھی مذکور ہوا)

۱۵، لشکرخان سال ۱۰۶۴ھ تا ۱۰۷۸ھ (۱۶۴۸-۱۶۶۴ء)

محرم ۱۰۶۴ھ میں داؤ دخان صوبہ بہار سے واپس گیا اور ہر شعبان کو ادنیت کرنے اس کی جگہ پر لشکرخان کو خلعت اور ایک زنجیر فیل واپس باساز طلا کارش کر صوبہ بہار کی حکومت پر متین کیا۔ اس کی صوبے بہاری کے زمانے کے قابل ذکر واقعات حسب ذیل ہیں۔

۳۱، ربیع الاول ۱۰۶۷ھ کو موگیر کے راجا بہروز نے اجل طبیعی سے اتفاق

(صفحہ ۲۲، کابیقی بوٹ احسن اتفاق سے راقم کو اس کتاب کا سب سے زیادہ ستند نسخہ مطبوعہ لندن ۱۷۷۲ء) میری منوال لاستبر مری مقام گیا میں مل گیا۔

ماخذ ہو۔ اس کی حسب ذیل عبارت کو بغور دیکھنا چاہیے ۔

"(داقعہ نہم شعبان ۱۸۱ھ) از عرض داشت امیر خان پر عرض رسید کہ عالم و اسماعیل دیگر افغانان شورش انگیز شاہ جہان پورا و کانت گولہ بعد از استیلائے افواج شاہی کہ بہ پناہ قلعہ در آمدہ بودند و دشکنی شد حد با ابراهیم خان کہ از بیگانگان می رسدوان حضور لام النور می کند ۔"

ظاہر ہو کہ اس عبارت میں صوبہ بہار کا کوئی ذکر نہیں اس لیے اس واقعے کو صوبہ بہار کی طرف مسوب کرنا محض قیاس پر مبنی ہو جس کی وجہ پر معلوم ہوتی ہو کہ اس زمانے کے قریب امیر خان بہار کا صوبے دار تھا ۔

لیکن غالباً امیر خان اس وقت بہار کی صوبے داری سے تبدیل ہو چکا تھا۔ کیوں کہ عرض داست کی تاریخ سے ایک ہمینے کے اندر ہی امیر خان کا دربار میں حاضر ہونا اور اس کی جگہ پر تربیت خان کا صوبے دار بہار مقرر ہونا آخر عالم گیری صفحہ ۳۸۴ میں صریح طور پر مذکور ہو ۔

"(داقعہ نہم رمضان ۱۸۱ھ) امیر خان از بہار آمدہ پر شرف زمین بوس رسید تربیت خان از تغیر او منصوب شد ۔"

اب یہ بتا دینا ضروری ہو کہ شاہ جہان پورا و کانت گولہ سے کون سامقام مر ہو۔ ظاہر ہو کہ ضلع پنڈ میں جو شاہ جہان پور نامی بستی ہو۔ یہاں عالم اور اسماعیل نامی افغانوں کا شورش کرنا کسی طور پر معلوم نہیں ہوتا اور انھیں گولہ اور کاٹھنے لگتے کانت گولہ ہونا اور افغانوں کا شورش کرنا بھی قطعی طور پر صحیح نہیں معلوم ہوتا ۔

شاہ جہان پور لکھنؤ سے پچاس کوس پر مشہور قصبہ ہے۔ اور اس سے کچھ فاصلے پر ضلع مراد آباد میں کانت گولہ بھی شہر بستی ہے۔ ان جگہوں میں لو دیوں کی سلطنت کے زمانے سے پہنچان رہتے تھے۔ ملا عبد القادر بدایوی اپنی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۶۶۹

ہنچا۔ یہ زمانہ بھی ابراہیم خان کی صوبے داری کا تھا۔

(۱) امیر خان سلطنت ۱۰۸۳ھ تا ۱۰۹۶ھ (۱۶۶۵-۱۶۷۸ء)

اس صوبے دار کے زمانے کا کوئی واقعہ اس صوبے کے ستعلق معلوم نہیں ہوتا لیکن سرجدو ناتھ سرکار نے اپنی تاریخ (HISTORY OF ACCRANGZ) میں لکھ دیا ہو کہ عالم اور اصحاب علیل نامی صوبہ بہار کے پٹھانوں نے شاہ جہان پور اور کانت گول میں شورش کی اور نوٹ (صفحہ ۲۵ جلد ۲) میں بتایا ہو کہ شاہ جہان پور نام کی ایک بستی پٹنہ سے سول سیل دھمن ہو۔ اور پٹنہ سے پورب ۲۸ سیل کے قابل پڑھمل گول ہو اور رنل صاحب کے نقشے (شیٹ نمبر ۱۹) میں گنگا کے پار کاٹ گنج درج ہو۔ سرجدو ناتھ سرکار کا یہ قیاس صحیح نہیں معلوم ہوتا جو مندرجہ ذیل سطور سے بخوبی واضح ہو گا۔

عالم اور اصحاب علیل کا شاہ جہان پور اور کانت گول میں شورش کرنا صرف ماشر عالم گیری صفحہ ۲۴ میں مذکور ہو۔ یہ روایت عالم گیرنے میں تو ہو ہی نہیں سکتی کیوں کہ وہ اور نگ زیرب کے ابتدائی جلوس سے صرف دس سال کی تاریخ ہو۔ اور خانی خان یادو مربے سورخوں لے جن کے حوالے سے سرجدو ناتھ سرکار نے اپنی تاریخ مرتب کی ہو ایسا کوئی واقعہ نہیں لکھا ہو۔ لہذا ماشر عالم گیری جو مہل لئے منتخب الباب صفحہ ۲۲ جلد ۲ کی اصل عبارت یہ ہو۔ "سیوا اذ بنارس براہ بہار پٹنہ و چاندہ ک پراز تراکم اشجار و شوارگزار است و از سرحد زینداران سوانی بیوپاری قولی و فاصلان ترد و شوار است پ تغیر و شمع ہر جا کہ میر سید خود را وہم باہان بصورت دیگر ساخته طی مانا زل می نو د تا خپیز نزد حمد اللہ قطب الملک ب حیدر آباد رسید"۔

۹) شہزادہ محمد اعظم سے تا ۱۰۸۹ھ (۱۶۷۴ء)

۹ صفر ۱۰۸۹ھ کو اور نگ زیب نے تربیت خان صوبے دار کو تبدیل کر کے اس کو بادی خان کی جگہ پر تربیت و در حنگ کا فوجدار مقرر کیا اور بہار کی صوبے داری شہزادہ محمد اعظم کو تفویض کی۔ ۱۳ جمادی الآخر ۱۰۸۹ھ کو شہزادہ پٹنہ پہنچا۔ دوسرے ہی سال ۱۴ ربیع الثانی کو "اعظم خان کوک" صوبے دار بنگال نے معزول ہو کر بہار کی طرف آتے ہوئے ڈسکار میں انتقال کیا۔ شہزادہ محمد اعظم اس کی جگہ پر بنگال کا صوبے دار ہوا اور شہزادے کی نیابت میں نور الدین خان اڑیسہ کا صوبے دار مقرر ہوا۔

۱۰) سیف خان و صفی خان سے تا ۱۰۹۳ھ (۱۶۸۳ء)

(۱۶۸۳ء)

شہزادہ محمد اعظم کے بنگال جلنے پر سیف خان بہار کا صوبے دار ہوا۔^{۱۷} اس سیف خان کی صوبے داری کے متعلق کوئی خاص واقعہ تاریخ میں نہیں ملتا۔ شہزادہ محمد اعظم کے بنگالے جلنے پر اور نگ زیب کو اپنے بیٹے محمد اکبر کی بغاوت کے بعد اور کی ہم در پیش ہوئی۔ اس وقت محمد اعظم کو بھی کمک میں حاضر

۱۷) ماتر عالم گیری صفحہ ۱۵۱ و ۱۶۱۔ ۱۸) ماتر عالم گیری صفحہ ۱۲۹۔ واضح ہو کہ شاہ جہاں کے عہد میں جو سیف خان تھا وہ اور شفعت تھا۔

میں لکھتا ہو کر "فقیر درکانت دگول از توانع سبل پر صحبت حسین خان بے نا زست
اور رسیدہ مستفیض از انفاس نفسہ او شد" صرف اسی پر محصر نہیں۔ موڑخ منکور
نے مختلف واقعات کے سلسلے میں کانت دگول کا ذکر متعدد مقاموں میں کیا
ہے۔ اگر تھام عبارتیں نقل کی جائیں تو بجاۓ خود ایک دفتر ہو جائے۔ اس لیے
اس تحریر میں تاریخ کے حالوں پر اکتفا کی جاتی ہے۔ حزید تحقیق کے لیے منتخب التوانع
بداؤنی جلد اصفہن ۳۲۳ و ۳۲۴ م جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۳۸ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۶۰ و ۱۶۹
و ۲۱۹ و ۲۸۵۔ جلد ۳ صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۳ و ۲۸۸ کی عبارتوں کو دیکھنا چاہیے۔ بظاہر
امیر خان نے بہار سے واپس جائے ہوئے شاہ جہان پورا درکانت دگول سے عرضہ
لکھی اور وہیں شاہی افواج سے شکست کھا کر عالم و اسما عیل وغیرہ گرفتار ہوئے
اور ابراہیم خان بنگلے نے واپس جائے ہوئے ان اسریوں کو درکانت دگول سے
ساتھ لیتا گیا۔

(۸۰) تربیت خان ستمہ تا ستمہ (۱۶۶۴-۱۶۷۵)

۹ رمضان ۱۶۷۴ء کو امیر خان کے واپس جاتے پر تربیت خان صوبے دار
ہوتا۔ اس کے زمانے کا کوئی واقعہ قابل ذکر معلوم نہیں ہوتا۔
۱۶۷۵ء میں حصہ حسین خان کے تغیر ہونے پر طہا سپ خان آرہ کا فوجدار
مقبرہ بجا۔

۱۰ ماہر عالم گیری صفحہ ۱۵۷

۱۱ ماہر عالم گیری صفحہ ۱۵۱

مرزا معز موسوی فضرت تخلص صوبے کا دیوان مقرر ہوا۔ بزرگ امید خان کسی قادر نہ تھا مراج تھا۔ اور مرزا معز کو بھی ذاتی قابلیت کے علاوہ عالی خاندانی کا عزا تھا۔ پہلی ہی ملاقات کے دن جس وقت مرزا آیا اتفاق سے دیوان خلتے میں آپ خود رکھا ہوا تھا مرزا نے بلا حفاظہ اس کو سخن سے لگا کر چند کلپیاں کیں۔ بزرگ امید خان کو یہ حرکت ایسی ناگوار معلوم ہوئی کہ بادشاہ کے ہاں اس کی شکایت لکھ دیجی۔ بادشاہ نے بزرگ امید خان کی خاطر سے مرزا کو تبدیل کیا اور بعد میں دکن بھیج دیا۔

بزرگ امید خان نے شاہ میں استقال کیا۔ پہنچ میں اس کی بنوائی ہوئی تھا کی ایک مسجد محل سبیل کے قریب مشرق سے دکن جانب موجود ہو۔ جس کے کتبے میں بانی کا نام بھی مذکور ہے۔ محلہ والوں کا بیان ہو کہ مسجد سے کچھ فاصلے پر پورب جانب جو بخت قبریں ہیں ان میں بانی مسجد کی بھی قبر ہو لیکن کتبہ نہ رہنے کے بعد اس کی تحقیق دشوار ہو۔

شاہ میں بزرگ امید خان صوبے دار بہادر ہمت خان پسر خان جہان بہادر ظفر جنگ کی جگہ پر ال آباد کا صوبے دار بھی مقرر ہوا تھا۔

۱۷ ماہ اگر میں بزرگ امید خان کے حالات میں یہ واقعہ مذکور ہو اور مرزا معز موسوی فضرت تخلص کا الحال اپر زنگ صاحب کے کثیلاں ۱۰.۹ و ۸.۰ میں بھی موجود ہو۔
۱۷ کتبے میں قطعہ نامہ بخیل ہو۔

تاج وال حشمت بزرگ امید خان

آن کر بر خلن خدا کر شش عیم

زود گفتا باد بیت الاستقیم

چون زہائف خواست تاریخش بخف

۱۷ ماہ مالمگیری صفحہ ۲۳۸۔

جو نے کا حکم دیا۔ محمد اعظم نے بگالے سے پٹنہ آ کر حرم کو میرہادی اور ایک ہزار سواروں کی نیگرانی میں چھوڑا اور خود مصطفیٰ کاششی والہ را سپ بیگ و قاسم بیگ وغیرہ کو ساتھ لے کر نہایت تیزی سے ہفتون کی راہ دنوں میں طوکرتا ہوا ادیپور کی طرف روانہ ہوا اور میں چھپیں دن کے بعد میرخان و شاہ قلی خان بختی کو وہ ہزار سواروں کے ساتھ مامور کیا کہ حرم کو منزل بہ منزل ساتھ لے آئے (یہ واقعہ رمضان ۱۰۹۲ھ کا ہے) میں اور نگ زیب نے حمید خان پسر داؤد خان کو خلعت دے کر بھوچ پور کا فوج دار سفر کیا۔

۱۰۹۳ھ میں صفائی خان صوبے دار بہادر نے بغیر حکم چھپن ہزار رپا صوبے کے خزانے سے صرف کر دیے تھے۔ اس لیے معزول ہو کر حاضری سے بھی ہجر ہوا یکن دوسرے سال پادشاہ نے اس کو اور نگ آباد (دکن) کی صوبے داری تفویض کی ہے۔

۱۱) بزرگ امید خان سـ۱۰۹۳ھ تا ۱۱۰۵ھ (۱۶۹۵ء - ۱۷۸۵ء)

بزرگ امید خان نواب شایستہ خان امیر الامر کا پرسویم مقام ۱۰۹۴ھ میں چاث گام کی فتح بیشتر اس کی سی سے حاصل ہوئی تھی۔ بگالے میں ضلع باقر گنج میں ایک بڑا پر گنہ بزرگ امید پور کے نام سے اب تک مشہور ہے۔ بزرگ امید خان نے پٹنہ میں بہت دنوں تک صوبے داری کی۔ اس کے زملے میں

۱) آثار عالم گیری صفحہ ۱۸۳۔

۲) آثار عالم گیری صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۳۔

شہزادہ اپنی شہزادگی کے بحسب تخت کرتا تھا۔ اور مرشد قلی خان کو باادشاہ کا مستعد ہونے کے بدب اپنے اعزاز کا خیال تھا۔ پرچہ نویسون نے یہ کیفیت باادشاہ کو لکھ دیجی۔ اور نگ زیب نے پوئے گو لکھا کہ اگر مرشد قلی خان کے خلاف تھاری کوئی حرکت مسموع ہوئی تو تھاری شہزادگی کا خیال نہ کیا جائے گا۔ شہزادے کو یہ تهدید بڑی لگی اور اسی کے بعد ۱۱۱۴ھ میں شمشیر خان کا تباہ لہ ہونے پر صوبہ بہار کا نظم شہزادے کے سپرد ہوا۔

۱۱۱۶ھ میں شہزادہ محمد عظیم نے اور نگ زیب سے شہزادہ محمد عظیم کی بعض شکایتیں کر کے اس کی طلبی کافریان جاری کرایا۔ محمد عظیم نے حکم پاک رسید حسین علی خان بہادر کو صوبہ بہار کا نظم سپرد کیا اور خود بھگالہ و بہار سے کئی گروڑ رپیس ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ اس اشتامیں ۲۸ ذی قعده ۱۱۱۷ھ فروری ۱۷۶۶ء کو اور نگ زیب نے انتقال کیا اور اس کے میثکوں میں سلطنت کی دراثت کا جھنگڑا پیدا ہوا۔ شہزادہ محمد عظیم پنڈ سے جوڑ پیساتھ لے گیا تھا انھی سے اس کے باپ محمد عظیم بہادر شاہ نے سپاہ و سامان فراہم کر کے اپنے بھائیوں کو شکست دی۔ تخت سلطنت پر جلوس کر کے بہادر شاہ نے اپنے بڑے اڑکے معز الدین کو جہاں دادشاہ اور محمد عظیم کو عظیم اٹان بہادر کے خطابات عنایت کیے۔

(۱۱۱۶ھ کا بقیہ حاشیہ)

دیوان اور نگ زیب نے اس کی تعلیم اور پروردش کی۔ پھر حندستان آگر مرشد قلی خان اور نگ زیب کی ملازمت میں رہا۔ اور اپنی لیاچتوں اور کارگرداریوں سے ترقی کر کے امراء نامی میں شامل ہوا۔

سلہ ماڑ مالمگیری صفحہ ۳۰۰ -

۱۲۱، فدائی خان شاہ تا ۱۶۹۵ (۱۶۰۰-۱۶۹۵)

بزرگ امید خان کے بعد فدائی خان (محمد صالح پسر عظیم خان کوک) صفویہ
باقرہ ہوا۔ میں بادشاہ نے اس کو صوبے داری سے تبدیل کر کے ترہت
ودر بھنگ کا فوجدار مقرر کیا۔ اور اس کے منصب میں اضافہ کر کے ڈھائی ہزار
سے تین ہزاری کر دیا۔

۱۲۲، شمشیر خان شاہ تا ۱۶۰۳ (۱۶۰۱-۱۶۰۳)

فادی خان کے تبدیل ہونے پر شمشیر خان صوبے دار ہوا لیکن شاہ
میں شمشیر خان کو اودھ کی طرف بیج دیا گیا اور بیمار کی صوبے داری شہزادہ محمد عظیم
ہالم بھنگ کی حکومت کے ساتھ ختم کر دی گئی۔

۱۲۳، شاہزادہ محمد عظیم شاہ تا ۱۶۰۲ (۱۶۰۵-۱۶۰۲)

شاہزادہ محمد عظیم پسر محمد عظیم عرف بہادر شاہ بن اور نگ زیر شاہ
سے بھنگ کے کا صوبے دار اور نواب مرشد قلی خان عرف جعفر خان دیوان تھا۔

لہ مائن عالم گیری صفحہ ۲۲۳۔

لہ مائن عالم گیری صفحہ ۲۰۰۔

لہ مرشد آباد (اسو) کے نام پر آباد ہوا۔ مرشد قلی خان برہمن زادہ تھا۔ حاجی شفیع اصفہانی
(باقی حاشہ صفحہ ۲۸۸)

باب شانزدہ حم

سلطین مغلیہ کا آخری دور

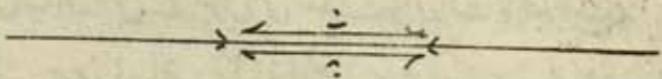
۱) سید حسین علی خان بہادر اور فخر سیر

۱۱۱۹ھ تا ۱۱۲۳ھ (۱۷۰۴ء - ۱۷۱۶ء)

حسین علی خان جو فخر سیر کی حکومت میں امیر الامر کے خطاب سے مخاطب ہوا سادات بارہ سے تھا۔ شہزادہ محمد عظیم کی صوبے داری کے بعد بہادر شاہ کی سلطنت کے زمانے میں بھی یہ اپنے عہد سے پر بحال و برقرار رہا۔ بہادر شاہ نے چار برس اور چند ہمینے سلطنت کر کے حرم ۱۱۲۳ھ میں استقال کیا اور اس کے بیٹوں میں پھر سلطنت کی وراثت کا جھلکا اپنیا ہوا۔ اسی صورت کے میں عظیم الشان سع ہاتھی دریائے راوی میں ہلاک ہوا۔ اور اس کے بڑے بھائی معز الدین جہاں دار شاہ نے فتح مند ہو کر تخت سلطنت پر جلوس کیا اور دس ہمینے حکومت کی۔ اس وقت بھی حسین علی خان اپنے عہد سے اور منصب پر مقام رہا۔ بعد کے حالات فخر سیر کی بادشاہت کے مسئلے میں بیان ہوں گے۔

۱۵) پٹنہ کا عظیم آباد نام ہونا ۱۷۰۳ء (۱۱۴-۱۵)

شہزادہ محمد عظیم نے اپنی صوبے داری کے زمانے میں قلعہ پٹنہ کو خوب آرائتہ کیا اور شہر کو دہلی کا جواب بنانے کے ارادے سے از سر نوا آباد کیا۔ مختلف طبقوں اور فرتوں کے باشندوں کے لیے جلا جدا محلہ بنائے۔ مثل پورہ، لوڈی کیڑہ، دیوان محلہ بخشی محلہ وغیرہ اب تک اسی کی یادگار ہے۔ قلعے کے قریب امراء دوست رہتے تھے۔ اس محلے کا نام کیوان شکوہ رکھا گیا تھا۔ جوز محل کی نحودت سے تباہ ہو کر "کواکھوہ" ہو گیا۔ غرباً اور سافروں کے لیے بھی خیراتی مکان اور سافر خانے بناؤ گئے تھے۔



لہ اسی وقت شہر کا نام عظیم آباد ہو گیا جواب تک زبان زد ہو۔ پچاس سال کے قریب ہوئے نواب مزا خاں داغ دہلوی پٹنہ آئے تھے جس کا ذکر انہوں نے فرید داغ میں کیا ہے۔ اور یہاں مشاعرے میں جو غزل پڑھی تھی اس کے مقطع میں شہر کا ذکر عظیم آباد کے نام سے کیا ہے۔

کوئی چھینٹا پڑے تو داغ کلکتے پلے جائیں

عظیم آباد میں ہم منتظر اون کے بیٹھے ہیں

۷ سیر المترادین جلد صفویہ وغیرہ۔

رعایت خان کے لیے عفو جراحت اور رہتاں کی قلعہ داری کا فرمان مع خلعت و نشان آیا ہو تو امید ہو کہ میں ان چیزوں کو لے جانے کے بھائے سے رعایت خان کا کام تمام کر سکوں۔ اگر اس کو قتل کر کے میں زندہ واپس آیا تو خود انعام کا سحق ہوں گا ورنہ میرے مارے جانے کی صورت میں اپل و عیال کی پروردش کا خیال کیا جائے۔ فرزخ سیرا اور اس کے ارکان دولت نے اس صلاح کے مطابق لاچین بیگ کو خلعت و نشان دے کر بعض جان بازوں کے ساتھ رہتاں کی طرف روشن کیا۔ پیام سلام کے بعد رعایت خان اس پر راضی ہوا کہ لاچین بیگ دو ہمراہ ہیوں کے ساتھ قلعہ کے دروازے پر آ کر خلعت و نشان سپرد کرے۔ جب رعایت خان استقبال کو قریب پہنچا لاچین بیگ نے آنہ کی چھڑانکال کر رعایت خان کے پیٹ میں ایسا ما را کہ ایک ہی دارہ میں کام تمام ہو گیا۔ رعایت خان کے بعض ہم اخواہ ہوئے لاچین بیگ کے چند زخم کاری لگائے لیکن ساتھیوں نے اس کو بچایا اور رعایت خان کا سرکاٹ کر فرزخ سیر کے پاس روشن کیا۔ فرزخ سیر نے باشداد سے لاچین بیگ کو بہادر دل خان کا خطاب اور منصب دلوایا اور اس واقعہ سے خود فرزخ سیر کی قدر و اعزاز میں بھی اضافہ ہوا۔ اس کے بعد ہی بہادر شاہ کا انتقال ہوا، اور فرزخ سیر نے تخت سلطنت کا جھنگڑا طڑ ہونے کے قبل ہی اپنے بیپ عظیم اشان کا خطبہ جاری کر کے خود بھی بیپ کے پاس جانے کا تھیہ کیا۔ لیکن علیم محمد رفیع بنجم اور بعض "دنیا طلب درویشوں" نے منع کیا کہ تخت نشین ہو کر اپنا سکون خطبہ جاری کیے بغیر اس سر زمین سے باہر قدم نکالنا اس عوذ نہیں۔ اس زمانے میں نواب حسین علی خان صوبے دار عظیم آباد بعض پر گنات

لہ منتخب الباب حد ۲ صفحہ ۴۰۹ و ۴۱۰۔

۳۵ مورخ خانی خان نے یہ الفاظ لکھے ہیں۔

(۲) فرخ سیر کا عظیم آباد پنہ میں جلوس کرنے ۱۲۲۰ھ

شاہزادہ محمد عظیم عظیم آباد سے چلتے وقت اپنے بڑے بیٹے کریم الدین کو ساتھ لیتا گیا تھا۔ اور دوسرے بیٹے فرخ سیر کو اپنے حرم اور بعض سامان کے ساتھ راج محل میں بطور نائب چھوڑ گیا تھا۔ بہادر شاہ نے اپنے مرلنے سے پہلے دن اپنے اعز الدولہ خان خانان بہادر کو بیکالے کی صوبے داری کے لیے نامزد کیا تھا اور اپنے پوتے فرخ سیر کو اپنے پاس طلب کیا تھا۔ فرخ سیر بیکالے عظیم آباد آگر کو واح شہر (باغ جعفر خاں) میں مقیم ہوا اور بادشاہ کو خریج راہ کی گئی اور موسم برسات کا عندر لکھ دیا گیا۔ اسی زمانے میں علیم محمد رفیع نے (جو علم بخوم سے بہرہ افر رکھتا تھا) فرخ سیر کو سلطنت کا هرزوہ تیار کیا۔ اور بعض درویشوں نے بھی اسی سر زمین میں تخت نشین ہونے کی نوید دی اس لیے فرخ سیر نے یہاں سے نکلنا شجاعت ہے۔

فرخ سیر اپنے اور بھائیوں کی پر نسبت اپنے باب عظیم اشان اور اپنے دادا بہادر شاہ کی نظر میں زیادہ قدر و سُرزاں تھا۔ اتفاق سے اس زمانے میں محمد رضا خاطب بر رعایت خان (بہادر شاہ کی خفگی کے سبب دکن سے خفیہ صوبہ بہار آیا اور ایک جعلی فرمان بنانے کے لئے تلعہ رہتا س پر قابض ہو گیا اور اس علاقے سے مال گزاری جمع کر کے بادشاہ کو عرضی لکھی کہ شاہی متصدیوں کا کوئی بندوبست نہ رہنے کے سبب میں نے اس تلعہ پر قبضہ کر رکھا ہو۔ بہادر شاہ اور عظیم اشان نے فرخ سیر کو رعایت خان سے قلعہ چین لیتے کا حکم دیا۔ لیکن فرخ سیر کے پاس اس تلعے کے محاصرے کے لیے کافی لوازمات اور سامان موجود تھے۔ اس جیسے کو دیکھ کر لا چین بیگ نامی ایک قلماق لے جس کو فرخ سیر نے ملازت سے بر طرف کیا تھا یہ اعقاب کی کہ اگر یہ شہو بر کر دیا جائے کہ بادشاہ کی طرف سے

ہوئے لگا۔ فرزخ سیرنے میرافضل کے باعث میں دربار کرکے جلوس کیا اور روسار اور زینداروں سے نذریں وصول کیں، اور فقراء اور درویشوں اور شخومیوں کو جاگیریں اور انعام عطا کیے۔

حسین علی خان نے تمام تاجریوں، مہاجنوں اور ستمول لوگوں کی ایک فہرست تیار کر کے ہر ایک پر نذریں تشخیص کیا۔ سرے پر انگریز اور ڈچ تاجریوں کے نام تھے۔ انگریزی کپنی نے سارے چھو ہزار روپی حسین علی خان کی نذر کیے۔ تب باتیں ہزار روپی اور دے کر فرزخ سیرے چھٹکارا ہوا۔ ایک ڈچ کپنی نے افکار کیا اور ان کا مال ضبط کر لیا گیا۔

حسین علی خان نے اپنے منصوبے کی اطلاع دبے کر اپنے بھائی سید عبد القادر خان صوبے دار ال آباد کو بھی لکھ کے لیے آنادہ کر لیا۔ اس کے بعد فرزخ سیر جہاں دار شاہ کے مقابلے کو روانہ ہوا۔ بعد کے واقعات کو اس صوبے کی تاریخ سے کم تر تعلق ہو۔ صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہو گا کہ جہاں دار شاہ نے اول اپنے بیٹے اعز الدین کو مقابلے کے لیے تعین کیا اور اس کے شکت

لہ میرافضل کا باع اس جگہ تھا جہاں اب انجینئرنگ کالج ہے۔ اس کے پورب جانب محل گوکل پور میں ایک مسجد کے کچھ میں فرزخ سیر کا اس مسجد میں غاز پڑھنا اس مصروف سے ظاہر ہو۔

"کرو فرزخ سیر غاز ادا" ۲۰ DISTRICT GAZETTEER PATNA

مطبوعہ ۱۹۲۳ء صفحہ ۲۶۔ منتخب الباب حصہ ۲ صفحہ ۱۵۱ کے مطابق فرزخ سیر نے تین لاکھ روپی کی بھن پنڈ کے تجارتے اور حارخ زیدی اور شاہی خزاد صوبہ بہگلے اور عظیم اشان کی جاگیری پیچھتہ لاکھ روپی اس کے ہاتھ لگے تھے چھیس لاکھ تو سید عبد القادر خان صوبے دار ال آباد کے پاس پہنچے باقی کئی لاکھ روپی سر بلند خان نے دبارة کئے۔ اور شاہی کچھ رقم جہاں دار شاہ تک پہنچی۔ ۲۱

کے انتقام کے لیے باہر گیا ہوا تھا۔ تخت سلطنت حاصل ہوئے بغیر صوبہ سیس عظیم اشان کا خطبہ پڑھا جانا۔ حسین علی خان کو ناگوار معلوم ہوا۔ فرزخ سیرے موبے میں حسین علی خان کا اقتدار دیکھ کر اس کو اپنا طرف دار بنا لیا۔ ضروری بمحاجا سے تفاصیل اختیار و مدار سلطنت اس کے ہاتھ میں دینے کا وعدہ کر کے اس کو اپنا عالمی بنالیا۔ اس کے بعد ہی عظیم اشان کے ہلاک ہوتے اور جہاں دار شاہ کے یاد شاہ ہونے کی خبر پہنچی۔ جس کا ذکر اذ پر گز رچکا ہو۔

سیر المتأخرین سے معلوم ہوتا ہو کہ جہاں دار شاہ نے مرشد قلی خان اور حسین قلی خان کو حکم بیجا کر فرزخ سیر کو مع اہل و عیال نہیں روشن کرو۔ مرشد قلی خان نے دیکھا کہ اس جھگڑے میں پڑنا بد نامی سے خالی نہیں۔ اس لیے خفیہ فرزخ سیر کو خبر کرو دی کہ اپنی فکر کر لے۔ فرزخ سیر بھگالے سے عظیم آباد آگر لاع جعفر خان میں مقیم ہوا اور احمد بیگ (عرف نازی الدین خان بہادر) کے ذریعے سے حسین علی خان کو اپنے آئے کی خبر دی۔ حسین علی خان عظیم اشان کے بعض احانتات کو باد کر کے ملازمت کو حاضر ہوا اور اس کو جہاں دار شاہ کے حکم سے آگاہ کیا۔ فرزخ سیر نے کہا کہ میں تو آپ کے بھروسے پر بہاں آتا ہوں اس وقت پر دے کے اندر سے عورتوں نے بھی الحجاج وزاری شروع کی اور فرزخ سیر کی کم سن پہنچی ملک زمانی بھی پاس آگر کہنے لگی کہ جو ہونا ہو وہ ہو کر رہے گا۔ لیکن آپ نے اگر میرے باپ کی مدد نہ کی تو خلق خدا آپ کو کیا کہے گی۔ حسین علی خان نے جواب دیا کہ میرے پاس تو سوائے سر کے کوئی چیز نہیں جو بارشا و ہمند کے کام آئے۔ اس کی ضرورت ہو تو حاضر ہو۔ فرزخ سیر نے یہ سنتے ہی اپنی تلوار حسین علی خان کی گھرستے با عده دی۔ اسی وقت سے سماں جنگ درست

کے ساتھ کوئی بڑا سلوک کیا تو میں ون کے اندر مجھ کوں سے واپس آیا ہوا بھتنا غرض
 - قراردار کے مطابق میر جملہ عظیم آباد آیا۔ اتفاقاً اس زمانے میں بادشاہ نے
 لطف اللہ خاں صادق دیوان خالصہ کی تجویز سے دو صدی تا نہ صدی منصب
 اور سات آٹھ ہزار سوارہ الائشہی کی تقریبی اور تاعطا نے جائیز بننے پرچاس رپڑ
 ماہات نقد ادا کرنے کا حکم دیا تھا اور پھر ان کی تقریبی کے بعد ہی بطرفی کا حکم صادر
 کیا۔ میر جملہ نے جن سواروں کو مستروں کیا تھا ان کی تجویز چڑھ گئی اور صوبے کا خزانہ
 بہت کچھ دھیرنا می زیندار (جس کا ذکر ابھی آئے گا) پر فوج کشی کرنے میں صرف
 ہو گیا تھا۔ سواروں نے تقاضا شروع کیا اور میر جملہ کو اس طرح گھیرنے لگے تک
 جان چھڑانی دشوار ہو گئی۔ آخر کچھ بن نہ پڑی تو رف پوش ہو کر چپکا عظیم آباد سے
 دہلی بھاگ گیا۔ وہاں بادشاہ اور سادات بارہ کے فادات کے بدب متوخش
 افواہیں اڑی ہوئی تھیں۔ میر جملہ کے پہنچنے سے گھان ہوا کہ بادشاہ نے اس کو
 قطب الملک کے خلاف کسی قصد سے بلوایا ہو۔ ہر چند بادشاہ نے میر جملہ کو
 باریانی کا موقعہ نہ دیا بلکہ اس کو مغضوب اور کم منصب کر کے قطب الملک کی
 تسلی میں کوشان ہوا اور خود میر جملہ نے اس طرح بھاگ کر آئے تھے اور مہر ہو کر معذرت
 کی لیکن سوراطن رفع نہ ہوا۔ آخر میر جملہ تبدیل ہو کر پنخاب بیج دیا گیا اور عظیم آباد
 کی صوبے داری کو مسرپندر خاں کو دی گئی ہے۔

له خس الدوله نواب لطف اللہ خاں صادق کی نسل میں بعض لوگ حد نون گول شہر
 عظام آپ ز پیش میں اب تک موجود ہیں۔

کھلے پر خود مقاومت کو آنادہ ہوا۔ لیکن باوجود افریقوج و سامان رکھنے کے گرفتاری کو کر، ۱۲۳۴ھ کو قتل کیا گیا۔ جہاں دادشاہ کی حکومت گیارہ ہیئت کے اندر تمام ہو گئی۔

۱۳۱ میر حمحلہ خان خانان قاضی عبداللہ تورانی

۱۲۴۰ھ تا ۱۲۶۰ھ (۱۸۱۶ء)

سید حسین علی خان بہادر نے فرخ سیر کی معیت میں عظیم آباد سے چلتے وقت اپنے بھائی غیرت خان کو بطور نائب چھوڑا تھا۔ فرخ سیر کے بڑشاہ ہوئے پر سید عبداللہ خان ”قطب الملک“ اور سید حسین علی خان ”امیر الامراء“ کے خطاب سے خطاب ہوئے اور تمام اختیار سلطنت ان دونوں کے قبضہ آئدار میں آگیا۔ اسی زمانے میں دارالحکومت پر قبضہ کرنے کے سلسلے میں عبداللہ تورانی قاضی جہاں گیر نگرانے بعض خفیہ کارروائیاں انجام دی تھیں جس کے سلسلے میں اس کو بھی خان خانان میر حملہ ”کاظم طباطباعطا ہوا۔ سادات بارہتے وقت رفتہ اس قدر پاؤ پھیلائے کر خود بادشاہ کو کسی امر میں درست اندزادی کی گنجائش باقی نہ رہی آخر بادشاہ اور امیر الامراء دونوں ایک دوسرے کی خرابی کے درپیڑ ہوئے۔

میر حملہ بادشاہ کاظم طباطباعطا اس سے بھی امیر الامراء کی آن بن ہو گئی۔ بالآخر بڑی بے طفی کے بعد یہ بات قرار پائی کہ میر حملہ صوبے دار مقرر ہو کر عظیم آباد بھیج دیا جائے اور امیر الامراء دکن کی طرف روانہ ہو۔ امیر الامراء نے یہ بھی دھکی دی کہ میری غیبت میں بادشاہ نے میر حملہ کو اپنے پاس ملا یا یا سید عبداللہ قطب الملک

شخص کے ہاتھ سے مارا گیا یہ

۱۹-۲۰ اکتوبر ۱۳۲۰ء کا نام زدہونا نظام الملک کا نام

سید حسین علی خان اور سید عبد اللہ خان اور ان کے دیوان رتن چند نئے رفتہ رفتہ موروثی امراء کو غارج کر کے اکثر عہدے سادات بارہ اور برقاں الوں کو تغیریض کیے۔ دکن میں نظام الملک اپنے ذاتی اعزاز اور خودداری کے بدب آبرو بچائے ہوئے تھے اور اس کی نیکی اور الوالعزمی کے بدب امراء کیا رمغیہ اس کو اپنا پیرو مرشد بھخت تھے۔ سید عبد اللہ خان نے اس بنا پر کہ صوبہ عظیم آباد کے بعض زمیندار شریڑہ پشت تھے اور نظام الملک اصف خان بہادر فتح جنگ (تلخ خان) نہایت ذی اقتدار امیر تھا۔ فرزخ سیر کی طرف سے اس کو صوبہ بہار کی صوبہ داری کے لیے نام زو کیا۔ نظام الملک نے بھی چار دن اپنے قبول کیا۔ لیکن ابھی نظام الملک ادھر آئنے کا تھیتہ ہی کر رہا تھا کہ سلطنت کا سانحہ بیش آیا جس کی کیفیت مختصرًا یہ ہو کر پادشاہ اور سادات بارہ کی مخالفت اس حد کو پہنچی کہ سادات بارہ نے مرؤوت دیا اس نمک اٹھا کر اپنے نام نہاد آقا کے استیصال کا قصد کیا۔ انھوں نے فرزخ سیر کو نہایت ذلت و خواری کے ساتھ زناۃ محل سے گھستوا کر کھول دیا جو سوس کیا اور کچھ عمر میں کے بعد وہ قید خانے ہی میں ہلاک ہوا۔ سید عبد اللہ خان اور حسین علی خان کے تسلط سے تھنت سلطنت بس املا شطرنج بن گیا۔ چند بیرونیوں کے اندر یکے بعد دیگریے رفیع الدین بہارت اور رفیع الدین ولت پرزاں رفیع الشان مل منتخب الباب حصہ ۲ صفحہ ۶۷۔ دھیر بکاری کے راجا کا ہمی نام تھا۔ لیکن منتخب الباب یہ اس کے شملیں کوئی صراحت میں نہیں غالباً اٹکاری کا راجا ماردا ہے۔ منتخب الباب حصہ ۲ صفحہ ۶۸۔

دسمبر بلند خان شاہزادہ تاتا (۱۵۱۸ء)

قطب الملک کی رضامندی کیلئے میر جمال کو تغیر کر کے سر بلند خان صوبے دار مقرر ہوا تھا لیکن تاریخ سے معلوم ہوتا ہو کہ اس کو صوبے داری راس نہ آئی اور جاگیر کے تباadel خرچ کی کمی اور پاہ کی تنخواہ کے تقاضے سے تنگ آگر اس نے اشاث البیت اور اسپ و فیل جماد داروں کے سپرد کر کے خود فقیرانہ زندگی بسر کرنے کا قصد کیا۔ لیکن قطب الملک نے اپنے پاس سے نقد و جنس دے کر اس کو کابل کی صوبے داری پر آمادہ کیا۔ سوہہ بہار میں اس کے زمانے کا قابیل ذکر و اتعہ دھیر زیندار کی بغاوت ہو۔

(۵) دھیر زیندار صوبہ عظیم آباد کی بغاوت اور قتل

دھیر نامی زیندار پنجھ عرصے سے اس صوبے میں سرکشی کرتا تھا اور چند بار شہزادہ اور صوبے داروں کی فوج سے مقابلہ کر کے ان کو زک بھی دے چکا تھا۔ میر جعل نے اپنی صوبے داری میں اس پر فوج کشی کی لیکن صوبے کا تمام خزانہ صرف کرنے پر بھی اس کی زینداری پر قبضہ نہ ہو سکا۔ سر بلند خان کے آئے تک دھیر کی لوث مار سے صوبے کی تمام رعایا اور جاگیر داروں کا ناک میں دم آگیا تھا۔ سر بلند خان نے ایک بڑی جمعیت فراہم کر کے دھیر کا مقابہ کیا۔ طرفین سے بہت آدمیوں کے مارے جانے پر بالآخر دھیر فرار ہو گر جنگلوں میں جا چھپا اور اچانک کسی لہ نجف الدباب حصہ صفحہ ۱۰۰۔ یہ بھی ممکن ہو کہ خرقہ پوشی مخفی ڈھکو سلاہو کیوں کہ سر بلند خان نے کتنی لاکھ روپیہ جہاں دار شاہ کے نہ مارنے میں دبائے تھے جو نوٹ سطہ ۲۵۱ میں مذکور ہو۔

ہو کر آیا۔ سیر المتأخرین (جلد ۲ صفحہ ۹۳) میں اس کی صوبے داری کا زمانہ تھیں اُن اللہ کے قریب بتایا ہوا رکھا ہو کہ ”اس نے ایسی سختیاں کیں کہ تھوڑے ہی دنوں میں لوگ نالاں ہو گئے اور شیخ عبد اللہ جو مت سے عظیم آباد میں مرجعِ امام تھا اور رگاہ گاہ بعض صوبے داروں کی نیابت بھی کرچکا تھا۔ تنگ آگرگنگا پار قلعہ سوانح میں جہاں اس کے زر خرید مواضعات بھی تھے پناہ گزیں ہتوں سین خوار الدین نے پیچھا نہ چھوڑا، اور شیخ موصوف وہاں سے حکل کر بر بان الملک صوبے دار اور داد کی پناہ میں چلا گیا۔ یہ ایذار سانی شیخ موصوف تک محدود تھی بلکہ شہر کے اور مشاہیر عظام بھی مور دید اور ہوئے۔ انھی میں خواجہ سعفتم برا اور امیر الامراء بھی تھا جو مشائخ ہند کے طور پر فقیرانہ زندگی نہایت آسودگی سے بس کرتا تھا ازڑہ ہو کر شاہ جہاں آباد چلا گیا اور عن الدلائل امیر الامراء مصباح الدولہ کو سارا ماجرا کہتا یا۔ مصباح الدولہ نے بر سہم ہو کر خوار الدین کو بر طرف کرایا اور صوبہ بہار کو بنگالے میں شامل کر کے یہاں کی صوبے داری کی شد موتمن الملک نواب شجاع الدولہ شجاع الدین محمد خان ناظم بیگوال کے نام بھجوادی۔“

صاحب سیر المتأخرین نے یہ نہیں بتایا ہو کہ خوار الدین نے شیخ عبد اللہ لو خواجه سعفتم کے ساتھ کیا تعددی کی اور اس کے کیا اباب تھے۔ ممکن ہو کر خود ان لوگوں نے صوبے دار کی کارروائی میں وخل در معقولات کیا ہو۔

راقم نے اس صوبے دار کے زمانے کا ایک کتبہ پایا تھا جس کو راقم کی درخواست کے مطابق ان پکڑ جنل پولیس بہار داڑی میں تھا۔ خواجہ کلانی دیوار پر نصب کرایا ہوا در بذریعے چھپی نمبر ۵۳۶۷ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۳۲ء راقم کو بھی اس کی اطلاع دے کر شکور فرمایا۔ کتبے کی عبارت (ماشیہ ص ۲۹۱ پر دیکھئے)

بن بہادر شاہ تخت نشین کیے گئے۔ اور اسی اثناء میں متہیں تھے۔ مگر املازم نیکو سیرا نے بعض اہل کو ملا کر نیکو سیر پر اکبر بن عالم گیر کو اکبر آباد میں تخت نشین کر دیا۔ اور ان سب کم زور شاہ بابن شترخ کے بعد بالآخر ۱۳۲۲ھ میں روشن اختیر پر خجستہ اختیر بن جہاں دار شاہ نے بادشاہ ہو گر ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ کا لقب اختیار کیا۔ یہ حسین علی خان کے مارے جانے پر یہ عبد اللہ خان نے محمد شاہ کے علی الرغم محمد ابراہیم پسر فتح الدولت کو تخت نشین کیا تھا لیکن وہ بھی مغلوب ہوا۔

فرخ سیر کی گرفتاری کے بعد ہبھی حسین علی خان نے نظام الملک کو توں وقرار سے مطعن کر کے بجائے عظیم آباد کے مالوکی صوبے داری پر راضی کیا تھا اس لیے نظام الملک ادھرنہ آیا۔^{۱۰}

(۱) عقیدت خان ۱۳۲۲ھ تا ۱۳۲۴ھ (۱۸۰۴ء - ۱۸۰۶ء)

۱۳۲۲ھ میں محمد شاہ بادشاہ نے پانچ لاکھ روپیہ پیش کش لے کر عقیدت خان پسر امیر خان صوبے دار معزول ٹھٹھہ کو عظیم آباد کا صوبے دار مقرر کیا۔^{۱۱} اس صوبے دار کے متعلق اس صوبے کا کوئی قابل تذکرہ واقعہ معلوم نہیں ہوتا۔

(۲) نواب فخر الدولہ ۱۳۲۶ھ تا ۱۳۳۳ھ (۱۸۰۸ء - ۱۸۱۵ء)

عقیدت خان کے بعد نواب فخر الدولہ مراد حبیقی نواب روشن الدعلہ بے ما

۱۰ تختہ الباب حصہ ۲ صفحہ ۸۱۶۔

۱۱ تختہ الباب حصہ ۲ صفحہ ۹۳۸۔

باب ہفتہ ستم

بھار کا بنگال میں شامل ہونا اور صوبے داروں
کی منصوبے بازی

(۱) شجاع الدولہ شجاع الدین محمد خان اسد جنگ
۱۴۳۹ھ تا ۱۴۵۲ھ (۱۶۲۰ء تا ۱۶۲۳ء)

شجاع الدولہ قوم افشار یعنی خراسانی ترکوں کی نسل سے تھا اور جعفر خان
ملقب پر نواب مرشد قلی خان ناظم بنگال (۱۴۲۵ء تا ۱۴۲۷ء) کا داماد تھا۔ مرشد
قلی خان نے اپنی نظمت میں شجاع الدولہ کو اڈیسہ کی صوبے داری دولائی تھی۔
۱۴۳۲ھ (۱۶۱۳ء) کے قریب جب مرشد قلی خان کی زندگی کے دن آخر ہوتے
کوئی تو اس نے اپنے نواسے علاء الدولہ سرفراز خان پر شجاع الدولہ کو اپنا
قائم مقام کرنا چاہا۔ لیکن شجاع الدولہ بیٹے سے پہلے خود ہی حاکم بنگال ہوا چاہتا
تھا۔ اس نے اپنے عزیز و رفیق محمد علی دردی خان اور اس کے بھائی حاجی احمد
کی صلاح سے خفیہ بندوبست کر کے دہلي سے اپنے نام منصب صوبے داری بنگالی
اور ۱۴۳۴ھ (۱۶۱۴ء) میں مرشد قلی خان کے مرئے پر مرشد آباد آگرہ نامارت
پر جلوس کیا۔ سرفراز خان خود کو مرشد قلی خان کا دلی عہد جانتا تھا لیکن اپنی ماں

بندہ نواب فخر الدولہ مددو ح زبان آں کے درنامش حسن را باطنی باشقران
 ساخت دار العدل جانیکو ناہر جب داد در ہزار دیکھ صد چل دو شتر تاریخ آن
 داؤ دخان قریشی کے زمانے کے بعد یہ دوسرے دار العدل ہو جو عظیم آباد میں
 قائم ہوا۔ اس سے نواب فخر الدولہ کی عدالت آرائی کا ثبوت ملتا ہے۔
 شہر میں فخر الدولہ کی مسجد مشہور ہے لیکن اس کو اس صوبے دار سے کوئی
 تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ مسجد ایک بیگم نے ۱۲۰۷ھ میں فخر الدولہ کے ساتھ
 بر سر بعد بنوائی۔ مرشد آباد کے نوابوں کے خاندان میں اس کی تولیت فتحی
 شاید انھی میں کوئی فخر الدولہ ہو گا۔ گورنمنٹ گزینی پیرا و دوسری تحریکوں میں
 جو اس مسجد کو صوبے دار فخر الدولہ کی بنوائی ہوئی تکھدید یا ہے۔ مسجد کے کتبے کی
 عبارت کے مقابلے میں صحیح نہیں۔ اس کی مفصل کیفیت کتاب کے دوسرے
 حصے میں لکھی ہے۔

بہر حال فخر الدولہ کو صوبہ بہار میں سلاطین مخلیہ کا آخری صوبے دار کہنا
 چاہیے کیوں کہ اس کے بعد صوبے داروں نے اپنی منصوبے بازی سے بہار
 و بہنگلے کی حکومت کو ذاتی و موروثی بلکہ قرار دیا اور سلطنت مغلیہ میں بھی
 اتنا دم نہ تھا کہ ان کی روک تھام کرنے۔

صفحہ ۱۴۰ کا حاشیہ ہے۔

اک کتاب MARTIN'S EASTERN INDIA صفحہ ۳۲ میں صرف اس قدر لکھا ہے
 کہ اس میں بود دار العدل بنایا گیا تھا اس کی یادگار صرف ایک پتھر را تی ہے۔

۱۳۲ میں جب صوبہ بہار بھی بٹکلے میں شامل کرو دیا گیا تو شجاع الدین محمد خان نے دربارِ دہلی سے علی درودی خان کے لیے منصب داری بہار و عظیم آباد (مع اضافہ منصب وچ ہزاری و خطاب ہبابت جنگ اور بالکلی جمالدار و علم و نقارہ) حاصل کر کے خانِ صوبہ کو اپنی طرف سے فوج دے کر عظیم آباد روانہ کیا۔ ہبابت جنگ نے عظیم آباد اگر درجنگ کے پٹھانوں کو اپنی ملازمت میں رکھ لیا اور تھوڑی ہی تدبیت میں بتایا بھوچ پور اور ڈکاری کے راجاویں اور زینبدیہ کو مطیع کر کے اپنی ہبابت کی دھاک بٹھادی۔ عبدالکریم خان روہیلہ پٹھان کو جو ڈیر طحہ ہزار پٹھانوں کا افسرا درخود بھی ہبابت جسی تھا اپنے گھر میں گھیر کر قتل کیا، اور بعض سرکشوں کو تند بیروں سے آپس میں لڑادا کر کم زد رکھ دیا۔ شجاع الدین کو بھی اطاعت سے راضی رکھا۔

۱۳۳ ہبابت جنگ کی فوج کشی اور سفر فراز خان کا قتل

۱۳۴ مطابق ۱۳۲ء

۱۳۴ میں شجاع الدین ناظم بٹکالے انقلال کیا اور اس کا نظر کا عملہ الدین سفر فراز خان مندوش ہوا۔ اس وقت ہبابت جنگ نے اس کے باپ کے احسانات کو ذرا موش کر کے بٹکالے کی حکومت کا حوصلہ پیدا کیا۔ ہبابت جنگ کا بھائی حاجی احمد سفر فراز خان کے معتمدوں میں تھا اس لئے خفیہ کامروں ایکوں سے سفر فراز خان کے خلاف لوگوں کو ابھارنا شروع کیا اور دونوں بھائیوں نے مل کر سفر فراز خان کی خالفت کیئے بہت سے جیلے اور ایسا بظاہری پیدا کر لیے۔ اس کے لئے بیاض اسلامیں صفحہ ۲۹۳۔ ۳۰۸ بیاض اسلامیں صفحہ ۳۰۹۔

زینت النایم کی فہماں سے باپ کی اطاعت پر طومانیا کر راضی ہو گیا۔
 جب شوالی محرزوں ہوا اور سب بہار کی تسویے داری بھی شجاع الدین
 کو مل گئی تو اس نے اپنے لڑکوں میں سے (یعنی محمد تقی خان جو کسی غیر معروف
 عورت کے بطن سے تھا اور سرفراز خان جوزینت النا ربنت مرشد قلی خان
 کے بطن سے تھا) ایک کو نائب مقرر کر کے عظیم آباد بھیجا چاہا لیکن ان کی ماں
 نے ان کا جداحوناگا کو ادا کیا۔ شجاع الدین نے محمد علی وردی خان کو لابق سمجھ کر
 بہار کی صوبے داری کے لیے منتخب کیا اور دربار دہلی سے اس کے لیے مندو
 خطاب کی استدعا کی۔^{۱۷}

۱۲) نواب محمد علی وردی خان ہبادت جنگ ۱۸۳۳ء

تاریخ ۱۸۵۳ء (۱۸۳۰ء)

محمد علی وردی خان کے خاندان کے متعلق صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے
 کہ اس کا باپ سیرزا محمد شہزادہ محمد عظیم پسر اور ناگ زیب کا بکاول تھا۔ سیرزا محمد
 کے مرتبے پر اس کے بڑے بیٹے حاجی احمد نے شہزادے کی بکاولی اور جواہر خانہ
 کی دادو غلی کا منصب پایا۔ لیکن شہزادے کے مارے جانے پر حاجی احمد اور
 علی وردی خان نے اڑیسہ آکر شجاع الدین محمد خان نائب ناظم اڑیسہ کی رفاقت
 اختیار کی چوں کہ ان کی ماں بھی قوم افتخار سے تھی اور شجاع الدین محمد خان کی
 قبولت مند تھی۔ اس یہ شجاع الدین محمد خان نے ان کو اپنا مشیر خاص بنایا۔

^{۱۷} سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۹۵ و ۹۶ ریاض الصالحین صفحہ ۲۹۲۔

تاریخ المتأخرین جلد ۱ صفحہ ۹۲۔

رشیار از قسم جواہرات و فیل و اسپ و ظروف طلائی و نقری در بارہ دہلی کو لے رکھیں۔ اس کے بعد سے علی وردی خاں نے صوبہ بہار میں مستقل نائب مقرر کر کے خود بنگالے میں قیام کیا۔

۲۱) نواب زین الدین احمد خان ہبیت جنگ شاہ

تاریخ شاہ (۱۵۸۴ء)

ہبیت جنگ نے در بارہ دہلی کو نقد و جنس بھیج کر اپنے اعزاز میں بھی اضافہ کرایا اور اپنے بھتیجے اور داماد زین الدین احمد خاں کے لئے نصوبے داری عظیم آباد (مع منصب ہفت ہزاری و خطاب احترام الدولہ ہبیت جنگ) حاصل کی ہبیت جنگ نے رائے چنتا من و اس کو جو ہبیت جنگ کا قدیم و فادر دیوان تھا اپنی سرکار میں لے لیا۔ اور نواب ہدایت علی خاں کو ہبیت جنگ نے بنگالے جلتے وقت مرس کنٹھ کا فوج دار سفر کیا تھا اپنے پاس بلو اکر فوج کا بخشی مقرر کیا۔ ہدایت علی خاں نے اپنے قرابت مند عبد العلی خاں کو پس سالاری دلوادی اور اپنے چھوٹے بھائی شمار مہدی خاں کو بھی معزز زعہد سے پرہیز کیا۔

۱۵) بھوچ پور کی بد امنی اور ہبیت جنگ کی فوج کشی

انھی دنوں میں بھوچ پور کے زیندار ہورل سنگھ اور ادونت سنگھ

بعد مہابت جنگ نے مجھوں پور کے سرکشیوں کی تنبیہ کے بہانے سے عظیم آبادیں فوج جمع کرنی شروع کی اور وہی میں اپنے تدبیر آشنا موئین الدولہ اسحاق خان (جو محمد شاہ پادشاہ کے مقربوں میں تھا) کی سازش سے نظامتِ بُنگالہ ریاست بہار والیہ کی ایک سند اپنے نام اس شرط کے ساتھ منگوائی کر بعد دخل یابی ایک کروڑ نقد اور تمام مال سرفراز خان کا جو ضبطی آئے گاشا ہی دربار کو بھیجا گئے۔ اس بندوبست کے بعد مہابت جنگ نے آخر دیقد ۱۵۷۲ھ میں اپنے بھتیجے اور داماد زین الدین احمد خان پسر حاجی احمد کو عظیم آباد میں اپنا قائم مقام اور نائب مقرر کیا اور خود شہر سے باہر فارث خان کے تالاب کے پاس قیام کر کے مصطفیٰ خان و شمشیر خان و سردار خان و عمر خان و حجم خان و کرم خان و سرزاں انقای و شخ معصوم و شخ چہاں یار و محمد ذوالفقار خان و چھیدن ہزاری و خشی سیبل و مختار سنگھ وغیرہ سرداروں سے وفاداری کا عہد و پیمان نے کر مرشد آبادگی طرف کوچ کیا۔ بعد کے واقعات کو بُنگالے کی تاریخ سے تعلق ہر یہ رف اس قدر بیان کر دینا ضروری ہو کہ سرفراز خان نے ہر چند صلح کی کوشش کی لیکن مہابت جنگ نے ایسی شرطیں لٹکائیں کہ صلح ناممکن تھی۔ پھر مہابت جنگ نے بجائے قرآن کے اینٹ کو غلاف میں رکھ کر قول و قسم سے سرفراز کے اپنی کو یقین دلایا کہ سوائے صلح کے کوئی دوسرا نہیں سرفراز خان نے سادہ لوچی سے اس کا یقین کیا لیکن دوسرے ہی دن جنگ کی نوبت آئی اور سرفراز خان مارا گیا۔ مہابت جنگ نے اس فتح کے بعد کروڑ پر نقد اور اس کے علاوہ سرفراز کے ضبط شدہ مال سے سانچہ ستر لاکھ کی

لہ سیر الملت خرین جلد ۲ صفحہ ۱۱۵۔ ۳ سیر الملتاخون جلد ۲ صفحہ ۱۱۶ اور یادن السلامین

اس کو قتل کر دیا۔ روشن خان اس قادر فربہ اور لحیم تھا کہ قتل ہونے پر بھی نگ
فرش کی طرح بیٹھا کا بیٹھا رکھا گیا۔

(۷) ہر سٹوں کا ترغیب اور ہمیت جنگ کا بنگالے جانا

۱۴۲۰ء میں (۱۵۵۵ء)

ابھی ہمیت جنگ بھوج پور سے تاوانی جنگ پورا کرنے کی فکر میں تھا کہ
ہدایت علی خان نے رام گڑھ سے اطلاع دی کہ بھاسکر پشت سپ سالا رکھو جی
بھوشنہ (مریٹ) چالیس ہزار سواروں کے ساتھ چھوٹا ناگ پور کی راہ سے آتا ہو۔
ہمیت جنگ نے وہ خط بجھے مہابت جنگ کے پاس بیج دیا۔ اس کے بعد ہی
یہ مرہٹے بھی بنگالے کی طرف بیج گئے۔ مہابت جنگ نے ہمیت جنگ کو عظیم آباد
کی فوج لے کر لگک میں مرشد آباد بلایا۔ ہمیت جنگ کو بھوج پور کی مہم کے بعد
پاہ کی تخلوہ ادا کرنی اور صوبے کا انتظام نہایت ضروری تھا۔ نواب ہدایت علی خا
لے یہ کام اپنے ذلتے لیا اور ہمیت جنگ صوبے کا انتظام خان مذکور کے سپرد
کر کے خود پھوسات ہزار پاہ کے ساتھ مرشد آباد جلا لگیا۔ اور اس کے بعد ہی بعد علی
خان بھی حتی المقدور پاہ فراہم کر کے مہابت جنگ سے جمالا بیٹھا۔

(۸) محمد شاہ باوشاہ سے مک کی درخواست

اسی زمانے میں مریدان بہادر بنگالے کا خراج لینے رہی آیا تھا۔ مہابت جنگ

کے ملاقوں میں ظلم و تعدی کے سبب سافروں کا لذ نادشوار ہو گیا تھا۔
 ہمیت جنگ نے ان مسفدوں کو وزیر کرنے کے لیے عظیم آباد میں فوج جمع
 کر لی شروع کی۔ اس وقت بعض خیراندشیوں نے سمجھا کہ جب ان زینداروں
 کو شکست ہو گی وہ عفو و تقصیر کے لیے پدایت علی خان کو اپنا شفیع بنائیں گے
 اور مراسم سابقہ کے لحاظ سے ہدایت علی خان ان کی سفارش بھی ضرور کر لیں گے
 اس وقت رعایت و مرتوت میں تاو ان جنگ وصول نہ ہو سکے گا ہمیت جنگ
 نے اس صلاح کے مطابق ہدایت علی خان کو لٹایف الجبل سے پر گز
 سنوت اور رام گڑھ کے انتظام کے لیے روانہ کیا اور نشانہ جدی کو اس کی جگہ
 پر فوج کا بخشی مقرر کر کے بھوچ پور پر چڑھائی کی خفیف سی لڑائی کے بعد
 بھوچ پوریوں نے شکست کھاتی ہے۔

۱۶۱ روشن خان تراہی کا قتل

بھوچ پور کی ہجم حسب خواہ سر ہونے پر ضلع شاہ آباد (آرہ) کے نامی
 پٹخان سردار روشن خان تراہی نے ہمیت جنگ کو ان زینداروں کے ساتھ
 بعض رعایات لمحظہ رکھنے کی صلاح دی اور یہ بھی کہا کہ آپ ابھی کم من اور
 ناجربے کار ہیں۔ اگر میری بات نہ مانیں گے تو خیازہ اٹھائیں گے ہمیت جنگ
 کو یہ بات بہت بُری لگی خفیہ اپنے جماد دار میر قدرت اللہ اور حسن بیگ
 خان قلعہ دار موگلی کو حکم دیا کہ دوسرے دن روشن خان آئے تو اس کا کام
 تمام کر دینا۔ دوسرے دن عصر کے وقت روشن خان آیا تو ان دونوں نے

کا استقبال کرنا۔ ہدایت علی خان نے اپنے ساز و سان کو صدر جنگ کی آن بان کے مقابلے میں بے حقیقت تصور کر کے مرید خان بہادر کا وسیلہ ڈھونڈا۔ مرید خان پہنچے سے صدر جنگ سے ملاقات رکھتا تھا۔ اس نے صدر جنگ سے ہدایت علی خان کے نام طبائیت کا خط لکھوا�ا۔ اس کے بعد ہدایت خان نیرسے استقبال کر کے صدر جنگ کو عظیم آباد لے آیا۔ قلعے میں اترتے ہی صدر جنگ نے حکم دیا کہ ہدایت جنگ کا سامان ہٹا دیا جائے۔ ہدایت علی خان نے تمام اشائے انھوں کو اپنے مکان کے قریب کسی جگہ رکھوا�ا۔ چند دنوں کے بعد صدر جنگ بڑی شان و شوکت کے ساتھ قلعے سے برآمد ہو کر اپنے جد بزرگوار سعادت خان کے مقبرے پر نمازخواہ کو آیا۔

عظیم آباد میں صدر جنگ نے ہدایت جنگ کے بعض منتخب ہائی اور چنان ضرب بیش قیمت توپیں لے لیں اور ہدایت علی خان نے پچھروک ٹوک نہ کی۔ ان حرکات کے بعد اور نیز اس سبب سے کہ صدر جنگ کے آتے تک ہدایت جنگ نے عریبوں کو پس پا کر دیا تھا۔ ہدایت جنگ نے باوشاہ سے ات۔ عاکی کہ صدر جنگ کو واپس بلوالیا جائے ورنہ اس سے بے طفی کا اندازہ ہو۔ محمد شاہ نے صدر جنگ کی واپسی کا حکم صادر کیا لیکن اس کے قبل ہی صدر جنگ کو خبر ہو گئی تھی اس بیلے نیرسے قریب کشیوں کا میں باندھ کر جنوج ندی کے پار اتر گیا۔

لہ سعادت خان کا مقبرہ محل وصول پور سے کوئی سو قدم دکھن ہو۔ یہ جگہ کجی بائی تکھا اتی ہو۔ یہ سعادت خان برہان الملک سعادت خان بانی شہر فیض آباد کے پدر تھے۔ صدر جنگ کا بیان آن اسرال تاخیرین جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ میں بھی مذکور ہو۔

۔ اس کو عظیم آباد میں ٹھیرا یا اور بادشاہ سے تا انفصال جنگ مرہٹہ خراج روائہ کرئی۔ کی مہلت اور اس کے ساتھ شاہی لکھ کی درخواست تھی۔ بادشاہ نے عمدۃ الملک صوبے دار ال آباد سے واقع کی تصدیق چاہی۔ اس کے بعد ابوالمنصور خان بہادر صفر جنگ صوبے دار اودھ کو لکھ کے لیے تاکید کی اور بالایجی راؤ پہہ سالار پیشوں کو لکھا کہ تم خود چوتھی لینتے ہو پھر گھوپی بھونسل کون ہوتا ہو اور کیوں برسر فاد ہو۔

(۹) عظیم آباد میں صدر جنگ کی آمد ۱۵۵۵ھ (۱۴۳۲ء)

حکم شاہی کے مطابق صدر جنگ سول سترہ ہزار فوج کے کچھ میں اکثر نادر شاہ کی یا قی ماندہ فوج کے مغل تھے عظیم آباد کی طرف روانہ ہوا۔ ہیئت جنگ نے اپنے نائب صوبے دار نواب ہدایت علی خان کو لکھا کہ مناسب طور پر صدر جنگ لے سیر المغاربہ میں جلد ۲ صفر ۱۴۳۳ء۔ ۳۷ اور نگ زیب کے بعد درہیوں نے زور پڑا تو اکثر علاقوں سے شاہی خراج کا پوچھاتی حصہ وصول کرنے لگے۔ جہاں یہ رقم تھی لوث اور فارتگی شروع کردی۔ ۳۸ ابوالمنصور صدر جنگ سعادت علی خان صوبے دار اودھ کا برادر نزادہ اور اس کا اٹا مقام تھا، اور چچا ہی کی لڑائی سے اس کی شادی بھی ہوئی تھی۔ نادر شاہ کی غارت گرجی کے بعد جب پھر امن ہوا تو دربار دہلی میں صدر جنگ کا طوطی ہونے لگا۔ نظام الملک نے جب احمد شاہ کی وزارت سے معافی چاہی تو منصور خان کو قلم دان و وزارت اور خطاب صدر جنگ عطا ہوا اصل نامہ را مقدمہ تھا اور حالات اثر الامر اور تاریخ اور وعدہ میں دیکھنا چاہیے۔ ۳۹ صوبہ بہار اسے پر صدر جنگ کو قلعہ رہتا س و چنان گڑھ کی حراست بھی بطور انعام مرخص ہوئی تھی۔ سہراہ میں اس کی بنوائی ہوئی عمارتیں اب لکھ کو بعد میں۔

کی طرف رجوع کی۔ اکثر لوگ اپنے اہل و عیال کو گنگا پار بھیجنے کا تہیت کر رہے تھے۔ لیکن شاہ علیم اللہ نے جو اہل معرفت سے تھے لوگوں کو ہٹینا ان دلایا کہ کوئی آفت اس شہر تک نہ آئے گی۔ اتفاقاً گوبند جی نامی بنارس میں ایک مہاجر تھا جو بالاجی کے قربت مندوں میں تھا اور نواب ہدایت علی خاں کا منون احشان تھا۔ اس نے خاں موصوف کی اصرار پر بالاجی کو عظیم آباد کا شرخ کرنے سے باز رکھا۔ گوبند جی کے کہنے سے بالاجی نے ہدایت علی خاں کے پاس اپنی تحریر اور کچھ تھائف بھیج کر ہٹینا ان دلایا اور خود بالا بالا عظیم آباد کی راہ کرتا تا ہوا مونگیر و بھاگل پور ہو کر بیگانے چلا گیا۔

(۱۱) ہدایت جنگ کی واپسی اور نواب ہدایت علی خاں

کا بزر طرف ہوتا ۱۱۵۶ھ (۱۷۳۲ء)

بنگال سے مرہٹوں کے فرار کرنے کے بعد ہدایت جنگ بھی عظیم آباد لہ شاہ علیم اللہ کا وطن دہلی تھا۔ ترک علاقے کے فقیری اختیار کی اور میں برس مفقود الخیر رہنے کے بعد اپنے میٹے نواب ہدایت علی خاں سے ملنے کو عظیم آباد آئے۔ اور ۱۱۵۵ھ میں آتھا کیا۔ قریب مخالفوں سے تسلیم پورب جانب ہو۔ لوح مزار پر "مرقد امیر شاہ علیم اللہ" اور سالہ ماریخ و فاتح محاذات "کندہ ہو۔ مفصل کیفیت کتاب کے دوسرے حصے میں درج کی گئی ہو۔ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۱۵۲۔

یہ واضح ہو کہ رکھوجی جھوڑل کی فوج تاگ پور سے اڑیسہ چھوٹا ناگ پور اور بھاگلے کی طرف اچانک حل اور ہوئی تھی اور پشاور ہڈ کی فوج بادشاہی حکم سے رکھوجی کی فوج کی مدافعت کو ائمی تھی۔

۱۰۱) بالاجی راؤ مرہٹہ کی آمد اور اہل شہر کا ہر اس
 ابھی صدر جنگ کا ہنگامہ کم ہوا تھا کہ یہ کایک بالاجی راؤ بادشاہ کے حکم
 کے مطابق ہبایت جنگ کی لکھ کے سلسلے میں حدود بہار تک آپنچا عظیم آباد
 میں صدر جنگ کو بعض ہاتھی اور توپ دے دینے کے سبب اور شاید اس
 سبب سے کہ ہبایت جنگ نے خود سرفراز خاں کے ساتھ جو کچھ کیا تھا وہ سروں
 سے بھی اپنے حتی میں ایسی ہی توقع رکھتا ہو گا۔ ہبایت جنگ اور ہبیبت جنگ
 دونوں ہبایت علی خاں سے شکوہ ہو گئے اور اس کو معزول کرنے کے قصہ سے
 رائے پختا من داس کو اپنا نائب مقرر کر کے عظیم آباد بھیجا ایکن رائے مذکور ہے
 آکر چند ہی دنوں میں مرگ مفاجات سے مر گیا اس وقت عظیم آباد میں کوئی حاکم
 موجود نہ تھا۔ مرہٹوں کی آمد سے لوگ بہت متفسک ہوئے کیوں کہ ان مرہٹوں کا
 قاعدہ تھا کہ جدھر پہنچے پہلے زر وال کا مطالیبہ کیا الگ مل گیا خیریت رہی ورنہ
 لوث کر لیک تباہ کر دیا۔ زیادہ تر ہر اس کا سبب یہ تھا کہ راؤ دنگر (ضلع گیا) میں
 داؤ دخان قربیشی کا پوتا احمد خاں بالاجی کے پاس حاضر ہوئے کے جرم میں تباہ کر دیا
 گیا تھا اور اس کا قلعہ جلا کر خاک کر دیا گیا تھا اور بالآخر پچھاں ہزار روپی پیش کش
 دے کر اس نے جان چھڑتی تھی۔ ایسی حالت میں لوگوں نے ہبایت علی خاں کی

۱۵۲ سیرہ متأخرین میں لکھا ہے

HISTORY OF BENGAL ہبیبت بھونسھی

GLAMMUSIN NAN BIHAR ORISSA UNDER BRITISH RULE

اپنے والد ہبایت علی کی برات اور ہبایت جنگ و ہبیبت جنگ کے بے جا شکوہ و شہاب

کا حال صفحہ ۱۵۲ سیرہ متأخرین میں لکھا ہے

(۱۳) مصطفیٰ اخان بہر جنگ کی بغاوت شاہ (۱۸۵۷ء)

مصطفیٰ اخان، ہبابت جنگ کے فوجی افسروں میں سب سے زیادہ ممتاز تھا۔ ہبابت جنگ کے بنگلے پر قبضہ کرنے کے زمانے سے مرہٹوں کی یورش کے وقت تک اس نے بہت سے کارنیاں کیے تھے لیکن آخر زمانے میں اس سے ہبابت جنگ سے ناچاقی ہو گئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ مرہٹوں کے مقابلے کے وقت ہبابت جنگ نے ہم کے حب خواہ سر ہوئے پر مصطفیٰ اخان کو بیدار کی صوبے داری دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ہم کے سر ہوئے پر مصطفیٰ اخان نے ایفے و عذرے پر اصرار کیا تو ہبابت جنگ لیت و لعل کرنے لگا۔ کیوں کہ ہبابت جنگ سے چھین کر مصطفیٰ اخان کو صوبے داری دینا اس کو شاق تھا ملا وہ اس کے چند بار یہ بھی ہوا کہ ہبابت نے مصطفیٰ اخان کے ذریعے سے زاید پاہ بھرتی کرائیں لیکن کام نکل جانے پر خلاف و عده اس کو بر طرف کر دیا جس سے پٹھانوں میں بدلتی پیدا ہو گئی۔ اسی کے ساتھ ہبابت جنگ کا روشن خاں تراہی کوڈ راسی بات پر قتل کرانا اور ایک روز ہبابت جنگ کے دربار میں مصطفیٰ اخان کی حاضری کے قبل کچھ غیر معمولی طور پر مشتبہ بندوبست و قوع میں آتا بھی نہ یہ کدوڑت کا باعث ہوا اور مصطفیٰ اخان کو گان ہوا کہ ہبابت جنگ اس کو قتل کرانے کی فکر میں ہوا۔

بہر کیف مصطفیٰ اخان نے دہلی جانے کا بہاذ کر کے اپنی اور پاہ کی تباہ کے سڑھ لالکھڑپوں کیے اور مرشد آباد سے روانہ ہوا۔ ہبابت جنگ نے ہبابت جنگ کو لکھ بھیا کہ مصطفیٰ اخان پاہ کشیر کے ساتھ اور ہر جاہاں ہر تم اس سے مقابلے کی

نہ اپس آیا۔ اور چند دنوں کے بعد ہدایت علی خان سے کہا کہ مہابت جنگ کو تمہاری جانب سے سورن بن ہو اور مجھ کو ان کی استر ضار لازم ہے اس لیے کچھ دنوں کے لیے تم علیحدہ ہو جاؤ۔ جب ان کا منظہ دوڑ ہو گا پھر پستور کام کرنا۔ ہدایت علی خان نے طور پر طور دیکھ کر سن کر تسلیہ کیا اور بارگ رائے بال کشن و میں ناظم میں نقائص کو جو بجا کر اور حصہ کی راہ لی اور صفر جنگ کی رفاقت اختیار کی۔ اس کے بعد ہی شارہ بندی خان نے بھی آزر دہ ہو کر ملازمت ترک کر دی۔

۱۱۲) عظیم آباد کے حصار گلی کی مرمت ۱۵۶-۱۵۷ھ / ۱۸۳۳-۱۸۴۴ء

جنگ مرہٹوں کے اچانک حمل اور ہونے کا حال معلوم تھا، اس لیے ہیئت نے شہر کی پرانی فصیل کو از سر نہ مرمت کرنے اور اس کے گرد خندق کھود کر مٹی سے دیوار اور پشتہ بنائے کا حکم دیا۔ بعض لوگوں نے حصار پر اور اس کے آس پاس مکان بنانے لیے تھے۔ انہوں نے سخت دادیا شروع کی مگر ہیئت جنگ نے ایک ششی اور مکانوں کو منہدم کر لے حصار اور خندق کو درست کرالیا۔ بعد میں جب مرہٹوں کا نزغہ ہوا تو وہ لوگ بھی جن کے گھر منہدم ہوئے تھے اسی حصار کے اندر پناہ گزیں ہو کر ہیئت جنگ کے مشکور ہوئے۔

۱۵۶ صفحہ ۲ جلد سیر المتأخرین

GOVERNMENT GAYETTER PATNA مطبوعہ ۱۹۲۳ء

صفو ۲۶ میں مرمت کا زمانہ ۱۶۲۳ء تکھا ہو۔ لیکن سیر المتأخرین کی رو سے ۱۵۶-۱۵۷ھ ہوتا ہے

بوراقم کے خیال میں صحیح ہے۔ اس کے مطابق ۱۶۲۳ء ہونا چاہیے۔

میں مہینا کر دوں گا، اور اگر ہبابت جنگ سے رفع ملال چاہو تو میں بہ ذات خود اس میں کو شان ہوں گا۔ اور اگر ہبائب کی صوبے داری کے لیے کوئی سند حاصل ہوئی ہو تو دکھاو کر میں خود اپنی راہ لؤں۔

مصطفیٰ خان نے جواب دیا کہ مجھے ہبائب رہنا ہوا اور نہ ہبابت جنگ سے صفائی تلب کی حاجت ہو۔ عظیم آباد پر دخل کر لینا البته ضروری ہو۔ اور سند کے لیے جو پوچھتے ہو میرے پاس بھی ویسی ہی سند سمجھو جو سرفراز خان کے مقابلے کے وقت ہبابت جنگ کے پاس تھی۔

اس جواب کے بعد ہبیبت جنگ آمادہ جنگ ہو کر بیٹھا تھا کہ، اصفہان^{۱۵۸} کو مصطفیٰ خان فوج لے کر عظیم آباد میں دمدے کے پاس نمودار ہوا اور فوج کے لیک دستے کو لیت دخان رو ہیلہ کی سرواری میں چھوڑ کر باقی فوج سے ہبیبت جنگ کے لشکر پر حمل آور ہوا۔ اور کئی آدمیوں کو مقتول و مجروح کیا۔ راجا ندر سنگھ کا داماد بھی مارا گیا اور راجا کیرت سنگھ خود زخمی ہوا۔ ہبیبت جنگ کے پاس میدان خالی دیکھ کر مصطفیٰ خان نے اپنے آدمیوں کو للاکارا کہ ہبیبت جنگ کو زندہ گرفتا کر لو جائیں۔ متواری عبد العالیٰ خان کو دمرہ چھوڑ کر اپنی طرف بلا تارہ ایکن وہ ن آیا۔ اتفاق سے اسی ہنگامے میں مصطفیٰ خان کے فیل بان کو گولی لگی اور مصطفیٰ خان ہاتھی کے گریز کرنے کا اندر پیش کر کے اُتر پا ایکن پھانوں نے اس کے زخمی ہونے کا مگان کیا اور میدان سے بھاگنے لگے۔ اسی طرح ہبیبت جنگ کی فوج میں راجا ندر سنگھ دیکیرت سنگھ وغیرہم نے ہبیبت جنگ کی طرف نزدہ دیکھ کر اس کے مقتول ہونے کا مگان کر کے اپنی اپنی راہ لی اور جو بھاگ نہ کے ادھر ادھر جا چھے۔ اس دن اسی قدر جنگ ہو کر رہ گئی اور طرفین سے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔ لہاس بجگ میں نلام حسین خاں مولف سیر لاستخربن خود بھی موجود تھے اس وقت ان کی عنزیں اسی کی تھیں۔

تاب نلاسکو گے۔ لہذا جنگ پار ہو کر مرشد آباد چلے آؤ۔ پھر تم کم کر مدافعت کی تدبیر کریں گے۔ ہمیت جنگ اس وقت ترہت کی طرف تھا۔ اس نے عظیم آباد اگر باغِ جعفر خان میں مجلس شورت منعقد کی اور خود اس کی او زشار مہدی خان کی صلاح سے یہ رائے قرار پائی کہ ملک کو جوڑ کر بھاگ جانا سخت نامردی ہے۔ اس نے مقابله کو تیار ہنا چاہیے۔ ہمیت جنگ نے باغِ جعفر خان سے شہر تک تمام دمدھے پر توہین چڑھوادیں اور اپنے فوجی افسروں اور تمام علاقے کے زینداروں اور سرداروں کو جن میں بعد العلی خان بھاول، شار مہدی خان، احمد خان قریشی، شیخ جہاں یار، شیخ حید الدین، شیخ امیر اللہ، کرم خان، غلام علی چیلانی، خادم حسین خان، راجا کیرٹ سنگھ (راجا)، رام نوابن لال، راجا سندر سنگھ (لکاری) نام دار خان مع برادر ان سردار خان و کام گار خان ورن خان و بشن سنگھ (زمیندار سرس کلتبیہ) و توہن سنگھ (زیرہت) و ہرب سنگھ (ارول) وغیرہ شامل تھے جمع کر کے چودہ پندرہ ہزار سپاہ سے مقابله کا بندوبست کیا۔ اس اتنا میں مصطفیٰ خان نے موئیز شیخ کر قلعے کا محاصرہ کیا جن بیگ خان قلعے دار نے حتیٰ القدور مدافعت کی اور بعد الرسول خان (برادر مصطفیٰ خان) کے سر پر قلعے کی دیوار بے ایک پتھر گردایا جس سے اس کا سر پھٹ کر مغز نکل پڑا۔ مصطفیٰ خان نے اس قلعے کا محاصرہ فضیول سمجھ کر عظیم آباد کا عزم کیا۔ ادھر ہمیت جنگ نے اس کا مافی الفمیر دریافت کرنے کی عرض سے حاجی عالم کشمیری (المعروف ب حاجی محمد خان) اور مولوی تاج الدین مدرس مدرس سیدف خان وغیرہ کو موئیز روانہ کیا اور مصطفیٰ خان کو پیام دیا کہ تم نے ہمایت جنگ سے ترک رفاقت کی ہو جمارے تھمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں بطور مہمان خانہ افروز ہو اور بار بار برداری کے لیے جو انتظام ضروری ہو گا

۱۱۲) گڑھنی (صلح آرہ) میں دوسری جنگ اور مصطفیٰ خاں

کامار اچانا ۱۱۵۸ھ

چند ہی ہیئتینوں کے بعد برسات ختم ہوئے پر مصطفیٰ خان نے دوبارہ چنان گڑھ میں خوج آراستہ کی۔ اور با بادو نت سنگہ زیندار جگدیش پور کے علاقے میں پہنچ کر پھر جنگ کا عدم کیا۔ اس کی خبر پاکر ہبیت جنگ بھی عظیم آباد سے متعدد ہو کر متقلبے کو روشنہ ہوتا۔ گڑھنی کے میدان میں دونوں فوجیں مقابل ہو گئیں۔ میں یورش میں کسی طرف سے ریک گولی اکر مصطفیٰ خان کے قلب کے پاس لگی اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ پٹھانوں نے مغطرب ہو کر فرار اختیار کیا۔ ہبیت جنگ نے ہاشم قلی خان داروغہ دیوان خانہ کو حکم دیا کہ مصطفیٰ خان کا سرکاث کرنیزے پر پھراو اس کے بعد اس کی لاش کو عظیم آباد بھجوایا۔ اور ہاضھی کے پانوں میں باندھ کر گھیشوایا پھر کمرے اس کے دو تکڑے کر کے ایک حصہ پچھم دروازے پر اور دوسرا پورب دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ کچھ مدت کے بعد جب دونوں حصے بویدہ ہو گئے تو اٹھو اکرد فن کیے گئے یہ افسوس ہر کو چند سال کے اندر ہی خود ہبیت جنگ کی لاش کا بھی بجنہ ہی حال ہوتا۔ مرابرگ عادو جائے شادمانی نیست کہ زندگانی مانیز جاودا نی نیست

اس کے بعد پانچ دن تک مصطفیٰ خاں نے توہین چلا کر یوں ہی سکھیہ طھاٹ جاری رکھی، لیکن پہتھن دن بھرا موں کے باغ سے برآمد ہو کر دمسمے کے فریب بیبیت جنگ سے ایک تیر کے ناصلے پر چلا آیا۔ اور دوسرا طرف اس کا بیٹا مرتضیٰ خاں بھی آمادہ پریکار ہوا۔ اس یورش میں بیبیت جنگ کے اکثر آدمی مجروح ہوئے لیکن اتفاق سے بیبیت جنگ کی طرف فتح اللہ نامی ایک شخص ایسا استقل مزاج اور پہاودر نکلا کہ باوجود خود زخمی ہونے کے تفہیجیوں کی بندوقیں بھر بھر کر ان سے چلوائیں اور مصطفیٰ خاں کے نشان بردار کر بے نشان کر دیا اس وقت طرفین سے میدان کارزار گرم تھا۔ عین ہنگامے میں مصطفیٰ خاں کے داہنی آنکھ میں ایک گولی لگ کر بن گوش سے بکل گئی۔ پٹھانوں نے اس کو قریب الموت یا مردہ بمحکم لاش کو اٹھایا اور اپنا تمام سامان اور عورتوں کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے اور یشم پور کے تالاب کے پاس خیمہ زن ہوئے۔ یہاں مصطفیٰ خاں کو ہوش آیا تو ساری سرگزشت معلوم ہوئی۔ ہیبیت جنگ نے پٹھانوں کا تعاقب ضروری نہ سمجھ لیکن دوسرے دوسرے سے اپنی فوج کی چھالک دکھاتا رہا۔ مصطفیٰ خاں نقارہ کوچ بجا کر نوبت پور چلا گیا اور وہاں سے حرب علی پور ہوتا ہوا حدود ضلع عنیم آباد سے نکل گیا۔

ہیبیت جنگ بھی پچھے پچھے حرب علی پور تک گیا تھا کہ ادھر ہمابت جنگ اس کی مک کو بنا کا لے سے عظیم آباد پہنچا۔ ہیبیت جنگ فوج کی تکرانی عہد اعلیٰ نما کے سپرد کر کے خود ہمابت جنگ کی ملاقات کو عظیم آباد چلا آیا۔ جنگ کا اختتام حرب خواہ ہو چکا تھا۔ اس لیے ہمابت جنگ چند دنوں کے بعد بنا کا لے داپس گیا۔

۱۶) پٹھانوں کی شورش اور ہیبت جنگ کا قتل

۱۱۶۱ء (۳۸۷)

محب علی پور کی جنگ کے بعد بعض واقعات مرث آباد اور بھلوان گولے میں اپنے ہوئے جن سے شمشیر خاں دسرا در خاں و مراد شیر خاں وغیرہ پٹھانوں ۵۹ میں سراج الدولہ کی ملازمت میں تھے نفاق کے آثار ظاہر ہوئے۔ اس وقت ان پٹھانوں سے ایسی ناچاقی ہو گئی تھی کہ ہمایت جنگ نے اس تقریب کے زمانے میں فوج کو ہر وقت سلح رہنے کا حکم دیا تھا۔ اس شادی کے بعد ہی شمشیر خاں اپنی اور پاہ کی تنخواہ کے سات لامکھڑپو وصول کر کے اپنی جاگیر ضلع در بھنگ میں چلا آیا۔ ہیبت جنگ نے اس کو نامی سروار جان کر یا کسی اور نیت سے ہمایت جنگ کی صلاح سے نوکری کا پیام دیا۔ گر شمشیر خاں ہیبت جنگ سے مطمئن نہ تھا۔ عبد الکریم خان اور روشن خان تراہی کا مراجعاً نامعلوم تھا۔ اس لیے پہلے ملازمت پر رضامند نہ ہوا۔ تب ہیبت جنگ نے آقاعظیہ اور محمد عسکر خاں وغیرہ خاص مصاہبوں کو بیچ کر عمدہ پیمان سے اس کو اطینان دلایا۔ آخر ذی الحجه ۱۱۶۱ء میں شمشیر خاں اور اس کا بھانجہ مراد شیر خاں اور عبد الرشید خاں اور بخشی ہیسلیہ وغیرہ پٹھان پاہیوں کو لے کر عظیم آباد کے سامنے گنگا کے اس پار نیمہ زدن ہوئے۔ ان کو مزید اطینان دلانے کی غرض سے ایک روز ہیبت جنگ کی لہ تاریخ جدید صوبہ بہار و اڑیسہ صفحہ ۲۲ میں لکھا ہوا کہ سراج الدولہ کی شادی ہیبت جنگ کی لڑکی سے ہوئی۔ یہ تبیح غلطی ہو کیوں کہ ہیبت جنگ سراج الدولہ کا باپ تھا۔ اسی طرح صفحہ ۲۸۹ میں ہیبت جنگ کو سراج الدولہ کا چچا لکھ دیا ہے۔

۱۵) جنگِ محب علی پور (صلح عظیم آباد پنہ ۱۱۵۹ھ)

(۱۸۲۵ء)

معطف خان کے مارے جانے پر اس کا بیٹا مرتضی خان اور باتی نامدہ پٹھان سہراں کی طرف بھاگ کر چلے گئے تھے۔ انہوں نے رکھوجی بھونڈے استعانت چاہی۔ رکھوجی تو ایسے موقعوں کی تک ہی میں رہا کرتا تھا۔ فوراً میں ہزار فوج لے کر روت مار کر تباہ ہوا چڑھا آیا اور پٹھانوں کو رہا کر دیا۔ ہبابت جنگ کو بھی مرہٹوں کے آئے کا حال معلوم ہو چکا تھا۔ وہ مرشد آباد سے سراج الدولہ (نواسہ) اور سعید احمد خان صولت جنگ (داماد) اور میر جعفر خان (ایزد) اور شمشیر خان و سردار خان وغیرہ سرداروں کو ساتھ لے کر عظیم آباد ہوتا ہوا، ہبابت جنگ کی معیت میں نوبت پور پہنچا۔ اب تک مرہٹوں کا کچھ پتا نہ تھا۔ آگے بڑھ کر محب علی پور میں اچانک مرہٹوں سے مذہبیہ ہو گئی۔ رکھوجی کو گمان تک ن تھا کہ ہبابت جنگ کی فوج بنگالے سے اس قدر جلد یہاں تک پہنچ سکے گی۔ میر جعفر اور شمشیر خان کی پاہ نے اپانک رکھوجی کو گھیر لیا۔ لیکن مرہٹے مدافعت کر کے اس کو چھڑا لے گئے۔ بہر کیف مرہٹے اور ان کے ساتھی پٹھان منہزم ہو گئے۔

اس معرکے میں ہبابت جنگ کی فوج میں شمشیر خان و سردار خان وغیرہ پٹھان سرداروں سے منافق ت اور بد دلی ظاہر ہوئی بلکہ گمان تھا کہ رکھوجی کا محصور ہو کر کل جانا بھی انھی کی سہل اتفاقی کے سبب وقوع میں آیا۔

پان سو پھنانوں کو لے کر حاضر ہوا اور ہر ایک کا نام بتا کر زندگیں پیش کرتا رہا۔ ہبیت جنگ
 پوچھتا باتا تھا کہ بھائی شمشیر خاں کب آئیں گے اور لوگ جواب دیتے تھے کہ حضور
 وہ بھی اب حاضر ہوتا ہو۔ اتنے میں شمشیر خاں تین چار ہزار پھنانوں کے ساتھ
 قلعے کے پاس کو توالی چھپتے تک پہنچ گیا۔ اس وقت مراد شیر نے اپنے ساتھیوں
 سے کہا کہ جلد پان لے کر رخصت ہو۔ شاید پہلے سے مشورہ ہو چکا تھا کہ عبدالرشید
 خاں ہبیت جنگ کے قتل میں بدقش کرے گا۔ اس وقت اس کے بدن میں
 لرزہ تھا۔ رخصت کا پان اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ ہبیت جنگ نے اس کو
 دوسرا پان دینے کے لیے نظر پنجی کر کے خاص دان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس وقت
 عبدالرشید خاں نے کمر سے جمدھر نکال کر ہبیت جنگ کے پیٹ میں مارا۔
 محمد عکر خان وغیرہ نے "ہیں ہیں یہ کیا نمک حرامی ہو" شور و غل کیا۔ ہبیت جنگ
 اپنی تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی چاہتا تھا کہ مراد شیر نے تینی کا ایسا ہاتھ لکایا کہ
 شانے سے پہلو تک اُتر آئی۔ میر حرفی نے بینہ سپر ہو کر خود کو ہبیت جنگ پر
 گردایا۔ پھنانوں نے اس کو پاش پاش کر دیا اور ہبیت جنگ کا سرکاٹ کر
 اس کے سینے پر رکھ دیا۔ میر محمد عکر ہبیت جنگ کی تلوار لے کر لڑا اور اسی جگہ
 مقتول ہوا۔ مہتاب رائے زخمی ہو کر اسی جگہ بیٹھ گیا اور ہبیت جنگ کی لاش
 کے ساتھ اٹھا۔ رمضانی تحولی دار اور سیتا رام بھی حق نمک ادا کر کے ماتے گئے۔
 مژہی و صحر ہر کارہ۔ میر پدر الدین جلی۔ راجا رام نرائن اور میر عبداللہ نے اپنی شان
 کھار اور کمر بنت وغیرہ دے کر جان بچائی۔ لیکن شاہ پندگی بے چارہ مارا گیا۔ اس
 کے بعد پھنانوں نے ہبیت جنگ کی لاش کو پورب دروازے میں لٹکا دیا۔
 پھر میر حیدر علی کو تووال کی سعی سے سید محمد اصفہانی سے لاش کے مکڑوں کو
 کیک جا کر کے بیگم پور کے مقبرے میں دفن کیا۔

خود اپنے چھوٹے بڑا کے کو ساتھ لے کر کشی پر گھنکا کے پار جا پہنچا شمشیر خاں اب اس سے استقال کر کے اس کو خیے میں لے گی اور نند پیش کر کے ہیبت جنگ کے اصرار پر مذوب بیٹھ گید۔ اس وقت پٹھانوں نے پختوز بان میں شمشیر خاں سے ہیبت جنگ کے قتل کا ایجادا چاہا لیکن شمشیر خاں نے بات مال رہی۔ ہیبت جنگ نے واپس آگر کشتی کے دار و غر کو پٹھانوں کے عبور کرنے کی ہدایت کی اور دوسرے روز شمشیر خاں پٹھانوں کے ساتھ عبور کر کے باغ جعفر خاں میں مقیم ہوا۔

اس کے بعد ہی ماہ حرم ۶۱ھ کے آخر ہفتے میں یوم ملائمت مقرر ہوا۔ شمشیر خاں نے ہیبت جنگ کو کہلا دیا تھا کہ آپ کے رفقا سے مجھ پورا اطمینان نہیں، اس لیے میری حاضری کے وقت یہ لوگ موجود نہ ہوں۔ ہیبت جنگ نے درباریوں کو منع کر دیا کہ اس دن کوئی نہ آئے روز میعدہ سے پہلے سفر از خاں اپنے ماتحتوں کے ساتھ ملازمت کو حاضر ہوا اور حسب مستور رخصت کا پان لے کر واپس کیا۔ دوسرے روز پھر ہیبت جنگ اپنی نوساختہ عمارت چهل ستون میں مندر آ رہا۔ اس وقت محمد علگ خاں۔ میر رضی۔ میر پر الدینی۔ عربی دصرح کارہ رمضانی تحول دار سلاح خان۔ سیتا رام مشرف توب خان دستی۔ میر عبد اللہ صفوی۔ شاہ بن سگی مجاور قدم رسول۔ ہتاب رائے گھری۔ راجا رام نر ابن دیوان اور چند متعددی و خدمت گاروں گروں سب ملکر چاں ساٹھ آؤ میوں سے زیادہ نہ تھے لیکن سوائے رمضانی تحول دار کے کسی کے پاس تلوار نہ تھی۔

اب شمشیر خاں کی آمد امداد شروع ہوئی۔ سب سے پہلے ایک ہزار ہیلیوں نے اگر جرا کیا اور رخصت کا پان لے کر واپس گئے۔ ان کے بعد عزادار شمشیر خاں

 ۷۔ عمارت درسے کی مسجد کے پچھم جانب تھی اب اس کا نشان باقی نہیں لیکن پورب جانب بعض عمارتوں کے آثار کسی قابل باقی رہ گئے ہیں۔

پسر گھوجی بھونلہ اور اس کا دارالہمام میر جیب پٹھانوں سے سازباز رکھتا تھا۔
 ہبابت جنگ کے روانہ ہوتے ہی انہوں نے شمشیرخان کی مدد کو عظیم آباد کا
 مرخ کیا اور رہا میں ہبابت جنگ کی پاہ سے چھپر چھاڑ اور بستیوں میں لوث
 مار کرتے ہوئے پیچھے پیچھے چلے آئے۔ ہبابت جنگ کے آئے کی خبر پاگ شمشیرخان
 نے ہبیت جنگ کی بیوی آمنہ بیگم (دختر ہبابت جنگ) اور اس کی چھوٹی بڑی
 کو کھلے رکھے میں بٹھا کر شہر ڈس تسلیم کرایا، اور اس کے بعد ان کو اپنے پاس قید
 رکھا۔ جب ہبابت جنگ مونگیر کے قریب پہنچا راجات دنگہ دہلوان سنگہ
 و کامگارخان وغیرہ بہار کے اکثر زیندار اپنی جمیعت کے ساتھ ہبابت جنگ کے
 ساتھ ہو لیے۔ ہبابت جنگ باڑہ کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ پٹھانوں نے
 گنگا کے دیار سے پر جس کے دو جانب پانی تھا تو پ خان بنارکھا ہو ہبابت جنگ
 نے ایک کوس اور چھم آگر کسی زیندار کی مدد سے گنگا کو عبور کیا اور اچانک تو پتے
 پر قیفہ کر کے پٹھانوں کو سنتھر کر دیا اور شب کو یہیں تیام کر کے دوسرے دن
 آگے بڑھا۔ اور شمشیرخان کو بھی پڑ در پنجاب میں رہی تھیں۔ یہ بھی اپنی فوج آسات
 کر کے مقلبے کو بڑھا۔ اتفاقاً اسی وقت شمشیرخان اور میر جیب میں بگڑگئی۔ شاید
 ان دونوں میں یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ہبیت جنگ سے لڑنے میں بجھوجی مصار
 ہوں میر جیب پاؤ رکرے اور بعد فتح شمشیرخان بہار کا صوبے دار اور میر جیب
 ناظم بگالہ ہو۔ شمشیرخان نے ستر لاکھ روپی کا مطالبه کیا اور میر جیب کو گھیریا۔
 میر جیب نے فوراً دولاکھ روپی کا تک لکھ دیا اس پر بھی چھٹکارا نہ ہوا۔ تب
 اس کے ایک رفیق مزاصلح نے یک ایک غل میا کر ہبابت جنگ کی فوج
 میں میر جیب شیخ عالیٰ محمد خان کے وقت میں اعلیٰ فوجی منصب رکھتا تھا اس کے بعد
 ہبابت جنگ کے خلاف مرثیوں کا رینیں ہو گیا تھا۔

ہبیت جنگ کے قتل کے بعد پھانوں نے عظیم آباد پر قبضہ کر لیا۔

مراد شیر چل ستوں میں رہنے لگا اور ہبیت جنگ کے زناذ محل پر پھر پھا دیا۔ حاجی احمد پدر ہبیت جنگ پھانوں کی تیاری میں اگر مر گیا اور اس کے مال سے تقریباً استراکھ رپر (نقد و جنس) پھانوں کے تصرف میں آئے عبدالعلی خان بہادر جو ہبیت جنگ کی فوج کا سپہ سالار تھا، میر عد الرسول بلکر امی کے مکان میں روپوش ہوا تھا۔ پھانوں نے اس کو بھی گرفتار کیا لیکن پھر کچھ قول و قرار لے کر چھوڑ دیا۔ شمشیر خان اپنی پاہ کے ساتھ بلغ جعفر خان میں مقیم رہا۔

(۱۷) جنگ رانی سرائے (صلح عظیم آباد) ۱۶۲

(۱۶۴۳ء)

چند ہی دنوں میں ہبیت جنگ کے ساتھ کی خبر پہنگا لے میں ہبیت جنگ کو پہنچی اس نے اپنی فوج کو جو اس وقت مرہٹوں کے مقابلے کے لیے تیار ہو رہی تھی سارا ماجرا کہ مٹایا۔ اور ان سے جان شاری کا وعدہ لے کر جو بیس ہزار پاہ کے ساتھ پھانوں سے انتقام پینے کو عظیم آباد کی طرف روانہ ہوا۔ جانو جی

(صفحہ ۲۱۹ کا نوٹ) یہ مقبرہ پنڈت شی ریلوے اسٹیشن کے ساتھ دکھن پکھم ایک دسی چہار دلیاری کے اندرا باب تک قابل دیدہ ہے۔

لہ پورا بیان سیرالتا خریں جلد ۲ صفحہ ۱۹۸ تا ۱۹۹ سے ماخوذ ہے۔ یہی روایت مختصر طور پر ریاض الملائیں صفحہ ۲۵ میں بھی نذکور ہے۔

(۱۸) آمنہ بیگم روچہ ہبیت جنگ کی رہائی

رانی سرائے کی جنگ میں بظہان اور مرہٹوں نے مل کر پورا زور لگایا تھا لیکن ہبیت جنگ نے اس معرکے میں دونوں کو فاش شکست دی۔ ان کے بھاگنے پر آمنہ بیگم زوجہ ہبیت جنگ جو مع اپنے لڑکے اور اور لڑکی کے نہایت ذلت کی حالت میں اسیر تھی آزاد ہو کر اپنے باپ ہبیت جنگ سے آمدی۔

(۱۹) شمشیر خان کے اہل و عیال کے ساتھ ہبیت جنگ کا سلوک

فتح کے بعد ہبیت جنگ نے شمشیر خان کے مال و اباب کی ضبطی کے لیے چند ستمہوں کو درج ہنگرواد کیا اور اس کے اہل و عیال کو بھی حاضر کر کے تاکید کی۔ اس اثنامیں شمشیر خان کے اہل و عیال بتیا کے راجا کے پاس پناہ گزیں ہوئے تھے۔ راجا نے تمیں لاکھ روپی پیش کر کے امان چاہی لیکن ہبیت جنگ نے ایک نہ مانی اور ان کو ملاکر چھوڑا۔ ان کے عظیم آباد آنے پر ہبیت جنگ نہایت حسن و سلوک سے پیش آیا۔ ہبیت جنگ کے زناذ مکان میں نہایت احترام سے ان کو اُسرا، اور ہر شخص کو ان کی خاطر اور ول جوئی کرنے کی تاکید کی سراج اللہ کو بھی حکم دیا کہ بغیر پرورہ کرائے زناذ مکان میں نہ جائے۔ چھوڑے دونوں کے

خیے گاہ تک آگئی۔ اس وقت پٹھان گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگے اور میر جدیب ان کے نزغ سے نکل کیا۔ بہر کیف باڑہ اور فتوحہ کے درمیان رانی سراۓ (بیکنٹھ پورا) میں مہابت جنگ اور پٹھانوں میں مقابلہ ہو گیا اور طوفین سے توہین چلتے گئیں۔ اتفاقاً پہلے ہی گولے میں سردار خاں کا سر زار گیا۔ اس دامتعے سے شمشیر خاں کا آڈھا شکر سراسید و منتشر ہو گیا۔ پٹھانوں نے جنگ کو جلد ختم کرنے کے خیال سے یک بارگی یورش کر دی اور مہابت جنگ کی فوج کو مصروف پیکار دیکھ کر دوسرا طرف سے مر ٹھوں نے اس کی خدمت گاہ میں لوث چادی۔ اس وقت سراج الدولہ نے جو مہابت جنگ کے قریب ہی دوسرے ہاتھی پر تھا گھبرا کر مہابت جنگ سے مر ٹھوں کی ممانعت کے لیے کہا۔ لیکن مہابت جنگ نے اس کو سمجھا دیا کہ اس وقت چارے حریف پٹھان ہیں مر ٹھوں سے پھر سمجھ لیا جائے گا اور ساری فوج سے پٹھانوں پر حملہ کر دیا۔ عین معزک میں میر محمد کاظم خاں بہادر میر جعفر خاں اور دوست محمد خاں اپنے ہاتھی کو بڑھا کر مراد شیر خاں کے ہاتھی کے برابر لے گئے اور میر منڈ کو رے اس کے تختہ ہو درج پر ہاتھ رکھ کر اندر گھٹا چاہا لیکن مراد شیر نے ایسا تیغاما را کہ میر موصوف کی کتنی انگلیاں کٹ گئیں۔ دوسری طرف سے دوست محمد خاں اُچک کر ہو درج میں چلا ہی گیا اور مراد شیر کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور میر محمد کاظم اور دوست محمد خاں نے مل کر مراد شیر کا سر کاٹ ڈالا۔ اسی داروگیری میں کسی طرح شمشیر خاں ہاتھی سے زمین پر اُتر آیا تھا جدیب بیگ نامی نے جو مہابت جنگ کا ملازم اور دلیر خاں پر سرحد خاں کی مصاجبت میں تھا صونق پاکر شمشیر خاں کا سر کاٹ ڈالا اور اس کو مہابت جنگ کے ہاتھی لہ میر الشاہزادین جلد ۲۰۲ صفحہ ۲۰۲ میر الشاہزادین جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ میں رانی سرائے اور بیاض اللہ بن

اسی سال ﷺ میں محمد شاہ بادشاہ نے انتقال کیا اور احمد شاہ بادشاہ ہوا۔
 مرشد آباد واپس جلنے کے بعد ہبابت جنگ نے نواب سید فخر خان فوج را
 پورنیہ کے مرلنے پر اس کے بیٹے فخر الدین حسین خان کے عوض صولت جنگ
 کو پورنیہ کا فوج دار مقرر کیا۔

(۲۱) عظیم آباد میں سراج الدولہ کا ہنگامہ ﷺ (۱۶۵۰ء)

سراج الدولہ نانا کے ساتھ مرشد آباد گیا تو نشار مہدی خان بھی وہاں پہنچا۔
 اس کی بے باکی سے اندریش ناک ہو کر ہبابت جنگ نے اس کو سراج الدولہ کی
 رفاقت سے چھڑا ناچا ہا۔ نشار مہدی خان نے اس روز سے آگاہ ہوئے ہی
 سراج الدولہ کے دل نشین کرو یا کو تھمارے نانا کو تھماری جدائی گوارا نہیں اور
 چاہتا ہو کہ بچوں کی طرح تم کو تابع فرمان رکھے لیکن تم کچھ بچے نہیں کہ اس قسم
 کی اطاعت ضروری ہو۔ اپنے باپ کی جگہ عظیم آباد میں خود مختاران حکومت کرو۔
 جائکی رام مغلوک الحال ملازم ہر اس کو نکال دینا کچھ بات نہیں اور اس کے
 بعد ہبابت جنگ بھی تھماری دل جوئی کے سوا کچھ نہ کرے گا۔ یہ نقش جا کر
 نشار مہدی خان عظیم آباد چلا آیا اور سراج الدولہ بھی ذریت کا منتظر ہا تھوڑے
 ہی دنوں کے بعد ہبابت جنگ کے مدینی پور جانے پر سراج الدولہ کچھ حیدر کے
 خفیہ عظیم آباد کی طرف روانہ ہوا۔ دوسرے ہی دن اس کے امدادے کا حال معلوم
 ہوا تو شہامت جنگ وغیرہ تربیت مندوں نے اس کو راہ سے واپس بلانے

بعد ششیرخان کی ایک کتواری لڑکی کی شادی اپنے خریج سے شاہ محمد آفاق خاں نامی ایک سردار سے جو قاسم سیمان افغان درویش کی نسل سے تھا جس کی تبر قلعہ چنار گردہ کے پھیپھی طرف ہوا کرادی اور چند موضعات بطور جاگیر دے کر درہحدگ جلنے کی اجازت دے دی۔^{۱۵}

۲۰) لا الہ جانکی رام نائب صوبے داعظیم آباد ۱۶۱۱ھ تا ۱۶۴۲ھ (۱۶۵۱-۳۸)

شہزاد صوبے میں ان ہونے پر مہابت جنگ شکار کھیلنے چند ہفتون کے لیے عظیم آباد سے حاجی پور کی طرف گیا اور سعید احمد خاں صولت جنگ کو بہاں اپنا نائب چھوڑا۔ صولت جنگ کو توقع ہوئی کہ عظیم آباد کی صوبے داری مستقل طور پر میرے ہی پر درہ گی اور شاید مہابت جنگ کا بھی یہی نتا ہو لیکن سراج الدولہ بھی یہیں موجود تھا۔ نثار ہندی خاں نے اس کے ذہن نشین کر دیا کہ یہ تھارے باپ کی جگہ ہزادروں اختمام ہی اس کے مستحق ہو۔ سراج الدولہ محل گیا کہ اگر محمد کو یہ صوبہ نہ ملے گا تو زہر کھالوں کا صولت جنگ بھی صوبے داری چن جانے کے خیال سے آزردہ ہو کر ترک وطن کر کے شاہ جہاں آباد جلنے کو آمادہ ہووا۔ مہابت جنگ کو عجب کش کمش در پیش ہوئی۔ آخر اس نے فرط محبت سے عظیم آباد کی صوبے داری کے لیے سراج الدولہ کو نام زد کیا۔ اور اپنے قدیم و خادر ملازم راجا جانکی رام کو مرشد آباد سے بلوکرنائب مقرر کیا۔ اور صولت جنگ کو کچھ سمجھا۔ بھاکرا پنے ساتھ مرشد آباد لے گیا۔

۱۵) سیرات اخیرین جلد ۲ صفحہ ۲۰۶۔ ۱۶) سیرات اخیرین جلد ۲ صفحہ ۲۰۹

سے زینداروں اور جماداروں کو مستوقع مراجعات کر کے طلب کیا۔ سراج الدولہ نے جانکی رام کو بھی حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ خوت متفکر ہوا کہ یہ معاالم ملک گیری کا ہو اگر حاضر ہو جائے تو ہبابت جنگ کا مورد عتاب ہو اور اگر مقابلہ کرنے میں سراج الدولہ کو کوئی ضرب پہنچ جب بھی یہی نتیجہ ہو۔ آخر مصطفیٰ اقلی خان کو (جو سراج الدولہ کا سر ہوتا تھا) سراج الدولہ کے پاس اس کا مافی الغمیر و ریافت کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ سراج الدولہ نے تادانی سے اپنا سارا منصوبہ ظاہر کر دیا اور مصطفیٰ اقلی خان نے جانکی رام کو آگاہ کر دیا۔ جانکی رام نے حاضری کا عزم فتح کر کے شہر میں پہرے پٹھا دیے۔ سراج الدولہ کو ہبابت جنگ کا لفاس ہونے کا غزہ تھا اس نے اسی دن قلعہ عظیم آباد کو بزرگی سے کا عزم کیا۔ نشار مهدی خان نے دو دن اور ٹھیکرے کی صلاح دی تو سراج الدولہ نے کہا کہ مجھ کو یہاں ملا کر اب تم جی چڑاتے ہو۔ نشار مهدی خان کو الزام ہنسنے کی تاب کہاں اس نے جواب دیا کہ حضور نے رخنہ اندازوں کو محروم راز بنائ کر خود سب کام بگاڑ دالے اور جانکی رام کو ہوشیار کر دیا اس وقت سائنس تراویحی موجود ہیں اگر فوج کی فراہمی کا انتظار گوارا نہیں تو مجھ کو بھی جان دیتے نہیں۔ یہ کہ کرانجی آدمیوں کے ساتھ سراج الدولہ کو بیگم پور میں اس کے باپ ہبیت جنگ کے مقبرے پر لے گیا اور وہاں سے اپنے گھوڑے پر سوار کر کے قلعے کی طرف روانہ ہو۔ اس وقت قلعے سے تو میں چلنے لگیں۔ نشار مهدی خان رانی پور کے قریب پہرے والوں سے مقابلہ کر کے سع رفقا ر حصہ شہر میں داخل ہو گیا اور سراج الدولہ کو نجی میں لیے ہوئے حاجی گنج تک پہنچا۔ یہاں جانکی رام ہاتھی پر سوار توب خانہ دستی کے ساتھ موجود تھا اور تین چار ہزار آدمی بھی اس کے گرد تھے۔ سراج الدولہ کے گروہ سے امانت خان نیزہ لے کر گھوڑا بڑھاتا ہوا حاجی تھار کی مسجد کے قریب اس لشکر پر جھپٹ پڑا۔

کی کوشش کی لیکن سراج الدول نے اپنی دھن میں کسی کی نہ سئی۔ ہبابت جنگ کو معلوم ہوا تو اس نے بذریعے خط اخباڑ مجنت و دل جوئی کر کے اس کو واپس آنے کی ترغیب دی لیکن سراج الدول نے جواب دیا کہ حضور میرے دشمنوں کے ساتھ اس قدر شفقت رکھتے ہیں اور میرے پچانوں کو اس قدر منصب آتنا دے رکھا ہو لیکن میرے لیے محض زبانی عنایات ہیں اب حضرت ادصر آنے کا تصدیر نہ کریں ورنہ یا میرا سرچناب کے ہاتھی کے زیر پا ہو گا یا جناب کا سریمبارک میرے دامن میں۔ قاصد کو بھی تاکید کی کریں پیام زبانی بھی کہنا۔ ہبابت جنگ کو پیام زبانی پہنچا تو قاصد پر سخت غصب ناک ہوا کہ تجھ سے یہ کیوں کر کہا گیا کہ سراج الدول کا سر میرے ہاتھی کے زیر پا ہو گا۔ اس کے بعد سراج الدول کو دوسرا خط لکھا کہ تمہارا دھرم بے جا ہو۔ میری تو آرزو ہے کہ ساری حکومت و فرمان رہائی تم کو ملے اور آخر میں دست خاص سے یہ رباعی حسب حال تحریر کی۔

غافل کر شہید عشق فاضل ترازو دست
غاذی کر پڑ شہادت اندھگ و پوت
فرداۓ قیامت ایں باں کے ماند۔ کیں کشت دشمن است و ان کشت دوست
بہر کیف سراج الدول نے باڑہ پہنچ کر شاہ مہدی خان کو لکھا کہ میں تمہارے
بھروسے پر سلطنت چھوڑ کر آیا ہوں اب اپنے قول و قرار پر مستعد رہو ہو ہر خود
شاہ مہدی خان کو بعض خبر اندریشوں نے منع کیا اور سمجھا یا کہ راجا جانکی رام
ہبابت جنگ کا ملازم ہو۔ ہبابت جنگ اور سراج الدول پھر مل جائیں گے
تم کیوں اپنے سر پر بلا لاتے ہو لیکن خان موصوف نے جواب دیا کہ میں وعدہ
کر چکا ہوں اور موت تو اپنے وقت پر آتی ہو اس کا اندیشہ کیا۔ اس کے بعد
سراج الدول کو باڑہ سے عظیم آباد لاکر باغ جعفر خاں میں ٹھہرا یا اور تمام اطراف

طرح مصطفیٰ اقلی خان کے مکان پر پہنچا اور اس کے رفقاء نے مجھی اسی طرح اپنی اپنی راہ لی۔ جسونت ناگر باوجود زخمی ہوتے کے چہابت جگ کے خیال سے اسی وقت مصطفیٰ اقلی خان کے گھر آیا اور اس سے سراج الدولہ کے صحیح وسلامت پہنچنے کی ہڑی تحریر حاصل کی۔

جانکی رام نے شارہ بہدی خیال کا سرکشوا کرنا لورب دروازے پر شکوایا ایک تحوڑی دیر بعد بعض لوگوں کے کہنے سے تجھیز و تکفین کی اجازت دے دی خان موجہ اور امانت خان و هرزائی وغیرہ جو اس سحر کے میں قتل ہوئے تھے محل نون گولے میں شاہ علیم اللہ پورہ شارہ بہدی خان کی تبر کے جوانہ میں مدفن ہے۔

یہاں یہ واقعہ گزارا اور ادھر چہابت جنگ سراج الدولہ کی محنت میں بے قرار ہو کر باڑہ تک پہنچ گیا۔ یہاں اگر سراج الدولہ کی خیریت معلوم ہوئی تو جان میں جان آئی۔ اپنے ایک مصاحب کو معاف کیا کہ کسی طرح سراج الدولہ کو مناکر لے آئے اور خیہی کی قنات اٹھوادی کے دوڑ ہی سے اس کی سواری پر نظر پڑتے۔ سراج الدولہ آتا تو چہابت جنگ اس کو گلے لگا کر بہت خوش ہوا اور اس کو ساتھ لے کر عظیم آباد آیا اور یہاں جانکی رام سے معدودت کرائی اور اس کو بدستور بحال رکھ کر مرشد آباد واپس گیا۔ اس کے بعد جانکی رام نے دو برس تک حکومت کر کے اجل طبیعی سے جان دی۔

لے سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ میں مفصل کیفیت ہو۔

PATNA GAYETTEES

لے سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۲۳۱ میں محض مختصر ذکر ہو۔ ۱۷ شاہ علیم اللہ کی تبر کے دکھن پورب متعدد قبریں ہیں جن میں بعض تنگ مرمر اور سنگ موسمی کی جنی ہوئی ہیں مگر ان پر کوئی کتب موجود نہیں لوگوں نے اس گورستان کو کوئی کے ساتھ بندوبست کر دیا ہے اس سے اور بھی خراب ہو رہا ہے۔

لے سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۲۲۱۔

اور جمیعت کو پریشان کر دیا۔ لیکن یہ لوگ دُکانوں اور مکانوں میں چھپ چھپ کر بندوق چلانے لگے۔ اتفاقاً اس وقت کسی طرف سے ایک گولی آکلانت خان کے لگی اور وفتاً اس کی رُوح پرداز کر گئی۔ اس کے مرتبے ہی اس کے بیٹے اور داماد اور بعض رفقاء نے فرار کیا۔ مخالفوں نے بھی ان کو راہ دے دی اور شارہمدی خان کی ہمت افزائی کچھ کام نہ آئی تب شارہمدی خان تلوار لے کر خود آگے بڑھا۔ اس وقت بعض دوستوں نے پھر سمجھا بجھا کر اس کو باز رکھنا چاہا۔ لیکن اُس نے تیکھے پن سے جواب دیا کہ یہ وقت اس طرح کی دوستی و خیرخواہی جتنا لے کا نہیں جو مجھ کو عزیز رکھتا ہو چاہیے کہ سیرے آگے چلے۔ اسی جگہ ہمت جسونت ناگر (قرایت مندرجہ ابہادر) کا پھرہ تھا اس نے پُکار کر کہا کہ میر صاحب آپ نے یہ کیا غصب کیا کہ میرے پھرے کی طرف چلے آئے مجھ کو گرسنا نہ کیجیے اور خود کو تہلکہ میں نہ ڈالیے۔ شارہمدی خان نے جواب دیا کہ اس وقت فضول باتیں نہ بناؤ ہم تم حریف ہیں کچھ تم اپنے ہزار دکھاؤ کچھ میں اپنے جو ہر دکھاؤں۔ ناچار ہمت نہ کو رپیا دہ پا ہو کر سامنے آیا۔ شارہمدی خان نے گروں پر تلوار ماری مگر اس وقت بھی سراج الدولہ اور اس کے مصاجبوں نے زراجرأت نہ کی پر غلط اس کے ناگر موصوف کی طرف سے مرزا مدار بیگ نے پشت کی جانب سے اگر ایک تلوار ایسی ساری کرخان مرقوم کا پاؤ نکٹ گیا اور اس کے گرتے ہی جسونت ناگر نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس شاہد سے سراج الدولہ گلبیوں میں گھس کر سی لہ ناگر برہمنوں کی ایک قسم ہو جو مشترک گجرات کی طرف رہتے ہیں۔ دیاماں اور چھبیلا رام ناگر دو بھائی شہزادہ عظیم الشان کی صوبے داری کے زمانے میں دیوانی کے عہدے پر تقدیر تھے۔ فرزخ سیر کی تخت نشینی کے بعد گزرے میں چھبیلا رام نے کئی لاکھ روپ فرزخ سیر کو پہنچ میں دلوائے۔ اور اس کے عملہ میں کڑہ جہان آباد کی فوج داری پائی۔ آثار الامر اصفہان ۳۲۹-۱۲

اموہن لال جو سراج الدولہ کا خاص دیوان مقرر ہوا تھا) کی اطاعت کا حکم ہوتا تھا۔

بات کا زخم ہر تلوار کے زخموں سے سوا کچھی قتل گر منہ سے کچھار شاد نہ ہو غرض چار ہی دن میں دربار کا یہ حال ہو گیا کہ جو شخص سلام کو آتا تھا اپنی جان و آبرو سے ہاتھ دھولیتا تھا اور جو شخص جان و آبرو سلامت لے کر واپس جاتا تھا خدا کا شکر یہ ادا کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سعائے چند سفلوں کے جخموں نے مصاجبت میں اقتدار پایا تھا اکثر ایکن نظامت دشمن ہو گئے۔ سراج الدولہ نے اپنی خال گھیٹی بیگم کی الملک ضبط کرنی تھی۔ اور اسی زمانے میں شوکت جنگ پر صولت جنگ سے پورینہ کی حکومت چھین لینے کا قصد کیا تھا۔

گھیٹی بیگم کی الملک کے محابی میں راج بیجہ دیوان رجواس کے فوجہ شہارت جنگ کے وقت سے عہدے دار تھا) نظر بند کیا گیا تھا۔ اس کا بیٹا کشن بیجہ اپنے باپ کامال نے کر مژڈریک (DRAKE) افریقی ایسٹ انڈیا کمپنی کی پناہ میں مکلت پہنچا۔ سراج الدولہ نے انگریزوں کو اپنے مخالفوں کا مدعاگار اور پشت پناہ سمجھ کر پورینہ کا قصد ملتوی کیا اور پہلے مکلت کی طرف لے حقيقة تھا۔ اس زمانے میں سوسائٹی کا حال ناگفتہ تھا۔ خود جگت میٹھہ میر جنڑ اور اکثر عالمیں انتراپی داڑی اور تنفسی سازش میں لگے رہتے تھے۔ انلاتی حالت بھی ہمایت خراب ہو رہی تھی۔ اور انگریزوں کا بھی یہ حال تھا کہ کلایوں نے اُنہیں چند کی شہارت کے حواب میں فریب و جعل سازی کو روا رکھا۔

۳۶۳ صفحہ میریاض السلاطین

۳۶۴ میریاض السلاطین جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ میں یہ بھی لکھا ہوا کہ میر جنڑ وغیرہ گھیٹی بیگم کے ساتھ میں سراج الدولہ کے ظلم کو وہ چند بڑھا کر انگریزوں سے کہتے تھے۔

(۱۴۵۳ھ-۱۴۶۳ھ) راجا رام نرائن کی صوبے داری ۱۱۷۶ھ تا ۱۱۷۷ھ

راجا رام نرائن پر جنگ لال ہبابت جنگ کا پرو رہ تھا اور اپنے باپ کی جگہ پر دیوان بھی رہ چکا تھا۔ جاتنی رام کے مرے پر ہبابت جنگ نے اس کو عظیم آباد کا صوبے دار سفر کیا۔ مرلی دھرہ رکارہ بھی اس کی رفاقت میں کام کرنے لگا۔ ہبابت جنگ کی زندگی تک راجا رام نرائن کی صوبے داری میں کوئی خرضش واقع نہ ہوا۔ بعد کے حالات کو سراج الدولہ۔ میر جعفر اور میر قاسم کی حکومت سے تعلق ہوا۔ اس لیے سلسلہ بیان کیے جائیں گے۔

(۱۴۵۴ھ-۱۴۶۰ھ) نواب سراج الدولہ کی حکومت

وچادری الاول ۱۴۵۴ھ کو ہبابت جنگ نے مرض استقامت مبتلا ہوا کرتے تھا۔ کیا اور اس کا نواس سراج الدولہ حکمران ہوا۔ منڈنی کے وقت اس کی عمر تائیں سال تھی۔ نوجوان نواب نے دیرینہ اور ذی اقتدار ملازموں کو بطرف کر کے تاہل مصاجوں کو اعلیٰ عہدوں پر سرفراز کیا۔ اس وقت تک قدیم دولت خواہوں نے فقط علیحدگی اختیار کی تھی۔ لیکن چند ہی دنوں میں سرور بار و رشت گورنمنٹ استہزا اور تحریکی ہوئے لگا۔ کبھی میر جعفر کی حیلی کے سامنے توب لگانے کا حکم چوتا تھا، کبھی راجا دوبلہ رام اور دوسرے افسروں کو ایک ادنیٰ امتصدی

خدا پنے لیے کوئی مقام تجویز کر کے مجھ سے اس کی سند طلب کرو اور دارالامارت کے خزانے و اباب میرے آدمیوں کے پرداز کرو۔ سراج الدولہ نے اس کے جواب میں ایک فوج شوکت جنگ کے استیصال کے لیے روانہ کی اور عظیم آباد میں راجا مام نراائن کو بھی لکھا کہ بہادر کی فوج لے کر فوراً ہمک میں چلے آؤ۔ راجا مذکور عظیم آباد کی فوج اور زینداروں کی جمعیت کے ساتھ سراج الدولہ کی فوج سے جالملا ۲۱ محرم ۱۶۵۷ء کو نیہاری اور نواب گنج کے درمیان مقام بلڈی یاڑی میں تھوڑی سی جنگ کے بعد شوکت جنگ مارا گیا اور اس کے ساتھ مال و اباب پر راجا مونہن لال (دیوان سراج الدولہ) نے قبضہ کیا۔ اس جنگ میں غلام حسین خاں مؤلف سیر المتأخرین بھی موجود تھے۔ اس وقت وہ شوکت جنگ کے ملازم تھے۔

باب ہز دھم

حکومت میں انگریزوں کا داخل رسوخ

سراج الدولہ کی شکست اور ظالمانہ قتل ۱۶۵۸ء

(۱۶۵۸ء)

کرنل کلائون مدراس سے اکر کلکتہ کی شکست کا بدل لیا۔ جنوری ۱۶۵۸ء کو

متوجہ ہوا اور انگریزوں کو شکست فاش دے کر فورٹ ولیم پر قبضہ کر لیا۔

۱۲۳ شوکت جنگ کی شکست اور قتل تالاہ

(۶۱۶۵ھ)

ملکت کی فتح کے بعد سراج الدول نے راس بہاری پس راجا جانکی کی معرفت شوکت جنگ کو پردانہ بھیجا کہ پورنیہ کے پر گناہ ہم نے اپنی خاص جاگیریوں سے لیے ہیں یہ راس بہاری کو وہاں کے انتظام پر مأمور کر کے بھیجتا ہوں تم اس کو دخل دے دینا۔ شوکت جنگ کے باپ صوات جنگ نے مہابت جنگ کی زندگی کے آخری دنوں میں دربارہ ہلی میں وزیر الملک کو ملاکر اپنے نام مہابت جنگ کی جائشیں اور بیگانہ و بہار و اڑیسہ کی صوبے داری کی ند کے لیے کوشش کی تھی لیکن صولات جنگ خود مہابت جنگ سے کچھ پہلے مر گیا۔ اس یہ اب وہ تہ شوکت جنگ کو حاصل ہوئی تھی۔ شوکت جنگ نے سراج الدول کو لکھا کہ تم

لہ اسی لڑائی کے متعلق انگریزوں کا بیان ہو کر ایک سوچیا میں انگریز اٹھا رہ فٹ لے اور جو دہ فٹ چڑھے کرے میں جس میں ہوا کے لیے ہیز ف دو کھڑکیاں (سلاخ دار) تھیں بندر کر دیے گئے اور صحیح کو جب دروازہ کھولا گی تو تین آدمیوں کے سوا سب مردہ پائے کئے۔ اسی کو بلیک ہول BLACK HOLE کہتے ہیں لیکن یہ راتا خرین اور بیاض اللہ جو اس زمانے کے حالات کی نہایت مستند تاریخیں ہیں ان میں شمشتہ بھی اس کا کوئی ذکر نہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگریز بھاگ کر جہاں پہنچے گئے تھے اور سراج الدول پر بعض اتهام رکھا گیا ہے۔ بہرحال اموالی صاحب لکھتے ہیں کہ اس میں نواب کا کوئی قصور تھا بلکہ اس کے کسی جادو دار نے ذاتی عدادت سے ایسی کیا اہلہ اعلم۔ یہ واقعہ ۲ جون ۱۸۵۸ء کا بیان کیا جاتا ہے۔

لیے خفیہ عہد و پیچاں کر لیا۔ امین چند نے دھکی دی کہ اگر معاہدہ نامے میں میرے لیے تیس لاکھ روپے لکھے جائیں گے تو میں سراج الدولہ سے راز فاش کر دوں گا۔ کلایو نے اس کے جواب میں ایک جعلی و تاویز تیار کی اور اس میں امین چند کے لیے تیس لاکھ روپے لکھ دیے۔ لیکن واشنن نامی امیر محض نے اس جعلی میثاق پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ تب کلایو نے خدا پنے ہاتھ سے واشنن کے جعلی دستخط بنا کر امین چند کو دتاویز دکھائی۔ اس کے بعد حسب قرارداد کلایو اپنی محصری فوج کے سراج الدولہ کے استیصال کو پلاسی چلا آیا۔ بد نسب نواب کے شکر کے مقابلے میں اس کے مخالفوں کا گروہ مخفی خفیر تھا۔ لیکن نواب کی فوج میر جعفر کی سانش میں تھی اور ان میں جو وفاوار تھے ان کو خود سراج الدولہ نے میر جعفر اور بعض مرداروں کے فریب میں آگر لڑنے سے باز رکھا۔ اور خود چند رفقاء کو ساتھ لے کر میدانِ جنگ سے روانہ ہو گیا۔ کلایو جو سراج الدولہ سے ہر اس ہورہا تھا اور میر جعفر پر بھی پورا بھروسہ رکھتا تھا نہایت آسانی سے کام یاب ہوا۔ انگریزی تاؤخون کے مطابق پلاسی کا وادا تھے ۲۲ جون ۱۸۵۷ء کو میش آیا۔

سراج الدولہ پلاسی سے نکل کر عظیم آباد کے قصده سے پورنیہ کی طرف آیا۔ راہ میں مومن بہال میں دانا شاہ نامی ایک دردیش صورت نے اس نادان کو ہمہ ان رکھ کر دغا سے میر قاسم داماڈ میر جعفر کے حوالے کر دیا۔ میر قاسم نے اس کی جان بچانے کے فریب سے اس کی بیوی کے جواہرات وزیورات کا

سلکتے پر پھر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا اور سراج الدولہ نے تادان دینا قبول کر کے
صلح کر لی۔ اس زمانے میں انگریز اور فرانسیسی بر سر چنگاً تھے۔ اتفاقاً جین لاس
فرانسیسی جس کو شاہ عالم نامے میں موسیٰ لاس اور سیر المتأخرین میں موشیر لاس
لکھا ہے۔ چند نگریں شکست کھا کر اپنی جماعت کے ساتھ سراج الدولہ کی پناہ
میں آیا۔

کلایو نے سراج الدولہ کو کھاکر صلح نامہ کے مطابق آپ میرے دشمنوں
دشمنوں کو پناہ نہیں دے سکتے۔ نواب نے جواب دیا کہ فرانسیسی جماعت کو
میں نے تو کر رکھا ہو اس میں دوستی اور دشمنی کا کوئی معاملہ نہیں۔ اس کے ساتھ
ہی نواب نے مصلحت آجین لائے وظیم آباد جانے کا حکم دیا۔ لامذکور نے ہر چند
نواب کو بھایا کہ آپ کے درباردار انگریزوں کی سازش میں ہیں اور میرے
چلے جانے پر آپ کو تباہ کر دیں گے۔ لیکن سراج الدولہ نے جواب دیا کہ عنقریب
تم کو پھر بلالوں گلا۔ لامذکور نے یہاں تک کہا کہ میرے چلے جانے پر پھر شاید میری
آپ کی ملاقات نہ ہو۔ لیکن نواب نے پھر بھی جواب دیا کہ اس وقت تمھارے
جلے میں مصلحت ہو۔ ناچار جین لاءِ اپنی جماعت کے ساتھ عظیم آباد کی طرف
بعانہ ہوا۔

سراج الدولہ نے میر جعفر علی کو فوج کی بخشی گری سے بر طرف کیا تھا
اور جگٹ سیٹھ بھی سراج الدولہ سے بیزار ہو رہا تھا اور کلایو بھی سراج الدولہ
کے استیصال کی فکر میں تھا۔ ان سب نے مل گر سراج الدولہ کے خلاف
خفیدہ سازشیں شروع کیں۔ میر جعفر نے جگٹ سیٹھ کے کار پردازان امین چند کے
ذریعے سے انگریزوں کو پونے دو کروڑ روپے دینے کے وعدے پر اپنی عمارت کے

پنڈارک آئے پر گوروں نے شراب نہ ملنے کے بدب اگے بڑھنے سے انکار کیا۔ مجبوراً گوٹ نے انھیں وہیں چھوڑا اور دیسی سپاہیوں کو ساتھ لے کر ۱۶ جولائی کو عظیم آباد چلا آیا۔ بعد میں گورے بھی کشتی سے یہاں چلے آئے اور بدست ہو کر انگریزی کوٹھی میں حرکات ناٹھانٹ کرنے لگے۔ گوٹ نے تیس گوروں کو ان کی شرارت پر خوب پڑوا یا۔ اس پر تیسرے دن گوروں نے ہتھیں ڈال دیے۔ مگر پھر گوٹ ان کو سمجھا۔ جھاکر جین لائی تلاش میں قصبه نیرنگ کے گیا۔ جین لاس کے قبل ہی چھپرہ کی طرف چلا گیا تھا۔ اس لیے انگریزی فوج کر مناسنے تک جا کر پھر عظیم آباد واپس آئی۔

و ۱۳، میر جعفر کی امارت ۲۹ جون ۱۸۵۷ء تا ۲۷ اکتوبر (۱۸۵۷ء)

پلاسی کے ہنگامے کے بعد ۸ شوال ۱۸۵۷ء (۲۹ جولائی ۱۸۵۷ء) کو میر جعفر نے کلایو کے آئے پر منصور گنج میں اپنی حکومت کی منادی کرائی اور اپنے نام کے ساتھ علی دردی خان کے تمام خطابات کا اضافہ کر کے ہری فرمان چاری کیے اور اپنے بیٹے میر صادق علی خاں رعرف میرن (کو) روشاد خانم ہشیرہ ہبابت جنگ کے بطن سے تھا، شہامت جنگ کے لقب سے مخاطب کیا۔ اس نوابی کے صلے میں انگریزی حکام نے میر جعفر سے کروروں روپ زندگیے خاص کر کلایو نے

صنعت پر جس کی قیمت تخفین سے باہر تو چھین لیا اور سراج الدولہ کو گرفتار کر کے میرن پس میر جعفر کے پاس مرشد آباد بیٹھ دیا۔ اس ظالمہ نے سراج الدولہ کے خاندان کے پروردہ ملازم کے ہاتھوں اس کو قتل کر کے اس کی لائس کی تشهیر کرائی۔ یہ واقعہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء کا ہے۔ میرن نے سراج الدولہ کی ماں، خالہ، بھائی اور مخصوص بچے کو بھی بے قصور قتل کیا۔ سراج الدولہ کے بعد ہبہابت جنگ کے خاندان کا چڑاغ ٹلی ہو گیا۔

درخاک کے بیخت آں گلِ دولت کی بیانگ ملک با صد ہزار نماز پر فود در بر شش انصاف کا تقاضا ہے کہ جہاں سراج الدولہ کی بعض بُرا بیان معرض بیان میں آگئی ہیں اس کی خوبیاں بھی فراموش نہ کی جائیں۔ اس کے مخالفوں نے نمک حرامی، دغا، فریب، جعل سازی و بے مرتوی کی۔ لیکن سراج الدولہ کا کیر کرڑ اس قسم کے کینہ اوصاف سے پاک نظر آتا ہے۔

۱۲ انگریزی فوج کا عظیم آباد آناٹ ۱۹۰۵ء (۱۹۰۵ء)

پلاسی سے چلتے وقت سراج الدولہ نے جین لا فرانسیسی کو واپس بلا بھیجا تھا۔ لیکن اس کو خرچ راہ کے لیے راجا رام نما ن سے ٹپیہ وصول کرنے میں دیر لگی اور اس عین میں سراج الدولہ کا کام تمام ہو گیا۔ جب لامذکور راج محل کے قریب پہنچا تو اس کو اس سانحہ کی اطلاع ہوتی۔ ناچار اس نے پھر عظیم آباد کی طرف معاودت کی۔ بہاں گمان تھا کہ راجا رام نما ن اپنے آقا کے استقامت کو آمادہ ہو گا۔ اسی شتائمیں کلائیوٹ میجر کروٹ (MAGOR ETRE COOTE) کو دوسو تینس گورے اور پلٹچ سو دسی پاہیوں کے ساتھ جین لا کے تعاقب میں روشن کیا۔ ۲۳ جولائی ۱۹۰۵ء میجر کروٹ دریا پور مقام پہنچا۔ دوسرے دن

اس نے میر جعفر کو ممانعت کی اور کہا کہ میں نے اس باتے میں خود تمھارے سفارشی خط کی بناء پر وعدہ کر لیا ہو۔ میر جعفر نے خط کو منگوا کر دیکھا تو خود نادم ہوا اور گفتاں اور نشی پر غصہ کرنے لگا اور یہ لوگ خود اسی پر الزام رکھنے لگے۔

(۱۵) بعض خیر والا خیریت کا ذکر

عظیم آباد میں میر جعفر نے عمارت چهل ستوں میں قیام کیا اور فقراء کو بولا کر ان کو کھلانے کھلوائے اور ایک ایک روپیہ صدقہ دیا۔ اس کے بعد نگین کپڑے پہن کر جشن میں مصروف ہوا۔ ہولی کا زمانہ آپنچا تھا۔ خوبصورت نے گنگا کے پار ریت پر نیمی نصب کرائے اور تین دن وہاں رہ کر نگ ریزی و میری میری کے ساتھ سراپرے میں دل کھوں کر ہولی کھیلی۔

چند دنوں کے بعد میر جعفر ہمارہ ہو کر مرشد آباد روانہ ہوا۔ ہماری مخدوم شرف الدین احمد منیری کے مزار اور بعض مزاروں کی زیارت کی۔ اس کے بعد یہاں کے تیل کے تلے ہوئے ٹھانے اور کتاب جوتاڑی نوشوں کا گزک ہوا اور میر جعفر کو بھی ان سے رغبت تھی فرمائش کر کے منگوائے اور لانے والوں کو انعام دے کر بڑے ذوق و شوق سے تناول کیے۔

میر جعفر نے نظامت کا کار و بار اپنے بیٹے میرن پر چھوڑ دیا تھا اور خود ناج رنگ اور صحبتِ نسوان میں بس کرتا تھا۔ میرن نے بھی باپ کے قریب اختیار کیے تھے۔ تھوڑے دنوں میں تمام نظم درہم و برہم ہو گیا اور سپاہ کی تنخواہ تک ادا نہ ہوئی۔ اس وقت عبدالهادی خاں جماعت داوے نے میر جعفر کے قتل کی

چالیس لاکھ روپے زیادہ حاصل کیے۔

(۳) میر جعفر اور راجارام نرائن نائب ناظم بہار

بنگالے میں حکومت قائم ہو جانے پر میر جعفر نے عظیم آباد میں راجارام نرائن کو سطحی کرنے کے لیے دل جوئی کے خطوط لکھے۔ یہاں جیسی لافرانیسی کے بعد راجا شرمنگھ (ٹکاری) اور اکثر زمیندار سراج الدولہ کے خون کا بدل لینا چاہتے تھے۔ انہوں نے راجارام نرائن کو اجھارنا چاہا۔ لیکن اس نے زمانہ سازی ہی میں فائدہ دیکھا اور میر جعفر کو بنادث کی باتیں لکھتا رہا۔ اس عرصے میں میر جعفر کے عظیم آباد آئے کی خبر اڑی۔ راجارام نرائن میر جعفر کی طرف سے مطلقاً نہ تھا۔ اس لیے گینڈاں کو اپنا کیل بنا کر کلایو سے اپنی آبرو اور عدم یا پرسکن اٹھیاں چاہا۔ لیکن میر جعفر سے خائف تھا اس لیے عیاری سے میر جعفر ہی کا معرفتی خط حاصل کیا۔ اس کی صوبت یہ ہوئی کہ کیل مذکور نے خوشاب سے ایک معمولی معرفتی خط کی التجاگی، اور جب سودہ درست کرنے کا حکم ہوا اُنہی کو ملا کر اپنے مطلب کا مضمون لکھوا لیا اور اپنے وقت میں دستخط کے لیے پیش کرایا کہ میر جعفر نشہ بنگ میں بہوش تھا۔ اس خط کو لے کر راجارام نرائن نے کلایو سے ملاقات کی اور اپنی محافظت کا اطمینان حاصل کر لیا۔

میر جعفر نے ۱۷۵۶ء میں عظیم آباد آکر چند دن عیش و عشرت بیس بسر کیے۔ اس کے بعد یہاں کی صوبے داری اپنے بھائی میر محمد کاظم کو دینے کا قصد کیا اور راجارام نرائن سے صوبے کے مداخل کا حجابہ چاہا۔ راجارام نرائن نے اسی دن کے لیے کلایو سے اپنی برائت کا وعدہ لیا تھا معاً کلایو کے پاس پہنچا اور

تم نہیں بیانت کر میں کون ہو اور اس کا کیا تجھے ہر مرزا لے عرض کی حضور والا
میری کیا مجال کر میں کے آدمیوں سے مقابلہ کروں، میں تو روزانہ اس کے
گدھے کو سلام کرتا ہوں۔ حاضرین دربار متفق پھر کر مسکراتے لگے لیکن میر حضرت
سے اپنی سادگی سے ز بھاک اس گدھے سے خود بدولت ہی کی ذات ہرادتی۔
کبھی بھے کے گدھے کا لطیفہ میر المتأخرین کے علاوہ ٹیکس فرام اندھیں ہستی،
TALES FROM EGYPTIAN HISTORY

مذکور ہر

HISTORY

(۷) شہزادہ عالی گوہرا و رجنگ عظیم آباد ۱۱۲۳ھ (۱۶۰۹ء)

۱۱۲۴ھ (۱۶۰۵ء) میں احمد شاہ بادشاہ دہلی نے انتقال کیا اور عالمگیر
شانی تخت نشین ہوا۔ بہار و بنگال کی بدلتیوں کے اخبار اور ہر چیز پہنچتے رہتے تھے
محمد قلی خان صوبے دار ال آباد نے رجو صدر رجگ کا بحثیجا تھا، شیاع الدولۃ
نواب وزیر اودھ سے بہار و بنگال کی تحریر کے لیے مشورہ کیا، شیاع الدولۃ بھائیا
شناک محمد قلی خان کسی طرح ال آباد سے دفع ہو، اس نے صلاح دی کہ شہزادہ
عالی گوہرا ولی عہد عالمگیر شانی کو متفق کر کے تم بستقت کرو پھر میں بھی آملوں گا۔
یہاں صوبہ بہار میں پنا جاتا در سنگھ و پہلوان سنگھ و کامگارخان وغیرہ
میر حضرت ناظم بنگال سے سراج الدولہ کے خون کا انتقام لینا چاہتے تھے۔ انھوں
نے بھی شہزادے کو پرچک دی۔ شہزادے نے اس موقعے کو غنیمت سمجھا اور
نواب ہدایت علی خان بہادر اس رجنگ، نواب میر الدولہ بہادر راجہ

سازش کی لیکن بھید کھل آیا اور عبد الہادی خان خود قتل کیا گیا۔^{۱۷}

۶۰) هرزا شمس الدین اور کلایو کے گرد میں کا لطیفہ

مرزا شمس الدین میر جعفر کے قدیم یہاروں میں تھا اور میر جعفر کی پرشانی کے نتائج میں مرزا نے اس پر بعض احسان کیے تھے یا شاید کچھ مرپڑ قرض دلوائے تھے۔ اب میر جعفر کو امارت لئے پر مرزا حقوق سابقہ کے معاوضہ کا موقع تھا لیکن دینا دلانا تو درکنار میر جعفر اس کو یا اس پھٹکنے کا بھی ردادار نہ ہوتا تھا۔ ایک نور مرزا نے کسی طرح خلوت میں بار پایا تو میر جعفر اس کی زبان بند رکھنے کو خود ہی کہنے لگا کہ مرزا صاحب ہیں لے آپ کے احسانات فراوش نہیں کیے۔ لیکن کیا کروں کہ انگریزوں کو زر موعد دینے اور دوسری ضروریات سے فراتے نہیں ہوئی۔ زماں بھیڑوں سے بخات ہو تو آپ کی خدمت کروں۔ مرزا دل جلا تو تھا ہی۔ کہنے لگا بس اب زیادہ بیان نہ فرمائی مجھے وقت آتی ہو۔ افسوس کہ سرچ الدین نے میر احمد رؤٹ کر بے خانماں کر دیا ورنہ اس وقت بھی ہیں آپ کی خدمت سے قاصر ہو تا اس وقت میر جعفر دونوں ہاتھوں میں کتنی جواہروں سہنیں اور گلے میں تین چار مالا مردار یہ پہنچنے ہوئے تھا جو سراج الدولہ کے مال سے ہاتھ لے گئے تھے) مرزا کہنے لگا، یہ سنگ بریزے بھی ایسے قیمتی نہیں کہ خود دولت کے کام آئیں ہیاں اگر انھی ہاتھوں سے اس مغلص کے طالبی نکالنے جائیں تو اس کا دل خوش ہو۔ انھی دلوں میں کلایو بھی آیا ہوتا تھا، کسی نے میر جعفر سے لگادی کہ مرزا کلایو کے آدمیوں سے دلکھا کیا ہے۔ میر جعفر نے مرزنا کو بولوایا اور فرانٹ کر کہنے لگا

شہزادے سے یوم ملازمت مقرر کرایا۔

ہر چند غلام حسین خان نے مستنبہ کیا کہ رام زائن عیار ہو۔ جب حاضر ہواں کو ساتھ لے کر فوراً شہر پر قبضہ کر لینا چاہیے لیکن ہدایت علی خان نے کہا کہ اب تک خاندان تیموریہ نے کسی سے دفناہیں کی۔ اور محمد تقیٰ خان کو یہ زعم تھا کہ میری تلوار کے آگے کسی کی عیاری کیا چلے گی۔

۱۹ اور جب کو شہزادہ داؤڈ نگر سے روانہ ہوا اور قبضہ چھواری کے قریب خیمه زن ہو کر ہرن، سور و سرخاب کے شکاریں مشغول ہوا۔ اسی جگہ رام زائن بھی شہزادے کے پاس حاضر ہوا۔ یہاں رسم و دربار کے مطابق وہ آداب و کورش، بجالانی پڑی جو عمر بھرت دیکھی۔ رنگ نق، چہرہ آداس، لب خشک، حیران رہ گیا۔ نذر کی اشرفیاں پیش کر کے خلعت (سرچج و حیخہ) مرستہ کلینی جو شہزادوں کے لیے مخصوص تھیں ا حاصل کیا لیکن شہزادے کے سانوں سامان کو اپنے گمان سے کم دیکھ کر دل میں پیشان ہوا اور کھلانے کا حیدر کے خیمه گاہ سے واپس چلا آیا اور قلعے کے استحکام میں مصروف ہوا۔

چند دنوں کے بعد شہزادہ پائی غیر خار میں اگر بھیرا اور فوج و توب نا کو شہر سے دکن جلنے کی طرف رکھا۔ اس وقت تک رام زائن ظاہراً مدارات کرتا رہا۔ اس عرصے میں میر جعفر نے اول قصد کیا کہ کچھ رپڑے کر شہزادے کو جنگ سے باز رکھے لیکن اس کا سامان نہ ہوا۔ تب کلایو سے مشورہ کر کے سیر، اور کرنل کیلائڈ کو فوج لے کر بیگانے سے روانہ کیا۔ ان کے آنے کی خبر

لہ شاد مالم نام صفحہ ۵۰۔

HISTORY OF BENGAL BIHAR & JHARKHAND UNDER BRITISH RULE

مہارالدولہ بہادر (پس خواجہ موسیٰ خان) فضل اللہ خان بہادر، ممتاز الدولہ و
بہادر علی خان بہادر، ولنت خان وغیرہ چند ذی رتبہ لوگوں کو ساختے کر
اعتماد الدولہ محمد قلی خان کی معیت میں ۱۲ ربیع الثانی کو کر مناسہ ندی کو
عمور کر کے جہاں آباد ہوتا ہوا داؤ دنگلیں وار دھوائے۔

اتفاقاً اسی زمانے میں راجا نڈرنگہ کو ایک سردار نے محض معمولی
سمیٰ تکرار پر مارٹلا تھا اس لیے وہ شہزادے کا ساتھ نہ دے سکا۔

شہزادے کے آئنے سے راجا رام نرائن بہت گھبرا یا۔ اس نے میر جعفر
سے فوج لے کر آئے کی اتدعا کی اور انگریزی فوج مقیم غلیم آباد کے افسر بھر
کو طے نے بھی مشورہ کیا۔ آخر یہ رائے قرار پایی کہ اگر انگریزی فوج آجائے
تو شہزادے سے جنگ کی جائے ورنہ جیسا وقت پڑے مناسب کارروائی
کی جائے۔

اس اشتار میں میر جعفر نے رام نرائن کو لکھا کہ غلام حسین خان «مؤلف
سیر المتأخرین» وغیرہ کو گرفتار کر لے۔ کیوں کہ انھی لوگوں نے نواب ہدایت علی خان
کو ترغیب دے کر یہ فتنہ برپا کیا ہو گا۔ غلام حسین خان نے اپنی براست اور لا علی
کا یقین دلا کر رام نرائن اور عربی دصریہ کارے سے اپنی سلامتی کا وعدہ لیا۔

بہر گرفت شہزادہ آپنچا تھا۔ شہر میں اس کی آن بان اور شان و شوکت کا
شہر تھا۔ انگریزی فوج کا بھی اب تک کچھ پتا نہ تھا۔ رام نرائن نے مرعوب
ہو کر اپنے مصلح بخاص محمد شاکر کی معرفت ایک سو ایک اشترنی شہزادے
کے پاس مع عرض داشت روانہ کی اور حاضری کا قصد خاہ ہر کیا اور محمد قلی خان
مل کر (شاید کچھ متوقع کر کے) اس کو اپنا طرف دار اور مداح بنالیا اور اس نے

لہ شاہ عالم نامہ صفحہ ۱۔ جہاں آباد سے غالباً بھجو جہاں آباد مرا دھو۔

دینے کا وعدہ کر کے شہزادے کو رکنا چاہا لیکن اس سے معمولی زینت اور ہوتے کے بدب شہزادے نے اس طرف التفاہ نہ کیا اور کلایو کو لکھ بھیجا۔ لیکن اس کے مصارف ادا کر دو تو ہم بہاں سے ہٹ جائیں گے اور انگریزی تجارت کے لیے رعایتیں بھی محفوظ رکھیں گے۔ تاید اسی زمانے میں عالمگیر شانی نے بھی اپنے وزیر عادل الملک کے دیاؤ سے کلایو کو لکھ بھیجا تھا کہ شہزادہ باعثی نہ ہو جائے۔ اس کی خبر لینا۔

کلایو نے بادشاہ اور شہزادہ دلوں کی خاطر محفوظ رکھ کر شہزادے کے پاس خیر اندھا خاں اور چن۔ اشخاص کی معرفت پائیج سواتر فیاض بھیج دیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو حادثہ بہار سے نکالنے کے لیے ایک فوج بھی روانہ کی۔ بہر کیف شہزادہ نواح عظیم آباد سے چل کرہ شعبان کو موضع ہوولی پہنچا۔ وہ شعبان کو دافعہ نگر و لپس گیا، اور ۱۲ شعبان کو سہرام ہوتا ہوا کر مناسنے ندی کے کنارے پر وارہ ہوا۔ اسی جگہ شہزادے نے نوبت خان کو اس دغا و فریب کی پاداش میں قتل کرایا۔

۱۸) شہزادے کا بادشاہ ہونا اور رام نرائن اور انگریزوں

کی شکست ستمبر ۱۸۶۰ء

شہزادہ کر مناسنے تک پہنچا تھا کہ اس کو باپ (عالمگیر شانی) کے ملے

HISTORY OF BENGAL BIHAR QISSA UNDER
BRITISH RULE

صفحہ ۱۲۲۔

گل شاہ عالم نام صفحہ ۸۵۔

پاتے ہی رام نرائی نے تیور بدل دیے۔ محمد قلی خان کے آدمیوں کو جو صوبے کے کاغذات دیکھنے کو آئے تھے نکلاوا دیا اور کہلا بھیجا کر آپ کیا سمجھ کر حکم کرتے ہیں بندہ ناظم بنگال کا ماتحت ہی کجھ آپ کا نزک نہیں۔ اب تک جو کچھ کرتا رہا برسم مہمان داری کرتا تھا۔

یہ سننے ہی شہزادے نے قلعہ عظم آباد کی تحریر کا حکم دیا۔ دوسرا ہی دن فوج نے محاصرہ کر لیا۔ رام نرائی نے قلعہ گول باری شروع کی اور شہزادے کی فوج نے پوری مدافعت کی۔ لیکن محمد قلی خان کے سوہنے تدبیر کے سبب قلعہ مفتوح ہوتے ہوئے رہ گیا۔

سو اتفاق سے عین مصر کے وقت محمد قلی خان کو معلوم ہوا کہ شجاع الدولہ نے اس کی غیبت میں قلعہ آباد پر قبضہ کر لیا ہے۔ ہر چند لوگ بھائی رہے لیکن محمد قلی خان دوسرا ہی دن آباد کی طرف روانہ ہو گیا اور شہزادے کو ملٹری بن کر دینی پڑی۔

اسی کے بعد جین لافرانیسی بھی شہزادے کے پاس حاضر ہوا۔ شہزادے نے اس کو نیسہ آستین اور اس کے ساتھیوں یعنی میر سیف اللہ و عبد اللہ تیگ وغیرہ کو دستار و جامہ محمودی چکنے دیا اور خصت کیا اور ان سے کہ دیا کہ محمد قلی خان کے چلنے والے کے سبب فی الحال جنگ ملوی رہے گی۔

محمد قلی خان کے جانے پر پہلوان سنگھ زیندار کشبح نے جنگ کا خرق

۱۔ شاہ عالم نام صفحہ، گے مطابق ایک کڑدا مسجد لاکھ روپا راجا رام نرائی کے فتنے مایید ہوتے تھے۔ ۲۔ سیر المتأخرین میں مفضل کیفیت مذکور ہے۔ شاہ عالم نائے میں کھا ہو کر شہزادے کی طرف بعض لوگ راجا رام نرائی کی سازش میں آگئے تھے۔

کا اشارہ کیا۔ لیکن ان بہادروں نے جواب دیا کہ فیل کیا اگر آسمان بھی پھر جلتے تو ہم لڑائی سے پیٹھ نہیں پھیرتے۔ آخر انہوں نے رام زمان اور انگریزوں کے شکر کو مغلوب کیا۔ لیکن خود بھی تیس سواروں کے ساتھ مارے گئے (سیرالتاخرین) کے مطابق ان کی قبریں موضع فتوحہ اور بیکٹھ پور کے درمیان ہیں ایں صحرے میں کامگار خاں نے اپنا چھوڑ رام زمان کے ہاتھی کے برابر بڑھا کر نیز سے راجا مذکور کو سخت محروم کیا بلکہ اپنی دافت میں اس کو مارڈا لاتھا لیکن اس نے تختہ ہودج کی آڑ میں لبیٹ کر کسی طرح جان بچائی۔ اتنے جنگ میں رام زمان نے ایک فیل مست شاہی فوج کی طرف چھوڑ دیا تھا۔ جس سے عاقل خاں و محراب خاں ولطف اللہ خاں و ہاشم علی خاں دیسی رقم وغیرہ کئی نامی سردار پاتمال ہو گئے۔ آخر بادشاہ نے خود خبر و تیرے اس ہاتھی کو ہلاک کیا۔

اس جنگ میں رام زمان اور انگریزوں نے شکست فاش کھائی۔ انگریزی افسروں میں صرف ڈاکٹر فارنر بعض زخمیوں کو ساتھ لے کر صحیح وسلامت والپس ہووا۔ بادشاہ نے غلام شاہ ور حیم خاں و مری دھرم وغیرہ کو جو گرفتار ہو گئے تھے ازماہ نوازش خلعت دے کر رہا کر دیا۔

سیرالتاخرین کے قول کے مطابق یہ جنگ دھواتا لے کے قریب ہوتی۔

ہستی آف بنگال بہار اینڈ اڑیسہ انڈبریشن روول (HISTORY OF BENGAL BIHAR ORISSA UNDER BRITISH RULE)

(PATNA GAYETTEER) کے مطابق موضع محن پوریں ہوئی اور پٹندگز نیز (138) میں جگہ مذکور نہیں۔ شاہ عالم نامے میں بھی خاص جگہ مذکور نہیں۔ لیکن گڑھی دہری میں بادشاہ کا قیام کرنا لکھا ہے۔

جانے کی خبری۔ ولی عهد تو تھا ہی اب بادشاہ ہو کر اس نے شاہ عالم لقب اختیار کیا (ابوالظفر جلال الدین سلطان عالی گورہ شاہ عالم ثانی) اور دربار کر کے امراء کو مناصب و خطابات سے سرفراز کیا۔ انھی دنوں میں مدار الدولہ کی سمی سے محمد بلند خان کو موضع سید آباد و میتوپر گئے سارے بطور المقام رحمت ہوا اور محمد بن خشی خان کو پر گئے تلاڑہ کی فوج داری عنایت ہوئی۔

۱۸ صفر ۱۷۲۳ھ کو کامگار خان نے اپنے معتمد اللہداد و مسراں کو نصیح کر کر بادشاہ کو بہار و بنگال فتح کرنے کی ترغیب دی اور جنگ کے مصارف کا ذرہ لے کر عظیم آباد بلیا۔ عموم بہار کے زیندار جو میر جعفر اور میرن کی حرکات سے بیزار تھے بادشاہ کے ساتھ ہو گئے۔

اس وقت راجا رام نرائن کی فوج وصولاتے کے قریب جمع تھی اور کپتان کاکرین جس کو کلایو نے انگریزی فوج متعینہ عظیم آباد کا افسر عالی مقرر کیا تھا رام نرائن کی لکھ میں موجود تھا۔ بادشاہ اور کامگار خان کے پاس کئی ہزار پیاہ تھی جن میں اصالت خان بہادر و دلیر خان بہادر بھی شامل تھے، بادشاہ نے اصالت خان و دلیر خان کو فوج کی ہراولی اور کامگار خان کو ایتمش اور ممتاز الدلو د مدار الدولہ کو جر انغار و میرانغار اور کھانڈی ساؤ کو طلا پر متعین کر کے یکم جمادی الثانی ۱۷۲۴ھ / ۲۸ جنوری ۱۸۰۶ء کو جنگ کا حکم دے دیا۔ کپتان کاکرین چاہتا تھا کہ جنگ پچھہ دن اور ملت توی رہے۔ کیوں کہ بیہج کیلادا ڈب تک بنگالے کی فوج لے کر نہیں پہنچا تھا۔ لیکن رام نرائن کی طرف سے یک لکھ غلام نے توپ چلا دی جس سے التوا کا موقع نہ رہا اور اس کے بعد ہی گھسان لڑائی چھڑ گئی۔ انگریزوں نے گولیوں کی ایسی بوجھار کی کہ بادشاہی فوج کے نشان کے ہاتھی نے لگری کیا اور بعض لوگوں نے اصالت خان و دلیر خان کو واپس ہوئے

تعاقب میں بیگانے جا پچکے تھے۔ اس لیے راجارام نرائن نے متذکر ہو کر جھنڑنامی ایک شخص کو جس کے سکان میں لانا کو رکراستے دار رہ چکا تھا اس کامانی الغمیر دریافت کرنے کی غرض سے اس کے پاس بھیجا۔ لا موصوف نے تمام استفارہ کے حساب میں سا یہ شعور پڑھا۔

از ماحذر کنی۔ کر مادل شکت ایم خاکست ایم دبر سر آتش نشت ایم
اور اپنا یہاں رہنا یہ سود بھج کر بہار کی طرف چلا گیا۔ اسی وقت بادشاہ بھی بہار واپس آیا تھا، اس نے لا فرانسیسی کو قلعہ عظیم آباد کا حاصلہ کرنے کا حکم دیا۔ راجارام نرائن اور شتاب رائے نے حتی المقدور پاہ فراہم کر کے مدافعت کی۔ لیکن جین لا اور زین العابدین خان نے پورپور حلق کر کے دیوار میں رخنے کر دیا۔ بلکہ کامگار خان کی فوج کے بچھو لوگ قلعے میں داخل بھی ہوئے اور طفین کو لقین ہوا اک اب یہ قلعہ مفتوج ہنا چاہتا ہو۔

اتفاقاً علی الصیار گنگا کے پار کچھ پاہی نظر آتے۔ پہلے سے معلوم تھا کہ خادم حسین خان فوجدار پور زینہ بادشاہ کی مدد کو آئے والا ہو گنگا کے پار پاہیوں کی چھٹک دیکھ کر اہل قلعہ کے ہاتھ پاؤ پھول گئے۔ لیکن بغور دیکھنے پر بعض لوگوں نے (جن میں غلام حسین تعالیٰ مولف سیر المتأخرین بھی تھے) معلوم کیا کہ انگریزی فوج ہے۔ انہوں نے اسی وقت ڈاکٹر فلر ٹن کو اطلاع دی۔ اور ڈاکٹر موصوف نے گشتیوں کا یہند و بست کر کے فوج کو عبور کرایا۔ اب معلوم ہوا کہ پکتان رینڈ فلی ناکس (جس کی قبر باقی پورا حافظہ عدالت میں پورب جانب ہی) اور سو منخت گورے اور ایک دیسی پیٹش اور دو توپیں ساختے کر تیرہ دن میں برداں سے یہاں آیا ہو۔ اس مکے آئے سے اہل قلعہ اور انگریزوں کی جان ہیں جان آگئی۔

۹) قلعہ عظیم آباد پر شاہ عالم کا دوسرا حملہ اور شکست

۱۷۴۲ھ (۱۶۷۵ء)

دھواتال کی شان دار فتح کے بعد بادشاہ نے بنگالے کا رخ کیا۔ اس اتنا میں میرن اور میر کیلادڑ کے ادھر آئے کی خبر بھی معلوم ہوئی۔ شاہ عالم نے میرن کو ملا لینے کی غرض سے کاظم پیگ کو بھیج کر میرن کو بہت کچھ جاہ و نصب کی توقع دلاتی۔ لیکن غالباً انگریزوں کی موجودگی کے بسب پر کوشش رانگاں ہوئی۔ میرن نے شاہ عالم کے پیام کے جواب میں کاظم پیگ پیغام بر کو قتل کر دالا۔

شاہ عالم تھوڑی ہی دفر گیا تھا کہ و فردی نے میرن اور میر کیلادڑ کی فوج سے مقابلہ ہو گیا۔ پہلے ہی محلے میں میرن جس نے بھی کوئی معزز نہ دیکھا تھا زخمی ہو کر بھاگ چلا تھا لیکن انگریزی توپوں نے شاہی فوج کو پس پا کیا۔ شاہ عالم پلٹ کر پھر بہار آیا اور تین دن یہاں قیام کر کے جنگل کی راہ سے مرشد آباد کی طرف روانہ ہوا۔ میرن کو بھی اس کی بھنک پہنچی۔ اس نے فوراً میر جعفر کو آگاہ کیا اور خود بھی دھیر خزانی برادر راجا رام دران کو ساتھ لے کر مرشد آباد روانہ ہوا۔ اس اتنا میں مرہٹے بھی بنگالے کے قریب بادشاہ سے ملن گئے تھے۔ لیکن مخالفوں کے بندوبست اور کثرت افواج کا حال معلوم کر کے یا کسی اور بسب سے شاہ عالم نے مرشد آباد پر چڑھائی نہ کی اور پھر بہار کی طرف معاونت کی۔ اس عرصے میں جین لاعظیم آباد میں وارد ہوا۔ انگریزوں اور میرن شاہ عالم کے

ملے شاہ عالم نام صفحہ ۱۳۵:

۳۰۷ صفحہ ۲۔ شاہ عالم نام صفحہ ۳۰۶۔

کے تھد سے خادم حسین خاں کی نیمہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن اتفاق سے ہر کارہ راستہ بھول گیا۔ اس لیے شب خون کے امداد سے باز آگر کپتان کو ایک جگہ شہیر جانا پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد خادم حسین خاں کا شکر نمودار ہوا۔ ابھی صحیح بھی نہ ہوئی تھی کہ اس شکر کی یورش سے کپتان کی میں گاہ میں یک سور ہو گئی۔ قریب تھا کہ انگریزی فوج میں سخت انتشار پیدا ہو لیکن کپتان ناکس اور شتاب ملنے نے نہایت استقلال سے قدم جا کر توپوں سے گولہ باری شروع کرائی۔ خادم حسین خاں نے اپنے بخششی میر افضل کو یک بارگی پوری فوج سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ جوں ہی سوار آگے بڑھے انگریزی فوج نے گولیوں کی بوچھاڑ سے ان کو مجرور اور نکلا کر دیا۔ بالآخر خادم حسین خاں کی ناجربے کار اور تھکی ماندی فوج اپنے پرائی ہندوؤں سے انگریزی توپوں اور بندوقوں کا مقابلہ نہ کر سکی اور سوئے تدبیر کے بدب نہز مہم ہو کر تیاکی طرف بھاگ گئی۔ اس کے چار سو آدمی مقتول ہوئے۔ اور تین ہاتھی اور چار ضرب توپیں بھی انگریزوں کے ہاتھ آئیں۔ شام کے قریب جب کپتان اور شتاب برائے واپس آئے تو پہلے کسی نے ان کی فتح کا یقین نہ کیا لیکن بعد کو واقعہ تحدی ظاہر ہو گیا۔ حقیقتاً اسی بنگ سے بادشاہ کا زوال اور انگریزوں کا عروج شروع ہوتا ہے۔

(۱) خادم حسین خاں کا تعاقب اور میرن کی موت

۱۶۴۳ھ (۱۶۰۷ء)

جس وقت خادم حسین خاں پور نیہ سے روانہ ہوا تھا میرن اور کرنل کیلاڈ

۲۹ اپریل ۱۸۶۴ء کو کپتان ناکس نے اچانک بادشاہ کی فوج پر حملہ کیا۔ بادشاہ محاصرہ چھوڑ کر کچھ دیر ہٹ گیا اور تیسرے دن کامگار خان کے ساتھ مان پور (ضلیع گیا) کی طرف چلا گیا۔ مرہٹوں کی فوج بھی جوہر کے قریب تھی اپنی جگہ سے ہٹ گئی ہے۔

(۱۰) بیر پور کی جنگ اور خادم حسین خاں کی شکست

۱۸۶۳ھ (۱۸۶۰ء)

شاہ عالم کے جانے کے بعد بھی خادم حسین خاں فوجدار پور نیہ آٹھ دس ہزار آدمیوں کے ساتھ عظیم آباد کے سامنے گنگا کے پار آپنھا۔ بادشاہ کے جانے کے بعد عظیم آباد میں انگریزوں کو کوئی خرخت نہ تھا۔ خادم حسین خاں کے آئے پر کپتان ناکس نے راجا رام نراائن سے کچھ فوج گنگا پار بھیجنے کو کہتا اور شتاب رائے سے یہ مشورہ ہوا کہ انگریزی فوج تھوڑی ہو اس لیے بہتر ہو کر بجا جنگ کرنے کے شب خون مار کر خادم حسین خاں کو منہزم کر دیا جائے۔ رام نراائن کے جماعت دار اپنی مختصر جماعت کو خادم حسین خاں کے لشکر کے مقابلے میں محس خیر تصور کرتے تھے۔ انہوں نے شتاب رائے کو بھی کپتان ناکس کا ساتھ دینے سے منع کیا۔ لیکن شتاب رائے نے دو تین سو سوار فراہم کر کے کپتان کی معیت اختیا کی اور دو ہزار ڈیڑھ دو ہزار فوج کے ساتھ آدمی رات گئے گنگا پار جا کر شب خون

لہ سیر الماخذین جلد ۲ صفحہ ۳۴۲۔ ریاض الصالحین صفحہ ۳۶۹

DISTRICT ۱۹۲۳ء صفحہ ۳۔ مرہٹوں کا مقام ہے میں

GAYETTER PATNA

رہنا ریاض الصالحین میں مذکور ہے۔

کشتی پر سوار ہوئیں اور ان کو دیوبئے جائے کا نیقین ہوا تو گناہوں سے تو بے کر کے انھوں نے ڈعاکی کر خدا میرن سے بدلا لے ریا اس پر کڑکتی بجلی گرے) اتفاقاً اسی شب یا اس کے بعد ہی میرن پر بجلی گری۔

تب رس از اہ مخلو ماں کر ہنگامہ عاکردن اجابت از در حق بہراستقبال می آید
میرن نے ایک فہرست میں ڈیر ڈھ دوسو آدمیوں کے نام لکھ رکھے تھے کہ
خادم حسین خاں کے تعاتب کے بعد ان کو بھی ہلاک کرے۔ لیکن کاتب قدرت
نے پہلے خود اسی کی زندگی کا دفتر تمام کر دیا۔^{۱۴} کیلاڑ نے میرن کی موت کو مخفی
رکھنے کے خیال سے اس کی آنتیں نکلو اکر دفن کر دیں اور مجھے کو ہاتھی پر رکھوا کر
اس کی بیماری کا بہانہ کر کے بنگالے بھجوادیا۔

۱۱۲) میر جعفر کی معزولی اور میر قاسم علی کی امارت ۱۱۳) احمد تماہ، ایہ (۶۲-۷۱ء)

میر جعفر کا امور نظماءست سے غافل رہنا اور پر نہ کرو ہو چکا ہو۔ میرن کے جوان
مرنے سے تمام کار و بار اور بھی ابتر ہو گیا۔ اس وقت کلایلو بھی ولایت چلا گیا تھا اور
ہنزی و نسترٹ (HENRY VANSETTART)^{۱۵} انگریزی کپنی کا افسر اعلیٰ تھا۔
میر جعفر نے اپنے داماد میر قاسم علی پر میر جعفر نی حسین بن امیاز خاں رشادص تخلص
کو ہو چکا بت جنگ کے وقت میں شہامت جنگ کی سرکار میں چند سواروں کا

۱۴) میر التاخون جلد ۲ صفحہ ۳۶۸ کے مطابق یہ واقعہ ۱۹ از ۱۷۷۲ء شب پختہ بہ کا ہو۔

۱۵) جولائی ۱۷۷۲ء) اس وقت میرن کی عمر کمیں سال تھی۔ ماثر الامار میں اس واتسے کی تاریخ

"بنائی ہر ق افتادہ ہے میرن" الکمی ہر۔

۱۶) میر التاخون جلد ۲ صفحہ ۳۶۹۔

بھی عظیم آباد کی طرف آ رہا تھا۔ ان کے پیاس آنے سے پہلے ہی خادم حسین خاں شکست کھا کر اطراف ترہت میں روپوش تھا، اس لیے یہ دونوں خادم حسین خاں کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ اولی صاحب لکھتے ہیں کہ میرن کی فوج میرے کے وقت ہجیش اڑنے والوں سے ایک میں پچھے رہا کرتی تھی۔

بہر کیف انگریز اور میرن کے شکر سے خائف ہو کر خادم حسین خاں گئے۔ فرار کی راہ تلاش کی لیکن بنی اسرائیل کے گروہ کی طرح ساتھ گندگ ندی اور عقب میں دھن کی فوج تھی۔ بے سر و سامانی میں ندی کو عبور کرنا محال تھا۔ اس لیے مالم جیس بیس میں خادم حسین خاں زندگی سے باٹھ دھوکر سر پر صحراء روانہ ہوا۔ پچھے پیچھے میرن بھی تعاقب میں بڑھتا آتا تھا۔ اتفاق سے دو گھنٹی رات گزرنے پر سخت بارش اور طوفان شروع ہوا۔ میرن نے بڑے نیجے کو چھوڑ کر ایک چھوٹی راؤٹی میں شب بذرکر لے کا تہیہ کیا۔ تھوڑی رات گزرنے پر بھی ایک اور میرن سع چند رفقاء کے ہلاک ہوا۔ میرن لآخرین میں نذکور ہو کہ میرن کے سرپریں گڈی کی طرف پانچ چھوپا۔ ایک سوراخ ہو گئے تھے اور تمام جسم نیلا ہو گیا تھا۔ قریب میں تلوار تھی اس میں بھی تین سوراخ تھے۔

میرن نے مرشد آباد سے پہلے وقت کسی معمتم کو خقیقیہ حکم دیا تھا اگھیڈی بیگم اور آمنہ بیگم راجراج الدولہ کی خالہ اور ماں اکوجہاں گیرنگر سے مرشد آباد لے جانے کے جیلے سے کشتی پر بٹھا کر نجع ندی میں غرق کر دیتا۔ جب یہ عورتیں

۱۱۲ جنگ سیوان (بہار) اور عظیم آباد میں شاہ عالم کی

تخت نشینی ۱۷۶۱ھ (۱۷۹۴ء)

شاہ عالم کا ان پور رگیا کی طرف جانا اذپر مذکور ہو چکا ہے۔ اس وقت قلعہ عظیم آباد کے باہر اطراف گیاتر تک تمام علاقے بادشاہ کے قبضے میں تھے اور شاہی علے قلعے کے دروازے تک اگر بیان گزاری وصول کرتے تھے۔

۱۷۶۱ء دسمبر کو ہجر کارتک انگریزی فوج متین عظیم آباد کا افسر مقرر ہو کر آیا۔ اس نے بادشاہ کا مع فوج اس قدر قریب رہنا محدود تر جان کر جنگ متابیہ کیا اور ۱۷۶۲ء جنوری کو فوج آراست کر کے رائے بعفرخان سے کوچ کیا۔ قصہ بہار سے نویں دھن بوضع سیوان کے قریب شاہ عالم کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ بادشاہ کی ختہ حال فوج نے ہر چند بہادری دکھائی لیکن بالآخر نہ صہم ہو کر پس پا ہوئی اور جی بن لافرانیسی بھی انگریزوں کی قدر سر آگیا۔ شاہ عالم نے پھر گیا کی طرف معاودت کی۔ اس وقت تک کامگار خان شاہی فوج کا کفیل تھا۔ لیکن اس شکست کے بعد اس نے بھی ترک رفاقت لی۔ اس اثنامیں شجاع الدین نواب وزیر نے اور وہ سے بادشاہ کو عرض داشت۔ بھیجی کر دیاں آپ کے نام کا سکر جاری ہو گیا جلد تشریف لائیے کہ امور سلطنت درست کر لیے جائیں۔ انگریز پہلے سے صلح کے جو یا تھے اور راجا شاتاپ رائے کے ذریعے سے پیام بھی دے چکے تھے لیکن شاہ عالم نے کامگار خان کے کہنے سے مٹا دیا تھا اب

افر تھا اور اسی زمانے سے ہر جگہ آمد و رفت اور سوچ رکھتا تھا اور میر جعفر کے زمانے میں ضلع رنگ پور کا فوج وار مقرر ہوا تھا۔ پھر ضرورت چند بار صاحب موصوف کے پاس کلکتہ بیجا۔

میر قاسم نے میر جعفر کا پتچار چھا صاحب موصوف سے بیان کروایا۔ انگریزوں کو اس وقت تک میر جعفر سے نصف رقم موجود ہی وصول نہ ہوئی تھی اس لیے ان کو اسی سے مشتاب امارت کی حاجت تھی جو باقی رقم فوراً ادا کر دے۔ میر قاسم کا نامہ کا پڑا انکھلا۔ انگریزوں نے میر جعفر سے بھوقول و قرار کیے تھے ان کو بالائے طاق رکھ کر میر قاسم سے معاملات حل کر لیے اور اور زیع الشانی صلی اللہ علیہ و آله و سلم روز دو شنبہ کو میر جعفر کو محزول کر کے میر قاسم کو بھارو بنگالے والٹیس کی منڈ نظمات پر مستکن کیا۔ نے لواب نے اپنے لیے نصیر الملک اتیاز الدولہ (میر قاسم علی) خان بھادر نصرت جنگ کا خطاب پنڈ کر کے بادشاہ سے اس کی درخواست کی اور اسی طرح اپنے قرابت مندوں اور مقربوں کو بھی خطابات سے سرفراز کیا۔ نظائر پر قابض ہوئے ہی میر قاسم نے میر جعفر اور میرن کے ملازموں۔ مصاہبوں جتنی کم نیزروں اور زنانیوں سے بھی تمام زرعیں جوانہوں نے بطور انعام حاصل کیے تھے پر تبدیل و اپس لیے اور اس لذت کھسٹ سے ٹریم برس کے اندر ہی کافی پڑھ فراہم کر کے پاہ کی تختواہ اور انگریزوں کی باقی ادا کردی اور اپنے رفیق و وزیر لواب علی ابراہیم خان کوئی فوج کی بھرتی کے لیے مأمور گیا اور گلگتین (GREGORY) نامی ایک ارمنی کو سردار بن کر بیوی تین اصول پر قاعدہ کی تعلیم شروع کرادی۔

(۱۳) رام نرائن جنل کوٹ اور میر قاسم کا معاملہ

شاد عالم کے جانے پر میر قاسم نے راجا رام نرائن سے صوبے کے محاصل کا محاسبہ چاہا۔ رام نرائن جیلے ہوا رکنے لگا۔ اتفاقاً اسی زمانے میں (۱۷۶۴ء) جنل آئر کوٹ (EYRE COOT) انگریزی فوج کا سردار مقرر ہو کر عنیم آباد آیا تھا۔ رام نرائن نے محابی سے بچنے کے لیے جنل مذکور سے ارتبااط پیدا کیا اور خفیہ میر قاسم کی شکایتوں سے اس کے کان بھرنے شروع کیے۔ یہاں تک کہ ایک دن جنل کو یقین دلا یا کہ نواب انگریزی لشکر پر چھاپے مارنے کا قصد رکھتا ہو۔ نادان جنل نے اس کو باور کر کے اپنی فوج آراستہ کی اور راچانک نواب کی خرگاہ میں چلا آیا۔ نواب اس وقت غواب راحت میں تھا اور اس کی فوج بھی غافل پڑی تھی۔ جنل پر رام نرائن کی فتنہ انگریزی کا حال محلاتونہ بنتا پہشان ہوا اور اپنے ایک باتحت کو معذیرت کے لیے چھوڑ کر واپس گیا۔ میر قاسم کو جنل کی یہ حرکت بہت بڑی لگی۔ اس نے لکھتے کی کوئی کوشش میں اس کی شکایت لکھنے سمجھی کوئی لئی کوئی کوشش نہیں تھی۔ اور میر قاسم کو لکھا کر رام نرائن کے معاشرے میں تم خود مختار ہو۔ اب میر قاسم نے جمع خرچ کا حساب طلب کر کے دیکھا تو بعض خیانتوں کا پتا چلا۔ رام نرائن نے سرخہ کا محابی کم کرنے کی

(۱۴۲۵ء کا بقیہ حاشیہ)

BENGAL BIHAR ORISSA PATNA GAYETTEER صفو. ۱۳۱۱ء اول صفحہ

۱۹۲۶ء صفحہ ۲۲۳ سے ماخوذ ہو۔ میر المتأخرین میں مفصل طور پر مذکور ہو۔

۳۹۲ صفحہ ۲ جلد ۱۳۱۱ء میر المتأخرین۔

شاہ عالم نے خود شتاب رائے کو بلوکر صلح کی گفتگو چھیری۔ انگریز جانتے تھے کہ احمد شاہ ابد الی اور تمام امراء ہندستان شاہ عالم کو تخت سلطنت کا دارث تسلیم کر چکے ہیں اور اگرچہ بعض معرکوں میں بادشاہ نے شکست کھائی ہو یہیکن امن اور فائدے کی صورت صلح میں ہو۔ انھی اباب کی بنابریہ مجرکارنگ خود جاکر شاہ عالم کے پاس حاضر ہوا اور نہایت عزت اور احترام کے ساتھ بادشاہ کو عظیم آبادے آیا۔ شاہی لشکر میٹھے پور کے ملاپ کے قریب فرود ہوا اور انگریزی فوج باقی پور کی چھاؤنی میں ٹھیکری۔ ۱۲ مارچ ۱۸۷۶ء کو محل زارت اعماق کی انگریزی کوٹھی میں تخت نشینی کا انظام ہوا۔ کھلنے کی میز پر مت پچھائی گئی۔ انگریز صف باندھ کر موب کھڑے ہوئے اور شاہ عالم نے شاہانہ وضع سے جلوس کیا۔ میر قاسم ناظم بنگال نے بھی حاضر ہو کر ایک ہزار اشرفیاں مندرجیں۔ بادشاہ نے ہر ایک کو علیٰ قدر مرتبہ خلعت دیا۔ راجہ امام زادہ اور راجہ بیم بھی شرف یا ب ہوئے۔

رسومات کے بعد دوسرے کمرے میں جاکر بہار و بنگال و اڑیسہ کے کاغذات پیش ہوئے۔ تینوں صدوں کا شاہی خراج مبلغ چوہین لاکھ ڈپٹی سالانہ مقرر ہوا اور میر قاسم نواب ناظم نے بلا اعذر پر رقم سکاری۔ اس وقت اسی قدر معاملات ٹکر کے شاہ عالم نے چند دن تلے میں قیام کیا اور آخر ذی قعده ۱۸۷۶ء کو اودھ کی طرف روانہ ہوا۔

لہ یہ کوشی افیون گودام کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں اُنہی پچھم جانب ٹکلے کے قریب وہ کمرہ جس میں شاہ عالم تخت نشین ہوا تھا اب تک موجود ہے۔ افیون گودام کی عمارتوں میں فی الحال سرکاری چھاپے خانہ اور صردے آفس وغیرہ ہے۔

فتح سنگھ گرفتار ہو کر عظیم آباد میں مجبوس کیے گئے۔ اس کے بعد بھوج پور کے راجائے بھی اطاعت قبول کی۔ میر قاسم نے مدت میں پہنچانے والے ملاقوں سے مال گزاری وصول کی۔

۱۶) میر قاسم کی طرزِ حکومت اور حسن تدبیر

ایک انگلیز مورخ کا بیان ہے کہ میر قاسم کی داد دسی اور انصاف پر تین حکام اسلام کے روایت کے مطابق تھا۔ میر المتأخرین کا بیان ہے کہ اگرچہ میر قاسم پاہ بنگال کی بے دغائی اور عامم طور پر مثاہیر ملک کی بے اعتباری کو دیکھ کر اخذ مال اور قتل اور قید میں بے باک تھا لیکن ملکی معاملات اور انفصال قضایا اور قدر والی علماء میں بے نظر تھا۔ ہستے میں دور و زندگی بر سر عدالت مدعی و مدعی عالیہ کا اخبار منتاثرا تھا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ رشوت لے کر کچھ جھوٹ بچ لگا کے تحقیقات کے بعد خود مقدمے کو فیصل کرتا تھا۔ اور حکم کی تعییں کے لیے فوراً سزاوں تعینات کیے جاتے تھے۔

میر جعفر نے نام کی نوابی کو مسراجِ سمجھا تھا لیکن میر قاسم باقاعدہ حکومت کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ہر طرف پورا بندوبست کر کے قلعہ موںگیری میں سکونت

۱۷) میر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۳۹۶۔ ۳۹۸۔

غرض سے بعض مستصدیوں کو روپوش کر دیا۔ لیکن میر قاسم نے رام نڑائی کے گھر سے سات لاکھ روپے نقد اور تجیناً اسی قبضت کی جنس برآمد کر کے لے لی باقی رقم لوگوں کے گھروں میں چھپا دی تھی ان کا کچھ پتاد بلا۔ مری دصریہ کارہ مشاراوم ہباجن اور بعض معلکے دار بھی جو رام نڑائی کے خریک تھے گرفتار ہو کر مجبوس ہوئے۔ راجا شتاب رائے بھی لپیٹ میں آگیا تھا۔ لیکن یہ بنا تھا خاص جواب دہ نہ تھا اس لیے اس نے اپنی داشت سے آب رو قائم رکھی۔ انگریزوں نے بھی اس کے حقوق خدمات کے لحاظ سے اس کو بخوبی دلوائی اور اس کا معاملہ انگریزی کونسل کے فیصلے پر موقف رکھا گیا۔ شتاب رائے عرصے تک کلکتہ میں اپنے مقدمے کی پیروی میں پریشان رہا اور کونسل نے اس کو بے قصور قرار دیا لیکن میر قاسم کی حکومت سے نکل جلتے پر مجبور کیا۔ میر قاسم نے شاہی نہ منگو اکر رہتا سی کی قلعے داری عظیم آباد کی دیوانی اور صہیمان الدول کی جاگی جو شتاب رائے کے انتظام میں تھی اپنے دخل میں لے لی۔

۱۱۵۔ صوبے کے جنوبی علاقوں اور بھووج پور کا انتظام

عظیم آباد میں شاطر خواہ بندوبست کر کے میر قاسم نے نوبت رائے کو نائب مقرر کیا اور خود جنوبی علاقوں میں کام گارخان رزبریت سمائے اپنیلے تنگوں قلعے سنگھ اکارسی اور بیشن سنگھ زمیندار پوی کو مطیع کرنے کے لیے رواش ہوا۔ کام گارخان پہاڑی علاقوں میں چاچپا اور بیشن سنگھ بھاگ کر بنارس چل دیا۔ بنیاد سنگھ و

ایسا پیشان ہوا کہ عالی جاہ کو منځ دکھانا نہ چاہتا تھا۔ عالی جاہ کو دال معلوم ہوا تو فواب علی ابراہیم خاں کو بیچ کر اس کو بلوالیا اور فوراً عظیم آبادی طرف کو بیچ کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۱۸) عالی جاہ اور انگریزوں کی مخالفت (۱۸۴۲ء)

عالی جاہ نے بیدار ہنگزی اور ہوشیاری سے اپے سب کام بنائیے اور تینوں صوبوں میں حکومت و صولت قائم کر لیں لیکن انگریزوں سے اس کی نہ بُنی۔ اس کا بسب یہ تھا کہ انگریزی کمپنی کے ملازم نواب کو اپنا بندہ بے دام بنائے رکھنا چاہتے تھے اور عالی جاہ کو اپنی جاہ و منصب کا اخیال تھا۔ کمپنی کے علاوہ کمپنی ملازم انگریز بھی اپنا خاص تجارتی مال بلا محسوب ادھر آؤ در لے جاتے تھے۔ بتیا جانے سے پہلے عالی جاہ نے موں گیر میں ہنڑ کمپنی کے افسر عالی سے عند الملاقات اس بات کی شکایت کی اور افسر مذکور نے وعدہ کیا کہ اس بارے میں مناسب حکم جاری کیا جائے گا۔ چنان چہ خود اس کا قول تھا کہ شاپد ہی کوئی دن گزرتا ہو گا کہ کمپنی کے ملازم محض ادنی ادنی با توں پر جلد کمال کر لواب کی حکومت کی پاٹھلی اور اس کے علوں کو گرفتار کر کے اس کی توہین نہ رستے ہوں۔ ”بہرحال سڑو نشرت کی خواہش تھی گر کسی طرح یہ معاملہ آپس کی رضامندی سے طوپا جائے لیکن کلکتی کی کوئی نہ ناجی کمپنی کے ملازموں

لہ سیر المتأخوس جلد ۲ صفحہ ۳۰۵۔

اختیار کی اور گرگین ارمنی کی نگرانی میں توب بندوق اور اسلام جنگ بنانے کے کارخانے قائم کیے۔ اور باضابطہ فوج بھر لی کر کے ماہ پیاہ تنخواہ ادا کی۔ اس کے بعد بادشاہ کونڈر نجح کر اعلیٰ منصب و خطاب کی استدعا کی۔ ابتدائے ۱۷۶۷ء میں شاہ عالمؒ نے حسب درخواست منصب ہشت ہزاری اور خطاب "نواب عالیٰ جاہ" عنایت کیا۔^{۲۷}

۱۷۱) بیتیا سے نیپال کی طرف فوج کشی ۱۷۶۸ء (۱۷۷۳ء)

عالیٰ جاہ نے بیتیا کے علاقے پر سلطنت پایا تھا اور گرگین نے شناخت کر نیپال میں بڑی دولت ہو۔ اس نے بعض پادریوں سے جو اس طرف سے ہو آئے تھے کچھ حالات دریافت کر کے عالیٰ جاہ کو نیپال پر فوج کشی کے لیے ابھارا۔ عالیٰ جاہ نے گرگین کو تھوڑی فوج کے ساتھ کوچ کا حکم دیا اور بیتیا کے انتظام کا بہانہ کر کے خود بھی اس طرف روانہ ہوا۔ خود عالیٰ جاہ نے بیتیا میں قیام کیا۔ اور گرگین نیپال کی طرف روانہ ہوا۔ مقامِ کوئی پور کے قریب پہنچ گرگین کے پاہیوں نے گھٹائی سے گزرا ناچا۔ کرمے (GURKHAS) مژاہم ہوئے۔ لیکن پاہیوں نے کسی طرح پہاڑ کی ایک چومنی پر قبضہ کر لیا۔ گرگون نے رات کو ہجوم کر کے بطور شب خون حلکیا۔ طرفین سے تیر و بندوق چلنے لگی بالآخر گرگین جان کا شکرِ مہزوم ہو کر افتان و خیزان واپس آیا۔ اس شکست سے گرگین

۲۷ اسی زمانے سے اب تک موئیں میں لوہے کی چیزیں بنتی ہیں۔ اور بندوق بھی تیار کی جاتی ہے۔ سیرالتا خرین جلد ۱۹۰۴ء۔

۱۹) قلعہ عظیم آباد پر انگریزوں کا قبضہ کرنا اور اسی فن

بے دخل ہونا سڑ ۱۶۳۰ء (۱۷۴۲ء)

ستر اس نے چھیڑ بکال کر عالی جاہ کو لکھا کہ میرے پاہی دلوان محلہ کی کھڑکی سے شہر میں جا کر چھپ جاتے ہیں اس لیے اس دروازے کو بند کرنا چاہیے۔ ہر چند عالی جاہ کی طرف سے اس کو کھلار کھنے کے لیے معقول وجوہ پیش کی گئیں۔ لیکن اس اپنی بات پر اڑ گیا۔ بالآخر عالی جاہ نے کھڑکی بند کر دی اور اس جگہ ایک چبوترہ بنو کر توب چڑھا دی۔ اس کو یہ نیا شگوفہ ہاتھ لگا۔ اس نے کونسل کو لکھا یہ یہ جاہ کو لواب جنگ کے لیے آمادہ ہو اس لیے مجھ کو بھی جنگ کی اجازت دی جائے۔ کونسل نے اس کی درخواست کے مطابق جنگ کی اجازت دے دی۔

انھی دنوں میں کونسل کی طرف سے گفتگو کے لیے دو انگریز سفاریت اور ستے نامی عالی جاہ کے پاس منگری تھیں۔

ابھی کوئی گفتگو طور پر اٹھی تھی کہ انگریزوں کی ایک کششی جس میں اور سامان کے علاوہ پانچ سو بیندوں قیس کلکتہ سے عظیم آباد بھیجی گئی تھیں مونگیر کے قریب پہنچی بیندوں بھیجنے سے انگریزوں کے ارادے کا عالی محلہ گیا۔ عالی جاہ نے مسٹر ایٹ کو رخصت دے دی لیکن مسٹر ایٹ کو یہ کہ کر رکھ لیا کہ جب تک انگریز میرے گماشتوں کو رہا کریں گے تم نہیں جا سکتے۔ ایٹ نے چلتے وقت اس کو

لہ شہر کا صدر راستہ پہنچ دروازے سے تھا۔ دلوان محلہ کے موڑ پر جہاں سے سرکل رکھنے کا حکم گئی ہے۔ ایک معمولی سا کڑے دار دروازہ لگا ہوا تھا۔ ۱۲

کی طرف داری کی۔ ادھر عالی جاہ نے اپنے گاشتوں کو حکم دیا تھا کہ کوئی کوشش کا حکم آئے تک کسی چیز سے کپنی کے مال کے سوا اور مال کو روک رکھنا۔ عالی جاہ کے گاشتوں نے روک روک شروع کی تو اس^{ELLIS} نامی نے جو شائع سے پہنچ کر ٹھیک کا افسر عالی تھا اور عالی جاہ سے ذاتی خنا و رکھتا تھا اور عالی جاہ کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ بتیا سے واپس پہنچتے ہوئے عالی جاہ کو اس کا حال معلوم ہوا تو سخت جھلکیا اور اپنے آدمیوں کو انگریزی گاشتوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ خود غل نزار باغ کے قریب گنڈا کو عبور کر کے عظیم آباد آیا اور سڑاں سے ملاقاً ذکر کے یدھابانع جعفر خاں میں آگر مقیم ہوا۔ اور ثوبت رائے کو برطرف کر کے میر جہدی سلی خاں کو عظیم آباد میں نائب مقرر کیا۔ اور خود منگیر روانہ ہوا۔^۱

دنیسرٹ اور وارن میٹنگز نے (جو بعد میں گورنر جنرل ہوا) کوشش سے عالی جاہ کے حسب خواہ فیصلہ کرانے کی کوشش ضرور کی لیکن کوئی کوشش کا فیصلہ عالی جاہ کے خلاف ہوا اور کپنی نے اپنے گاشتوں کی رہائی اور انگریز ملازموں کو محصول سے معاف رکھنے کے لیے بلیغ اصرار کیا۔ عالی جاہ نے آزردہ ہو کر سرے سے محصول ہی کو اٹھا دیا اور چون کر دیسی تاجر بھی محصول اٹھ جانے سے برابر نتفع ہوتے تھے۔ اس لیے انگریزوں کو یہ امر بھی نہایت شاق ہوا۔^۲

^۱ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۵۰۵ دوہم۔

^۲ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۵۰۸ دوہم۔

جو اس وقت عالی جاہ کی طرف سے بکسریں میقہم تھا ادھر جا کر مقام بانجھی کے
قریب ان انگریزوں کو گرفتار کر لیا۔

۲۰) میر جعفر کی دوبارہ مندرجہی اور عالی جاہ اور انگریزوں کی جنگ سے، ۱۸۶۳ء

عالی جاہ اور انگریزوں کی مخالفت اس حد کو پہنچ گئی تھی کہ طرفین کے
لیے سوائے جنگ کے کوئی چارہ کا رہ تھا۔ عالی جاہ نے احکام جاری کیے کہ انگریز
جهان پانے جائیں قتل کیے جائیں۔ ایسٹ مولنیگر سے مرشد آباد اگر گرفتار ہو،
اور اس کا سرکاٹ کر عالی جاہ کے پاس بھیجا گیا۔ انگریزوں نے محروم شدہ
خواب میر جعفر کو دوبارہ مندرجہیں کیا اور عالی جاہ سے انتقام لینے کو ایک زبردست
فوج تیار کی اور جنگ کر کے مرشد آباد پر قبضہ کر لیا۔ جب انگریزی فوج صوبہ بہار
کی طرف بڑھی تو عالی جاہ نے راج محل کے قریب ادھوانالہ نامی مقام میں

(ص ۲۵۴ کا بقیہ حاشیہ)

اگر کبھی انگریزوں کے ساتھ اور کبھی ان کے خلاف فرانسیسیوں کی طرف سے لڑتا رہا۔ انھی
لوگوں نے تمیب ۵۰ MB کہتا شروع کیا جس کو ہندستانیوں نے سمجھ کر لیا۔ اس وقت
میر قاسم کی فوج کے ایک دستے کا افسر تھا۔ میر قاسم کی شکست کے بعد بادشاہ دہلی کا ملازم ہندا۔
اوہ جاگیر حاصل کر کے خوابوں کی طرح زندگی بسر کی۔

تلہ ادھوانالہ راج محل کے جنوبی پہاڑوں سے جاری ہو کر گنگا میں ملا ہوا اس کے کنکے
پر خاردار گھنے درختوں کا جنگل تھا۔ اور بجز ایک پہلی کے دوسری راہ ادھر سے گزرنے
کی نہ تھی۔ میر المتأخر مدن جلد ۲ صفحہ ۳۲۲۔

لکھ بھیجا کہ معاملہ دگر گوں ہو تم سے جو کچھ بن پڑے کرنا۔ اس تو ایسے موئے کی تاک ہی میں تھا اس نے ڈاکٹر فلر ٹن کو جو حصار شہر کے اندر بختی گھاٹ میں رہتا تھا فوراً اپنے پاس ملا لیا اور دوسرے ہی دن (۱۲ اردی الحجر ۱۴۰۷ھ) مطابق ۵ اجرون (۱۴۰۷ھ) علی الصباح انگریزی فوج کی پانچ گینیاں اور تین دسی چھٹیں ساتھ لے کر اچانک محل نوزد کڑہ (دیوان محلے کی کھڑکی کے قریب تھا) اور چھم دروازے سے دھاوا کر کے قلعہ عظیم آباد پر قبضہ کر لیا۔ سیر محمدی نائب صوبے دار اور فوج متین حصار قلعے نے توب اور بندوقوں کی آواز سے بیدار ہو کر مقابلہ کیا لیکن جلدی میں کچھ بنائے نہ بیٹی اس لیے تھوڑی سی لڑائی کے بعد قلعہ چھوڑ کر موگیر کی راہ لی۔ اس کی فوج نے میدان خالی پاک شہر میں لوٹ مجاہدی اور دوپہر ہوتے ہوئے کتنے گھروں کو تباہ کر دیا۔ اس نے قلعے کے حصار پر تو میں لگا دیں۔ لیکن ایمن خان نامی سیر محمدی کے جانے پر بھی عمارت پہل ستوں میں بند ہو کر مدافعہ پر آمادہ رہا۔ سیر محمدی قلعے سے نکل کر فتوحہ تک پہنچا تھا کہ اس کو عالی جاہ کی فرستادہ فوج مل گئی۔ اس فوج کو ساتھ لے کر پھر عظیم آباد واپس آیا تو دیکھا کہ انگریزوں کی فوج کچھ تو لوٹ کھسوٹ میں لگی ہوئی اور کچھ شراب پی پی کر ملا طواریاں کر رہی ہیں۔ عالی جاہ کا فوج سے یکایک حلہ کر دیا اور سہر ہوتے ہوئے تمام انگریزی فوج قلعے سے بھاگ کر اپنی کوٹی میں چلی گئی۔ لواب کی فوج نے کوٹی پر توب چلانی شروع کی تو انگریزوں نے بھل زار باغ سے نکل کر باقی پورے میں پناہ لی۔ لیکن یہاں بھی پیچانے چھوٹا۔ آخر بھاگ کر چھپرہ کی طرف چلے گئے۔ سرو نامی پور پیر، افسر

سلہ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۳۱۵۔

سلہ سرو جرسن یا فرانسی نژاد تھا۔ اصل نام والٹریناٹیا رینہارڈٹ تھا۔ ہندستان (ایقہ حاشیہ ص ۲۵۶ پر)

۲۲) انگریز اسیروں کا قتل سے ۱۹۳۷ء تک

جگت سیٹھ وغیرہ کے قتل ہونے تک عالیٰ جاہ لے کسی مصلحت سے پہنچ میں انگریز اسیروں کو رہنے دیا تھا۔ عظیم آباد پنج کراس کو انگریزی فوج کے ادھر آنے کا اندریش پیٹا ہوا۔ اس وقت اس نے انگریز اسیروں کے قتل کا حکم دیا۔ ۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو سمرو نے حاجی احمد کی خوبی میں ان قیدیوں کو نہایت بے رحمی سے بندوق کی گولیوں کا نشانہ بنایا۔ اور اسی طرح بعض انگریزوں میں مجروم اور هریض بھی تھے چہل ستوں میں قتل کیے گئے۔ صرف ڈاکٹر فلرٹن (FULLERTON) سابق میں عالیٰ جاہ کا معالج رہنے کی رعایت سے چھوڑ دیا گیا۔ دیسی پاہیوں نے بے چارے قیدیوں کو قتل کرنا عار سمجھ کر اس کام سے انکار کیا۔ تب سمرو نے یہ کام خود اپنے ذمے لیا۔ مقتولوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ ادمی صاحب نے اپنی تاریخ میں ان کی تعداد ۱۹۸۱ شخص اور تک بتائی ہے۔ لیکن ہماریکیل ریکارڈس کیش کے جلسے (دسمبر ۱۹۳۷ء) میں سر ایوان کائنٹ اے اے میں ایک مضمون پڑھا جس میں بیان کیا تھا کہ لکڑشاخص کے نام غلطی سے شامل ہو گئے ہیں اور صرف باون اشخاص کا مراجعاً سرکاری

لہ حاجی احمد بدھیت جنگ کی خوبی میں اس جگہ تھیں اس جگہ تھی جہاں اب انگریزوں کا گورنمنٹ ہے۔ اس کی کچھ نیزین پچھم باب اسپتال میں بھی شامل ہو گئی ہوئے سیر المتأخرین جلد ۲

HISTORY OF BENGAL BIHAR ORISSA UNDER BRITISH RULE

صفحہ ۱۵۲ -

HISTORY OF BENGAL BIHAR ORISSA UNDER BRITISH RULE

جو سب سے زیادہ مستحکم اور محفوظ مقام تھا اپنی فوج متعدد کر دی۔ یہاں
عاليٰ جاہ کی فوج کے ارمی یا یورپین ملازموں نے دغاکر کے شنگت دلوادی۔
اب انگریز ملکتے سے کٹوا تک قابض ہو گئے۔ عاليٰ جاہ نے گھبرا کر مونگیر سے
عظمیم آباد کی راہ لی۔ اس کے چلے آئے پر قلعے دار مونگیر لا انگریزوں سے کچھ
ڑپلے کریے قلعہ بھی ان کے حوالے کر دیا۔

من از بیگان گاہ ہرگز نہ نالم کہ با من آں چکر د آں آشنا کرہ

۲۱) راجا رام نرائن اور جگت سیطھ وغیرہ کا قتل

(۱۶۴۳ء)

عاليٰ جاہ نے راجا رام نرائن، فتح سنگھ و بنیاد سنگھ وغیرہ کو پہلے سے قید
کر رکھا تھا۔ انگریزوں سے مخالفت ہوئے پر جگت سیطھ، سروپ چند اور
راج بلجھ وغیرہ بخوبی انگریزوں کی سازش میں تھے۔ اور ان میں سے بعضوں
نے انگریزوں کے نام خطوط بھی لکھتے تھے عاليٰ جاہ کے حکم سے قید کر لیے
گئے تھے۔ عاليٰ جاہ نے مونگیر سے باڑہ کے قریب پہنچ کر راجا رام نرائن کے
گلی میں ریت کا گھر بندھوا کر گنگا میں غرق کر دیا۔ اور جگت سیطھ، سروپ چند
راج بلجھ، فتح سنگھ و بنیاد سنگھ وغیرہ کو بھی قتل کر دیا۔

له ریاض السلاطین صفحہ ۳۸۳

تہ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۳۳۱۔

له سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۳۲۳۔ و ریاض السلاطین صفحہ ۳۸۵

چلا گیا۔ لیکن یہاں بھی قدم نہ جما۔ آخر انگریزوں کے تعاقب سے خائف ہو کر کرم ناصر ندی کے پار شجاع الدولہ انا ب وزیر اودھ کی حدود مسلطنت میں چلا گیا۔

(۱۲) عالی جاہ۔ نواب وزیر اور بادشاہ کا متعدد ہونا

۱۶۷۴ھ (۱۶۳۷ء)

انگریزوں سے اُن بن ہونے پر مونگیر ہی سے عالی جاہ نے شجاع الدولہ نے نواب وزیر سے آس لگا کر خط کتابت شروع کی تھی لیکن شجاع الدولہ نے اس اصر کو وزیر تجویز رکھا تھا۔ اب خود بنارس پنج گر عالی جاہ نے اپنے خان سامان میر سلیمان کو باد دہانی کے لیے روانہ کیا۔ اس وقت بادشاہ اور نواب وزیر دونوں ال آباد کی طرف تھے۔ نامہ و پیام کے بعد عالی جاہ نے خود بھی ان سے ملاقات کی اور بعض قیمتی تحفیں دے گردئے کر دنوں کو اپنا مددگار بنایا اور شجاع الدولہ کی ماں کو بھی بعض قیمتی زیورات جو لاکھ رُپے سے کم کے نہ تھے۔ تحفتوں کے باہم بیٹھ کا رشتہ قائم کیا۔ شجاع الدولہ نے انگریزوں سے بگالہ وہاں کی حکومت منتزع کر کے عالی جاہ کو دینے کا وعدہ کیا لیکن اس وقت بندیں کھنڈ کی ہم درپیش تھیں اس لیے پہلے اس کو سرکار نے کام اذر دیش کیا۔ اس ہم کے سخناء مسر ہونے پر شجاع الدولہ اور بادشاہ فوج لے کر عالی جاہ کے ساتھ بنارس آئے۔

لہ سیر التاخوین جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ PATNA DISTRICT GAVETTEER

۱۹۲۶ء صفحہ ۳۳۳۔ اور HISTORY OF BENGAL BIHAR ORISSA

صفحہ ۵۵ میں بھی کسی قدر اختصار کے ساتھ ذکور ہو۔

اور غیر سرکاری کاغذات سے ثابت ہوتا ہے۔

۱۴۲، عالی جاہ کا صوبہ بہار سے تکلیفات، ۱۹۴۲ء (ستمبر ۱۹۴۲ء)

عالی جاہ کو انگریزی فوج بے اتحادی سی ہے اس و میجر ناکس عظیم آباد کی طرف آنے کی خبر می تو اوقل ڈاکٹر فلر ٹن کو بلوکر صلح کی خواہش ظاہر کی لیکن ڈاکٹر نہ کوئے نے صاف کہ دیا کہ معاملہ اس حد کو پہنچ چکا ہے کہ صلح کی امید نہیں کی جاسکتی۔ اس کے بعد فلر ٹن نے چند دن ولندر نیر کو شہی میں قیام کیا۔ اور خفیہ کشی کا انتظام کر کے گنگا پار جاکر انگریزوں سے جاملا۔

جب انگریز مونگیرے عظیم آباد کی طرف روان ہوئے عالی جاہ نے باعث جعفر خاں سے اٹھ کر قصیدہ پھلواری میں قیام کیا۔ انگریزی فوج کچھ اور قریب آئی تو عالی جاہ ہٹ کر بکرم چلا گیا۔ آخر ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو انگریزی فوج نے عظیم آباد پہنچ کر معروف گنج میں شیلپ کی حوصلے کے پاس گولہ باری شروع کی۔ قلعے کے اندر سے کچھ یوں سی مدافعت ہوتی رہی۔ بالآخر ۱۹ نومبر ۱۹۴۲ء کو قلعے کی دیوار میں رخنے کر کے انگریزی فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ میر ابو علی عالی جاہ کا چیازاد بھائی چند ہزار پاہ کے ساتھ قلعے کی حفاظت کے لیے مستین تھا۔ انگریزوں کے پہنچتے ہی قلعہ چھوڑ کر اس بدحواسی سے بجا گا کہ اس کے اکثر سوار جلتے میں غرق ہو کر ہلاک ہو گئے۔ عالی جاہ اس شکست سے مفطر ہو کر بکرم سے محب علی پور اور محب علی پور سے تلو تھوڑا رہتا سے قریب

لے ولندر نیز سے ہاں نہیں اور رجع مراد ہیں۔ ان کی کوشی محد تھیں گھاٹ سے تصلی پچھم نہیں تھی خوش تھابی ہوئی تھی جو ولندر نیز کے پہنچتے کے نام سے شہر ہے۔ لپ دیرا اس کے بعض کھنڈر ایک ہو جو جدید

۱۱) رمضان سالہ (۱۴۳۲ھ) کو شجاع الدولے نے میٹھے پور کے
تالاب کے پاس فوج آلاتہ کی۔ دوسری طرف یہجر کارنک اور میر جعفر کی
فوج کا ایک وڈا افضل خان کے باغ کے قریب مستین تھا۔ اور باقی فوج
حصار شہر کے قریب تھی۔ شجاع الدولے نے موقع پا کر باقی پور سے باغِ جعفر خاں
تک پرے چھادیے۔ اور اس شدت سے حملہ کیا کہ تیسرا یورش میں قریب
تھا کہ انگریزوں کے قدم اکھڑ جاتے۔ مگر عالی جاہ نے باوجود اصرار کے نہ را
بھی پیش قدیمی نہ کی بلکہ سخروں کو بھی شجاع الدولے کے پاس جانے نہ دی۔ انگریزوں
نے موقع پا کر اسی وقت قدم جماییے اور شجاع الدولے کو پس پا کیا۔ شاید اس
جنگ میں شجاع الدولے کو کوئی زخم بھی لکھتا تھا۔ اس کی اس نے چند اس پردا
نہ کی۔ لیکن عالی جاہ کی بزدلائی حرکت اس کو سخت ناگوار ہوئی۔ جنگ کا کوئی
قطعی فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ شجاع الدولے نے دسویں دن کوچ کر کے بکسریں
مقام کیا۔ اس وقت انگریزوں نے بھی تعاقب کا خیال نہ کیا۔ اس جنگ نے
میر جعہدی نے عالی جاہ کی رفاقت ترک کر کے انگریزوں کی میمت اختیار کی۔

۱۲۶) بکسری جنگ (۱۴۳۲ھ)

اگست سالہ (۱۴۳۲ھ) میں یہجر کھڑمنزو (جو بعد کو سر کھڑمنزو ہوا) انگریزی فوج کا
مردار ہو کر آیا۔ ۲۷ اکتوبر سالہ (۱۴۳۲ھ) کو اس نے بکسریں شجاع الدولے سے جنگ کر کے
کرم ناس نہیں تک پورے صوبہ بہار پر قبضہ کر لیا۔ اس معز کے میں انگریزی فوج

اور بیات طوپائی کے جنگ کے مصارف کے لیے گیارہ لاکھ روپیہ ہوا رعای جاہ
کو دینا ہوگا۔ قول وقرار کے بعد بادشاہ نواب وزیر اور عالی جاہ کا متوجه شکر
بنارس سے صوبہ بہار کی طرف روانہ ہوا۔

۱۲۵) آخری جنگ عظیم آباد، ۱۷۴۷ء (س)

میر جعفر اور انگریزوں کی فوج جو عالی جاہ کے تعاقب میں کرم ناسندی
تک گئی تھی، اس کے بنارس چلے جانے پر کسریں مقیم تھیں۔ بادشاہ اور
نواب وزیر کے آئے کی خبر پاکر بھر کارنک سخت ہراساں ہو اور اپنی فوج
کے کسر سے عظیم آیا دھلا آیا۔ بادشاہ اور نواب وزیر کی فوج جس کی تعداد
چالیس ہزار سے کم نہ تھی اور اس میں پانچ ہزار کے قریب نادر شاہ اور احمد شاہ
ابدالی کی پس ماندہ فوج کے مغلی میں بھی شامل تھے لوٹ کھسوٹ کرتی ہوئی
قصبیہ پھلواری تک چلی آئی یہاں متعدد کنوریں ہونے پر بھی اتنی بڑی فوج
کے لیے جو کئی میل تک پھیلی ہوئی تھی پانی کافی نہ ہوا۔ اس لیے نئے کنوریں
بناؤنے کی حاجت ہوئی۔

اس شکر کے حدود عظیم آباد میں داخل ہوئے کے قبل تک لوگ انگریزوں
سے بیزار ہو گئے اور نواب وزیر کی خیر مناتے تھے لیکن اب ان کے شکر
کی دست برداشتے تھے اگر انگریزوں ہی کے حق میں عملے خیر کرنے لگے۔
تو نے جو قہر خدا یاد دلایا موسن
شکوہ جور بتاں دل سے فراموش ہوا

گیرے کپڑے پہن کر روشنوں کی سی وضع بناتی۔ شجاع الدولہ کو معلوم ہوا تو اس نے خود اگر عالی جاہ کو کہن کر اس کے کپڑے بدلائے لیکن مرپڑ دھول ہوتے کی کوئی صورت نہ ہوئی تھی اس لیے میر سلیمان وغیرہ عالی جاہ کے ملازموں کو ملا کر اس کا مال و اباب اٹھوا لیا اور خود عالی جاہ کو بھی قید کر لیا۔ اور اس کے رفیقوں کے پاس جو کچھ تھا وہ بھی ضبط کر لیا۔

جب شجاع الدولہ اور انگریزوں میں صلح کی گفتگو شروع ہوئی۔ اس وقت انگریزوں نے چاہا کہ عالی جاہ کو ان کے خواہ کر دیا جائے لیکن شجاع الدولہ نے کسی مصلحت سے یا شاید اس بدب سے کہ اس کے قید رکھنے میں کوئی نفع نہ تھا، عالی جاہ کو ایک لنگڑے ہاتھی پرسوار کر کے رخصت کر دیا۔ یہ غریب ادھر اُدھر مارے پھرنے کے بعد شاہ جہان پور پہنچا۔ اس کی تند مزاجی یا ادبی کے بدب رفتہ رفتہ اس کے مصحابوں نے بھی ترک رفاقت کی۔ بالآخر ۱۱۹۱ھ میں سو ضع کوتولی ردهی کے قریب کوئی غیر معروف مقام ہوا میں نہایت کس پری اور بے سرو سافنی کی حالت میں انتقال کیا۔

لہ سیر المتأخرين جلد ۴ صفحہ ۳۵۷ چھپرے میں نواب منیر الدولہ اور ہمارا جاثتاب مائے کی وساطت سے انگریزوں اور شجاع الدولہ اور بادشاہ کے درمیان یہ صلح طوپائی تھی۔
۳۵۸ سیر المتأخرين جلد ۲ صفحہ

۳۵۹ سیر المتأخرين جلد ۳ صفحہ ۸۰ سو ضع کوتولی کا ذکر باذرا لامعا کے انگریزی ترجیح میں علی دردیجان کے حالات کے سلسلے میں فٹ نوٹ میں مذکور ہو۔

کے سات ہزار آدمیوں میں سے تقریباً ایک ہزار آدمی مجروح یا مقتول ہوئے۔ اس جنگ میں بادشاہ کو حقیقتاً عالیٰ جاہ کے معاملے سے کوئی دلچسپی نہ تھی اس لیے وہ انگریزوں سے صلح کرنے کو آمادہ تھا۔ مگر اس وقت شجاع الدولہ کی مرضی کے بغیر صلح ممکن نہ تھی یہ۔

۱۲۷) عالیٰ جاہ کی تباہی اور مرد

بکر کی شکست کے بعد شجاع الدولہ نے واپس جا کر عالیٰ جاہ سے گیارہ لاکھ روپیہ ہوار کے حساب سے مصارفِ جنگ کا مطالب کیا اور بادشاہ کی طرف سے بھی نظامت کے بقایا کا تقاضا شروع کیا اور حکومت کو بھی بہکار دیا کہ اپنی اور پادا کی تنخواہ طلب کرے۔ اس نمک حرام نے عالیٰ جاہ کو گھیر لیا۔ روپیہ موجود نہ تھے۔ مجبوراً عالیٰ جاہ نے محل سرے اشراقیان وغیرہ منگوکر اس سے جان چھڑائی اور کہا کنی الحال میں تم کو نوکر نہیں رکھ سکتا اس لیے اسلحہ وغیرہ سامان جو تم کو دیا گیا ہو حوالے کر دو۔ اس نے بے باکی سے جواب دیا کہ ہتھیار جس کے ہاتھ میں ہو اُسی کا ہو۔

نواب وزیر کا مطالبہ ادا نہ ہوا تھا اس لیے عالیٰ جاہ کے وزیر علی ابراہیم خاں نے عالیٰ جاہ کی تہیٰ دستی کا اعذر کر کے مہلت مانگی اور اجازت چاہی کہ عالیٰ جاہ بیٹگے جا کر روپیہ کا بتن و بست کرے لیکن شجاع الدولہ نے ایک شہابی اور فوراً روپیہ ادا کر دیتے کے لیے اصرار کیا۔ روپیہ موجود نہ تھے اس لیے عالیٰ جاہ اور اس کے رفیقوں نے

۱۹۲۴ء صفحہ ۳۵۶-۳۵۷ اور

HISTORY OF BENGAL BIHAR ORISSA UNDER BRITISH RULE

صفحہ ۱۵۱۔ ۳ہ سیر المتأخرین جلد ۲ صفحہ ۲۳۲

بائب نور زدہ حام

انگریزی حکومت بحثیت دیوانی

(۱) انگریزی کپنی کو دیوانی ملت اور لارڈ کلائیو کا بندوق

۶۴۸-۱۴

الله (۶۴۸-۱۴) میں کلائیو لارڈ کلائیو ہو کر ہندستان واپس آیا۔ اس وفد کپنی سے اس کو مدارالہام بنانکر تمام امور کی اصلاح کے لیے متعین کیا تھا۔ اس زمانے میں عظیم آباد کی انگریزی کوٹھی میں اور اسی طرح بھگانے میں بھی کپنی کے ملازموں نے ناجائز ذریعوں سے پولے کر نظم میں فتوح پیدا کر دیا تھا۔ پڑنے کی کوٹھی کا افسر بھی اس قسم کی نازیبا حرکت کا مرتکب ہوا تھا۔ کلائیو کے آنے کی خبر سے ہر اس ہو کر اس نے خود کشی کر لی۔ انگریزی انتظام کی خرابی اس حد کو پہنچی ہوئی تھی کہ سیر المتأخرین کا بیان ہر کر حکام نے رعایا کے حالات پر کچھ توجہ نہ کی اور اپنے مقرر کیے ہوئے عاملوں کے ہاتھوں خلق کی ایذارسانی اور نباہی

لہ دیوانی کے تعلق صوبے کی مالگزاری (ردیو) اکا محکمہ سپرد تھا اور نظام سکت تعلق حکومت کا تنظیم و تنقیخ تھا۔

DISTRICT GAZETTEER PATNA

۱۹۲۶ء صفحہ ۳۵۵۔

۱۲۸۱ء میر جعفر کی وفات اور اس کے جانشینوں کا حال

۱۲۸۱ء شعبان ۱۲۵۷ھ رجنوری میں^{۱۲۵۷} کو میر جعفر نے مرشد آباد میں انتقال کیا۔ اصحاب کونسل (کلکتہ) نے روپرے کر اس کے مجهول النسب بیٹے میر چھلوڑی کو بجم الدولہ کے لقب کے ساتھ منزہین کیا۔ نوجوان ناظم بنگالہ و بہار والٹریسہ کا وظیفہ چون لاکھ روپرے سالانہ مقرر ہوا۔ اس نے خوش ہو کر کہا کہ اب خدا کے فضل سے میں جتنی طوایعنوں کو جا ہوں رکھ سکتا ہوں۔ بجم الدولہ کی طرف سے میر محمد رضا خاں مظفیٰ حنگ نائب ناظم مقرر ہوا اور صوبہ بہار میں میر محمد کاظم خاں (برادر میر جعفر خاں) نائب ہو کر کام کرنے لگا۔ اور دھیرج نزاں برا در راجا رام نزاں اس کا دیلوان مقرر کیا گیا۔ راجا شتاب رائے جو عالی جاہ کے وقت میں خارج البید ہوا تھا۔ پھر اپنی سابق حیثیت سے عنظیم آباد چلا آیا۔^{۱۲}

۱۲۸۹ء ذی قعڈہ^{۱۲۸۹} کو بجم الدولہ نے انتقال کیا اور انگریزوں نے اس کے بھائی سیف الدین کو اس کا جانشین کیا۔ ماہ ذی الحجه^{۱۲۹۰} میں سیف الدولہ نے بھی انتقال کیا اور اس کا چھوٹا بھائی سبارک الدولہ منزہین ہوا۔ میر جعفر کے وقت سے جو انگریزی سلطنت شروع ہوا تھا یہاں تک بڑھا کہ ناظم بنگال کی حکومت بالاستقلال انگریزی حکومت ہو گئی اور نظمان بنگال محض نام کی نوابی کو بھی غیمت بان کر باعثِ فخر بنتھے تھیں۔

کے سوا اور وہ مخفی رکھا گیا تھا۔ جہاڑ پر سوار ہونے کے ایک سچتے بعد کپتان مذکور نے اعتصام الدین کو اطلاع دی کہ شاہ عالم کا خط کلایوئے اپنے پاس رکھ لیا ہوا اور آینہ سال وہ خط مع شاہی تحریف سانحہ کے خود ولایت آئے گا۔ اعتصام الدین یہ سن کر سخت آزردہ ہوا۔ آخر ولایت ہنچ کر ڈبڑھ برس انتظار کرنے کے بعد کلایوہاں پہنچا۔ لیکن شاہ جارج ثالث کے لیے جو شاہی تحریف سانحہ کیا تھا اس کو کلایوئے بجائے شاہ عالم کے خود اپنی طرف سے یاد شاہ بیگم کے نذر کر دیا اور تحریف کے سانحہ لاکھ روپی تقدیمی لے گیا تھا۔ اس کا بھی کلایوئے کوئی نکرنا کیا اور کپتان سوئن ٹن نے اعتصام الدین سے کہا کہ تمہارا خیال صحیح تھا۔ کلایوئے ہم لوگوں کو دھوکا دیا اور شاہی خط کا کچھ پتائے چلا۔ ایک موئخ نے لکھا ہو کہ ”پلاسی کے ہیر و اور این چند کے دوست (یعنی کلایو) کے دتیرے کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بیان بالکل قابل یقین معلوم ہوتا ہو۔“

(۲) صوبہ بہار میں دیوانی کا نظم

لارڈ کلایوئے دیوانی حاصل کرنے پر میر محمد کاظم خاں کو معززول کر کے دھیرج نہاین بہادر راجرام نہاین کو نائب صوبے دار مقرر کیا اور میر محمد کاظم خاں کے لیے ایک لاکھ روپی سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ انگریزوں کی طرف سے عظیم آباد پٹنہ میں ہمارا جا شتاب رائے نائب دیوان ہوا اور کام کر لے کے لیے یہ دستور قرار پایا۔ اک تلخ عظیم آباد کے صدر گمرے میں ایک مند بردار گاہ تیکی اور اس کے سامنے ایک گرسی رکھی گئی۔ مند پر شتاب رائے

دبر بادی کا تاثا دیکھا کیے۔

کلایو نے عظیم آباد اکر سیر محمد کاظم نائب ناظم اور شتاب رائے اور دھیر ج نراں سے ملاقات کی اور ان تینوں کی صلاحیتوں کا مولزد کر کے شتاب رائے کو ساتھ لے کر ال آباد روائے ہوا۔ اس وقت شاہ عالم ال آباد ہی میں مقیم تھا۔ کلایو ر شتاب رائے کی وساطت سے گفتگو طور کر کے بگال و بہار و اڑیسہ کی دیوانی بسلخ چبیس لاکھ روپی سالانہ پر لکھواں۔ بادشاہ کو نواب ناظم اور صوبے داروں سے شاہی خراج پر مشکل وصول ہوا کرتا تھا اور انگریزوں سے باقاعدہ وصولی کا اطمینان تھا۔ اس لیے یہ کام بہت جلد اور نہایت آسانی سے طوپا گیا۔ اس وقت بادشاہ نے شتاب رائے کو مہاراجا کا خطاب عنایت کیا جو حاج عاصم الدین لے اپنی کتاب "شکر نامہ ولایت" میں لکھا ہے کہ شاہ عالم نے دیوانی عطا کرنے کے ساتھ کلایو سے یہ وعدہ لیا تھا کہ ہندستان میں بادشاہت قائم کرنے میں انگریزی فوج امداد کرے گی۔ اور اگرچہ یہ شرط لکھی ہوئی تھی لیکن ہر ایک کو منظور تھی۔ چون کہ فوجی امداد کمپنی کے لیے بعض قباحتوں سے خالی نہ تھی اس لیے یہ ضروری معلوم ہوا کہ بادشاہ انگلینڈ سے اس کی منظوری لے لی جائے۔ شاہ عالم نے نواب منیر الدین اور راجا شتاب رائے کو کلایو کے ساتھ ملکتے روانہ کیا اور ان دونوں نے بادشاہ کی جانب سے شاہ انگلینڈ کے نام ایک خط کا سودہ درست کیا اور کپتان سوئنٹن (SUINTON) اس خط کو لے جانے کے لیے تعین ہوا اور عاصم الدین بھی بادشاہ کی جانب سے ولایت جانے کو مقرر ہوا۔ یہ مشورہ کو نسل کے خاص ارکان

(۲) قحط ۱۸۳۳ھ (نے ۱۷۶۴ء)

مسٹر میولڈ ہی کے زمانے میں بارش کی قلت کے بدب تقطیع کا اندریشہ پیدا ہو گیا تھا لیکن اسید تھی کہ آئینہ بارش ہونے سے کچھ پیداوار ہو جائے گی۔ اگست ۱۷۶۹ء میں تھوڑی بارش ہو کر موقف ہو گئی اور تمام زراعت خشک ہو کر رہ گئی۔ چنوری نے میں غلادس قدر حکم یا ب ہو گیا کہ روزانہ فاقہ سے پچاس روپیہ موتیں ہونے لگیں۔ شتاب رائے نے الکر زندگانی افسر کلاں کو اس کی اطلاع دی اور صاحب موصوف نے خود بھی دیکھ کر گورنر کو حالات کی اطلاع دی اور ضلع میں احکام صادر کیے کہ مال گزاری میں بجائے ایک من کے پھیں سیر غلاد و صول کیا جائے۔ شتاب رائے نے تقطیع زدہ کی امداد کے لیے دو لاکھ روپیہ منتظر کرنے کی تحریک کی تھی۔ اس زمانے میں مشروی راست کے چلے جانے پر مسٹر جان کارٹر کپنی کا گورنر تھا۔ اس کی حکومت نے یہ تولیم کیا کہ تقطیع کی مدافعت ضروری ہو لیکن حکام کی تحریک پر عمل درآمد کے ساتھ کوئی عصاف حکم نہ دیا۔ آخر ہمارا جاشتاب رائے نے اور حتی المقدور مقامی انگریز دہل اور ولنڈریز (ڈچ) لوگوں نے فاقہ کشوں کی امداد کی اور کثیر خلقت کو فاقہ کی موت سے بچایا۔ دانما پور میں بھی فوج کے افسروں اور فرانسیسی تاجر دہل نے چند رے فراہم کیے اور اپنی جیب سے خیرات کی لیکن اس پر بھی فاقہ سے روزانہ ہر لے والوں کی تعداد خاص عظیم آباد پنڈتیں میں ڈیڑھ سو نفوس تک ہیچ گئی تھی اور اطراف و نواح کا حال اس سے بدتر تھا۔ الکر زندگانی کے کپنی کے خرچ سے فاقہ کشوں کی امداد کے لیے تین سو اسی روپ پر روزانہ تقسیم

اور دھیرج نرائین کی نشست ہوتی تھی اور کسی پر مسٹر ڈلشن (افسر عالیٰ کو محی
عظم آباد) اجلاس کرتا تھا۔ جو پرانے یا احکام صادر ہوتے تھے پہلے دھیرج نرائین
اس کے حاشیے پر دستخط کرتا تھا پھر اس کے پشت پر (نواب ناظم کی ہر کے تھے)
شتاب رائے "ردیدہ شد" لکھ کر دستخط کرتا تھا اور آخر میں مسٹر ڈلشن کے دستخط
ہوتے تھے۔ کچھ دنوں اسی طور پر کام جاری رہا لیکن دھیرج نرائین کی غفلت
شعاری اور شاید بعض خیانتوں کے بعد شتاب رائے اس سے برگشتہ
خاطر ہو گیا۔ کلایو کو دھیرج نرائین کی بدلباقتی کا حال معلوم ہوا تو اس نے
نواب مظفر جنگ محمد رضا خاں نائب ناظم کو محابسہ کے لیے عظیم آباد بھجوایا۔
مظفر جنگ نے بعض خیانتوں کا پتا لگایا اور دھیرج نرائین کو معزول کر دیا۔
اتفاق سے دوسرے ہی سال ڈلشن بھی تبدیل ہو گیا اور طاس رمبوولد
اس کا قائم مقام ہوا۔ اسی زمانے میں شاہ عالم نے نواب منیر الدولہ رضا خان
خان کو اپنا نائب بناؤ کر عظیم آباد بھجا تھا۔ ۱۸۴۶ء میں لاڑ کلایو بھی ولایت
چلا گیا اور ہمنزی دیر است اس کی جگہ پر کمینی کا گورنر ہوا۔

۱۳ کونسل کا انتظام ۱۸۷۸ء تا ۱۸۹۰ء

۱۸۷۸ء سے ۱۸۷۹ء تک ہمارا جانتاب رائے اور مسٹر رمبوولد
نے مل کر کونسل کا نظم جاری رکھا لیکن اسی سال رمبوولد کے ولایت جانے پر
جیسی الگز نہ رہنامی اس کا قائم مقام ہوا۔

ہو کر صوبہ بہار میں شتاب رائے کے انتظام کو بھی ایسا ہی قیاس کیا اور عظیم آباد پٹنہ میں روئینہ کو نسل قائم کرنے کا حکم دیا۔ الگزینڈر کو نسل کا صدر قرار پایا۔ اور رابرٹ پالک اور جان و شرٹ ممبر ہوئے۔ شتاب رائے اپنے عہدے پر بحال رہا۔ لیکن ماں گزاری وغیرہ کے معاملے میں اس کو نسل کی متابعت کرنی پڑی۔ اس زمانے میں ماں گزاری کی وصولی کے لیے ماں گزار مقرر تھے۔ قاعدے کے مطابق پیداوار میں نصف رعایا کا حق ہوتا تھا لیکن ماں گزاروں نے زیادتی اور زبردستی سے وصولی کے اتنے ابواب قائم کر لیے تھے کہ غریب رعیت کو بجائے نصف کے ایک چوتھائی بھی شکل ہاتھ آتی تھی۔ کو نسل قائم ہوتے ہی رعایا نے شکایتیں پیش کیں۔ کو نسل نے تحقیقات کے بعد ۵ نومبر ۱۸۶۴ء کو حکم دیا کہ ماں گزار کے پڑے میں یہ شرط شامل کر دی جائے کہ فی من کم از کم ساڑھے سترہ سیرفلہ رعایا کے لیے ضرور چھوڑ دینا ہو گا۔

۱۶۱ دیوانی کا براہ راست انتظام اور مظفر جنگ اور شتاب رائے پر الزام (۱۸۶۲ء)

۱۸۶۱ء میں رچرڈ بارول (R. BARUELL) کو نسل کا صدر ہوا۔ پھر دوسرے سال ۱۸۶۲ء میں جان گراہم (GRAHAM) نامی مقرر ہوا۔ اسی سال ۱۸۶۲ء کمپنی کے ناظموں نے ولایت سے احکام نافذ کیے کہ دیوان ہونے کی جیشیت سے کمپنی دیوانی کا سر شہر خود اپنے ہاتھ میں رکھے۔ حکم پاتے ہی گورنر کارٹر (CARTER) نے مرشد آباد میں نواب مظفر جنگ

گزنا شروع کیے۔ اس رقم میں سے سوڑ پر شتاب رائے اپنے ہاتھ سے تقسیم کرتا تھا۔ حکام کی روپورث کے مطابق خاص شہر عظیم آباد میں اس قحط سے ایک لاکھ جانیں تلف ہوئیں ۔^{۱۹}

اس قحط کے متعلق لارڈ ہون (MAHON) کتاب رایز آف دی انڈین اسپاٹر (صفحہ ۱۹۶) میں لکھتا ہو کہ پروردہ نشین عورتیں اپنی اور اپنے بچوں کی جانیں بچانے کے لیے سرپازار بھیک مانگتی تھیں اور روزانہ سڑکوں پر ہزاروں نقوص مرتے تھے جن کی لاشیں کتے، گیدڑ اور گدھ کھاجلتے تھے۔ ندی میں لاٹوں کی کثرت سے مچھلی بھی کھانے کے لائق نہ رہی تھی اور بطيں بھی مردار کھانے کے سبب انسان کی خوراک کے لائق نہ تھیں۔ اکثر جگہوں کی نصف تباادی اور عام طور پر تمام علاقوں میں ایک تہائی آبادی اسی قحط سے گم ہو گئی۔ قحط زدہ دیہاتوں سے شہر میں آتے تھے اور یہاں بھی خوراک نہ ملنے پر ان کی آہ وزاری نہامت درد انگیز تھی۔ اعلیٰ ذات کے برہمنوں کو ادنیٰ شدر کے ساقوں مل جل کر رہے میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا تھا۔^{۲۰}

۱۵ نظامت کے متعلق کونسل کی تحقیقات سنائے

سنائے میں گورنر اور کونسل نے تحقیقات شروع کی کہ کس طور پر کیا کیا مدین نظامت میں وصول ہو اکرنی ہیں۔ اس سلسلے میں ونڈرٹ نے مرشد آباد میں بعض خیانتوں یا ناروا عمل درآمد کا پتائیا کیا کونسل نے بندگان

(۱) رائے رایان کلیان سنگھ نائب دیوان

مہاراجا شاتب رائے کے مرلنے پر اس کا نوحوان بیٹا کلیان سنگھ ملے رایان
کے لقب کے ساتھ چاپس ہزار روپ سالانہ تختواہ پر نائب دیوان مقرر ہوا۔ اور
راجا خیالی نام اس کا نائب ہوا۔

(۲) کونسل کا برخواست ہونا اور صوبہ بہار کا تعمیر

۱۷۴۳ء میں جارج ہرست اور طاس لین کے بعد دیگرے پتنکی روشنیو
کونسل کے صدر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ۱۷۴۵ء میں رابرٹ پالک اور
۱۷۴۶ء میں اسحاق بچ اور ۱۷۴۷ء میں ایوان لا اور ۱۷۴۸ء میں ولیم میکول
کونسل کی صدارت پر مأمور ہوئے۔ اس اثنائیں وارن ہنگس جو ۱۷۴۹ء
تک گورنر تھا ۱۷۴۸ء میں گورنر جنرل کے عہدے پر ممتاز ہوا۔

گورنر جنرل نوکور کو عظیم آباد کی کونسل کا نظم کچھ تشفی بخش نظر آیا اس لئے
اس کے سو قوف کردیئے کا حکم دیا۔ اس کا ایک بدبی یہ بھی ہوا کہ سٹرینگ
نامی افسر کا ایک محروم شہرت لے کر اکثر معاملات کو در ہم و بر ہم کر دیتا تھا اور
راجا کلیان سنگھ اور راجا خیالی رام نے اس کی شکایت گورنر جنرل کو لکھ دیجی۔
۱۷۴۹ء کو عظیم آباد پنڈ کی کونسل برخاست کر دی گئی۔ اور بجائے اس
کے ولیم میکول روشنیو چیف کے عہدے پر مقرر ہوا۔ اور سٹرلا اعالت دیوانی
کا بچ اور سٹر یار لو فوج دار (مجھڑیٹ) اور سٹر یول ٹکلکار حکمر مخصوص و پنگل مقرر ہوا۔
۱۷۵۰ء میں ریول ٹکلکار اسی کا آباد کیا ہوا۔

محمد رضا خان کو چھ سال سے نائب ناظم تھا اور عظیم آباد میں ہمارا جاتشتاب رائے کو برطرف کر دیا۔ اور ان پر خیانت کا الزام لگا کہ حرم ۱۸۷۳ھ میں منظر جنگ کو اور اس کے ایک ہمینے کے بعد شتاب رائے کو کلکتہ طلب کیا۔ جان دنیشت نے ذاتی ارتباٹ کے بدب شتاب رائے کی حرast کے لیے ایک کپنی پاہیوں کی یہ کپر ساتھ کر دی کہ یہ تھماری محافظت کے لیے ہے۔ اس کے روشن ہونے پر انگریزی حکم کا فارسی ترجمہ کرایے اعلان کر دیا گیا کہ ہمارا جاتشتاب رائے برطرف کیا گیا اور اس کے عوض میں کپنی کے حکام کام کریں گے۔

کلکتہ میں مقدمہ رو، کار ہونے پر شتاب رائے بے حرم ثابت ہوا اور انگریز اس سعالٹ میں بدسلوکی سے پیش آئے کے بدب خود پیشان ہوئے۔ تلائی مافات کے لیے راجا نذکور کو ایک اقرار نامہ لکھ کر دے دیا کہ جو کچھ الزام تھے محض غلط ثابت ہوئے اور اس کو خلعت فائزہ دے کر بھرا س کے سابق عہدے پر بحال کیا۔ لیکن یہ سب اس وقت ہوا کہ رسوائی اور پریشانی اور کلکتہ کی آب و ہوا سے اس غریب کے دماغی اور جسمانی قویٰ بالکل خراب ہو چکے تھے۔ اور ضعف معدہ کے بدب راجا نذکور نہایت نحیف والا غریب ہو گیا تھا۔ پہلے جس قدر انگریزوں کا ملاح تھا اب اسی قدر ان کا شاکی ہو گیا۔ اور آخر ایک سال کے اندر ہی ۱۸۷۴ھ میں مر گیا۔

شتاب رائے کے واپس آئے کے بعد ۱۸۷۵ھ میں منظر جنگ بھی الزام سے بری ہو گکہ مرشد آباد واپس آیا۔

ہڈا تھا۔ حیثیت سنگھ کے کارندے خفیدہ صوبہ پہاڑ میں بغاوت پھیلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ضلع عظیم آباد پٹش کے اکثر زمین دار جن کے فتنے مال گزاری یا قی رہ گئی تھی اس ہنگلے میں شریک ہونے کو تیار ہو گئے۔ انھی میں راجا اقبال علی خاں پسرواب کامگار خاں یا قی مال گزاری کی علت میں گرفتار تھا۔ عظیم آباد سے کسی طرح نکل کر اس نے چند ہزار پاہ فراہم کی اور اپنے علاقوں کے ارد گرد تمام غدر پھیلا دیا۔ اس بد امنی اور غارت گری نے کلیان سنگھ اور خیالی رام کی اسید کا خاتمہ کر دیا۔ تعہد کے مطابق دوسری قسط وصول نہ ہونے پر حکام نے روٹ کی کر کلیان سنگھ ذی حیثیت شخص ہراس سے قسط وصول ہو جائے گی۔ لیکن خیالی رام سے اندریشہ ہر کہ علاقوں میں غارت گری کر کے اس کا الزام حیثیت سنگھ کے سر رکھے۔ حکام اعلیٰ نے کلیان سنگھ کا اقتدار ملاحظہ کر کر اس پر صرف تقاضا جاری رکھنے کی مددیت کی۔ لیکن خیالی رام کی مجبوی کا حکم دیا۔ ۲۱ نومبر ۱۸۷۴ء کو میر بارڈی نے پاہ بیچ کر خیالی رام کے گھر پر پہرے بٹھا دیے۔ اور پھر ۲۲ جنوری ۱۸۷۴ء کو اس کو گھر میں بھی رہنے نہ دیا۔ اور عویی بیگان میں لاکر نظر بند رکھا۔ کلیان سنگھ نے کسی طرح بندوبست کر کے چھاس ہزار پر فی الفور ادا کیے اور حکام نے رفتہ رفتہ علاقوں کو داپس لینا شروع کیا۔

لہ د جنگلہ پہنڈی کی کتاب میں اقبال علی خاں کو اکبر علی خاں کہہ دیا ہو۔ لیکن اقبال علی خاں صحیح نام ہو۔ لہ عویی بیگان بخشی محلے سے اُتر اور گنگا سے دکن ہو۔ پرانی عمارتوں میں اب ہر فنگنا کے کنارے ایک ستمحکم پشتے کا کھنڈ رہا ہے۔ اسی ستلے میں بھوج پور کے راجا بکراجیت سنگھ کو زمین گزاری سے بے دخل کر کے اُنگریزوں نے مزاول بٹھا دیے اور نزدین سنگھ راجا سرس دکن بخدا کو زمین داری سے بے دخل کر کے نظر بند کر دیا۔ اور راجا نہ کوئی نہ پیش ہزار پر پردہ الکاذب کے گور منڈ سے خلب کیے تھے۔ اس میں سے تائیں ہزار پر (بیقد نوٹ صفحہ ۳۸ پر)

۱۹ اگست کو یم میکسول رفتہ چیف نے انتقال کیا۔ اس لیے دو مہینے تک جیس لندنے نامی اس کی جگہ پر کام کرتا رہا۔ اور اس کے بعد ولیم آگسٹس بروگ تامی رفتہ چیف ہو کر پہنچا آیا۔

راجا خیالی رام نے راجا کلیان سنگھ کو آمادہ کیا کہ صوبہ بہار کا تعہد اپنے نام لکھوالیا جائے۔ خیالی رام کلیان سنگھ کا خطے کر کلکتہ پہنچا اور وارن، ہیٹنگس سے مل کر مبلغ انسیں لاکھ اکیس ہزار ایک سو سات روپ سالانہ پر صوبہ بہار کا تعہد لکھوا لیا۔ اس کے قبل تک انگریزوں کو مال گزاری کے اٹھائیں لاکھ روپ سالانہ وصول ہوتے تھے اس لیے گورنر جنرل نے اس بندوبست کو بخوبی منظور فرمایا۔ اس معاملے میں کلیان سنگھ اور خیالی رام دونوں شریک تھے تعہد تو بہت آسانی سے لکھوا لیا گیا۔ لیکن علاقوں کا بندوبست دشواری سے خالی نہ تھا۔ ہر چند عامل بھی مقرر کیے گئے اور بہتیرے زینداروں کے ساتھ بھی بندوبست کیا گیا لیکن بروقت مال گزاری وصول نہ ہوئی۔

۱۹ راجا چیت سنگھ والی بنارس کی بغاوت

سود اتفاق سے اسی سال ۱۸۷۴ء میں راجا چیت سنگھ نے بغاوت کی۔ اس وقت وارن، ہیٹنگس اپنی یہم کو عظیم آباد پہنچ میں چھوڑ کر خود بنارس گیا۔ راجا چیت سنگھ کو راجا الکاری کے خاندان سے گہرے تعلقات تھے۔ ملا دہ اس کے انگریزی حکام مال گزاری کے معاملے میں سختی کا برداشت کرتے تھے اور وارن، ہیٹنگز راجا چیت سنگھ سے بعض رقمیں وصول کرتا چاہتا تھا۔ اور اس زمانے میں سارے ہندوں ایک ہپل پھی ہوئی تھی اس لیے صوبہ بہار کے نادار زیندار چیت سنگھ کے ہمدرد تھے۔

ان کی کوٹھی بھی اس کے قبضے میں دے دی گئی تھی۔

(۱۱) سکہ و خزانہ (۱۸۸۶-۱۸۸۷ء)

ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کے ابتدائی زمانے میں پہنچستان کے اور شہروں کی طرح صوبہ بہار کے شہروں اور قصبوں میں بھی سلطانِ مہلی کے لئے راجح تھے۔ لیکن عام طور پر بازاروں میں خرید و فروخت خرچہ یعنی کوڑیوں کے ذریعے سے ہوتی تھی یا کوڑک پوری پیسوں سے جو ٹھیکریوں کی طرح موجود مولے ڈتابنے کے لئکر بخیر کسی مہر سنہری نقش و لگار کے ہوتے تھے۔ دیہات والے ان پیسوں کو لوہیا بھی کہتے تھے۔

وزنی ہوئے کے بعد ایک بار برداری کے بیل پر پندرہ بیس روپے زیادہ کی کوڑیاں لے جانا و شوار ہوتا تھا۔ اور گور کھ پوری پیسے بھی قریب تریں اسی طرح بوجھل ہوتے تھے۔

۱۸۸۷ء میں انگریزی حکومت نے نئے سکے جاری کرنے کا اعلان کیا۔ اور مندرجہ ذیل تابنے کے سکے جاری کیے۔

۱۔ مد سیر جو ڈبل پیسے (یعنی لٹکا ہوا کی طرح تھے اور ۲۵ کے تین ہوتے تھے۔ ایک مد سیر ایک سو سالگھ کوڑیوں کے برابر ہوتا تھا۔

۲۔ نلوں جو معمولی راجح وقت پیسے کے برابر تھے اور ۲۵ کے چوسٹھہ ہوتے تھے۔

لہاس زمانے میں انگریزوں نے فرانسیسوں کی جایداد سے متعلق بھی تحقیقات کی لیکن صوبہ بہار میں فرانسیسوں کی کوئی جایداد پائی نہ گئی (دیکھو صفحہ ۳ اولی برش ایڈنڈن فرشن آف بہار)

۱۰) ولندریز (ڈچ) کے کارخانے کی ضبطی سال ۱۷۸۴ء

۱۷۸۴ء میں انگریز بندستان میں فرانسیسی - ڈچ - مرہٹ اور حیدر علی سے برسر چنگ تھے۔ اسی سلسلے میں گورنر جنرل نے ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کی جای میداد ضبط کر لینے کا حکم صادر کیا۔ عظیم آباد پٹنہ میں ولندریز (ڈچ) کی نہایت شان دار کوٹھی گنگلکے کنارے موجود تھی جس میں توپیں بھی لگی رہتی تھیں اور کسی قدر پاہ بھی تھی۔ مدرسیکسوں مدینو چیف نے حکم پاتے ہی سڑھیلی کو اس کوٹھی پر قبضہ کر لینے کے لیے تعین کیا۔

۱۰) جولاٹی سال ۱۷۸۴ء کو میجر ہارڈی افسر فوجی نے اس کوٹھی کو دخل میں لا کر رومنو چیف کے حوالے کر دیا۔ ڈچ کمپنی کے اعلیٰ افسروں سے مجلس کا لکھوا کر رومنو چیف نے ان کو آزاد کر دیا لیکن کمپنی کے اور ملازم تبدیل کر لیے گئے۔ ولندریز کمپنی انگریزی کمپنی کو وس ہزار روپی سالانہ بندہ دادے کر تجارت کے لیے افیون خریدا کرتی تھی۔ کوٹھی کی ضبطی کے وقت کمبل نامی انگریز شخصیہ دار کے چھیانو سے ہزار روپی افیون کی قیمت کی یابت ڈچ کمپنی کے ذمے باقی تھے۔ ضبطی کے بعد یہ رقم انگریزوں نے ادا کی اور کوٹھی کے مکانات بھی شخصیہ دار مذکور کے مصرف کے لیے چھوڑ دیے گئے۔ اس وقت سے ولندریز کی تجارت مستقل طور پر بند ہو گئی۔ اگرچہ اس قوم کے لوگ اس کے بعد بھی چند سال تک عظیم آباد پٹنہ میں مقیم تھے۔ اور شاید ہر اکتوبر ۱۷۸۵ء کو بعض شرائط پر (صفحہ ۲۸۵ کا بقید قوت للاحتاظہ ہو)

رومنو چیف نے واجب الادا تسلیم کیے تھے لیکن بالآخر رومنو چیف نے تمام دھوے کو رد و باطل کر دیا۔ کیاں سنگر نگاری کے راجا زیرت نگر اور تربت کے راجا ادھو سنگر کے ساتھ بھی بیہی کیا تھا۔

- ۱۶۲-۸ کانز خ مختصر اس مقام پر نقل کیا جاتا ہے۔
 ۱۷ چاول با سمیٰ اکتیں سیر سے چھتیں سیر تک فی روپیہ۔
 ۱۸ چاول معمولی را ز قسم سید وغیرہ ایکتیں سیر سے ایک من انٹھارہ سیر تک فی روپیہ۔
 ۱۹ چاول شرخ ایک من انیں سیر سے ایک من بائیس سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۰ گندم ایک من سول سیر سے ایک من بائیس سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۱ جو تین من پانچ سیر سے تین من سات سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۲ جنیزادو من پانچ سیر فی روپیہ۔
 ۲۳ ارہر ڈھائی من فی روپیہ۔
 ۲۴ دال ارہر ایک من انیں سیر سے ایک من بائیس سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۵ کھساری چار من ڈیڑھ سیر سے چار من ساڑھے سات سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۶ دال کھساری تین من چھتیں سیر فی روپیہ۔
 ۲۷ کابلی مٹڑو من چھبیس سیر سے تین من چار سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۸ چنے۔ ڈھائی من سے دو من چوبیں سیر تک فی روپیہ۔
 ۲۹ ماش۔ دو من ڈھائی سیر سے دو من چھبیس سیر تک فی روپیہ۔
 ۳۰ موگ ایک من پونے چھو سیر سے ایک من سوا آٹھ سیر تک فی روپیہ۔
 ۳۱ سورہ دو من پونے تا ایس سیر فی روپیہ۔
 ۳۲ دال سورہ۔ ایک من پونے تیس سیر فی روپیہ۔

(صفہ ۳۸۸ کا بقیہ نوٹ ملاحظہ ہو)

صرف چار آنے بتاتا ہے اور یہ کہ ایک متواتر درجے کا آدمی اہل دعیال کے ساتھ دین بارہ روپیہ میں نہایت آرام سے ایک سال تک بسر کر سکتا تھا۔

ست نیم فلوس جیسا کہ نام سے بھی ظاہر ہو، اور صیدل کے طور پر تھے۔
ست پاؤ فلوس جو بیس کوڑیوں کے برابر ہوتے تھے۔ اور رُپ کے دو سو چھپن
ہوتے تھے۔

سرکاری خزانے میں جو عربی بیگان میں خواجہ کلاں گھاٹ اور بخشی گھاٹ
کے درمیان واقع تھا، یہ سے فروخت کے لیے موجود رہتے تھے۔ کلکتہ کی ہر سال
کے سرکاری رُپ سے اتنی رُپ کا سیر مقرر تھا۔ اور ایک من پیسوں کی قیمت اتنی
رُپ تھی۔

رجنلڈ ہینڈ کی کتاب سے معلوم ہوتا ہو کہ مدوسیر اور فلوس زیادہ رائج
ہوئے۔ لیکن نیم فلوس اور پاؤ فلوس کو رعایا نے زیادہ رائج ہونے نہ دیا۔
۱۷۸۶ء کو مسٹر برود روینوچیف نے رپوٹ کی کہ صراف اور عوام
چھوٹے پیسوں کو لینے سے قطعی انکار کرتے ہیں۔

(۱۲) غلہ اور اجناس کا نزخ (۱۷۸۷ء)

اب سے ڈیڑھ سو برس پہلے صوبہ بہار میں غلوں کا کیا نزخ تھا، اس
کی کیفیت بھی دل چسی سے خالی نہیں۔ اس لیے رجنلڈ ہینڈ کی تحریر سے
لہ رجنلڈ ہینڈ (R.HAND) آرہ میں ڈیڑھ کلکٹر تھے۔ ان کی کتاب میں ۱۷۸۷ء
سے ۱۷۸۸ء تک کے حالات سرکاری کاغذات سے مستنبط ہیں اور اس کا نام ہر

EARLY BRITISH ADMINISTRATION OF BIHAR-
1781-1785
(۱۷۸۱ء کے تریب ابن بکر طبری کے آیا تھا۔ اس نے اپنے سفرنامے میں جوزخ لکھا
ہو۔ ۱۷۸۷ء کے نزخ سے بھی ادا نہ ہو۔ مثلاً ایک بھیر کی قیمت (باقیہ نوٹ صفحہ ۲۸۹ پر)

زیادہ ہوتی تھی۔ ہندستان کی اس تجارت کو دیکھ کر امریکہ والوں نے بھی نیل بنا کر یورپ میں بھجن اشروع کیا۔ یہاں تک کہ پچاس برس کے اندر یورپ میں ضرورت سے زیادہ نیل پسخپنے لگا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ نرخ کم ہونے لگا۔ اور ہندستان کے تجارت کو بجائے غیر معمولی منافع کے نقصان کی صورت نظر آئے لگی۔ اس خارے کو دیکھ کر بعض نیل والے صاحبوں نے نیشنل کی کاشت شروع کی اور شکر بنانے کے کارخانے کھوئے لیکن اس میں بھی ان کو بہت کام یابی نہ ہوئی۔

اتفاق سے نہ لاء کے لگ بھگ بیر (BAYER) نامی جرمی کے باشندے نے الکترے سے نیل کارنگ لکھانا ایجاد کیا۔ ابتدائیں یہ زنگ نیل سے گواں فروخت ہوتا تھا لیکن رفت رفت ان کی تجارت کو ایسی ترقی ہوئی کہ نیل والوں کو کارخانے بند کر دینے پڑتے۔ اور ۱۸۹۶ء سے تو ہندستان کے بازاروں میں جرمی کے زنگ کے سواد و سارنگ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ۱۹۱۳ء میں صوبہ بہار میں گوا نیل کی کاشت قریب موقوف ہو گئی۔ اور اس وقت نیل کی قیمت سو سو روپیہ فی من سے زیادہ نہ تھی۔

نیل والے انگریز جن کو ترہت کے رہنے والے نیل والا یا نیلہا کہتے تھے حکام ضلع کی پشت پناہی کے بھروسے پرکانوں اور عوام سے نہایت سختی اور فرعونیت کا سلوک کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض کوٹھیوں کے سامنے اگر کوئی شریف ہندستانی گزرنا چاہتا تو اس کو خواہ خواہ نیل والے صاحب کو سلام کرنا اور اپنی سواری سے اُتکر گزرنا ہوتا تھا۔ اس لیے لوگ ان سے سخت پیزار تھے۔ اور جب ان کے کارخانے ہند ہوئے تو کسی کو بھی افسوس نہ ہوا بلکہ ۱۹۱۶ء میں بعض لوگوں نے ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند

- ۱۶۔ تیسی (السی) ایک من بیس سیر فی روپیہ -
- ۱۷۔ سرسوں۔ ڈیڑھ من سے ایک من سوا بائیس سیر تک فی روپیہ -
- ۱۸۔ ازنٹی۔ ایک من پنیس سیر فی روپیہ -
- ۱۹۔ نل۔ ایک من نو سیر فی روپیہ -
- ۲۰۔ پوستہ۔ ایک من چھو سیر فی روپیہ -
- ۲۱۔ عنک۔ فی من دو روپیہ دو آنے سے دو روپیہ پانچ آنے تک -

(۱۲) ترہست میں نیل کی باقاعدہ کاشت ۱۸۲۴ء

بہار و بنگالے میں نیل کے پودے (INDIGO FERATINCTORIA) سے رنگ بنانا قديم زمانے سے راجح تھا۔ لیکن ۱۸۲۴ء کے پہلے کسی نے تجارتی طور پر اس کام کو نہ کیا تھا۔ ۱۸۲۴ء میں ستر گز اند منطقہ توکل کلکشہ جو کہ آیا تو اس نے تجارتی طور پر نیل کی کاشت اور رنگ بنانے کی تحریک کی۔ و تھوڑی ہی تدریت میں حکام ضلع کی ہمت افزائی سے بہت سے انگریزوں نے اضلاع ترہست سارن، چپارن اور در بھنگ میں کوٹھیاں بنانکر باقاعدہ تجارت شروع کر دی۔ غربی کاشت کاروں نے نیل کی گرم بانارسی دیکھ کر یعنی زینتوں کا آٹھواں حصہ اسی کاشت کے لیے وقف کر دیا۔ اور چند سال کے اندر نیل والے انگریزوں کی ستراستی بڑی بڑی کوٹھیاں قائم ہو گئیں اور تیناً تین لاکھ بیگ زین میں نیل کی کاشت ہونے لگی۔ اس زمانے میں یورپ میں نیل کا رنگ بہار و بنگالے سے پہنچا تھا اور اندازہ کیا گیا ہو کہ تقریباً دو لاکھ من نیل صوبہ بہار سے ہر سال روانہ ہوتی تھی جس کی قیمت فی من دو روپیہ سے

۱۵) قحط کے آثار اور گولہ گھر کی تعمیر

نئے کے قحط کی یاد ابھی بھولی نہ تھی کہ سائنس میں یادش کی قلت کے بعد پھر قحط کا اندریشہ پیدا ہو گیا۔ اس زمانے میں سرجان شور ٹلنٹ افر تھے۔ انہوں نے غلے کی درآمد و برآمد کے محسوب کواٹھا دیا اور ضلع سارن و ترہت سے غلے باہر لے جانا منوع تھا، اس حکم کو منسوخ کر دیا۔ اور کوئی میں روپوٹ کی کو قحط کے انداد کے لیے غلے کھنے کی ایک کوٹھی بنوانے کی ضرورت ہو۔ اسی روپوٹ کی منتظری پر سائنس میں گولہ گھر تیار ہوا جو اونہی سے ہوتے پیالے کی صورت کی ایک عجیب و غریب عمارت باقی پور میں موجود ہے۔ اس میں غلر کھنے کی کبھی نوبت نہ آئی۔ فی الحال شهر میں شارع عام پر فاصلے کے نشان کے لیے جو پھر لگے ہوئے ہیں، ان میں سیلوں کا شمار اسی گولہ گھر سے مکھایا گیا ہے۔ شہر ہر کوئی میں مہارجا جنگ بہادر والی نیپال نے اپنے ٹھوکو گولہ گھر کے زیتون سے سب تک پہنچا دیا۔

۱۶) ضلع بہار مقرر ہونا

سوریوں کی سلطنت کے زمانے تک قصبہ بہار ہی اس صوبے کا صدر مقام تھا۔ اکبر کے زمانے میں سرکار بہار مقرر ہوئی۔ اس میں ضلع پلاموں، گیا، ہزاری باغ اور موگیر کے بعض حصوں بھی شامل تھے۔ میں حکام انگریزی نے ضلع بہار تواریخ دیا جس کے حدود کم و بیش سرکار بہار

کرنے پر کمر پاندھی۔

۱۹۱۲ء میں یورپ کی جنگِ عظیم شروع ہونے پر جرمن کے رنگ کی تجارت بند ہو گئی۔ اس وقت اگر صوبہ بہار کے لوگ نیل کے کارخانے جاری کرتے تو بہت منافع حاصل کر سکتے تھے کیونکہ اس وقت نیل میں چار گونہ اور پانچ گونہ منافع ہو سکتا تھا لیکن کسی نے اس طرف توجہ نہ کی انگریزوں نے جرمنوں سے رنگ بنانے کا انسخہ اور ترکیب معلوم کرنے کے تجارت اپنے ہاتھ میں لینے کا قصد کیا ہے تو ہم اگر حکومت کی طرف سے ولایتی رنگ کی فروخت کم کرنے کی تدبیر کی جائے اور بہار و بنگالے میں پھر نیل کی کاشت شروع ہو تو ملک کی بہبودی کی آمید ہو۔

(۱۲) تعهدِ لوث نے پر علاقوں کا بندوبست ۱۸۸۳ء

۱۸۸۳ء میں جان شور نہیں بندوبست نے پہنچ آگر تمام علاقوں کو جو راجا کلیان سنگھ اور خیالی رام کا تعهدِ لوث جانے پر واپس لیے گئے تھے، اس دفعہ تین سال کے لیے متفرق لوگوں کے ساتھ بندوبست کر دیا۔ یہ دہی سر جان شور ہیں جو بعد کو ۱۸۹۳ء سے ۱۸۹۵ء تک گورنر جنرل کے ہدایے پر ممتاز رہے۔ اور کسی شاعر نے ان کے زمانے میں کلکتہ کے حالات کے بیان میں یہ شعر کہا تھا۔

آب شور وزیں سرا سر شور
شور فرماں روائے کلکتہ

خاص بہار و بنگالے کے حالات پر مبنی ہیں۔ اور چون کہ بہار و بنگالے فی آبادی میں فی صد چند آدمیوں کے سواتمام نفوس ایسے ہیں جن کی اوقات زمین داری اور کاشت کاری پر مخصوص ہے، اس لیے اس بیان میں کسی قدر تفصیل ضروری معلوم ہوتی ہے۔

زمانہ قدیم سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ ملک کی تمام زمینیں بادشاہ کی ملک سمجھی جاتی تھیں۔ اور بادشاہ کو ان کی پیداوار میں ایک جز یا اس کے عوض تقدیم حاصل کرنے کا حق حاصل تھا۔ یہی حقیقت اکثر ملکی یا فوجی ضرورتوں کے لیے یا مذہبی امور یا خیرات کے کاموں کے لیے شاہی فرمان کے ذریعے جاگیردار یا ائمۂ ادار وغیرہ کے نام حسب ضرورت منتقل کردی جاتی تھی جس کی کیفیت مندرجہ ذیل اصطلاحوں سے ظاہر ہوگی۔

جمع طومار بادشاہی و جمع طومار تخصیص (یعنی اقسام جاگیر خالصہ بادشاہی اور غیر خالصہ جس میں اور اقسام جاگیر شامل تھیں)۔

۱۔ جاگیر سرکار عالی رجوع نظم امت کے اخراجات اور حکم دیوانی دفعہ داری کے جاری رکھنے کے لیے ضروری تھی۔

۲۔ جاگیر بندہ بائی عالی بارگاہ (اس کو دیوانی سے تعلق تھا)

۳۔ جاگیر امیر الامر اپس سالار اور فوجی مصارف کے ستعلق تھی)

۴۔ جاگیر فوج داران رفوج دار اپنے علاقے میں پر طور مجرم طبیث کے ہوتے تھے)

۵۔ جاگیر منصب داران (منصب داروں کو اپنے علاقے میں امن قائم لہیونا نیوں کے بیان سے پایا جاتا ہو کہ راجا چندر گپت کے زمانے میں پیداوار کی ایک پرچھائی حکومت کو درصول ہوتی تھی جو پانچ سالی پڑ کا انحطاط اور چندر گپت کے حالات میں منکور ہے۔

کے مطابق تھے۔ لیکن ضلع کا صدر مقام بجائے بہار کے گیا قرار پایا۔ اور طاس ^۱ کے نامی اس ضلع کا پہلا کلکٹر مقرر ہوا۔ اس وقت باقی پور اور شہر پٹنہ کو جھوڈکر تمام علاقے گیا کے مجریٹ کے تحت میں تھے۔ اور ان علاقوں کے مقدار گیا ہی میں فیصل ہوتے تھے۔

^۲ ۱۸۴۶ء میں بہار و فتوحہ میں دلکشی اور چوری کے ساتھ پرکشت متنوع میں آئے۔ اور گیا کا مجریٹ دوری کے سبب برداشت ضروری اندزادہ کر سکتا تھا۔ بعض داروغہ بھی چوروں سے ساز باز رکھتے تھے۔ ان وجہ سے ^۳ ۱۸۴۷ء میں فتوحہ گیا کے محکمہ فوج داری سے علیحدہ کر کے خاص پٹنہ کی فوج داری میں شامل کر دیا گیا۔

^۴ ۱۸۴۸ء میں کپینی نے حکومت کا نظم و نسق نواب ناظم بنگال سے لے لیا تھا۔ پٹنہ میں اول اول فرنس گرانڈ (FRANCIS GRAND) بجا فوج دار کے مجریٹ مقرر ہوا لیکن یہ بعض بدکرداریوں کے سبب بطرف کیا گیا۔ اور ^۵ ۱۸۴۹ء میں ہنری ڈگلس (HENRY DOUGLAS) اس کی جگہ پر مقرر ہوا۔ اسی زمانے سے لفظ فوج دار متودک ہوا۔ اور بجائے اس کے لفظ مجریٹ راجح ہوا۔

۱۸۴۸ء صوبہ بہار میں زمین داریاں اور بنزوست ^۶ اعماقی کا حال

انگریزی حکومت نے زمین داریوں کے بنزوست اور سرکاری مال گزاری کی تشخیص کے متعلق قدیم باوشاہی ضابطے کے خلاف جو اصول ایجاد کیے وہ

زمینوں کی پیداوار میں حکومت کا جو حصہ ہوتا ہوا اسی کو سرکاری مال کہتے ہیں۔ قدیم زمانے میں یہ مالیہ بجائے نقد کے جنس کی صورت میں بھی ادا کیا جاتا تھا۔ لیکن مال گزاری کی رقم وقتاً فوقتاً حکومت کی طرف سے سفر ہوتی تھی۔ ادھر چار صد یوں کے اندر بہار و بنگال میں اس طور کا شاہی بندوبست اول اول اکبر کے زمانے میں ۱۵۸۲ء کے قریب راجا لوڈھل دیوان نے کیا دوسرا بندوبست جو غالباً تریسی تھا، شہزادہ شجاع کی صوبے داری کے زمانے میں ۱۶۵۰ء کے قریب واقع ہوا اور تیسرا بندوبست نواب مرشد قل خاں کی صوبے داری میں اور نگزیب کی وفات کے بعد ۱۶۷۳ء میں وقوع میں آیا۔ ملاحظہ ہو۔

(EARLY REVENUE HISTORY OF
BENGAL AND FIFTH REPORT BY F.D. ASCOLI M.A.)

لیکن اس بیان سے یہ نہ سمجھتا چاہیے کہ ایک بندوبست سے دوسرے بندوبست کے درمیان اس بارے میں کوئی کارروائی عمل میں نہ آئی ہو گی کیونکہ سنلیے سلطنت قائم ہونے پر اکبر کے زمانے میں ۱۵۷۹ء میں شاہی دیوان کا عہدہ قرار پا چکا تھا۔ اور بادشاہی دیوانی کی طرح ہر حاکم صوبہ کے ساتھ بھی دیوان مقرر ہوتا تھا۔

لہ واضح ہو کہ اکبر سے بہت پہلے شیر شاہ نے زمین کی اقسام و مال گزاری کے متعلق بہت سے آئین بنانے تھے جو اکبر کے زمانے میں بھی جاری رہے اور بعض صورتوں میں اب تک جاری ہیں۔ ۱۷ دیوان کا غاص کام یہ ہوتا تھا کہ اول ہر قسم کی آمدنی وصول کر کے شاہی خزانے میں داخل کرے اور زمینوں کے بندوبست پیداوار اور مال گزاری اور خراج شاہی وغیرہ کا محقول انتظام رکھے اور تمام جگہیں اور انعام وغیرہ جو شاہی حکم سے دیے جاتے تھے۔ یا جو مصارف شاہی حکم سے ہوتے تھے ان کے متعلق تمام کارروائی اور زمین و خراج کا نظم رکھے۔

رکھنے کے لیے سوار و پیادے رکھنا ہوتا تھا۔

۷ مدعماش (منہجی کاموں کے لیے آمدی وقف کی جاتی تھی) ۸ سالیاں داران اکسی قابلیت یا کارگزاری کے سبب بطور وظیفہ کوئی رقم مقرر کردی جاتی ہے)

۹ زمین داران اکاشت کاروں سے مال گزاری وصول کر کے شاہی خزانے میں داخل کرنے والوں کے لیے جو محنتانہ یا اجرت یا کمیشن مقرر تھا تھا۔ اس کی تعداد عموماً اصل مال میں دس فی صد سے پندرہ فی صد تک ہوتی تھی)

۱۰ المغارا اکثر درویشوں، پیروں، عالموں، شیوخ طریقت اور سجادہ نشینوں کو خانقاہ کے مصارف یا کسی تعلیمی خرچ کے لیے یا حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لیے جاگیریں ہوتی تھیں)

۱۱ روزینہ داران (منہجی کام کرنے والوں کے خرچ کے لیے جو رقم مقرر ہوتی تھی)

۱۲ نوارہ رجھلی کشتیوں کو فوازہ کہتے تھے۔ ان کے فراہم رکھنے کے لیے بھی خرچ کی ایک ضروری مقدار مکمل کر لی گئی تھی)

۱۳ احشام عله اکسی افسر یا ساکم کے اعزاز و وقار کے لیے ظاہری شان و شوکت کے ساز و سامان مراد ہیں)

۱۴ کھیدا (جگلوں میں ہاتھیوں کو پکڑنے کے لیے جو اہتمام ہوتا ہے اس کو کھیدا کہتے ہیں)

(واضح ہو کر یہاں بھی ایک طور کی جاگیری کو کہتے تھے جو شہزادوں کے خرچ کیلئے دی جاتی تھی)

نفید شاہت نہ ہواد زمین دار آئندہ سال کی توقع نہ رکھتے تھے۔ اس۔ یہ ایک سال کی مدت میں جس قدر ممکن تھا حاصل کر لینا چاہتے تھے۔ اور کاشت کار بھی جانتے تھے کہ شاید آئندہ سال نئے زمین دار سے سروکار رہے۔ اس لیے بے پرواہی کرتے تھے اکثر بندوبست ایسے لوگوں کے ساتھ کیا گیا جن کو پہلے سے زمین داری و کاشت کاری کا ذاتی تجربہ نہ تھا۔ اور تمام یا توں کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت کو ماں گزاری وصول کرنے میں دقتیں پیش آئیں۔ اور حاجت کا تقاضا تھا کہ ماں گزاری وقت پر وصول ہوئے۔ یک سال بندوبست سے کام نہ چلنے پر چونچ سال بندوبست شروع کیا گیا۔ کچھ دن مرشد آباد اور پٹنسہ کی کوشاںوں کے ذریعے نظم جاری رہا اور ماں گزاری و عامل مقرر کر کے انتظام جاری رکھنے کی کوششیں عمل میں آئیں لیکن بالآخر ۱۸۷۴ء میں کورٹ آف ڈائرنگز نے دہ سالہ بندوبست کرنے کی مہابیت کی اور یہ بھی حکم دیا کہ دہ سالہ بندوبست کر کے ماں گزاری کی رقم منتقل طور پر قرار رکھی جائے۔

لارڈ کارنفوس نے ۱۸۷۹ء تک یک سال بندوبست جاری رکھا اور اس کے بعد دہ سالہ بندوبست مقرر کر دیا۔ یہی دہ سالہ بندوبست ۱۸۹۲ء سے بندوبست دوامی قرار پایا۔ بندوبست دوامی کی تجویز میں انگلینڈ کے وزیر اعظم ولیم پٹ کی رائے کو خاص طور پر دخل تھا۔ جس وقت لارڈ کارنفوس کی تحریک انگلینڈ میں ڈاکٹریوں کے پاس پہنچی ان لوگوں کو بہار و بہگانے کے حالات کا اس قدر تجربہ نہ تھا کہ اس سے میں کوئی صحیح رائے فائم کرتے۔ مزید برآں سرجان شور کی صلاح بندوبست دوامی کے خلاف تھی اور ان کی صلاح کو اکثر ڈاکٹری طبی و قوت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آخر مدرسہ ڈنڈاں

زمین کی پیداوار میں شاہی حصہ یا مال گزاری "کو اصل کاشت کار سے
 وصول کر کے شاہی خزانے میں داخل کرنے والے زمین دار ہوتے تھے مسلمان
 مغلیہ کے عہد میں ان کی قانونی حیثیت کیش ایجنسٹ یا ٹھیکے دار کی سی تھی۔
 جو موضعات ان کے ساتھ بندوبست کیے جاتے تھے اس میں سے شاہی
 مال گزاری دینے کے بعد تینا آٹھواں حصہ ان کا محتنا ہوتا تھا۔ لیکن وہ وقت
 یہ لوگ اس سے بہت زیادہ رقم حاصل کر لیتے تھے۔ جب تک شاہی خزانے
 میں مال گزاری نقطہ پر قطع وصول ہوتی رہتی تھی، اس وقت تک حکومت
 کی طرف سے کوئی چھیر چھاڑنے ہوتی تھی بلکہ ایک تک زمین دار نہیں
 کے بعد یہ لوگ اپنے حقوق کو مستقل یا موروثی قرار دے کر منتقل کرنے کا مجاز
 سمجھتے تھے۔ لیکن حکومت نے حتیٰ زمین داری کو مودودی یا استقلال حقیقت
 قرار دیا تھا اور وقت پر مال گزاری ادا نہ کرنے پر اکثر زمین دار یا چھین لی
 جاتی تھیں۔ مثلاً ترہست کا علاقہ درجنگ کے راجا کے ساتھ ایک لاکھ روپیہ
 سالانہ سرکاری مال پر بندوبست کیا گیا تھا۔ راجا نہ کورنے شاید کچھ فضل
 رقم رعایا سے لے کر دیا یا اسی قسم کا کوئی شبد ہوئے پر نواب علی وردی خان
 نے راجا نہ کور کو بجاۓ زمین دار کے محض مال گزار بنادیا۔ اور چند موضعات
 اس کے لیے چھوڑ کر سرکاری مال گزاری پر دو فی صد اس کا حق المخت مقرر
 کر دیا۔ اسی طرح عالی جاہ بیر قاسم علی خاں نے بھی کئی کئی زمین داریاں چھین
 لی تھیں۔

بہرحال حکومت کی بگ انگریزوں کے ہاتھ میں آئے سے پہلے ہی
 سلطنت مغلیہ کے اصول نظم و نسق درہم و بربہم ہو چکے تھے۔
 ۱۶۴۵ء کے بعد انگریزوں نے اول سالانہ بندوبست کیا لیکن کچھ

سے گورنمنٹ وصول کر دیتی ہے۔ چاہے وہ آمد فی لوگری سے حاصل ہو یا ثمارت دغیرہ سے۔ ابتدائیں یہ میکس خاص غرورت سے عائد کیا گیا تھا۔ لیکن اب اس کے موقف ہونے کی امید نہیں۔ حالانکہ راقم کے علم میں کوئی شخص اس کو خوشی سے ادا نہیں کرتا۔

بہر کیف بندوبست دوامی کا حکم صادر ہونے پر ضلع بہار میں حسب ذیل پر گنات بندوبست کر دیے گئے۔

(۱) پر گنہ راج گیر بنام بھی علی خان برادر نواب علی ابراهیم خان۔

(۲) پر گنہ بسوک و بیکم پور بنام کریم قلی خاں وغیرہ وزیر نواب منیر الدولہ (۱۸۷۴ء میں یہ پر گنے نواب موصوف کی جاگیریں تھے)

(۳) پر گنہ تلاڑھا بنام سیر محمد باقر علی خاں (جن نواب سراج الدولہ کی بہن کی اولاد سے تھے)

(۴) حصہ پر گنہ شاہ جہان پور و بیکم پور بنام شیخ فیض اللہ مورث علی چودھری خلیل صاحب ساکن اسلام پور (سابق میں یہ بھی نواب منیر الدولہ کی جاگیریں تھا)

(۵) پر گنہ اوکڑی و سنتوت بنام راجا متوجیت سنگھ۔

(۶) پر گنہ سوڑھا بنام راجا جسونت سنگھ (ساکن دھرہ)

(۷) پر گنہ بیکٹ پور بنام بالوادونت سنگھ۔

(۸) پر گنہ غیاث پور چند شخصوں کے نام بندوبست ہوا تھا۔ لیکن دو تین برس کے انداز پر اپس لیا گیا۔ اس میں اکثر التفا اور جاگیریں وغیرہ تھیں۔

لہڈیڑھزار سے زیادہ آمدی پر چار پائی فی روپیہ اور اسی طور پر میکس کی رقم میں اضافہ ہوتا ہو جس سے آمدی کا ایک حد گورنمنٹ کے خزانے میں پہنچ جاتا ہو۔

صدر نے یہ تحریک کی کہ اس اہم سٹلے میں وزیر اعظم سے صلاح یعنی چاہیے۔ وزیر اعظم نے دوسرے دن سٹلے پر ہر بہلو سے خود خوس کر کے بنڈوست دوامی کی منظوری کی صلاح دی۔

اس ٹلک میں اب تک یہ سٹل زیر بحث ہو کر بندوبست دوامی گورنمنٹ اور سپلک کے حق میں سفید ہر یا مضر۔ اس میں شک نہیں کہ بندوبست دوامی سے گورنمنٹ نے اپنے مال میں اضافہ کرنے کے ساتھ اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس بندوبست کی بدولت زینداری نے گورنمنٹ کی بہت کچھ حایت کی جس سے گورنمنٹ کو استقلال حاصل کرنے میں مددی۔ البتہ یہ ضرور ہو کہ اس دوامی بندوبست نے ہزاروں زمین داروں کو ناکارہ بنارکھا ہے۔ اور کاشت کاروں کو بھی کوئی خاص فائدہ نہ پہنچا اور راقم کے خیال میں بندوبست دوامی سے زینتوں کی آبادی میں کوئی خاص ترقی نہ ہوئی۔

سلطنت مغلیہ کے آخری زمانے میں صوبے داروں نے زمین کے مال کے علاوہ آمدی کے اور بھی ابواب قائم کر لیے تھے لیہ اول اول نواب مرشد قلی خاں نے ابواب وصول کیے جو علی وردی خاں اور میر جعفر خاں کے زمانے تک قائم رہے۔ میر قاسم نے اس پر کیفیات اور توقیر کا اضافہ کیا۔ کیفیات سے سابق ابواب میں اضافہ مراد ہے۔ اور تو فیر سے کسی شخص آمدی پر تشخیص مراد ہے۔ انگریزی حکومت میں ایک نئی چیز انکمٹکس ہے۔ ہزار روپے سے زیادہ سالانہ آمدی پر دو پائی فی روپیہ کے حساب لہ آج تک اکثر زمین داریاں کے ملازم رعایا سے اتنی قسم کے ابواب تاجاری وصول کرتے ہیں کہ ان کی فہرست کو ایک دفتر چاہیے۔

نیپالیوں کو شہنشاہ چین کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ گورکھوں نے یودھ منہب کی بعض چیزوں کی توہین بھی کی تھی۔ اس لیے شاہ چین نے گورکھوں کے مقابلے کے لیے بارہ ہزار سپاہ روانہ کی۔ ۱۸۹۳ء میں چین کی فوج یا یوجوراہ کی صعوبت اور بعد کے کامٹھ مانڈو سے بارہ کوس پر پہنچ گئی۔ اس وقت گورکھوں نے مجبور اٹا شاہ چین کے ماتحت رہنا قبول کر کے صلح کر لی۔ لیکن انگریزوں سے بھی ایک تجارتی معاہدہ کر لیا۔ انگریز تبل سے تجارتی عہدوں پر چنان کے خواہاں تھے۔ چنان پر ۱۸۹۴ء میں وارن ہیستنگز نے مکوان پر کے راجا کا علاقہ اور چمپارن کے بائیں مواضعات گورکھوں کے ماتحت میں ہونا تسلیم کر لیا تھا۔ اور ایک فیل بطور نذرانہ ہر سال لینا قبول کر کے صلح کی تھی۔

۱۸۹۱ء میں گورکھوں اور انگریزوں کے درمیان ایک اور معاہدہ مقام داناپور میں قرار پایا۔ جس کی شرطوں کے مطابق کامٹھ مانڈو میں انگریزی سفیر (رزیدنٹ) مستعین ہوا۔ اور انگریزوں کی سرحدیں ڈاک وینے والوں اور بدمعاشوں کی گرفتاری کے متعلق قانونی عمل درآمد طوپایا۔ اور انگریزوں نے ایک ہاتھی سالانہ نذرانہ لینا اٹھا دیا۔ لیکن گورکھوں نے تمام شرائط کی پابندی نہ کی اور انگریزی سفیر کی توہین کرتے رہے۔ اس لیے ۱۸۹۲ء میں لارڈ ولزلی گورنر جنرل نے اس معاہدے کو منسوخ کر دیا۔

اس کے بعد گورنمنٹ کوترہت کے کلکٹر کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ ۱۸۹۶ء سے ۱۸۹۷ء کے درمیان گورکھوں نے دوسرے مواضعات پر قبضہ کر لیا ہے اس لیے ۱۸۹۷ء میں لارڈ ہیستنگز (LORD HASTINGS) نے گورکھوں کو ان مواضعات سے ہٹ جانے کو لکھا۔ لیکن گورکھوں نے اس

(۹) پر گئے سانہ ۱۸۹۲ء میں دو بارہ بعض زمین داروں کے ساتھ بندوبست کیا گیا۔ اس پر بھی نصف کے قریب علاقے جو جاگیر داروں اور انتخابداروں کے قبیلے میں تھے بندوبست سے چھوٹ گئے۔

۱۸) پرانشیل کورٹ آف اپیل ۱۸۹۳ء

۱۸۹۳ء میں پنٹہ میں اور اسی طرح ڈھاکے میں پرانشیل کورٹ آف اپیل یعنی حکام صوبے کے فیصلوں کے خلاف درخواستوں کی سماعت کے لیے عدالتیں قائم ہوئیں لیکن ۱۸۹۳ء میں یہ عدالتیں بند کر دی گئیں۔

۱۹) ترہت و چمپارن کی طرف انگریز اور گورکھوں کا معاملہ ۱۸۸۹ء تا ۱۸۹۷ء

میر قاسم کا نیپال پر فوج کشی کرنا مذکور ہو چکا ہواں کے دو برس بعد گورکھوں نے مکوان پور کے زمین دار کو مغلوب کرنے رفتہ رفتہ تراہی کے اکثر علاقوں پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ اور ان کے راجا پر تھوی نزاں نے ضلع چمپارن میں یا تیس مawahات پر دخل جایا۔ اس کے چند سال بعد گورکھوں کی چڑھائی سے خائف ہو کر کاظم مانڈو کے نوار راجائے انگریزوں سے مدد چاہی۔ انگریزوں نے بیج کنلاخ (MAJOR KINLAUGH) کے تحت میں ایک مختصر فوج روشن کی لیکن اس سے کوئی خاطر خواہ نیچہ پیدا نہ ہوا۔ بلکہ گورکھوں نے کاظم مانڈو پین اور بھٹ گاؤں وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور

کی۔ صوبہ بہار میں اضلاع پور نیہ بھاگل پور بہار راجس میں حصہ پڑنے۔ گیا۔
مونگیر بھی شامل تھے، شاہ آباد میں سفرگر کے ضروری حالات قلم بند کیے۔
ان کی روپوں میں جو چیزیں جلدیوں میں ہیں۔ وزیر ہند کے دفتر میں موجود ہیں۔
اور اب ان کا بیشتر حصہ متفرق ضلع کے حالات میں علیحدہ شائع ہو گیا
ہو جو بکانی ہلٹن کے جریں کے نام سے موسم ہو۔

(۱) ضلع پور نیہ کے حالات میں صاحب موصوف نے لکھا کہ ایک پیسے
اس علاقے میں ایک بڑی رقم سمجھی جاتی ہے۔ کیوں کہ یہ کاشت کاری کے
مزدوروں کی دو ہیئنے کی تختواہ کے برابر ہے اور یہاں دو پیسے ایک خدمت گار
کی یومیہ تختواہ ہوتی ہے۔ لیکن یہ سکھی بہاں زیادہ دستیاب نہیں۔ بعض
چگ غریباً کو نک تک دستیاب نہیں ہوتا۔ اور اس کے عوض میں یہ بعض
لکڑیوں کی خاک کو کھانوں میں ملاکر کھاتے ہیں۔ غلاموں کی خرید و فروخت
کا عام رواج ہے۔ اور لڑکے اور لڑکیاں اپنے سین و سال کے مطابق پانچ روپڑ
سے میں روپڑ تک فروخت ہوتے ہیں۔ غریب کا کوئی پر سان حال نہیں ہوتا۔
جب یہ مرلنے لگتے ہیں تو ان کو راستے کے قریب چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اگر
کوئی غریب اچانک مر جائے تو اس کی لاش کو خفیہ طور پر ایسی جگہ پھینک
دیتے ہیں جہاں کتنے ان کو کھا جاتے ہیں؟

(۲) ضلع شاہ آباد کے ستعلق بھی قریب بھی حالات لکھے ہیں۔ یہاں
بھی لڑکے پندرہ روپڑ کو اور لڑکیاں بیس روپڑ کو فروخت ہوتی تھیں۔ اور لوگ
غربیوں کو مرلنے وقت بستی سے باہر پھینک آتے تھے۔ ایک مرد خدمت گار
کی تختواہ کھانے اور کپڑے کے علاوہ آٹھ آنے سے ایک روپڑ تک ماہوار ہوتی
تھی۔ کاشت کاروں کے مکانوں میں بجائے کھڑکیوں اور دروازوں کے

کی کچھ پروداش کی۔ دوسرے سال انگریزوں نے متفق گھاٹیوں سے نیپال پر پڑھائی کر دی۔ گورکھوں نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن انہوں نے ۱۸۱۵ء میں مقام سگولی صلح چمپارن میں انگریز اور گورکھوں کے درمیان صلح کی ٹھیک گئی۔ گورکھوں نے اس وقت تک کوئی ایسی شکست نہیں کھائی تھی۔ اور صلح نامہ کے رو سے ان کوتراہی کے علاقے انگریزوں کے حوالے کر دینا ہوتا تھا۔ اس لیے نیپال کے دربار نے اس کو منتظر رکھا اور ۱۸۱۶ء میں دوبارہ جنگ چھڑ گئی۔ اس دفعہ جنگ اکٹھونی نے چمپارن کی طرف سے جیس ہزار فوج روانہ کر کے نیپال پر پڑھائی کر دی۔ اور بعض مقاموں پر قبضہ کر کے کاٹھ مانڈپ پر حملہ کرنے کا تھیہ کیا۔ گورکھوں نے مجبور ہو کر سگولی والے صلح نامے کو قبول کر کے دستخط کر دیے۔ اسی صلح نامے کی رو سے کمابوں کے علاقے جن میں شامل، نینی تال اور سوری بھی شامل ہر انگریزوں کے قبضے میں آگئے۔ گورکھوں کو سکم سے بھی دست بردار ہونا پڑا اور اس وقت سے کاٹھ مانڈپ میں مستقل طور پر انگریز رزیڈنٹ رہنے لگا۔

۱۲۰ کاشت کاری اور عام اقتصادی حالات کی تحقیقات

۱۸۱۳ء تا ۱۸۰۴ء

انگریزی حکومت میں اول اول ۱۸۰۷ء میں لارڈ منٹو گورنر جنرل کے حکم سے ڈاکٹر فرانس بکان (FRANCIS BUCHANAN) نے صوبہ بہار و بنگال میں کاشت کاری اور عام اقتصادی حالات کے متعلق تحقیقات شروع

لے ہوشی آف بیگان بہار اینڈ اڑیسہ انڈبریس اول صفحہ ۶۳۲۔

ہوں گے۔

۱۸۳۳ء کا زلزلہ

۹ ربیع الثانی ۱۲۳۹ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۸۳۳ء کو شریدر زلزلہ واقع ہوا۔ اس کی کیفیت حضرت شاہ ابوالحسن فرد کی یادداشت میں مذکور ہجوس کا ترجیح یہ ہے۔

تاریخ ۹ ربیع الثانی ۱۲۳۹ھ مطابق ۱۲ ربیع الاول سدی پہلے و تاسیخ کی رات کو اس شدت کا زلزلہ ہوا کہ مکانات گر گئے۔ شہر مدعاں سے بنارس تک تمام اضلاع اور مہس اور نیپال کے پہاڑ کے ہامن میں اور برم پور اور پہار وغیرہ ہر جگہ یہی حال ہوا۔ ۸ ربیع کو دوپہر سے تھوڑا تھوڑا لرزہ شروع ہے ہنوز رقم کی تاریخ شائع نہ ہوئی تھی کہ ۵ ارجنوری ۱۲۴۰ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۲۴۰ھ روزہ دشنیہ کو دن کے دونج کر دس منٹ پر شریدر زلزلہ واقع ہوا جس سے شہر منگیر بالکل تباہ ہو گیا۔ منظر پور، دریچنگ سیتا مرٹھی اور بعض اضلاع میں بے شمار مکانات منهدم ہو گئے۔ اور زمین پھٹ کر پانی اور آخرات کے ساتھ ریگ اور بالوفوارے کی طرح نکلے جس سے بعض موضعات میں زراعتی زمین ریگیاتان اور جھیل کی طرح نظر آئے لگے۔ اور کھیتوں کی کوئی شناخت یافت نہ رہی۔ خاص عظیم آباد پنڈ میں اکثر مکانات گر گئے یا شق ہو کر رہ گئے۔ شاہ آباد، گیا اور دوسرے شہروں میں بھی یہی حال پیش آیا۔ اور نیپال سے بھی اسی قسم کے واقعہ کی خبریں معلوم ہوئیں۔ اس زلزلے سے تھیناً دس بارہ ہزار اشخاص ہلاک اور مجروح ہوئے۔ تخفیف لرزہ تادم تحریر ۲ ربیع سال ۱۹۳۱ء محسوس ہوتا ہے۔

موکھے اور کھلے ہوئے شکاف بنے ہوئے تھے ۔

(۲۱) فارسٹ صاحب کے چشم دید حالات ۱۸۲۳ء

۱۸۲۳ء میں فارسٹ صاحب نے عظیم آباد پٹنہ کی سیاحت کی، اور یہاں کے چشم دید حالات کے سلسلے میں لکھا ہے کہ "عظیم آباد نہایت قدیم شہر اور صوبہ بہار کا دارالحکومت ہے۔ شہر کے گرد دیوار اور خندق ہے جو مرمت نہ ہونے کے بعد خراب ہو گئی ہے۔ ایک گرجاہ و منکتو لک میانیوں کا ہے اور ایک مدرسہ سلطان شیوخ کا ہے۔ اور انگریز اور ڈینش قوموں کی تجارتی کوٹھیاں ہیں۔ قلعے کے آثار ہنوز باقی ہیں۔ عیانیوں کے گورستان میں ایک ستون ان انگریزوں کی یادگار میں بنایا گیا ہے۔ جو ۱۸۴۳ء میں بے رحمی سے قتل کیے گئے ہیں" ۔

(۲۲) ضلع پٹنہ مقرر ہونا ۱۸۲۵ء

۱۸۲۵ء میں حکام انگریزی نے پٹنہ کو خاص ضلع مقرر کیا۔ اس وقت پر گنہ بہار پر گنہ راج گیر اس ضلع میں شامل نہ تھے۔ یہ پر گنہ عرصہ دراز کے بعد ۱۸۴۵ء میں (غدر کے آٹھ برس بعد) ضلع پٹنہ میں شامل کیے گئے ۔

۱۸۳۲ء و ۱۸۳۴ء میں ضلع پٹنہ کے مشرقی حدود سے بعض حصہ خارج ہو کر ضلع موگیر میں شامل کر دیے گئے۔ موجودہ حدود نقشوں سے ظاہر

۱۲۵ پٹنے کے وہابیوں کی سرگزشت ۱۲۳۳ھ تا ۱۳۰۰ھ

گزشتہ صدی میں ایک بڑا واقعہ جو وہابیوں کی بغاوت کے نام سے شہود ہو۔ اس کو صوبہ بہار پٹنے کی تاریخ سے خاص تعلق ہے۔ بارھویں صدی ہجری کی ابتداء میں عبد الوہاب نامی لیثہ کی تعلیم سے نجد میں ایک مذہبی فرقہ قائم ہوا۔ جس کا نشانہ مسلمانوں میں لغور سُم و رواج باطل اعتقادات اور اوهام پرستی کو دوڑ کرنا تھا۔ ہندستانی حاجیوں نے حج سے واپس آگئے ہندستان میں بھی اس کا چرچا پھیلایا۔ اور رائے بریلی میں سید احمد صاحب نے جو ایک ذی اقتدار اور مشہور و معروف عالم، باعمل تھے۔ مسلمانوں میں مذہبی اصلاح اور تبلیغ و اشاعت شروع کی۔ اتفاقاً اسی زمانے میں سکھوں کے بخت سے پنجاب میں مسلمانوں کو ایذا پہنچ رہی تھی اور مسلمانوں کے مذہبی فرائض ادا کرنے میں بھی سخت روک لوک ہوتی تھی۔ اس لیے سکھوں کے خلاف جما کا فتویٰ صادر ہوا ۱۲۳۳ھ کے قریب حج کو جاتے ہوئے سید احمد صاحب کا تافل عظیم آباد پٹنے میں وارد ہوا۔ اس وقت مولوی ولایت علی ساکن صادق پٹنے لے جو اس زمانے میں تارک الدنیا ہو کر فقیرانہ وضع سے لکھنؤ میں رہتے تھے۔ اور سید احمد صاحب کے ارادت مندوں میں تھے۔ اپنے قرابت مندوں کو لکھنؤ بھیجا کر سید صاحب پٹنے جا رہے ہیں ان سے ارادت حاصل کرنی چاہئے۔ سید احمد صاحب کے پٹنے آئے پر مولوی ولایت علی کے علاوہ مولوی عنایت علی مولوی شاہ محمد حسین، مولوی الہبی بخش و مولوی احمد اللہ اپرست مولوی الہبی بخش) ساکنان صادق پور پٹنے جو اس زمانے میں خود بھی علم و فضل میں شہرت رکھتے تھے۔ سید احمد صاحب سے ملے لیکن اس وقت سید احمد صاحب نے

ہوا۔ پھر رات کو پانچ بار زلزلہ ہوا، اس کے بعد ایک بار شدید زلزلہ ہوا۔ ایک گھنٹی بعد پھر اس سے زیادہ شدید زلزلہ ہوا اور دو تک محسوس ہوا۔ اور اس کے بعد سے یادداشت کی تاریخ یعنی ۲۵ ربیع الثانی تک تھوڑا تھوڑا زلزلہ محسوس ہوتا رہا۔ کبھی کچھ زیادہ بھی ہوا جس سے طاق پر سے بعض چیزیں نیچے آگئیں اور حقے سے چلمگر پڑیں۔

حضرت فرد کے بھائی جناب شاہ محمد ابوالحیات اور ان کے بھانجے شاہ محمد و صیاح محمد کی یادداشتوں میں بھی جو کتب خانہ جیسی پھلوڑی شریف میں موجود ہو۔ اس زلزلے کا حال کسی قدر تفصیل کے ساتھ مندرج ہو۔ اس زلزلے کی تاریخ مولوی ابو تراب صاحب نے یوں کہی تھی۔

۱) تو اتر زلزلہ ۲) بیماری لرزہ شد زمیں را اسال
مذکورہ بالا یادداشتوں کے علاوہ جریل آف دی ایشیا میک سوسائٹی بنگالے کے پڑائے پرچے میں بھی ۲۶ اگست ۱۸۳۴ء کو شدید زلزلہ واقع ہونا بعض ضروری تفصیل کے ساتھ مذکور ہو۔

۱۸۳۶ء میں فارسی زبان کا رواج اٹھا دیا جانا

لارڈ اکلینڈ کی حکومت کے زمانے میں ۱۸۳۶ء میں عدالتوں اور مکموں سے فارسی زبان کا رواج اٹھا دیا گیا۔

۱۸۵۴ء میں سید احمد صاحب ایک معمر کے میں شہید ہوئے۔ کچھ مدت کے بعد مولوی ولایت علی و مولوی عنایت علی نے پٹنہ کے علاقوں سے ایک جمیعت فراہم کر کے پنجاب پر چڑھائی کی۔ اور دریاۓ اندر کے بانیں بائب ملک پنجاب کو کشیر کی سرحد تک فتح کر لیا۔ سکھوں نے ہزیعت اٹھا کر انگریزوں کا سہارا پکڑا۔ انگریزوں نے ان مولویوں کو اطلاع دی کہ سکھوں کے سردار گلاب نگہ سے ہم سے معاہدہ ہے۔ اس لیے تم ان کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ اس سے سکھوں کے علاوہ انگریزوں سے بھی مخالفت پیدا ہو گئی۔ انگریزی فوج سکھوں کی طرف داری میں وہاں کی جمیعت کو منہزم کرنے لگی۔ یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء میں ان کو تمام مفتوحہ علاقوں سے بے دخل کر دیا۔ مولوی ولایت علی و مولوی عنایت علی بھی گرفتار کر کے پٹنہ لائے گئے اور چار برس تک کوئی با غیاب حکمت نہ کرنے کے لیے ہر ایک سے دس دس ہزار روپی کا چلکا لایا گیا۔ اس مدت کے گزرنے پر مولوی عنایت علی نے پھر ایک جمیعت قائم کر کے پنجاب پر دھاوا کیا۔ لیکن انگریزوں نے شکست فاش دی۔ اس معمر کے میں کرم علی درزی ساکن دانا پور متعدد ساتھیوں کے ساتھ قتل ہوا۔

۱۸۵۶ء میں ولیم شیلر نامی پٹنہ میں کمشنر کے عہدے پر ممتاز تھا۔ تذکرہ صادقہ میں لکھا ہو کہ بعض نو دولت روسلے شہر کمشنر کی نظر میں خیرواد بتتے کی غرض سے یا کسی اور بسب سے مولویوں کے خلاف جھوٹ پچ لگایا کرتے تھے۔ چنان چہ کمشنر نے ۱۸۵۶ء جون کو مولوی احمد اللہ و مولوی شاہ محمد حسین ساکنان صادق پور اور مولوی واعظ الحق ساکن بخشی محلہ کو

چند دن قیام کر کے بنگالے کی طرف کوچ کیا۔

^{ش ۲۲۵} میں سید احمد صاحب کا قافلہ ج سے واپس ہو کر متعدد کشیوں پر پانچ چھو سو مریدوں کے ساتھ پٹنہ میں مدرسہ گھاٹ کے پاس وارد ہوا۔ سید احمد صاحب نے اس دفعہ صادق پور میں قیام کیا، اور علامہ صادق پور کا سارا خاندان حلقہ ادارت میں داخل ہوا۔ اس زمانے میں ہندوؤں نے رسم و رواج کے اثر سے مسلمان شرفاء بیواؤں کی شادی کو سخت معیوب سمجھتے تھے۔ سید احمد صاحب کو تلقین سے عظیم آباد پٹنہ میں اول اوقل صادق پور کے خاندان میں ایک بیوہ کا عقد ہوا اور یہ جاہلہ رسم توڑی گئی۔

سید احمد صاحب نے مولوی ولایت علی دمولوی عنایت علی دمولوی شاہ محمد حسین کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اور بخار کے مسلمانوں کی امداد کے لیے ضروری سامان فراہم کرنے کی تاکید کی۔ جب سید احمد صاحب کا قافلہ روانہ ہوا مولوی ولایت علی دمولوی عنایت علی دمولوی طالب علی و مولوی باقر علی بھی ہمراہ ہوئے۔ پھر کچھ اور لوگ بھی ان سے جائے۔ سید احمد صاحب نے افغانستان کا سفر کیا۔ اس وقت مولوی ولایت علی دمولوی عنایت علی بھی معیت میں موجود تھے۔

مولوی ولایت علی دمولوی عنایت علی دمولوی شاہ محمد حسین نے اپنی جدوجہد سے ایک بڑی جمیعت فراہم کر لی اور تمام بنگال و بہار کے لیے عظیم آباد پٹنہ کو اپنی تنظیم کا صدر مقام قرار دیا۔ مریدوں کی اعانت سے کثیر رقم بھی جمع ہو گئی۔ اس کے بعد ^{ش ۲۲۶} ۱۸۲۱ء کے قریب سید احمد صاحب نے سکھوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا ^{ش ۲۲۷} ۱۸۲۲ء کے قریب سید احمد صاحب نے پشاور پر قبضہ کر لیا۔ لیکن دوسرے سال

مولوی عبد الرحیم دہلوی بھی علی کو بھی گرفتار کر کے حالات کا حکم دیا۔ مولوی بھی علی سے دس ہزار روپی ضمانت طلب کی گئی۔ اور علامہ حکیم عبد الحمید (اسپرسوی احمد اللہ) نے اس کی فراہمی کا سامان بھی کیا لیکن چند دنوں کے بعد یہ حکم ہی منسوخ کر دیا گیا۔ اسی سلسلے میں ہندستان کے مختلف حصص میں اور بھی گرفتاریاں عمل میں آئی تھیں۔ ۲۶ رمضان ۱۴۰۷ھ کو گرفتار شدہ لوگ انبارے پیچ دیے گئے اور گیارہ ملزموں پر جن میں پانچ اشخاص پڑنے کے رہنے والے تھے بغاوت کا مقدمہ قائم ہوا۔ تذکرہ صادق صفحہ ۶۶ میں لکھا ہو کہ پولیس نے زبردستی سے کسی طرح جرم ثابت کرایا۔ اور صدر الدین نامی ایک لڑکے کو جو نشی محمد جعفر کے مکان میں رہتا تھا۔ سکھا پڑھا کر شہادت میں پیش کیا تھا لیکن اجلاس پر آگرے لڑکا سکھائی ہوئی بات بھول گیا۔ اور جرح میں کچھ اور کہ دیا۔ اس پر اسی رات کو پولیس نے اس قدر مارا کہ صدمے سے وہ لڑکا مر گیا۔

جرائم ثابت ہونے پر نجع نے مولوی بھی علی دینشی محمد جعفر و محمد شفیع کے حق میں پھانسی کا حکم دیا۔ اور باقی مجرموں کے لیے جس دوام پر عبور دریاء شور تجویز کیا۔ لیکن عدالت عالیہ نے پھانسی کے حکم کو تبدیل کر کے جس دوام کر دیا۔ ۱۴۰۵ھ میں پٹنسہ میں مولوی احمد اللہ پر بغاوت کا مقدمہ قائم کیا گیا اور نجع نے ان کے لیے پھانسی کا حکم دیا لیکن عدالت عالیہ نے اس کو تبدیل کر کے جس دوام کر دیا۔ مولوی احمد اللہ کی ساری جائیداد بھی رجس میں وہ جلد بھی تھی جہاں اس وقت پٹنسہ سٹی سیونپلٹی کا دفتر ہو۔ اور اسی کے پاس غامداری ہڑواڑ بھی تھی (ضبط کر لی گئی)۔ اُمالی صاحب اپنی تاریخ (صفحہ ۱۲، ۱۳) میں لکھتے ہیں کہ ان ضبط شدہ جائیداً

ملقات کے بہانے سے اپنی کوٹھی میں ملبوک نظر بند کر لیا۔ اور اس کے بعد ہی تمام اہل شہر سے ہتھیار بھی رکھوا لیے۔ ان مولویوں کو تجیناً تین ہی نئے نظر رکھنے کے بعد دوسرے حکام کے ذریعہ تحقیقات کرنے پر گورنمنٹ کو معلوم ہوا کہ یوگ مخفف شبہ پر گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ اس لیے گورنمنٹ نے ان کو آزاد کر دیا۔ اور ولیم ٹیلر کشز کو معتوب کر کے ملازمت سے برطرف کر دیا۔ لیکن ان کی چھوٹنے پر بھی اس نے پٹنہ کو نہ چھوڑا اور یہیں رہ کر دکالت کا پیشہ شروع کیا۔ نئے نکشنز نے تلائی ماقات کے لیے مولوی احمد اللہ کو ڈبپی کلکٹر کے عہدے پر جو اس زمانے میں ہندستانیوں کے لیے غیر معمولی عزت کی نذکری تھی۔ بحال کیا۔ اور اسی طرح مولوی واعظ الحق کو بھی عہدہ دیا گیا۔ لیکن مولوی احمد اللہ نے کچھ دنوں کے بعد استفادے دیا۔ اور مولوی واعظ الحق نے مکے کو بھرت کی۔ اور وہیں انتقال کیا۔ اپنی اولاد کو جانمادیوں کے بعد جو کچھ نقد اتنا ہے گئے تھے اس سے مکے میں مکان بنو کر غربا، ججاج، اور طالب علموں کے لیے وقف کر دیا۔

ان واقعات کے بعد ہی ۱۸۵۷ء کا غدر پیش آیا جو آینہ اور اراق میں میخدہ نہ کور ہو گا۔ غدر کے کئی برس بعد ۱۲ شعبان ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۶ء کو یک الگز نہر نامی مجھڑیٹ پٹنہ اور پارسن نامی پڑمنڈٹ پوسٹ صلیع ان بالہ (ہنچاب) نے بعض افسروں اور کائنٹبلوں کے ساتھ آگر مولوی احمد اللہ و مولوی بھی علی کے مکان کا محاصرہ کیا۔ پھر مکان کے اندر رکھس کر ادھر ادھر دیکھا۔ اور مولوی عبد الریحوم و میاں عبد الغفار سے بعض سوالات کر کے واپس گئے۔ لیکن تیرے دن پھر بطور اول اگر مکاؤں میں جس قرخوطی اقلیٰ کتابیں پائیں اٹھا کر لے گئے۔ اور

تھے۔ ان کے اہل و عیال کی جانب سے درخواستیں گزرنے پر لارڈ پن گورنر جنرل نے ان کے مقدمے کے کاغذات ملاحظہ کر کے رہائی کا حکم صادر فرمایا۔ اور ستمبر ۱۸۴۷ء میں یہ لوگ ہندستان واپس آئے۔ اس کے قبل ہی ۲۸ ذی الحجه ۱۲۹۶ھ کو جزیرہ انڈمان میں مولوی احمد اللہ کا استقالہ ہو چکا تھا۔ اور مولوی بھی علی نے اس کے قبل دہیں استقالہ کیا تھا۔

ان واقعات کے بعد صادق پور کے خاندان والوں نے سرکاری ملازمت اختیار کر لی۔ اور بعضوں نے گورنمنٹ سے خطاب بھی پائے۔ اب یہ لوگ بھائے وہابی کے غیر مقلدیا اہل حدیث کے جاتے ہیں۔

۱۲۷) خواجہ سین علی خاں پر بغاوت کا الزام ۱۸۳۸ء

۱۸۳۸ء میں عظیم آباد پٹنہ کے ایک مشہور و معروف رئیس خواجہ سین علی خاں پر بغاوت کا الزام عائد ہوا۔ حکام کو کسی ذریعے سے خبر پہنچی کہ خواجہ صاحب نے داناپور کی دیسی فوج کو بغاوت کے لئے اجھاڑا ہو۔ حکام نے تید باقر نامی کو تووال اور داروغہ میرن جان کو خواجہ کی گرفتاری کے لیے تعینات کیا۔ کچھ دنوں تک خواجہ صاحب کا کچھ پتا نہ ملا۔ اس عرصے میں بھرپور نے زیادہ سختی کے ساتھ گرفتاری کے احکام جاری کیے۔ بالآخر خواجہ صاحب نے از خود حاضر ہو کر حکام کو مطمئن کر دیا۔ اور انہوں نے بھی خواجہ صاحب سے کوئی پر خاش نہ کی۔

له خواجہ صاحب کے خاندانی حالات کسی قدر کتاب کیفیت العارفین مولف
حضرت شاہ عطاء حسین صاحب گیا وی میں مذکور ہیں۔

سے شہر کو درست کرنے کا کام لیا گیا۔
سر اکا حکم بپولے پر تھام قیدی (الرجوی شمسہ ۱۸۶۶ء) کو جنریرہ اٹھان
بھیج دیے گئے۔

۱۲۶۱ء امیر خان و حشمت دادخان کا مقدمہ

خاندان صادق پور کے ارادت مندوں میں امیر خان و حشمت دادخان
وغیرہ تاجر ان چرم رساں کان محل عالم گنج پٹنہ بڑے دولت من اور فوجی امتدار
تھے ۱۸۶۸ء میں حکام کو کسی ذریعے سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بھی سرحد کے
سلماں سے ساز باز رکھتے ہیں اور جہاد کے لیے چندے فرائم کرتے ہیں۔
۱۸۷۹ء میں حکام نے سات آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ گرفتار شدہ لوگوں
کی جانب سے درخواستیں پڑنے پر بالآخر پرنسپ نامی نج نے پانچ
آدمیوں کے لیے سزا لے جس دوام تجویز کی اور ضبطی جاندا د کا بھی حکم دیا
مگر بعد میں ہائی کورٹ نے صرف امیر خان اور ایک شخص کے حق میں یہ
سزا بحال رکھی اور باقی لوگوں کو مغلصی دی۔

متذکرہ بالامقدمات سے صادق پور کے خاندان کا تموں جاتا رہا۔ اور
امیر خان وغیرہ کی تجارت پر بھی تباہی آئی۔ ۱۸۹۹ء میں جنریرہ اٹھان میں
ان قیدیوں میں سے صرف چھوٹا شخص زندہ رہ گئے تھے جن میں مولوی
عبد الرحمن میاں عبد الغفار مولوی تبارک علی خاص پٹنے کے رہنے والے
لہ سالاں کے شہر کی حالت ناگفتہ ہے ہو اور سڑکوں اور گلیوں کی جس اور نجوس صورت
اس کی شاہد ہے۔

سوار ہو کر ان کا تعاقب کیا۔ اس عرصے میں مفدوں کا گروہ پھر ٹکٹکنے لگا تھا۔ اسی جگہ کسی طرف سے ایک کوئی اگر صاحب موصوف کے لگی جس سے روح فوراً پرداز کر گئی۔ ہنگامہ کچھ اور بڑھنے والا تھا لیکن عین وقت پر سکھوں کی پلٹن پہنچ گئی اور با غنی ادھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص مارا گیا۔ لیکن اس کی شناخت نہ ہوئی کہ کون تھا۔ اور امام الدین نامی لکھنؤ کا رہنے والا بھی پکڑا گیا۔

دوسرے دن گورہ پڑھ میں پیر علی (لکھنؤی) کتب فروش کی مکان میں تلاشی ہوئے پر بعض بغاوت انگلیز تحریریں دستیاب ہوئیں اور اس کے بعد پیر علی بھی گرفتار کر لیا گیا۔ حکام نے خان بہادر دیوان مولانا بخش سی۔ اس آئی۔ ڈپٹی محترم کو عزیز تحقیقات پر دکی۔ اور نقارہ بجا ولے کی شناخت پر نزد وکھار۔ حاجی جان۔ گھسیٹا خلیف اکھاڑہ۔ اصغر علی۔ بدھن۔ اوصاف حسین مع برادر ان اور شیخ عباس وغیرہ چند اشخاص گرفتا ہوئے۔ اور ان سب کو بن پیر علی کتب فروش پھانسی دی گئی۔ اور آخر میں شناخت کننڈہ نقارہ بجائے دا لے کو بھی پھانسی دی گئی۔

(۳۰) داروغہ وارت علی اور مولوی علی کریم کی گرفتاری

انھی واقعات کے سلسلے میں ترہت کی طرف حکام نے نیل کے انگریز تاجروں کی مدد سے داروغہ وارت علی کو بھی گرفتار کرایا۔ اس کے پاس کوئی خط برآئہ ہوا جو اس نے بغاوت کے مارے میں مولوی علی کریم زمین دار موضع دھڑی ضلع پٹنہ کو لکھا تھا۔ اس خط کے سبب مولوی علی کریم کی گرفتاری

۱۲۸) صوبہ بہار میں تاربر قی اور ڈاک خانے کی ابتدا ۱۸۵۳ء

مارچ ۱۸۵۳ء میں اول اوقل کلکتہ سے آگرہ تک صوبہ بہار ہو کر تاربر قی کا سلسہ قائم ہوا۔ اور بذریعہ تاریخ بریس اسال ہوئے لگیں۔ اور پہلے جو مرسلت دلوں اور مہینوں میں ہوتی تھی محوں میں طوپاٹے لگی۔ اسی سال ڈاک خانے بھی کھولے گئے۔ اور بذریعہ ڈاک خطوط آنے جانے لگے۔ پوسٹ کارڈ یعنی کھلا پرچہ صرف ایک پیسے میں اور بن لفاف جس کا وزن نصف نسلے سے زیادہ نہ ہو۔ دو پیسے میں بھیجا جاتا تھا۔

۱۲۹) ٹینہ میں باغیوں کی ایک شورش ۱۸۵۴ء

مندرجہ بالا سطور میں وہایوں کی سرگزشت اور چند واقعات مذکور ہو چکے ہیں۔ جن سے لوگوں کے جذبات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ۳ جولائی ۱۸۵۴ء کو اچا ایک پادری کی حوالی یعنی رومن کتحاک گرجا کے احاطہ کے متصل گلی سے ساطھ ستر آدمیوں کا ایک گروہ بہن جھنڈا لہراتا اور نقارے کے ساتھ یا مل کافرہ بلند کرتا ہوا شاہراہ پر اگر پورب کی طرف روانہ ہوا۔ روزہ میں شہر کے پنجے لفٹے بھی ساتھ ہوئے اور تھوڑی دیر میں سارے شہریں ہل چل چ گئی۔ حکام لخبر پاٹے ہی نور اسکوں کی پلٹن کو طلب کیا اور وہ حکم پاتے ہی آپنچی۔ لیکن اس کے قبل ڈاکٹر لائل پرمند نٹ افیون گودام نے یہ سمجھ کر باغی اس سے حربوب ہو کر نھاگ جائیں گے۔ گھوڑے پر

زمانے میں (ENFIELD) کے کارخانے کی جو بندوقیں فوج میں مستعمل تھیں ان کے کارتوس پر ایک چکنا کا غز منڈھا ہوا ہوتا تھا۔ اور ان کا راتسوں کو بندوق میں لگاتے وقت ان کے سروں کو پاہی راتسوں سے نوچ کر لگاتے تھے۔ پاہیوں کو معلوم ہوا کہ اس چکنے کا غز میں سور اور گائے کی چربی لگائی جاتی ہے۔ اس لیے نہ مسلمان ان کو چھوٹ سکتے تھے نہ ہندو۔ اس بارے میں فوجی افسر بھی پاہیوں کی تشفی نہ کر سکے۔ کیوں کہ خود ان کو خبر نہ تھی کہ اس قسم کی چربی استعمال میں لائی گئی تھی۔ اور گورنمنٹ کی جانب سے جب ان کا راتسوں کا دینا بند کر دینے کے متعلق یا اس کے ملاواہ جو کارروائی ہوئی وہ بعد ازاں قوع ہوئی اس لیے شک رفع نہ ہوا۔

بہر کیف ماہ جون کے اول ہفتے میں دانتاپور کی پاہنے بذریعے خط پٹنس کی پوس کو اطلاع دی کہ عنقریب پٹنس پر دھاوا کیا جائے گا تم لوگ بھی آمادہ رہو کہ خزانہ ہاتھ سے نہ جائے۔ یہ خط حکام کے ہاتھ لگ گیا۔ سڑھلیر کشنز نے حتی المقدور جھجوپاٹ کی کوٹھی کو مستحکم کر کے اس کی دیواروں میں بندوق چالانے کے لیے روزن بنوانے۔ اور تمام علاتوں ہیں انگریز حکام کو لکھد بھیجا کہ پٹنس پلے آؤ۔ جون ان لوگوں نے اگر انگریز اس کوٹھی میں جمع ہو گئے۔ اس وقت انگریز سخت خطرے میں تھے۔ خصوصاً اس بدب سے کہ یہاں پہرے پر جو نجیب سفر تھے ان کی دفاتاری پر پورا اعتقاد تھا۔ اور سمجھ رہوں افسر سال مقام سکونی کی حرسلہ فوج بھی ایسی تھی کہ چند دنوں کے بعد باقاعدہ ثابت ہوئی۔ لیکن کپتان ریٹریٹ کے پیچے ہوئے

کی تدبیر مصل میں آئی۔ آخر میں داروغہ دارث علی کو پھاشی دی گئی۔ مشہور ہر کو پھاشی کے وقت اس نے پکار کر کہا کہ کوئی ایسا ہو کہ بادشاہ دہلی کو اس کی خبر کرے!

۱۳۱۱۔ صوبہ بہار میں ۱۸۵۷ء کے غدر کے واقعات

۱۸۵۷ء کا مشہور غدرِ ارمی کو میرٹھ سے شروع ہوا جب کہ سپتامبر بااغی ہو کر دہلی کی طرف رھا وہاکیا۔ لیکن ان واقعات کو صوبہ بہار سے چند لا تعلق نہیں۔ اس زمانے میں بھگال بہار کے شامل تھا اور بھگال میں بارکٹ (ٹکلتہ) اور صوبہ بہار میں دانتاپور کی فوجی چھاؤ نیاں (کلشنمنٹ) دو مرکزی مقام تھیں۔ دانتاپور کی چھاؤ نی میں گوروں کی ایک پلشن اور توپ خانسلہ کے علاوہ دیسی توپ خانہ اور دیسی دست و منہ کی دیسی پلشن موجود تھیں۔ چون کہ ۱۸۵۷ء میں سنتال پر گتے میں سنتالیوں نے بغاوت کی تھی اس لیے اُنکی روپے ایک دیسی رسال احتیاطاً مقام روہنی میں تعین کر رکھا تھا اور اسکی امک دستے دیسی پلشن کے ساتھ مقام بوسی ضلع بھاگل پور میں اور بعض دستے دیو گھر اور رام پور ہاٹ میں بھی تعین تھے۔ اسی طرح چھوٹا ناگ پور کی حفاظت کے لیے ایک مختصر پلشن مقام ڈورنڈا (جو راجنی کا ایک حصہ ہے) میں رکھی گئی تھی۔ اور اس کے دستے مقام ہزاری پانچ چائے بار (شانہ بھوم) اور پڑیا میں تعین تھے۔ نیپال کی سرحد کے اطراف کی حفاظت کے لیے مقام سگولی ضلع چپارن میں ایک رسالہ تعین تھا۔ بغاوت کے اباب کئی طور پر بیان کیے جاتے ہیں۔ ان میں ایک خاص بدبی تھا کہ اس

سائنس آدمی کی طرح صحیح سلامت پہنچے۔

آرہ میں مثبر لوائل نامی رپلوے انجینیر نے ایک بنگلہ تعمیر کرایا تھا اگر
کے اشارہ شروع ہوتے ہی بواں نے رسد کا سامان فراہم کر کے بنگلہ کو اپنی طور
سے گھیر کر جتی الوس محفوظ کر لیا اور نواسنا صن یور و پین اور چھو یور و شین اور
تین ہندستانی اور ان کے علاوہ پولس کے پچاس سلح پاہی اسی گھر میں
پناہ گزیں ہو گئے۔ باعیوں نے چند بار اس پر حمل کرنے کا قصد کیا ایک
بار ایک چھوٹی توپ بھی ساختے رکا دی۔ اور گولیاں چلا کر ان کو ڈراٹے
رہے۔ لیکن محصورین کی ہوشیاری اور خشن تدبیر کے بدب باقاعدہ حمل
کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ آخر سات دن میں ۲ اگست ۱۸۵۶ء کو نونٹ
آرہ نامی فوجی افسر نے دوسو انگریز پاہ اور چند ضرب توپیں لے جا کر
کنور سنگھ کے آدمیوں کو جن کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی شکست نے کر
بھکاریا اور محصورین نے تسلک سے رہائی پائی۔ اسی بنگلہ کو آرہ ہوس کہتے
ہیں اور اس کو اس قدر تاریخی اہمیت حاصل ہو گئی ہو کہ ۱۹۱۲ء میں شہنشا
جاری پنجم نے آرہ اکراس کا معاملہ کیا۔ آرہ (A.YRE) نے اپنی لگ
میں تین سو پاہ اور منگو اکر مقام جگدیش پور میں کنور سنگھ کے گلڑھ پر قبضہ
کر لیا۔ باہو کنور سنگھ نے اپنے ساتھیوں کو لے کر اعظم گڑھ کی راہ لی اور
دہاں پہنچ کر بعض معمر کوؤں میں بہادر ناٹ جنت کی۔ لیکن بالو امر سنگھ برادر
کنور سنگھ نے شاہ باد کے جنوبی علاقوں میں پہنچ کر انگریزوں سے مقابلے
کا تہیتہ کیا۔ اس عرصے میں بھاگل پور کے نمبر ۵ رسالے کے آدمی بھی
اکراس سے مل گئے۔ چند ماہ کے بعد ناٹ اپریل ۱۸۵۸ء میں کنور سنگھ نے
اعظم گڑھ سے واپس آکر پھر جگدیش پور پر قبضہ کر لیا۔ انگریزوں نے ایک

یکم سپاہیوں کی موجودگی سے انگریزوں کی جان میں جان آئی۔
 داناپور کی فوج ایک بوٹھے تجھے کار افسر جنرل لاہور کے تحت میں
 تھی۔ پس سالار افواج نے جنرل نڈو کو لکھ پیچاگا کو گوروں کی فوج عنقریب
 داناپور پہنچے گی۔ اس کے پہنچنے پر دسی پلنٹوں سے ہتھیار لے لینا اور ان
 کو بھاولینا اک تھارے ساتھ کوئی بڑائی منتظر نہیں بلکہ خود تھارے حق میں
 یہ تدبیر بہتر ہو۔ اس لیے کہ تم خود فتنہ و فساد سے محفوظ رہو گے۔ اور اگر
 اس بھاولے پر بھی یہ ہتھیار دینے سے انکار کر دیں تو ہر زور لے لینا۔ اس
 حکم کے چند دنوں کے بعد ۲۵ جولائی کو گوروں کی فوج پہنچ گئی۔ اس کے
 بعد ۲۹ جولائی کو دسی فوج کے سلاح خانے سے بندوق کی ٹوپیاں
 نکلا کر انگریزی پلنٹ کی میگزین میں رکھوادی گئیں اور دسی سپاہیوں کو
 بھی حکم دیا گیا کہ بندوق کی ٹوپیاں جوان کے پاس ہیں داخل کر دیں۔
 سپاہیوں نے اس حکم کی تعیین سے انکار کیا تو گوروں نے ان پر گولیاں
 چلا دیں۔ اتفاق سے اس وقت جنرل بھی موجود نہ تھا۔ سپاہی چھاؤنی سے
 نکل کر سون ندی کے پار بابو کنور سنگھ زمین دار جگدیش پور کے گردہ سے
 جا لے۔

چار دن کے بعد انگریزوں نے فوج کا ایک درت جس میں پچاس
 سکھوں کو شامل کر کے چار سو آدمی تھے بذریعے اسٹیمر آرہ کی طرف روانہ
 کیا۔ ۲۹ جولائی کی شام کو یہ لوگ اسٹیمر سے اُتر کر قصبه آرہ کی طرف روانہ
 ہوئے۔ نصف شب کے قریب اچانک باغیوں کی جمیت سے مقابلہ
 ہو گیا۔ باغیوں کی کثرت نے انگریزوں کی فوج کو سخت ہزیمت پہنچائی۔
 ان کے ڈیڑھ سو آدمی مقتول اور اسی قدر مجرور ہوئے۔ عزف پچاس

دو ہفتے کے بعد گیا پر حکام کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد بھی جسے تیک باعیوں نے فتنہ و فاد کا سلسلہ جاری رکھا۔

سگولی ضلع چمپارن میں سپاہیوں کے باعی ہونے پر موئیاری رچپارن اور سارن کے انگریز حکام کو بھی دو ہفتے تک اپنے مقام سے ہٹ کر دہنا پڑا۔ ان علاقوں میں حکام کی غیبت میں سولوی محمد و احمد منف نے بڑے استقلال سے امن قائم رکھا۔

ضلع منظروپور میں بھی رسالے کے کچھ سپاہی باعی ہو گئے۔ لیکن یہاں پہرے والوں نے مستقل مراجی سے کام لیا اور باعی سپاہ کی کچھ بن دیئی۔

ہزاری باع رنجی چابیاں وغیرہ متعدد مقاموں میں باعیوں نے فتنہ و فاد برپا کر رکھا تھا اور جنگلی کوں بھی ان کے اثر سے جا بجا قتل و غارت میں مشغول تھے۔ لیکن حقیقتاً باعیوں میں سوائے شاہ آباد کے کسی بگد کوئی تنظیم نہ تھی۔ اس لیے ان کو کام یابی نہ ہوئی۔ ان کی لوث مار کے بدب عوام کو بھی ان کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ تھی۔ بہر حال ایک سال کے اندر ہی انگریزوں نے غدر کے ہنگامے کی پورے طور پر روک تھام کر دی (صوبہ بہار کے غدر کے واقعات کی مزید تفصیل کے لیے ہر ضلع کا گزیٹ اور پٹنہ کشڑی کے متعلق مسٹر میلر کی کتاب موسومہ "پٹنہ کرائس" اور ٹوٹی ایٹ ایرس ان اٹلیا PATNA CRISIS, AND, TWENTY EIGHT YEARS IN INDIA)

لہ گورنمنٹ نے ان کی خدمات کے صلے میں خاص پیش بھی مقرر کی تھی جوان کی زندگی تک جاری رہی۔

فوج جس میں چار سو پاہ تھی، کنور سنگھ کے مقابلے کو روشن کیا۔ لیکن کنور سنگھ نے اس کو شکست فاش دی۔ اس وقت کنور سنگھ کی عمر تریال کے قریب تھی اور سابق معز کے میں شاید زخم بھی کھائے تھے۔ انگریزوں کو شکست دینے کے بعد کنور سنگھ نے انتقال کیا۔ اور با غیوبوں کے گروہ نے بابو امر سنگھ کو سردار بنایا۔ اپنی جمیعت کو ترقی دینی شروع کی۔ امر سنگھ کے علاقوں میں جنگل اس قدر تھا کہ انگریزوں کے تختینے کے مطابق تین لاکھ میں ہٹر بیل دار چھوڑ ہفتہ کام کرنے پر اس کو کاٹ کر صاف کر سکتے تھے۔ ایک عرصے تک انگریز بابو امر سنگھ کے گروہ سے مقابلہ نہ کر سکے لیکن بالآخر ہڑتی زحمت کے بعد اولاد سرا یڈ ورڈ لگارڈ اور بعد میں جنرل ڈبلس نے ان کو منتشر کیا۔ جب انگریزوں کی سات ہزار فوج نے سات متفرق مقاموں سے ان کو گھیرنا شروع کیا تو با غیوبوں کا گروہ کامور پہاڑیوں کی طرف بھاگ کر بالکل درہم برہم ہو گیا۔

مشتریلر نے غدر کے آثار شروع ہوتے ہی ضلع کے انگریز حکام کو پسند چلے آنے کی ہدایت کی تھی۔ اس کی تعییں میں صرف مظفر پور اور باڑھ کے حکام نے مصدقہ کی اور گیا کے کلکٹر نے شہر سے چند میل جا کر پھر گیا کی طرف مراجعت کی۔ دانی پور کی باغی فوج کا گیا کی طرف آنا شُن کر اس نے پھر بہاں سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ اس کے روانہ ہوتے ہی خزانے کے پھر سے والے نجیبوں نے باغی ہو کر آدمم مجادی اور جیل خانے کے قیدیوں کو رہا کر کے لؤٹ مار شروع کر دی۔ اس وقت بھاگل پور کے رسالے کے باغی پاہی بھی گیا پہنچ کر ان با غیوبوں سے مل گئے تھے۔

آزاد امالی صاحب نے اپنی تاریخ رصفہ ۲) میں لکھا ہو کہ اس کا پہنچ آتا ایک غلطی کے بدب تھا۔ یعنی محرر نے غلطی سے خط میں بجائے سامنہ مقام کے جو پیالہ کی ریاست میں ہے، پہنچ لکھ دیا تھا۔ بہر کیف ایک ہمینہ پہنچ میں رہ کر پڑھنڈی نے کپنی کے ہمتوں کو لکھ بھیجا کہ یہاں کاروبار کھونے میں سخت زیر باری کا اندریشہ ہے۔ اس لیے کپنی نے اس وقت کوئی انتظام نہیں کیا۔ لیکن جب بگالے میں انگریزی تجارت قائم ہو گئی تو ۱۹۵۶ء میں پہنسیں بھی تجارتی کوٹھی کھو گئی۔ اس زمانے میں پہنچ سے ہزاروں من شورہ باروٹ بنانے کے لیے ولایت جانے لگا اور اس کے علاوہ بھوٹیوں ریمنی بھوٹان کے رہنے والے جو موسم سرما کے اوائل میں یہاں آکر اپنے ملک کی چیزوں فروخت کرتے تھے، سے مشک کے نلے اور بعض جڑی بڑیاں دوائیں بنانے کے لیے تجارتی طور پر خریدی جانے لگیں۔ اور انیوں اور لدھا کی تجارت سے بھی انگریزوں کو بڑا انتقام ہوئے لگا ۱۹۴۳ء سے تا ۱۹۴۸ء تک جاب چار نک ۵۱۰ C H A R N O G ۵۰۸ (بانی شہر کلکتہ) پہنچ کی کوٹھی کا منتظم تھا۔ انگریزوں کی شورے کی تجارت ایسی بڑھی چڑھی تھی کہ روزانہ سیکڑوں کشتیاں شورے سے لدمی ہوئی گنگا میں نظر آئی تھیں۔ انگریزوں کے علاوہ اور یوروپیں قومیں مثل ڈچ وغیرہ بھی انگریزوں کے پہلے سے یہاں تجارت کرتی تھیں۔ محل تینین گھاٹ سے پچھم ولن پڑنے کا پشتہ اور محلہ معروف گنج میں لپ دریاؤں کوٹھی کی جگہ جہاں اس کے بانی حارجن ہندوک برنسیر کی قبر بھی موجود ہے، انھی تاجرزوں کی یاد گاہ ہے۔ ۱۹۴۳ء کے قریب نواب شایستہ خاں صوبے دار نے انگریزوں کو شورے کی تجارت کرنے سے روک دیا۔ اور سڑپیکاں منتظم کو بھی قید

چاہیے)

۱۸۶۲ء میں صوبہ بہار میں ایسٹ انڈین ریلوے کا افتتاح

۱۸۵۷ء میں صرف ہوڑہ اسٹیشن سے ہو گئی تک بنگالے میں ریل جاری ہوئی تھی۔ غدر کے زمانے میں ضلع برداون تک ریل جاری تھی لیکن راست بنائے اور لوہے کی پٹریاں بچھائے کا کام صوبہ بہار کی حدود تک پہنچ گیا تھا۔ ۱۸۶۲ء میں صوبہ بہار ہو کر کلکتہ سے بنارس تک ریلوے جاری ہو گئی۔

باب سیشم

سلطنت برطانیہ کی براہ راست حکومت

(۱) انگریزی کمپنی کا انجام

۱۸۶۰ء میں پہلے پہل دو انگریز تاجر و کاپٹن آنار مقتب خان صوبے دار کے زمانے کے حالات میں مذکور ہو چکا ہوا۔ ۱۸۶۴ء میں انگریزی کوٹھی مقام سوت کی جانب سے پڑمنڈی نامی انگریز آٹھ چھکڑوں پر پارے اسحاب کے پیسے اور سین ور لاد کر تجارت کے لیے اگرے سے پہنچ

ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۸۵۶ء میں ملکِ الہ بخت سے فرمان حاصل کر کے جاری ہوئی تھی۔ ۱۸۵۶ء کے خدر کے بعد تجارتی کاروبار بند کر دیا گیا۔ اور کمپنی کے تمام مفتوحہ علاقے ملک و کشوریہ کی محلات میں شامل ہو کر برداشت انگریزی سلطنت کے زیر فرمان ہو گئے۔ یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو ملک و کشوریہ کے مشہور اعلان کے بعد کمپنی کا دور دورہ ختم ہو کر ملک و کشوریہ کی حکومت کا آغاز ہوا۔ اس ملک کے زمانے سے انگریزی حکومت کو ترقی ہوتی رہی اور عام طور پر امن قائم رہا۔

۱۸۶۳ء کا قحط

۱۸۶۳ء میں صوبہ بہار اور شمالی بنگال کے بعض حصص میں قحط کے آثار نمایاں ہوئے۔ گورنمنٹ نے اس دفعہ قحط کے دفعیہ کا پورا انتظام کیا۔ بہار سے چاول منگو اکر قحط زدود کی امداد کی۔ بنگالہ چھوڑ کر صرف صوبہ بہار میں تین لاکھ چالیس ہزار ٹن چاول منگوا یا گیا۔ رائیکٹن سائٹھ تا میں من کے برابر ہوتا ہے) اور سات آٹھ ہیئت میں تک حاجت مندوں کو مفت اور بعض صورتوں میں محض کم قیمت پر غلہ تقیم کیا گیا۔ اس بندوبست میں گورنمنٹ نے کمی کروڑ پر چرف کیے اور لاکھوں نقوص کو فلتے کی موت سے بچالیا۔

کر لیا تھا۔ اور انگریز تاجر و کے اور مال تجارت پر ساڑھے تین فی صد کے حساب سے محسوس لگا دیا۔ لیکن پھر کسی طرح تعقیب ہو گیا۔ ۱۸۸۱ء میں شایستہ خان دوبارہ صوبے دار ہو کر آیا تو انگریزوں سے جزیے کا مطالبہ کیا۔ اور ان کے انکار کرنے پر ان کے مال کی ضبطی اور اعمال کی محبوسی کا حکم دیا۔ آخر انگریزوں نے بجائے نقد کے کچھ گھوڑے وغیرہ سامان دے کر تعقیب کر لیا۔

۱۸۰۲ء میں شہزادہ عظیم الشان کی حکومت میں شاہی عاملوں نے کمپنی کے کارندوں کو بعض مطالبات نہ دینے کے سبب گرفتار کر کے چھو سات ہفتے تک مقید رکھا اور ان کا مال بھی قرق کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد ۱۸۰۴ء میں کمپنی نے پٹنے سے اپنے کار پردازوں کو واپس ہلاکیت کا ارادہ کر لیا تھا لیکن پھر کچھ سوچ بھجو کر تجارت کو جاری رکھا۔ ۱۸۰۷ء میں اورنگ زیب کے مرلنے پر انگریزوں کو پھر نئے مطالبات جاری ہونے کا اندریشہ پیدا ہوا۔ اس لیے کمپنی نے کار پردازوں کو ہدایت کی کہ پٹنے میں فی الفور جس قدر شورہ وستیاب ہو سکے لے کر چلے آؤ۔ مگر اس کے بعد تخت کی دراثت کا جھلکڑا طریقہ ہو جانے پر انگریزوں کو بھی اٹھیتا ہو گیا۔

۱۸۲۲ء میں پٹنے میں فرخ سیر کی تخت نشینی کے وقت نواب تید حسین علی خان نے مذراخہ کی ایک فہرست تیار کی اور انگریزی کوٹھی سے باہمیں ہزار روپیہ بادشاہ کے لیے وصول کیے۔ اور اس کے علاوہ ساڑھے چھو ہزار روپیہ خاص اپنے لیے بھی بطور مذروا وصول کیے۔ ڈچ کمپنی کے منتظم ”وین ہورن“ نے مذراخہ دینے سے انکار کیا تو اس کا مال قرق کر لیا گیا۔ آخر دو لاکھ روپیہ دے کر اس نے پیچا چھڑا۔

بہت سخت نہ تھا۔ حکومت کی طرف سے تحفظ کے انداد اور تحفظ زد وں کی امداد میں کوئی کمی نہ تھی۔

۱۹۰۰ء کا طاعون

۱۸۹۶ء میں بھی کی طرف طاعون کی ویا شروع ہوئی اور دو برس کے بعد یہی دبا بھار دینگلے میں پھیل گئی۔ توان خون کی رو سے اول اول ایسی دبا گیا رھویں صدری ہجری میں جہاں گیر بادشاہ کے عہد میں ملک دکن میں آئی تھی اور ۱۹۰۲ء میں اگرہ میں بھی اس سے بہت متاثر ہوئیں۔ تیک جہاں گیری اور منتخب الباب (خانی خان) میں دبا کی کیفیت یہ کمی ہو جائے کہ اول چوتھے اپنے سوراخوں سے نکل گرستاہ وار ادھر ادھر دوڑ کر دفتاً مر جاتے تھے۔ اور اندازوں کا یہ حال ہوتا تھا کہ اول بغل یا چڈے یا گلے کے اور پر گلٹی نمودار ہوتی تھی۔ اور اس کے ساتھ شدید تپ آجاتی تھی۔ بعض مریض اول ہی روز اور بعض دو ایک دن کے اندر مر جاتے تھے۔ ۱۹۰۴ء میں صوبہ بہار میں بھی طاعون کی بجنگہ بھی کیفیت تھی۔ اس صوبے میں یہ دبا کیتی سال تک رہی اور تیس لاکھ نفوس ضمایع ہوئے۔

۱۹۰۱ء کا سیلا ب

مشہور ہر کے بارھویں صدری ہجری کے آخر میں شیخ علی حزین شاعر نے

۱۳۱ اپرنس آف ولیز یعنی ولی عہد سلطنت برطانیہ

کی آمد ۱۸۶۶ء

۱۸۶۶ء میں ملکہ وکٹوریہ کے بڑے صاحب زادے (جو بعد کو شہنشاہ اڈورڈ ہفتم کے لقب سے بادشاہ ہوئے) اپنی شہزادگی کے زمانہ میں ہندستان کی سیرویا ساحت کو تشریف لائے۔ اس وقت پٹنہ کو بھی رونق بخشی۔ اس زمانے میں سرچارڈ نیپل لفٹنٹ گورنر صوبہ بنگال و بہار اور سٹرٹکاف کشنا اضلاع پٹنہ تھے۔ اس موقع پر حکام کی خوش لظیمی اور روسائے شہراور زمین دار اور عوام انس کا خیر مقام قابل دید تھا۔ اس تشریف اور سی کی بادگار میں پٹنہ میں بہار اسکول آف انجینیرنگ قائم ہوا جو اس صوبے کی ایک بڑی تعلیم گاہ ہے۔ اور اب ترقی کر کے اسکول سے کالج بن گیا ہے۔

۱۳۲ ۱۸۹۶-۹۷ء کا قحط

۱۸۹۶ء میں بارش کی قلت اور نیز خلافِ موسم پانی برنسے سے قحط کا اندر شہ پیدا ہوا۔ ۱۸۹۷ء میں اکثر اضلاع صوبہ بہار میں قحط کے آثار نیلیاں ہو گئے۔ لیکن ریلوے کی موجودگی کے بدب خاص ضلع پٹنہ میں غلہ کی کمی محسوس نہ ہوئی۔ مگر نرخ کی گرانی کے بدب غربیوں لے سخت مصیبت اٹھائی۔ خاص ضلع پٹنہ کا حال مظفر اور و در بہنگ وغیرہ کی بہشت پھر بھی

اسی ہرگز نگاہ سے شہر کا نظارہ کیا۔ حقیقتاً نگاہ سے شہر کا نظارہ نہایت دلکش ہوتا ہے۔ اور جن لوگوں نے کشتی سے اس خوش نامنظر کو نہیں دیکھا ہے وہ اس کے لطف سے نا بلد ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں لا رڈ کرزن نے مقام پوسا میں زراعتی تعلیم گاہ کی بنیاد قائم کی۔

۱۸۔ نکل ساور کے نئے سکے ۱۹۰۶ء تا ۱۹۲۴ء

۱۹۰۶ء میں حکومت نے اول اول نکل کی اکتنی جاری کی۔ اس کے قبل تک چاندی کی دہانی اور تلنے کے قبیل پیسے رنکا ہے اکے دریاں میں کوئی سیکھ کبھی چاری نہ ہوا تھا۔ نکل دھات رنگت میں چاندی اور رانگ سے مشابہ ہے۔

۱۹۱۹ء و ۱۹۲۱ء میں بجائے چاندی کی دو نیوں اور چوتیوں کے نکل کی دو ایساں اور پونیاں جاری ہوئیں جو اکتنی کی طرح اب تک جاری ہیں۔ ۱۹۱۹ء و ۱۹۲۴ء میں نکل کی اٹھنیاں بھی جاری ہوئیں لیکن یہ اٹھنیاں اب جاری نہیں۔ اور اتفاقاً ہمیں دیکھنے میں آتی ہیں گورنمنٹ نے نکل کی دو ایساں جاری کرنے کے بعد چاندی کی چھوٹی دو ایساں جاری کرنا بھی بند کر دیا ہے۔

(صفحہ ۲۷۳ کا حاشیہ)

۱۹۰۳ء کو لا رڈ کرزن نے اور میں پبلک لائبریری کا ملاحظہ کیا۔ اس کے آٹھ برس پہلے ۱۸۹۹ء کو لا رڈ پین دائرہ یہاں تشریف لائے تھے۔

برسات نے موسم میں عظیم آباد پٹنہ میں جلد اور گنگا کے پڑھا و گودیکوئے کر کر کہا کہ میں اس شہر پر نہیں رہ سکتا۔ کیوں کہ اگر سیلا ب آئے تو کسی طرف مفر کی صورت نظر نہیں آتی اور اسی کے بعد گھبرا کر بنارس کی راہ لی۔ اگرچہ شہروالوں نے کبھی سیلا ب سے بہت زیادہ نقصان نہیں اٹھایا لیکن اس ضلع میں واقعی اس قدر سیلا ب آیا کیہے ہیں کہ شوخ موصوف کا خوف کچھ یہ جاند تھا۔

^{۱۹۰۱ء} میں سون اور گنگا ندی میں پریک وقت سیلا ب آلنے سے ضلع پٹنہ کے بعض حصیں لوگ سخت مبتلائے آفت ہوئے۔ قصبه منیر کے قریب اور دیگھا گھاٹ کے آر، پاس تمام زمینیں ہے آب ہو گئیں۔ اور قصبه باڑہ کے نواحیں بھی تمام عالم آب نظر آلنے لگا۔ جن غربیوں کے مکان نشیب میں واقع تھے انھوں نے کئی دن تک تہلکہ میں بسر کی گورمنٹ کی روپوٹ کے مطابق دوسو تا دن بستیوں کو نقصان پہنچا اور تھینٹا ایک ہزار گھنٹے بیٹھ گئے۔ بڑی خیریت ہوئی کہ دو ہی دن میں سیلا ب کم ہو گیا۔ لیکن اس مدت کے اندر بعض جانیں بھی تلف ہوئیں۔ اور جو لوگ گنگا کے دیاروں میں بے ہوئے تھے پاشی اور تختوں کے سہارے بہتے ہوئے میسوں میل کے فاصلے پر کسی طرح زندہ نکالے گئے۔

(۲) پٹنہ میں لارڈ کرزن کی آمد ^{۱۹۰۳ء}

^{۱۹۰۳ء} میں لارڈ کرزن دوسرے و گورنر جنرل نے پٹنہ اگرینڈریو (جاثیہ صوبہ پر)

نے خود کشی کر لی۔ اور دوسرے مجرم کو جس کا نام خودی رام بوس تھا پھانسی دی گئی جس دار و غذر نے عورتوں کے قاتل کو گرفتار کیا تھا اس کو بھی ایک ظالم نے اچانک کلکتہ میں سیراہ تینجھے سے بلاک کر دیا۔

۱۰۱) صوبہ بہار کا بنگال سے جدا ہونا ۱۹۱۱ء

پلاسی کی جنگ کے بعد سے انگریزی حکومت میں ۱۹۱۱ء تک صوبہ بہار بنگال سے شامل رہا۔ اگرچہ ابتداء میں کچھ مدت تک خاص صوبہ بہار کے لیے ملیحہ نائب ناظم بھی مقرر ہوئے جس کی کیفیت اپنی جگہ پر مذکور ہو چکی ہے۔

۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو صوبے کی قسمت نے پلٹایا۔ موجودہ حکمران شہنشاہ جارج پنجم نے دارالحکومت دہلی میں تاج پوشی کے موقع پر اعلان کیا کہ صوبہ بہار سچھوٹاناگ پور و اڑیسہ بنگال سے علیحدہ کر کے، بجائے خود ایک صوبہ قرار دیا جائے گا۔ اسی حکم کے مطابق ۱۹۰۵ء کی تقسیم بنگال سے کی کارروائی بھی مسترد و مسوخ قرار پائی۔ جدید صوبہ بہار و اڑیسہ کے لیے پہنچ دارالحکومت مقرر ہوا۔ اور قریم آبادی سے کئی کوس پچھم ہائی کورٹ، سکریٹریٹ ہو گئی۔ اس اور سرکاری ملازموں کے رہنے کے مکانات کی بنیادیں قائم کی گئیں۔ انگریزی عہد میں لارڈ مکالایو کے زمانے سے ۱۹۱۱ء تک جو انگریز فرمان روا ہوئے ان کی کیفیت اس جدول سے ظاہر ہو گی۔

۱۱ اس زمانے میں سر علی امام و اسرائیل کی کوشش کے میراثے اس لیے صوبے کی تقسیم میں انھوں نے بھی اپنے رسوخ سے کام لیا۔

۱۹۰۸ء مظفر پور میں بمب کا واقعہ

۱۹۰۸ء میں دونوں جوان بندگالیوں نے مظفر پور میں ایک فتنہ گاڑی پر اپنا بمب پھینکا۔ جس سے دو یورپین عورتیں رسمز کینڈی اور ان کی لڑکی ہلاک ہو گئیں۔ بندگالیوں کا قصد ان عورتوں کے مارنے کا نہ تھا۔ انہوں نے کنگسفورڈ صاحب نج کو مارنے کے لیے یہ حرکت کی تھی لیکن وہ نج گئے اور یہ دو عورتیں ہلاک ہو گئیں۔ انہوں نے اس کے قبیل کنگسفورڈ صاحب کو ہلاک کرنے کے لیے یہ تدبیر بھی کی تھی کہ ایک کتاب میں بمب رکھ کر بذریعہ ڈاک اس کے پاس رواند کیا۔ وہ بمب اس طرح کا تھا کہ کتاب کھولتے ہی پھٹ پڑے جس اتفاق سے صاحب موصوف نے پارسل نے کراس کو بغیر کھولے رکھ دیا۔ اور اس عرصے میں خفیہ پوس کو اس پارسل کا حال علم ہو گیا۔ اور اس نے پارسل کو لے کر بمب کو حدايت کرایا۔ نج صاحب سے بندگالیوں کو بعض کا بسب یہ تھا کہ جب ۱۹۰۸ء میں لارڈ کرزن نے زور زبردستی سے بھگائے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور اس بارے میں بندگالیوں کی نارضامندی کی کچھ پروپاگنڈہ کی تو بندگالیوں نے شورش انگیز کارروائیاں شروع کیں۔ بعض نوجوانوں نے بمب اور روپا اور (مچہ) سے انگریز حکام کو ہلاک کرنے پر کمر یا اندھی۔ کنگسفورڈ صاحب نج نے کلکتہ میں محترم رہ کر بعض اخبار والوں کو حکومت کی بڑائی شائع کرنے کے جرم میں سزا دے دی تھی۔ اس لیے ان بندگالیوں نے ان کو مارنے کا معتمد کر لاد کر لیا۔ بہر کیف مظفر پور کے واقعے میں بمب پھینکنے والوں میں ایک شخص

جدول نمبر ۳

(۱۲) لفظت گورنر بنگالہ مع بھار ۱۸۵۷ء تا ۱۹۱۱ء

۱۔	سر فرڈرک ہالیڈے ۱۸۹۰ء	۱۸۹۰ء
۲۔	سر جان پٹسٹر گرانٹ ۱۸۵۹ء	۱۸۵۹ء
۳۔	سر سیل بیڈن ۱۸۶۲ء	۱۸۶۲ء
۴۔	سر ولیم گرے ۱۸۶۱ء	۱۸۶۱ء
۵۔	سر جارج کیبل ۱۸۶۱ء	۱۸۶۱ء
۶۔	سر رچارڈ ٹپل ۱۸۶۴ء	۱۸۶۴ء
۷۔	سر ایشل ایڈن ۱۸۶۶ء	۱۸۶۶ء
۸۔	سر ریورس طاسن ۱۸۸۲ء	۱۸۸۲ء
۹۔	سر ولیم ڈیوک ۱۹۱۱ء	۱۹۱۱ء

(۱۳) شہنشاہ جارج پنجم کی آمد ۱۹۱۲ء

دربار دہلي کے اختتام پر بادشاہ نے نیپال کی سیر کا عزم کیا اور اٹھائے راہ میں پٹنہ آگر گنگا سے پار ہوتے ہوئے شہر کے دل کش دپر فضنا منظر کی سیر فرمائی۔ اس موقع پر عدالت گھاٹ میں اور اسی طرح گنگا کے پار ہزاروں آدمی نہایت خلوصانہ عقیدت مندی سے بادشاہ کی زیارت کو جمع ہوتے تھے۔ بادشاہ نے پٹنہ میں اور نیشنل پلک لائبریری اکتب نہاد خدا بخش خان سی۔ آئی۔ اسی کو بھی رونق بخشی۔ اور اس کتب خانے میں دیوانِ ماخذ

جدول نمبر ۱

(۱۱) گورنر بنگال سنه ۱۸۵۸ء تا ۱۸۶۳ء

۱ لارڈ کلایو ۱۸۵۸ء	۵ لارڈ کلایو دوبارہ ۱۸۶۴ء
۲ جان زینفانیه ہولوں ۱۸۶۰ء	۷ ہنری دیریلٹ ۱۸۶۶ء
۳ ہنری وینٹارٹ ۱۸۶۷ء	۹ جان کارپیٹ ۱۸۶۹ء
۴ جان پیرن، ہنگن ۱۸۶۲ء	

جدول نمبر ۲

(۱۲) سنه ۱۸۵۳ء تا ۱۸۶۳ء: حیثیت گورنر و گورنر جنرل

۱ دیرن ہنگن ۱۸۶۳ء	۲ جان اڈم ۱۸۶۳ء
۳ سرجان میکفرن ۱۸۶۵ء	۴ لارڈ اہبرست ۱۸۶۳ء
۵ لارڈ کارنواس ۱۸۶۶ء	۶ ولیم بڑو رکھن بیل ۱۸۶۸ء
۷ سرجان شور معرف پر لارڈ ٹینونج ۱۸۶۷ء	۸ کا لارڈ ولیم بنٹک ۱۸۶۵ء
۹ سرفراز کارک ۱۸۶۹ء	۱۰ لارڈ شکاف ۱۸۶۵ء
۱۱ مارکوس ویلزی ۱۸۶۹ء	۱۲ لارڈ اکلینڈ ۱۸۶۳ء
۱۳ لارڈ الینرو ۱۸۶۳ء	۱۴ لارڈ کارنواس دوبارہ ۱۸۶۰ء
۱۵ سرجارچ پارلو ۱۸۶۵ء	۱۶ لارڈ نشو (اول) ۱۸۶۰ء
۱۷ مارکوس آف ہنگن ۱۸۶۳ء	

کیا۔ ۱۹۱۶ء میں پٹنہ یونیورسٹی (دارالعلوم) بھی قائم ہوئی۔

۱۹۱۶ء ضلع شاہ آباد کا بلوہ

۲۸ ستمبر ۱۹۱۶ء کو ضلع شاہ آباد میں ایک ایسا بلوہ ہوا جس کی مثال اس صوبے کی تاریخ میں کم تر لے گی۔ ہندوؤں نے ایک زبردست خفیہ سازش کر کے اول موضع ابراہیم پور اور اس کے قریب دو مواضعات میں مسلمانوں پر اچانک حملہ کیے۔ اور دفعتاً مسلمانوں کے سینکڑوں گھرلوٹ لیے۔ اور بعض مسجدوں کو بھی خراب کر ڈالا۔ ذہن کے اندر بلوایوں کی جمیعت پچاس ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ اب انہوں نے موضع پیر و اور اس کے گرد ولواح میں بلوہ شروع کر دیا۔ اور چند دنوں کے اندر ایک سو انیس بیتیوں کو اس طرح تباہ کر ڈالا کہ کہیں ایک تنکائیں گھر میں نہ چھوڑا۔ اور قرآن اور مساجد کی توپیں میں بھی کوئی دیقید باتی نہ رکھنا۔ پندرہ سو هر بیج میل کے اندر صرف چودہ بیتیاں ایسی تھیں جن کو مسلمانوں نے کسی طرح اپنی جانوں پر کھین کر محفوظ رکھا۔ شاہ آباد سے بڑھ کر یہ بلوہ ضلع گیا کی حد تک پھیل گیا تھا۔ اور بد معاشروں نے اپنی جمیعت کو قوی کرنے کے لیے تمام گرد ولواح میں اس سفnon کے پرچے تقسیم کیے کہ مسلمانوں کو ہر طرح مٹاو۔ اور اس میں بنگالیوں اور جرمنوں کی مدد پہنچے گی۔ بعض ہندو زمین دار کو بھی صوبے کی حکمرانی کے لیے ابھارا تھلا جوں کر ۲۰ اگست ۱۹۱۶ء سے یورپ میں جنگ عظیم جاری تھی۔ اور ملک ہند میں فوج کی تعداد غیر عجموی طور پر کم ہو رہی تھی۔ اس لیے بلوایوں نے

کے ایک قدیمہ نسخے پر اپنے و سختخط بطور یادگار چھوٹے اس کتاب پر جہاں گیر
باوشاہ سے اس وقت تک چار باوشاہوں کے دستخط قبل سے موجود تھے۔
یہ کتب خادِ دُنیا میں علمی کتابوں کا بہترین ذخیرہ ہے۔ اسی سال ٹینہ
میں اول اول کانگرس کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔

۱۹۱۳ء کا سیلاب (۱۵)

۱۰ اگست سے ۱۱ اگست ۱۹۱۳ء تک ضلع ٹینہ میں مسلسل بارش ہوئی
سے سخت سیلاب آیا۔ اسی اشتایں اطراف گیا وہزاری باغ میں بھی بارش
ہوئی تھی جس سے تمام چھوٹی نریوں میں اور نیز گنگائیں پانی بھرا یا۔ اس
سیلاب سے قصیدہ باڑہ کے اطراف میں چالیس آدمی اور تقریباً ساڑھے
پانچ سو مویشی ہلاک ہو گئے۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق تیس ہزار
تین سو ساٹھ مکانوں کو کم و بیش نقصان پہنچا۔ اور چند جانیں بھی تلف
ہوتیں۔ گورنمنٹ نے تیرہ ہزار روپی بطور امداد فی الفور تقیم کیے۔ اور بعد
کو ڈیر طبع لاکھ روپی بطور تقاوی کاشت کاروں کو قرض دیے۔

۱۹۱۴ء میں عدالت عالیہ اور دارالعلوم کا افتتاح

فروری ۱۹۱۴ء میں لارڈ ہارڈنگ دائرائے گورنر جنرل ہند لے
ٹینہ آکر باقاعدہ ایک شاندار جلوس کے ساتھ ٹینہ ہائی کورٹ کا افتتاح

کے استقبال سے کنارہ کش رہنے کا بھی ایسا تھا۔ اور جس شہر میں شہزادہ پنچتھا تھا وہاں ہر تال چائی جاتی تھی۔ اس لیے پٹنہ میں بھی لوگوں نے دبایا کی شرکت سے احتراز کیا۔ اور صرف وہی لوگ حاضر ہوئے جو حکام سے دبید رکھتے تھے۔ عام طور پر ڈکانداروں نے ڈکانیں بند کھیں۔ گاڑی بانوں اور یکے والوں نے گاڑی اور یکے نہ چلائے۔ اور سڑکوں پر عجائب تالا اور اُداسی رہی۔

ترک موالات کی تحریک کے ساتھ نشہ خواروں کو نشے کی چیزوں ترک کرنے کی بھی تاکید تھی۔ اور اس سے گورنمنٹ کے محمد آب کاری کونقصان پہنچانے کے ساتھ اخلاقی فوائد متصور تھے۔ اس لے بالعموم لوگوں نے اس تحریک کا ساتھ دیا۔ دیباںتوں میں خصوصاً تیرتہ اور چپاریں کی طرف ترک موالات کی تحریک کا بہت زور رہا۔ دوسرے سال ۱۹۲۲ء میں شہر گیا میں کانگریس کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔

(۱۹) ۱۹۲۳ء کا سیلاب

اگست ۱۹۲۳ء میں سون ندی میں یک ایک سیلاب آیا۔ ۱۵ اگست کو سون کے پانی کی سطح مقام ڈھری میں ۵۰۔۳۳۳ فٹ تک پہنچ گئی۔ سابق زمانے میں یہ سیلاب کے وقت بھی پانی کی سطح اس سیلاب سے ڈریڈھ فٹ پست رہی تھی۔ اتفاقاً اس سیلاب کے وقت گنگا میں پہلے سیلاب موجود تھا۔ اور اس کی سطح بھی سابق زمانے کے سیلاب سے ایک ہاتھ زیادہ بلند تھی۔ اس سیلاب سے منیر سے داناپور تک تمام

یہ بھی انواہ اڑائی کر انگریزوں کی فوج سب کی سب جنگ میں کھپ
چکی ہو اور اب انگریزی حکومت کا خاتمہ ہو چاہتا ہو۔

بہر کیف جب حکام نے داقعی فوج منگوائی تو بلوائیوں کو سوائے
فرار کے کوئی چارہ نہ تھا۔ لیکن اس سترہ اٹھارہ دن کی مدت میں ہزاروں
مسلمان بے خانماں ہو گئے اور ان کے ننگ و ناموس کو بے حد صدمہ پہنچا۔
اور بعض جانیں بھی ہلاک ہوئیں۔ بلوائیوں کی مخالفت پر ظاہر مسلمانوں
سے تھی۔ اس لیے انہوں نے جا بجا ٹیلی گراف کے تار توڑلے کے سوا
گورنمنٹ کی کسی یڈک پر درست درازی شکی۔

اس بیان سے یہ سمجھنا چاہیے کہ اس ضلع کے تمام ہندو بلوائیوں
میں شامل تھے۔ بلکہ یہ حرکت محض جاہل بدمعاشوں کی تھی۔ اور بعض شریف
نفس ہندوؤں نے خود اپنے گھروں میں مظلوم مسلمانوں کو پناہ دی
افسوس ہو کہ اس بلوے کے حقیقی اسباب اور اس کے اصلی بانی
سمانی کے نام ظاہرنہ ہوئے یا شاید خود گورنمنٹ کو بھی تحقیق نہ ہوئی۔

۱۸۱۹۲۱ء پرنس آف ولیز (شہزادہ ولی عہد) کی آمد

۱۹۲۱ء میں شہزادہ ولی عہد سلطنت برطانیہ نے پٹنہ تشریف
لائکر دو دن یہاں قیام فرمایا۔ باقی پور کا وسیع میدان خوش نباخیموں اور
شامیالوں سے آراست کیا گیا۔ اور بڑی دھوم دھام سے دربار منعقد ہوا۔
صوبے کے زمین داروں اور رؤسائے ثرف ملازمت حاصل کیا لیکن
اس زمانے میں گاندھی جی کی تحریک ترک موالات کے سلسلے میں شہزادہ

صوبہ بجاے لفظ گورنر کے گورنر لقب سے مخاطب ہونے لگ۔
 ہندستانیوں میں لارڈ سنہا کے سواب تک کسی کو لارڈ کا خطاب
 حاصل نہیں ہوا اور گورنری کا عہدہ بھی اول اول انھی کو ملا۔ لارڈ
 سنہا نے صحت کی خرابی کے بسب یا کسی اور مصلح سے قبل از وقت
 استغفار سے دیا کچھ مدت تک سری سینزور نے قائم مقامی کی ان کو
 سابق میں پٹنہ کے کلکٹر ہنے کے بسب یہاں کی لوری دافتیت حاصل
 تھی۔

۱۹۲۳ء میں سر سینزی دیلر اور ان کے بعد ۱۹۲۴ء سے
 سر ہوا سینیفینس گورنر ہوئے۔ جو اس وقت تک اپنے عہدے پر قائم
 ہیں۔

بعض حادثوں کا ذکر ۱۹۲۲-۳۱ء

۱۱۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو سر علی امام (بیر سٹر) نے جو صوبہ بہار کے نہایت
 معزز لیڈر اور شاہیں ہند سے تھے اور دائرائے کی کوشش کے مجرم اور حیدر آباد
 دکن میں صدر اعظم رہ چکے تھے۔ راجحی میں انتقال کیا اور ۱۹۲۳ء میں اپریل
 کو ان کے چھوٹے بھائی حسن امام (بیر سٹر) جو ہند کے بہترین قانون والوں
 میں تھے اور کلکنہ ہائی کورٹ کے نجی بھی رہ چکے تھے۔ اور ۱۹۲۱ء میں لندن
 میں ہند کے مسلمانوں کے نمائندے ہو کر ترکی کی صلح کی کانفرنس میں شریک
 ہوئے تھے انتقال کیا۔ حسن امام صاحب ۱۹۱۸ء میں کانگرس کے
 صدر بھی منتخب ہوئے تھے۔

دیاروں اور نشیب زمینوں میں عالم آب نظر آنے لگا۔ جس سے دس ہزار مکانوں کو نقصان پہنچا۔ داناپور اور گیا کے درمیان نہر کا پانی کناروں کو کھنگا لتا ہوا اچاروں طرف پھیل گیا۔ داناپور اور دیگھل کے درمیان پانی گنگا کے کنارے سے سڑک پر چڑھا آیا۔ اور صوبے کا نوا آباد دار الحکومت بھی سیالاب کے اثر سے محفوظ نہ رہا۔ داناپور میں حکام نے بروقت جہاز اور کشتیوں کا بند و بست کر کے بہت لوگوں کو دیاروں سے خشکی پر پہنچوایا۔ اس دفعہ صرف چار آدمی اور سو ڈریٹھ سو مویشی تلف ہوئے۔ سون کے کناروں پر بستیوں میں پانی اندر گھس آیا۔ اور آرہ میں بھی بعض محلوں میں گھروں کے اندر کئی فٹ بلند پانی جمع ہو گیا۔ جس سے مکانوں کو سخت نقصان پہنچا۔ گورنمنٹ اور پبلک نے حتی المقدور مصیبت زدؤں کے ساتھ حمدردی کا سلوک کیا۔

۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۰ء تک گورنرول کا ذکر

۱۹۱۲ء میں صوبہ بہار و اڑیسہ بنگالے سے علیحدہ ہو کر بجائے خود ایک صوبہ قرار پانے پر سر جیارس بیلی نے لفٹنٹ گورنر مقرر ہو کر ۱۹۱۵ء تک حکومت کی۔ سر جیارس بیلی کے بعد سر اڑادورڈ گیٹ اور پھر ۱۹۱۸ء میں سر اڑادورڈ بیونج روکیتیت قائم مقام لفٹنٹ گورنر ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں بنگالے کے مشہور و معروف بیر سٹر لارڈ سنہ آف رائے پور کو صوبہ بہار و اڑیسہ کی گورنری عنایت ہوئی۔ ۱۹۱۹ء میں سڑمنٹلکوڈ زیر ہند اور لارڈ چسپورڈ والسرائے ہند کی پیاسی اصلاحات جاری ہوئے پر حاکم

جو عرصہ دراز سے کونسل کے ممبر اور مسلمانوں کے لیڈر بھی تھے وزیر تعلیمات ہوئے۔ جدید اصلاحات کے نفاذ تک عزیز صاحب کی وزارت قائم رہی اور اس مدت میں تعلیم کے علاوہ صنعت و صرفت میں نمایاں ترقی ہوتی رہی۔ ان کے ہر دل عزیز ہونے کا بڑا ایڈب یہ بھی ہوا کہ ان کی ذاتی فیاضی سے ہر سال جاڑوں کے موسم میں موتیابند کے سینکڑوں مریض پنجاب کے شہروں پر ٹکرائے آنکھیں بنو اکر بصارت حاصل کرتے ہیں۔ اس زمانے میں عزیز صاحب کے مکانات خلصہ ہسپتال بن جاتے ہیں۔

۱۲۳۔ جدید اصلاحی قانون کا نفاذ اور کانگریسی حکومت کا آغاز ۱۹۲۹ء - ۱۹۳۶ء

سامن کیشن کی تجاویز اور گول میز کانفرنس کے مشوروں پر خود کرنے کے بعد انگریزی پارلیمنٹ نے ہند کی حکومت کے لیے جدید اصلاحی قانون منہجت کے جو ۱۹۲۹ء کا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کہا جاتا ہے۔ اس کی رو سے صوبے کی مجلس کو تاقانون سازی اور حکومت میں ایک حد تک آزادی حاصل ہو گئی۔ انگریزی پارلیمنٹ کے اصول پر صوبے میں دارالعلوم اور دارالاصراف کی جگہ بیس لیٹو اسمبلی اور بیس لیٹو کونسل مقرر ہوئی۔ بہار اسمبلی کے ممبروں کی تعداد ۱۱۵۲ اور کونسل کے ممبروں کی تعداد ۲۹ ہے۔ ان جدید اصلاحات کے سلسلے میں اڑیسہ جو ۱۹۱۲ء سے صوبہ بہار کے شامل تھا۔ علیحدہ ہو کر جدا گانہ صوبہ ترار پایا، عوپر بہار کے ساتھ چھوٹا ناگ پور بہتر ضم رہ گیا۔

۱۹۳۳ء شدید زلزلہ ۱۲۲

۱۵ جنوری ۱۹۳۳ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۵۲ھ دن کے دو بجے ایک خوفناک زلزلہ آیا جس نے شہر موونگیر کو بالکل تباہ کر دیا اور رہنمائی سیتا مردمی اور محقق علاقوں میں صد ہا مکانات منہدم ہو گئے۔ جگ جگ زمین شنق ہو گئی اور پانی کے ساتھ ریت مٹی فوارے کی طرح زمین سے نکلی اور سطح پر پھیل گئی جس سے بعض مواضع میں زراعتی زمین ریگستان نظر آئے گئی اور کھیتوں کی شناخت باقی نہ رہی۔ عظیم آباد پٹنہ، شاہ آباد میں بھی بہت سے سکانات گرے اور جان و مال کا سخت نقصان ہوا۔ زلزلے کا اثر ملک بہار کے باہر بھی دوڑ دوڑ تک محسوس ہوا لیکن بہار میں تھی خیانت دس بارہ ہزار اشخاص ہلاک ہوئے اور تمام صوبے میں عام تاریجی پھیل گئی۔ یہ اسی قسم کی سماوی آفت تھی جیسی ۱۸۳۳ء میں توبرس پہلے بہار پر نازل ہوئی تھی اور جس کا حال اپنے مقام پر تحریر کر دیا گیا ہے۔

۱۹۳۴-۳۳ء تبدیل وزارت ۱۲۳

۱۹ جون ۱۹۳۳ء کو سر محمد فخر الدین نے انتقال کیا۔ یہ ۱۹۲۱ء سے علی التواتر وزیر تعلیمات مقرر ہوتے آئے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد خان بہادر سید محمد حسین جو صوبے کی کونسل کے نہایت تجربے کا رمبر تھے وزیر تعلیمات مقرر ہوئے لیکن خان بہادر نے چند ماہ کے اندر ہی انتقال کیا اور ان کی جگہ پر ۱۰ جنوری ۱۹۳۳ء کو یہ عبد العزیز صاحب بیر سٹر

کو تفویض کر دے گی، اب وزارت ہاتھ آتے ہی ایک طرف بڑے ہٹے
ہندوز میں دار اور دوسری جانب سے کاشت کار دباو ڈالنے لگے۔
کانگرس والے حقیقاً دونوں فریقوں کے زیر اثر تھے۔ اس کش کمش میں
انھوں نے چند قوانین جاری کیے جن کی رو سے مال گزاری (لگان)
میں تخفیف ہو گئی اور زمین داریاں بھی قائم رہیں۔ مال گزاری کی تخفیف
کے علاوہ انھوں نے زمین داروں پر شیکس بھی لگا دیے۔ حقیقتاً ان کی یہ
کارروائیاں ناجربے کاری اور گھبراہست کا نتیجہ تھیں۔ ضرورت اس بات
کی تھی کہ زمین دار اور عیتیت کے حقوق کی پوری چھان بین کی جاتی اور ہر
ایک کے حقوق منع طور پر جتنا دیے جاتے۔ لیکن کانگرس والوں سے ایسا ہم
کام کرنے کی صلاحیت اور جرأت ظاہر نہ ہوئی۔

کانگرس والوں نے اپنے اصول پر تعلیم جاری کرنے کے لیے ورقیا مندرجہ
کھولنے کا قصد کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ازدؤزبان سے فارسی اور عربی
الاصل الفاظ کو نکال کر ان کی جگہ پر ہندی الاصل الفاظ رکھ کر ہندستانی
زبان رائج کرنے کا ارادہ کیا لیکن مسلمانوں کی مخالفت کے بدب اس میں
کام یابی نہ ہوئی تاہم اس زمانے میں اسکلوں کے نصاب کی جو کتابیں
اردو میں شائع ہوئیں ان میں بتیرے ہندی الاصل الفاظ داخل کر دیے گئے
جو مسلمانوں کے محاوروں اور روزمرہ میں مستعمل نہیں۔ مسلمانوں نے گان کیا
کہ جس طرح بعض قوموں نے دوسری قوموں کی تہذیب و تمدن کو مٹانے
کے لیے اول زبان ہی پر ستم توڑا ہو۔ اسی طرح کانگرس والے اردو کو بدل کر
غالص ہندووں کی زبان رائج کرنے کی تدبیریں کر رہے ہیں کیوں کہ زبان
تو مختلف انسانوں کے میل جوں سے خود بن جاتی ہو۔ کوئی زبان کسی خاص

مہبودیں کے انتخاب کے وقت صوبے کے ہر ایک فرقے لے حصہ لیا۔ اور منتخب شدہ اشخاص میں کانگریس والوں کی تعداد کثیر تھی۔ اس لیے گورنر نے اولًا انھیں کو حکومت کا انتظام جاری کرنے کو کہا، لیکن انھوں نے وزارت قبول کرنے سے پہلے گورنر سے اس بات کی طلبیت چاہی کہ وہ اپنے ذاتی اختیارات سے کام نہ لے گا۔ کچھ عرصے تک گفت و شنید ہوتی رہی اور اس اتنا میں محمد یونس صاحب بیر سٹر پٹنے نے مختلف فرقوں کے ذیلی ایاقت اشخاص کو ساختے کر کافی جیعت فراہم کر کے وزارت قائم کر لی۔ چند ماہ تک یہ وزارت سرگرمی سے کام کرتی رہی۔ بعد کو گورنر نے اپنے ذاتی اختیارات کو عمل میں نہ لانے کا وعدہ کر لیا اور صوبہ بہار میں کانگریسی وزارت قائم ہو گئی اور بابو سری کرشن نہادزیر اعظم ہوئے۔

گورنر کے ذاتی اختیارات میں کم تعداد دو اے فرقوں کے حقوق کی نگرانی و حفاظت ایک اہم اور ضروری بات تھی۔ اختیارات کو عمل میں نہ لانے کا وعدہ کرنے سے غیر کانگریسی گروہوں، بالخصوص مسلمانوں کی انھیں گھل گئیں۔ انھوں نے سمجھ لیا کہ انگریزی حکومت کانگریسی گروہ کی اکثریت سے اس قدر مروعہ ہو رہی ہے کہ ان کے مقابلے میں دوسروں کے حقوق کی ذمے داری سے جی چڑا تی ہے۔ گورنر کی اس حرکت سے انگریزی حکومت کا اعتقاد کم ہو گیا اور اسی وقت سے سلم لیگ نے اپنی طاقت بڑھانی شروع کر دی۔

کانگریس والوں نے انتخاب کے وقت دوٹ حاصل کرنے کی غرض سے کاشت کاروں سے بڑے بڑے وقارے کیے تھے جن سے ان کو توقع تھی کہ کانگریسی حکومت زمین داریوں کو مٹا کر تمام حقوق کاشت کاروں

سے آل انڈیا اسلام بیگ کا جلسہ منعقد ہوا جس میں ہند کے ہر ایک صوبے کے مسلمانوں نے شرکت کی۔ محمد علی جنلاح، سر سنگھ رحیمات، سیدوار ہنگنی خاں اور فضل الحق کو دیکھنے کے لیے خلقت کا وہ ہجوم تھا کہ دو قدم رات چلتا دشوار تھا۔ اس موقع پر نایاش گاہ بھی تیار کی گئی تھی جس میں صوبہ بہار کے علاوہ دوسرے صوبوں سے بہتری اشیائی نمائش کے لیے آئی تھیں۔ پٹتہ میں مسلمانوں کا ایسا مجمع کم تر دیکھنے میں آیا ہو۔

۱۲۷۱ء رام گڑھ میں آل انڈیا کانگرس کا جلسہ ۱۹۳۰ء

وزارت سے مستفی ہونے پر صوبہ بہار کے کانگرسی لیڈروں نے چھوٹا ناگ پور کے علاقے میں کانگرس کا جلسہ کرنے کی تحریک کی۔ چھوٹا ناگ پور کے علاقوں میں زیادہ تر جگلی قویں مثل کول، سنتال، کھنڑا، آراؤں اور بھوپیاں وغیرہ آباد ہیں جو ہند کے قدیم باشندوں نے یاد کا سمجھی جاتی ہیں۔ کانگرس والوں نے ان میں کانگرسی نیحالات پیدا کرنے کی غرض سے یا شاید اس بدب سے کہ رام گڑھ کے راجائے کانگرس کی خرگاہ تیار کرنے کے لیے زمین اور کئی لاکھ پاس اور لکڑیاں بلا معاوضہ پیش کی تھیں۔ رام گڑھ کو اس جلسے کے لیے پندر کیا۔ ۱۹ مارچ ۱۹۳۰ء جلسے کا دن قرار پایا اور اس روز گاندھی جی، جواہر لال نہرو اور ابوالکلام آزاد صدر جلسہ اور مختلف صوبوں کے کانگرسی لیڈر اس مقام پر جمع ہو گئے۔ کانگرس والوں نے ناتجربے کاری سے اس جلسے کے لیے ایسی جگہ منتخب کی تھی جو نشیب میں واقع تھی۔ اتفاق سے عین جلسے کے

گروہ کی خواہش سے مردج نہیں ہوئی ۔

مسلم لیگ نے کانگریسی حکومت پر یہ الزام بھی عائد کیا اک اس نے صوبہ بہار میں متعدد موقعوں پر مسلمانوں کے ذاتی و تحدی و منصبی حقوق کو پامال کرایا۔ اس یارے میں مسلم لیگ نے الزامات کی کیفیت شائع کی اور ہنگالے کے وزیر اعظم ابوالقاسم فضل الحق صاحب نے ۱۹۲۹ء کے آخر میں فرد الزامات شائع کی جس میں ہر ایک الزامی واقع کی روئیداد درج کر کے کانگریس والوں سے جواب طلب کیا اور گورنمنٹ سے ان کی تحقیقات کے لیے شاہی کمیشن مقرر کرنے کی استدعا کی گئی۔ باتِ کحمد اور برہمنے والی نظر آتی تھی لیکن یہیں تک ہو کر ختم ہو گئی ۔

۳ ستمبر ۱۹۲۹ء کو یورپ میں جنگ شروع ہوئی اور انگریزی حکومت نے اہل ہند کے لئے بھی بھرپور اس جنگ میں ملک ہند کی شرکت کا اعلان کیا۔ کانگریس رہنمائی اول آنگریزوں سے اس جنگ کے مقاصد پر، چھ پھر ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو تمام دزارتوں کو مستعفی ہونے کی ہدایت کی وزارت کے مستعفی ہونے پر گورنر نے حکومت اپنے ذمے لے لی اور تادم

تحمیر یہی صورت قائم ہو۔ (بولاٹی ۱۹۳۳ء)

کانگریس و نارت کے مستعفی ہونے پر مسلم لیگ کے زیر اثر ہر ایک صوبے میں مسلمانوں نے یوم نجات کی خوشیاں منائیں ۔

۱۲۵) صوبہ بہار میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جلسہ ۱۹۳۸ء

دسمبر ۱۹۳۷ء کے آخری میتھے میں سید عبد العزیز صاحب بیرونی سعی

(۲۹) در بھنگہ میں زنا بندی کی تقریب ۱۹۳۱ء

۶ فروری ۱۹۳۱ء کو صوبہ بہار کے سب سے زیادہ دولت منداور ہند کے سب سے بڑے زمین دار ہمارا جادا در بھنگہ نے اپنے بھتیجے روئی عہد کی زنا بندی کی۔ اس تقریب میں صوبے کے گورنر سرتھاں اسٹوائر اور چیف جسٹ پٹنہ ہائی کورٹ اور اکثر حکام اعلیٰ و رؤساؤں میں مدد و مدد ہے۔ ہند کے والیان ملک میں ہمارا بجا ہو، ہمارا جادا حوال پور، ہمارا جادا کوچ بہار، ہمارا جاتری پورہ اور ہمارا جامور۔ بخیج بھی شرکیک تھے اور ان میں اکثر ہوائی چہاز کے ذریعے آئے تھے۔ ہمانوں کی تواضع میں لاکھوں روپڑ صرف کیے گئے اور کئی دن تک جشن ہوتا رہا۔ طرح طرح کے کھیل تماشے اور سینما دکھائے گئے۔ خلقت کا وہ بجوم تھا کہ ریلوے کیپنی کو روزانہ متعدد گاڑیاں چلانی پڑیں۔ اس موقع پر متوفی ہمارا انی کی یادگار میں اہل در بھنگہ نے بغزی یوں کی بودو باش کے لیے جو گھر بنانے کی تجویز کی تھی اس کا بنیادی پتھر گورنر بہار نے رکھا۔

(۳۰) قصبه بہار شریف اور اطراف میں شدید فساد ۱۹۳۱ء

۱۴ اپریل ۱۹۳۱ء کو قصبه بہار اور گردوارے اطراف کے ہندوؤں نے مسلمانوں پر حملہ کیے۔ اس فساد میں بے قصور مسلمان ہلاک ہوئے اور ان کے گھر لٹ گئے۔ تمام واقعات کی تفصیل طوالت سے خالی نہ ہوگی۔ مختصر ہے

وقت سخت بارش ہوئی۔ چند منٹ میں حاضرین جلسہ شکنون نکلنے میں تتر بتر ہونے لگے۔ خطبہ صدارت بھی پڑھنے کی نوبت نہ آئی اور محض رسمی طور پر جلسے کی کارداشیوں کی منظوری کا اعلان کر کے جلسہ برخاست ہوا۔

(۱۲۷) کانگرسی گروہ کا علے الرغم دوسرا جلسہ

کانگرس والوں نے بعض سابق کارداشیوں کے بدب کانگرس والوں کا ایک گروہ گاہندر ہی جی اور ان کے پیراؤں سے ناراض ہو گیا تھا۔ اس گروہ کے لیڈر بابو بھاس چندر بوس نے اسی روز رام گڑھ میں دوسرے مقام پر علیحدہ جلسہ کیا۔ یہ جلسہ بارش شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ اس لیے اس میں وہ بھگلدر اور بے لطفی نہ ہوئی۔ بہر کیف یہ پہلا اتفاق تھا کہ کانگرس میں پھوٹ پڑنے کے بدب علے الرغم دوسرا جلسہ منعقد ہوا۔

(۱۲۸) مردم شماری سال ۱۹۳۱ء

اس سال مردم شماری کی رپورٹ سے ظاہر ہوا کہ صوبہ بہار میں مسلمانوں کی تعداد اکتا لیس لاکھ چالیس ہزار تین سو تائیں (۳۱۳۰۳۲۳) اور ہندوؤں کی تعداد دو کروڑ انشٹھ لاکھ پندرہ ہزار تینا لیس ہو۔

(۱۵۰۳۲۱۵۹۲۵)

لیے گورنمنٹ ہجی کی جانب سے تحریک ہوئی چاہیے۔ ان حالات کی بنابری
برٹش گورنمنٹ نے اپریل ۱۹۳۲ء میں سراٹافورڈ کرپس کو جرس میں
برٹش سفارت کے کام نہایت لیاقت اور کام یابی کے ساتھ انجام دے
چکے تھے۔ جدید تحریکات پیش کرنے کی غرض سے ڈبلی روائز کیا۔ ان جدید
تحریکات کی رو سے صوبوں کو پوری آزادی حاصل ہوتی تھی، اور ہند کی
مرکزی حکومت کو بھی اختیار حاصل ہوتا تھا کہ برٹش حکومت کی متابعت
سے عیحدہ ہو سکے لیکن موجودہ جنگ کے ختم ہو لے تک دائرائے کی
کوشش کو دائیرائے کی متابعت لازمی تھی۔ کچھ عرصے تک گفتگو اور ناسرو
پیام ہونے پر کانگریس نے اس طرز حکومت کو قبول کرنے سے صاف انکار
کر دیا اور سلم لیگ نے بھی اس بنا پر منظور نہ کیا کہ گورنمنٹ نے پاکستان کے
اعنوں کو صریحًا قبول نہ کیا تھا۔ بعض کانگریسی لیڈر ان تحریکات سے کوئی
اختلاف نہ رکھتے تھے لیکن گاہ مدنی جی نے ان کا خیال بدلتا دیا۔ کانگریس
نے حال اور مستقبل کے فرق کو مٹا دینے پر اصرار کیا اور تمام اختیارات کا
فوری مطالبہ پیش کیا۔ سراٹافورڈ کرپس نے نیل مرام واپس گئے، اور
کانگریس اسے حکومت کو معطل بنادینے کی تدبیریں سوچنے لگے۔

۱۹۳۲ کانگریسی لیڈر ہوں کی گرفتاری پر با غیانت فساد ات

۱۹۳۲ء

۸ اگست ۱۹۳۲ء کو بمبئی میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے یہ اعلان کیا
کہ انگریزوں کو حکومت سے وست بردار ہو کر اس ملک سے نکل جانا چاہیے

کرفنا دکسی حاصل محلے تک محدود نہ تھا بلکہ دیہاتوں میں بھی لٹھ ار کے
لیے خفیدہ ساز باز کا پتاملتا ہو۔ و خیانہ حکمتوں کی شدت کا اندازہ اس سے
ہو سکتا ہو کہ ایک ظالم نے ایک مسلمان بھی کو جس کی عمر چار سال کے قریب
ہو گئی ظالمانہ طور پر مار دالا۔ رقم کو معتبر لوگوں سے معلوم ہوا، تو کہ بعض غوب
اور کس پرس اشخاص بجوریوں سے اپنی مظلومیت کی فریاد بھی حکام تک
نہ پہنچا سکے۔ حکام ضلع کی کارروائی کا دار و مدار اکثر ما تحتوں کی رپورٹ پر
ہوتا ہو۔ وہ خود ذاتی طور پر لوگوں کے صحیح حالات و جذبات سے واقفیت
رکھنے کے ذریعے نہیں رکھتے اور پیش میں و پیش قدمی سے عاجز رہتے ہیں،
ہندو افادہ کا قبل از وقوع انساد نہیں کیا جاتا۔ ۱۹۱۴ء میں ضلع آرہ کے ناما
کے بعد سے اس وقت تک ایسے کئی ہنگامے ہو چکے ہیں۔ اس سے بڑا نقصان
یہ ہوا کہ ہندو مسلم اتحاد کی امید میں خواب پریشان ہو گئیں۔ اس سال ہندو
ہما بھائیوں جلے کے لیے شہر بھاگل پور کو منتخب کیا تھا لیکن وہاں بھی
ہندو مسلم فساد رو نہ تھا۔ اس لیے گورمنٹ نے اتنا عمدی احکام جاری کیے تھے۔

۱۹۳۲ء میں جدید تحریکات

جنگ کے معاملے میں کانگریس نے گورمنٹ کی کوئی حرایت نہیں کی
تھی اور مسلم لیگ نے مسلمانوں کو جنگ میں مدد دینے سے تو نہیں روکا
لیکن لیگ والوں کو والسرائے کی کونسل میں شریک ہونے سے باز رکھا
تھا جس سے گورمنٹ کسی قدر حیص بھی میں پڑگئی تھی اور بعض غیر کانگریسی
لیڈر برٹش گورمنٹ کو توجہ دلار ہے تھے کہ موجودہ رکاوٹوں کو دفعہ کرنے کے

اشنا میں پولس افسر اور پاہیوں کو پتھر اور ڈھیلوں سے مفروب کیا۔ حکام نے پھر اس گروہ کو ہٹنے کی تائید کی اور متواتر بمحایا کر دھٹنے کی صورت میں گولیاں چلائے کا حکم دیا جائے گا مگر کانگرس والوں نے ایک نہ مانی اور آگے بڑھنے کا تصدیق طاہر کیا۔ اب پاہیوں نے حکم پاتے ہی گولیاں چلا تیں۔ رقم کو معتبر اشخاص سے معلوم ہوا ہر کس سات اشخاص بندوق کی گولیوں سے ہلاک ہوئے اور بعد میں زخمی ہوئے۔ باقی گروہ نے منتشر ہو کر فی الفور فرار کیا۔

چند منٹ کے اندر اس واقعہ کی خبر شہر میں پہنچ گئی۔ جن لوگوں نے اب تک کار و بار جاری رکھا تھا دروازے بندر کر کے گھروں میں کھس کئے اور تمام بازاروں میں شہر خیوشان کی سی خاموشی طاری ہو گئی۔

۱۲ اگست کو محل قدم لکھوان میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں انگریزی حکومت کے خلاف تقریر میں کی گئیں۔ اس موقع پر کئی ہزار آدمی جمع ہوئے تھے اور خلقت کا اس قدر بحوم تھا کہ راستے میں آمد و رفت و شوار تھی۔ مقررین کی پڑھوشن تقریروں سے متاثر ہو کر بعض اشخاص نے نازیبا حرکتیں شروع کر دیں۔ اور ہندستانیوں کے سرے انگریزی ٹوپی اور گلے سے نکلائی رابطہ، چین کر پھیٹک دی۔ بعض مسلمانوں نے سلمیگ دالوں کو بھی کانگرس کا شریک حال ہو جانے کا مشورہ دینا چاہا لیکن پھر کچھ سوچ کر سکوت اختیار کیا۔

اب ہندوؤں نے ہر لیکج جگہ آمد و رفت اور خبر سانی کے راستے اور ذرائع مدد و مہدم کرنے کے لیے تمام صوبے میں جا بجارتیں کی پڑیاں لامکھا دیں۔ ریل کے ڈبے توڑا لے۔ انجنوں کو بزور گروادیا۔ سڑکوں پر دنختوں

اس کے بعد ہی وائرلے کی کونسل کے فیصلے کے مطابق گاندھی جی اور دوسرے کانگریسی یمندوں کی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ ۹ اگست کو ان گرفتاریوں کی خبریں ریڈیو کے ذریعے سے پہنچ میں وصول ہوئیں۔ کانگریسی اخباروں نے معاً خبر کے پر پچ شائع کیے اور مقامی کانگریس والوں نے ہڑتاں مچلتے کی تدبیریں شروع کیں اور بہار نیشنل کالج کے طلباء نے انگریزی حکومت کے روئے پر اظہارِ نفرت کرتے ہوئے جلوس لکالا۔

۱۰ اگست کو پھر کانگریس والوں اور کالج کے طلباء نے زیادہ شدت کے ساتھ مظاہرے جاری رکھے اور عوام الناس کو ہڑتاں مچانے پر ابھارا۔ ہندوؤں نے اپنی اپنی دکان بند کروئی اور بعض مسلمانوں نے نقش امن اور لٹوٹ مار کے اندیشوں سے ڈکانیں بند کر دیں۔ طلباء اور کانگریسی گروہ انقلاب زندہ باد، "بندوں مسلم ایک ہوں" کرو یا مر و۔ انگریز نکل جاؤ ہمارا دیں بھارا اگر ہم کو دردا نہ اور ازیں قصیل صدائیں بلند کرتے ہوئے گشت لگاتے رہے اور کچھ لوں۔ دفتروں اور اسکولوں کی حاضری سے بیٹھ کرتے رہے۔

۱۱ اگست کو کانگریس والے اور کالج کے طلباء تجھنٹا پانچ ہزار اشخاص کے گروہ کو ساتھ لے کر گورنمنٹ سکریٹریٹ (دیوان خانہ) پر قبضہ کرنے یا کانگریس جھنڈا نصب کرنے کی غرض سے مشرقی دروازے پر پہنچ گئے۔ حکام اعلیٰ نہ پوس افسرانے ان کو سمجھا بجھا کر اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش بیٹھ کی تجھنٹا ڈھائی تین گھنٹے تک گفت و شنید ہوتی رہی۔ آخر پانچ بجے شام کے قریب اس گروہ کو منذر کرنے کے لیے سواروں کو دھاوا کرنے کا حکم دیا۔ سواروں نے گروہ کو منتشر اور پس پا کر دیا لیکن کچھ دوڑ ہٹ کر اس گروہ نے جمیعت فراہم کر لی اور سکریٹریٹ کی طرف قدم بڑھائے۔ اور اس

نیک نفس انان کا دل ہل جاتا ہے۔ انھوں نے ستیا مڑھی رضیح مظفر (پورا) کے سب ڈوینڈل افسرا اور پولیس ان پکڑ کر تو مع دوچڑا بیوں کے سرراہ گھیر کر محض اس جرم پر مارڈا لا کر انھوں نے کانگرسی بننے سے انکار کیا تھا۔ صرف موڑ ریا یورجس کو انھوں نے اپنی دانست میں مار کر ناٹے میں چھوڑ دیا تھا کسی طرح زندہ نج گینا۔ اسی ضلع میں ان شریروں نے میناپور کے تھلنے دار کو پکڑ کر اس پر کراسن تیل ڈال کر زندہ جلا دیا۔ اور ضلع پورتیہ میں روپولی کے تھانے دار اور دو کا اسٹبلوں کو بھی جلا دیا اور پٹنے کے قریب ہی ریل کے مسافروں میں ہوائی جہاز کے دو افسروں کو جو ملک کینٹا (امریکہ) کے رہنے والے تھے وختیانہ طور پر مارڈا۔

ریلوے پر باغیوں نے جو حملے کیے ان کی مدافعت کے سلسلے میں گورمنٹ نے ہوائی جہازوں سے بھی شین گن چلوائی۔ ضلع پٹنہ میں گریک کے قریب (بیمار شریف سے بارہ سیل دکھن) اور ضلع مونگیر میں پر سراہ اور بہیش گھونٹ اسٹیشنوں کے درمیان اور ضلع یہاںکل پور میں یہاںکل پور اور صاحب گنج کے درمیان باغیوں کے گروہ پر ہوائی جہازوں سے شین گنیں چلائی گئیں۔

بہر کیف یہ فساد کوئی معمولی فساد نہ تھا۔ باغیوں کو غالباً خفیہ طریقے پر یہ معلوم تھا کہ ان کو کیا کرنا ہو کیوں کہ ہر ایک صوبے میں اور ہر ایک مقام پر ایک ہی قسم کی حرکتیں عمل میں آتیں۔ گورمنٹ گاندھی جی اور کانگرسی لیڈروں کو ان فسادات کا بانی مبانی ٹھیک رکھتی ہے۔ کانگرسی لیدراس وقت قید میں ہیں اس لیے ان کا بیان تو معلوم نہیں لیکن گاندھی جی کے جو خطوط و اسرائے کے پاس گئے تھے ان سے ظاہر ہو کر وہ خود کو اور کانگرس

کے تھے اور پھر وہن کے ڈھیر لگا دیے۔ پلوں کو خراب کر دیا۔ تار توڑ دائے ڈاک خانوں اور تار گھروں کو لوث لیا اور آگ لگا دی۔ ریلوے کے گوداموں اور دفتروں کو لوث لیا۔ اسکو لوں اور گورنمنٹ اور میونسپلیشن کے دفاتر میں آگ لگا دی اور بعض بے قصور لوگوں کے گھر بھی لوث لیے۔ اس طائف الملوكی میں کچھ عرصہ تک اہل شہر کو بازار سے کھلا لکی چیزیں بھی دستیاب نہ ہو سکیں۔

ان واقعات کو دیکھ کر گورنمنٹ نے شہر پٹنس میں فوجی پیرے بٹھا دیے اور عام راستوں پر بغیر پاسپورٹ (تعزیریہ) آمد و رفت منع ہو گئی، گوئے پاہیوں نے شہر کی صفائی شروع کی اور جس کسی کو پایا بلا ایتیاز اس کام میں شریک کر لیا۔ بعض معزز اور خطاب یافتہ اشخاص بھی جو اتفاقاً سامنے آگئے تھے گورنوں کے ساتھ کام کرنے پر مجبور ہوئے کچھ لوگوں نے شہر سے نکل کر دیہاتوں کی راہی اور سواریوں کا باقاعدہ انتظام نہ ہونے کے سبب سخت رحمتیں اٹھائیں۔ شہر اور اطراف پٹنس کے علاوہ صوبے کے ہر ایک شہر اور سب ڈویزن سے اسی قسم کے واقعات کی اطلاعیں وصول ہوئیں۔ اور حسب ضرورت گورنمنٹ نے ہر ایک مقام پر فوج کے وسٹے روائز کے۔ اور پوس اور فوج کے پہرے بٹھائے۔ باپس ہمہ باغیوں نے سینکڑوں مقام پر ریلوے اسٹیشنوں، ڈاک خانوں، تار گھروں، سرکاری اور نیم سرکاری دفتروں، اسکو لوں اور تھانوں کو نقصان پہنچایا۔

اس قسم کے واقعات اور صوبوں میں بھی ہوئے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی شدت اور کثرت صوبہ بھار میں بہت زیادہ تھی بعض مقام پر ان خالملم باغیوں نے ایسی حشیانہ حرکتیں کیں جن سے ہر ایک

اس خطرے سے بہت قریب ہو۔

بعض اہل الرائے کاگان ہو کے غیر مسلم فرقوں میں کچھ اشخاص ایسے بھی ہیں جو جاپان کی حکومت کو مددگار بناؤ کر انگریزی حکومت کا استیصال کرنا چاہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ ناخدا انس اور ناخدا ترس جاپانیوں سے بھلائی کی کوئی توقع ہو ہی نہیں سکتی اور اہل چین چھو برس سے ان کی شرارتون کا تلحظ تحریر اٹھا رہے ہیں۔ عوام الناس کو اس کا بھی تلقین ہو اپو بھاس چندر بوس کلست سے خفیہ فرار کر کے جرمنوں اور جاپانیوں کی پناہ میں ہیں۔ واللہ اعلم۔ اس سال گور منٹ نے تابے کے نئے پیے جاری کیے ہو سبق پیے سے چھوٹے ہیں اور ان کے نجع میں گول سوراخ ہو۔

صوبہ بہار میں مسٹر یونس پھر اپنی وزارت قائم گرانے کے لیے سلسہ جنبانی کر رہے ہیں لیکن اب تک کوئی کام یابی کی امید نہیں بندھی ہو۔ ۱۹۲۳ء کو ادھر صوبوں کی طرح صوبہ بہار میں بھی توں کی فتح کی خوشیاں سنائی گئیں۔ خاص پڑنے میں کچھ زیادہ دھoom دھاام مچی اور غربا کو کپڑے بھی تقیم کیے گئے۔

ملک میں نہ کوئی جنگ واقع ہوئی ہو اور نہ تحطیکن خلقت ایسی تباہ حال ہو رہی ہو جس کی مثال پہلے کبھی دیکھنے یا اٹھنے میں نہیں آئی تھی غربا میں کثیر قدر ایسے اشخاص کی ہو جو دو دن میں ایک وقت کھانا مل جانے کو غنیمت جانتے ہیں۔ چاول تیرہ آنے کو ایک سیر اور آٹا دس آٹے کو ایک سیر نہتا ہو۔ غریب مرد دوڑ جو آٹھ دس آٹے روزانہ مزدوفدی کرتے ہیں اپنے اہل دعیال کی پیروش سے عاجز نظر آتے ہیں۔ کپڑے بھی اس قدر گراں ہیں کہ غربا تو درکنار او سط درجے کی حیثیت والے بھی پہنچنے پڑتے ہیں۔

کو قابلِ الزام سمجھنے سے انکار کرتے ہیں۔

نادان باغیوں نے شایدیہ سمجھا تھا کہ موجودہ جنگ کی کش کش میں ان فسادات سے گھبر اگرگور منٹ کانگرس کی بات مان لینے پر مجبور ہو گی۔ لیکن ہر فردی شعور جانتا ہو کہ ایسے ہنگاموں سے نقصان کے سوا کوئی کامیاب نہیں ہو سکتی خصوصاً اس حالت میں کہ سرکاری ملازم اور پولس اور فوج اور ملک کی دوسری قومیں باغیوں کے ساتھ نہ تھیں اور سلطان من حیث قدم ان کی تحریکوں سے تطمعاً الگ ہیں۔

^{۱۹۳۲ء} باغیانہ حرکات اور جرائم کا سلسلہ ہمیں تک جاری رہا لیکن ۲۷ ستمبر سے صوبے میں عام طور پر امن کی صورت نظر آنے لگی اور اسی تاریخ کو شہر سے فوجی پہرہ اور پابندیاں اٹھاوی گئیں۔

(۳۳) موجودہ حالات ^{۱۹۳۳ء}

فی الحال ہر ایک مقام پر حکام کی تمام توجہ جنگ میں ہر ایک طرح کی امداد دینے پر مبذول ہو رہی ہے۔ ملک ہنر اب تک میدانِ جنگ نہیں بنा رہا لیکن ملک برہما، سنگاپور اور جزائر آنڈمان پر قابض ہونے کے بعد جاپانیوں نے کلکتہ، چاٹ گام اور خیج بنگال کے بعض ساحلی مقاموں پر ہوائی جہاز سے گولے گرا کر کچھ بیانوں کو نقصان پہنچایا اور بعض بے قصور لوگوں کو بلاک کیا ہے۔ اور صوبہ آسام کی سرحد پر بھی چھپر چھاڑی ہے۔ ان واقعات سے ظاہر ہو کہ جاپان والے اس ملک پر بھی چڑھائی کرنے کا قصد رکھتے ہیں لیکن اب تک جرأت نہ کر سکے۔ بہر کیف صوبہ بہار بھی

(۳۳) خاتمه

الحمد لله رب العالمين
کتاب مکمل تاریخ اسلام
کوہ پنجاب کی بارہ برس کی محنت ٹھکانے لگی۔ موجودہ زمانے میں ہر
گوشے کے حالات روزانہ اخباروں کے ذریعے سے معلوم ہوتے رہتے
ہیں اور سال بسال ضروری حالات سرکاری روپر ٹوں میں شائع کیے
جاتے ہیں یہیں گزشتہ واقعات کے متعلق ایسی کوئی تازیہ کتاب موجود
نہ تھی جس میں ہمارے صوبے کے مکمل تاریخی حالات مستند تاریخوں کے
حوالے سے مرتب کیے گئے ہوں۔

شیریں تراز حکایتِ مانیت قصہ

تاریخ روزگار سدا پا نوشتہ ایم

رقم
فضح الدین بخاری

کپڑوں پر گز از اکر رہے ہیں۔ گورمنٹ نے جا بجا سرکاری ملازموں اور عوام الناس کے لیے غلے کی دکانیں بھی کھلوائی ہیں۔ لیکن ہر ایک تنفس ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور جس غریب کے پاس کچھ سرمایہ باقی نہ رہا ہو اس کے لیے فاقہستی کے سوا کوئی چارہ کا نہیں۔ شہروں میں روزانہ فاتوں سے متین بھی ہو رہی ہیں اور دیہاتوں کا بھی یہی حال ہے۔

ان معیوبتوں کے بہت سے اسباب ہیں جن میں راقم کے خیال میں ایک بڑا سبب یہ بھی ہو کہ ابتداء میں گورمنٹ نے چیزوں کا نزدیکی مقرر کیا اس کو دیکھ کر مہاجنوں اور آڑھٹ والوں نے غلے خرید کر گھروں میں چھپانا شروع کر دیا اور نزدیکی تدریجیں کرنے لگے۔ یقین ہو کہ اس وقت بھی ہر ایک جنس کثیر مقدار میں لوگوں نے چھپا رکھی ہر جس کا پتالگانے سے گورمنٹ عاجز ہو۔

ایک بڑی صعیبت یہ آپڑی ہو کہ بازاروں میں روپیہ کا خرودہ نہیں ملتا۔ کچھ عرصے سے گورمنٹ نے اڈورڈ ہفتم اور جارج پنجم کے روپ کا رواج اٹھادیا ہو لیکن ان روپوں میں چاندی کی مقدار زیادہ ہو اور فی الحال چاندی گراں قیمت ہو گئی ہو اس لیے مہاجنوں نے ان روپوں کو بھی چھپا رکھا ہو بلکہ راقم کو یہ بھی معلوم ہوا ہو کہ بعض مہاجن اپنے ملازموں کو روپ کے خردے لے کر دیہاتوں میں اس عرض سے بھیجتے ہیں کہ پرانے روپ بارہ آنے کو خرید لائیں اور یہی روپ زیورات بنانے کے لیے مناروں کے ہاں چاندی کی قیمت پر فروخت کیے جاتے ہیں۔ روپ کا خرودہ نہ ملنے کے سبب خریدو فروخت نہایت دشوار ہو گئی ہو۔ بلکہ ریل کا مکٹ لینے میں بھی نخت وقت پیش آتی ہو۔

کتب جن کے حوالے سے تاریخ مژہب کی گئی ہو

- (۱) طبقات ناصری (ابو عمر منہاج الدین سراج جوزجانی) مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی
بنگال ۱۸۶۲ء
- (۲) تاریخ سالار سعود فازی مطبوعہ نول کشور لکھنؤ
- (۳) تاریخ آئینہ او دھ مولفہ سید ابوالحسن
- (۴) تاریخ فیروز شاہی مولفہ ضیاء الدین بری مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ۱۸۶۲ء
- (۵) تاریخ فیروز شاہی مولفہ شمس سراج عفیف (ایضاً، ۱۸۸۱ء)
- (۶) وسیل شرف مولفہ شاہ فرزند علی صوفی متیری
- (۷) تذکرۃ الکرام مولفہ شاہ کیر الدین احمد داناپوری
- (۸) آثار شرف مولفہ قاضی سید نور الحسن
- (۹) تاریخ فرشت مولفہ محمد قاسم فرشت مطبوعہ لکھنؤ
- (۱۰) اکبر نامہ مولفہ علامہ ابوالفضل ایضاً
- (۱۱) آئین اکبری ایضاً ایضاً
- (۱۲) منتخب التواریخ مولفہ عبدالقدار بداؤنی مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال جلد ۱ ۱۸۴۱ء و جلد ۲ ۱۸۴۵ء
- (۱۳) طبقات اکبری مولفہ خواجہ نظام الدین احمد بخشی مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال
- (۱۴) ماڑالاہرا مولفہ شہزاد خاں مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال
- (۱۵) ترک جہاں گیری مطبوعہ منتی نول کشور لکھنؤ
- (۱۶) جہاں گیر نامہ مولفہ محمد خاں ایضاً

15. Martins Eastern India (Published 1838)
 16. District Gazetteer, Patna by Omally (1924)
 17. Twenty-eight years in India by W. Taylor
 18. Journal of the B & O Research Society 1915,
1918, 1925.
 19. Encyclopaedia Britannica 11th. Ed.
 20. Dynasties of the Kaliyug by F. E. Pargiter (1913)
 21. History of Bengal Bihar & Orissa under British
Rule by Omally (1926)
 22. Memoirs of Gaur & Pandia. by K. S. Abid Hosain
Khan, Edited by Stapleton M. A.
 23. Coins of India by C. J. Brown.
 24. History of India as told by its own historians
by Elliot & Dawson.
 25. Chotanagpur by Bradly Birt I. C. S.
 26. History of Aurangzeb by Sir J. N. Sarkar.
 27. 'Asoka' by V. A. Smith (1920)
-

- (۱۶۱) پادشاہ نام مولفہ ملائکہ عبدالمجید لاہوری مطبوعہ ایشائیک سوسائٹی بنگال
 (۱۶۲) عل صاحب رشاد چہاں نامہ مولفہ محمد صاحب کتبی مطبوعہ ایشائیک سوسائٹی بنگال
 (۱۶۳) عالم گیر نامہ مولفہ محمد کاظم بن محمد امین بخشی مطبوعہ ایضاً ۱۸۴۵ء
 (۱۶۴) ماشر عالم گیری مولف مستدرخان مطبوعہ ایضاً ۱۸۴۶ء
 (۱۶۵) منتخب الباب مولفہ ہاشم خاں (غافل) مطبوعہ ایضاً ۱۸۴۹ء
 (۱۶۶) سیر المتأخرین مولف غلام حسین خاں طیا طبائی مطبوعہ لکھنؤ
 (۱۶۷) ریاض اللطیین مولف غلام حسین خاں ترید پوری مطبوعہ ایشائیک سوسائٹی بنگال
 (۱۶۸) شاہ عالم نامہ مولف غلام علی خاں مطبوعہ ایشائیک سوسائٹی بنگال
 (۱۶۹) تذکرہ صادقہ مولوی عبد الرحیم صادق پوری
 (۱۷۰) کتاب ہبہ بھارت چھاپ کلکتہ
 اور کتابوں کے نام اصل صفحوں کے ساتھ پائے جائیں گے۔

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو ہند کا پسندیدہ روزہ اخبار
ہر ہفتے کی پہلی اور سو طویں تاریخ کو شائع ہوتا ہے
چندہ سالاں ایک ٹپیہ فی پرچہ ایک آنے

اُردو

انجمن ترقی اردو (ہند) کا سماںی رسالہ

جنوری، اپریل، جولائی اور اکتوبر میں شائع ہوتا ہے

اس میں ادب اور زبان کے ہر پہلو پر بحث کی جاتی ہے۔ تقدیمی اور محققانہ مضامین خلاصہ تیار رکھتے ہیں۔ اردو میں جو کتابیں شائع ہوتی ہیں، ان پر تبصرہ اس رسالے کی ایک حصہ میں ہے۔ اس کا جنم ذیل موصفحہ یا اس سے زیادہ ہوتا ہے۔ قیمت سالانہ محصول داٹ غیرہ ملکہ اکریسا پر پریکریزی رائج ہے۔ پریکریٹ عثمانیہ ہونے کی قیمت ایک ٹپیہ بارہ آٹے (دو روپیہ یک ریل عثمانیہ)

رسالہ سائنس

انجمن ترقی اردو (ہند) کا ماہانہ رسالہ

اُردو گریڈی ہمیٹی کی پہلی تاریخ کو جامعہ عثمانیہ حیدر آباد سے شائع ہوتا ہے
اس کا مقصد یہ ہو کہ سائنس کے مسائل اور خیالات کو اردو زبان میں مقبول کیا
جائے۔ دنیا میں سائنس کے تعلق جو جدید ایجاد ہاتھانات و تفاؤل فتوحات ہوتے ہیں یا بحثیں یا ایجادیں
ہو رہی ہیں ان کو کسی قد تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے اور ان تمام مسائل کو حسنه الامکان
صاف اور سلیس نہیں میں ادا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سے اردو زبان کی
ترنی اور اہل وطن کے خیالات میں روشنی اور وسعت پیدا کرنا مقصود ہے۔ رسالے میں
متعدد بلاک بھی شائع ہوتے ہیں قیمت سالانہ صرف پانچ روپیہ یک ریل عثمانیہ (چھوٹی ٹپیہ) میں
خطابات کا پتا۔ متمدد مجلس ادارت رسالہ سائنس جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن

انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی

ENGLISH BOOKS

1. Buddhist India by Dr. T. W. Rhys Davids L. Ld., Ph. D. 5th. Ed. 1917.
2. Early History of India by Dr. V. A. Smith (1924)
3. Ancient Geography of India by Gen. Sir A. Cunningham.
4. Dialogues of Buddha (T. W. Rhys Davids)
5. Ancient India as described by Megasthenes & Arrian by J. W. Mc. Crindle M. A.
6. On the Travels of Yunan Chwang by T. Watterson.
7. Discovery of the exact site of Asoka's classical capital of Pataliputra by Lt. Col Waddel (1912)
8. Buddhist Records of the Western world by Prof. Beal.
9. Fa Hian's Travels by Prof. G. Lagge (1886)
10. Stewart's History of Bengal.
11. Taverner's Travels (Published London 1684)
12. Travels in the Moghal Empire by Francois Bernier
13. Early British Administration of Bihar by R. Hand.
14. Early Revenue History of Bengal & Fifth Report by F. D. Ascoli M. A.



مشائہ سیرہ لونان و روم

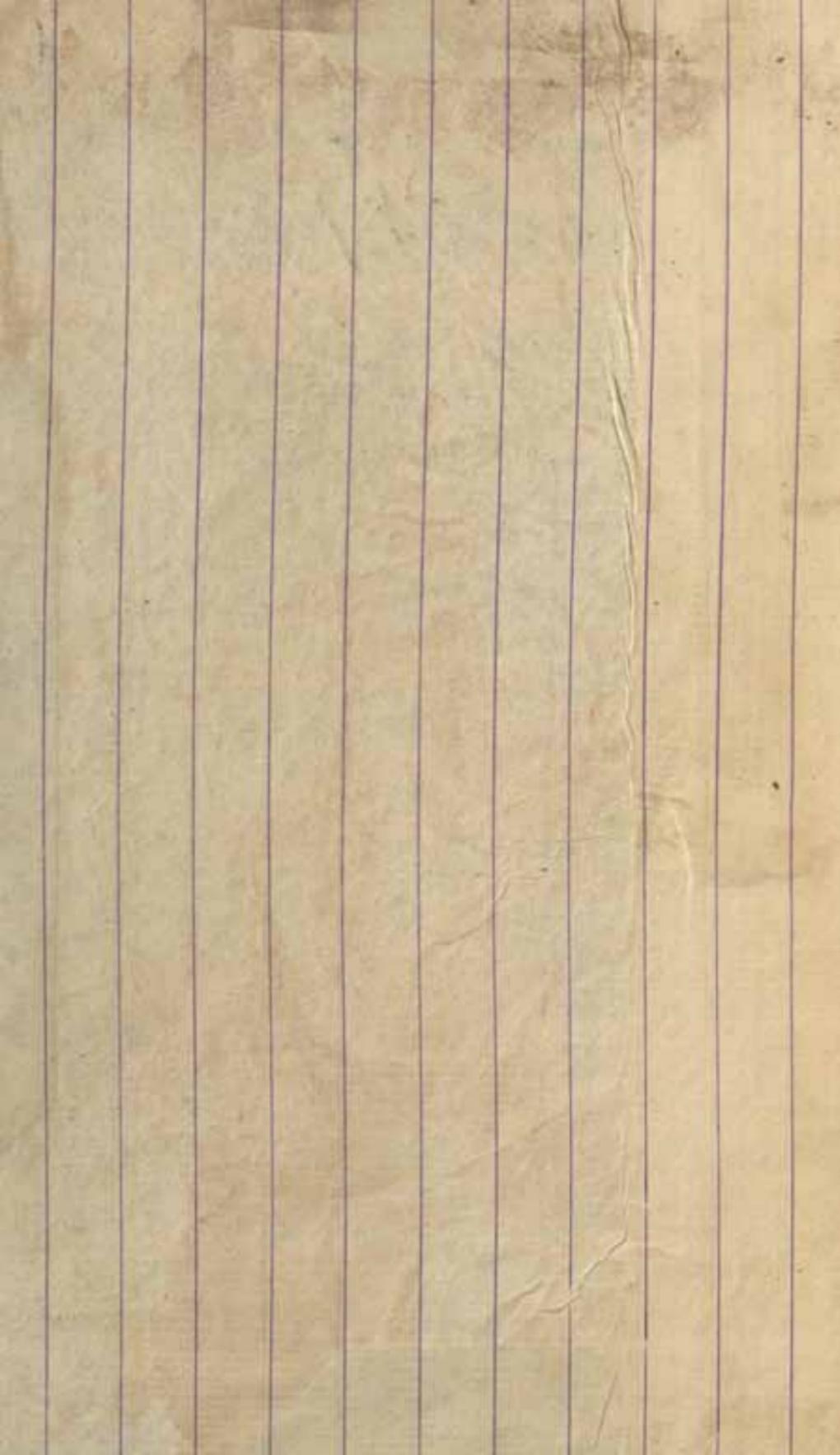
دھن پرستی اور بے نفسی۔ عزم و جواں مردی کی شالوں سے اس
ہر ایک صفحہ معمور ہے۔ قیمت حصہ اول مجلد چار روپا (لکھہ)، بلا جلد تین روپا
(سے)، حصہ دوم مجلد تین روپا (سے)، بلا جلد دو روپا آٹھ آتے (ریال)۔

کتابہ الہند (البیرونی) حصہ اول و دوم



البیرونی کی اس معکر آرائصنیف کے ترجمے کی کئی مختلف اداروں
نے کوشش کی یہکن تنوع علمی موضوعات اور دینیں سائل کی بہتات۔
بدب اس کی تکمیل سے قاصر ہے، سات سال کی محنت کے بعد تن
ماہرین علم سے رجوع کر کے انہیں اس کتاب کا قابل اطیبانان ترجمہ کرا-
یں کام یاب ہو گئی، قیمت حصہ اول مجلد تین روپا آٹھ آتے (ہے)،
بلا جلد تین روپا (سے) حصہ دوم مجلد لکھہ، بلا جلد تے
صلنے کا پتہ

انجمن ترقی ازدواج (ہند) دہلی



CENTRAL ARCHAEOLOGICAL LIBRARY,
NEW DELHI
Issue Record.

Catalogue No. 954.16/Fas.- 2795.

Author— Fasihud'Din Balkhi
Azimabadi.